NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group, Insta Pg, Youtube Channel)

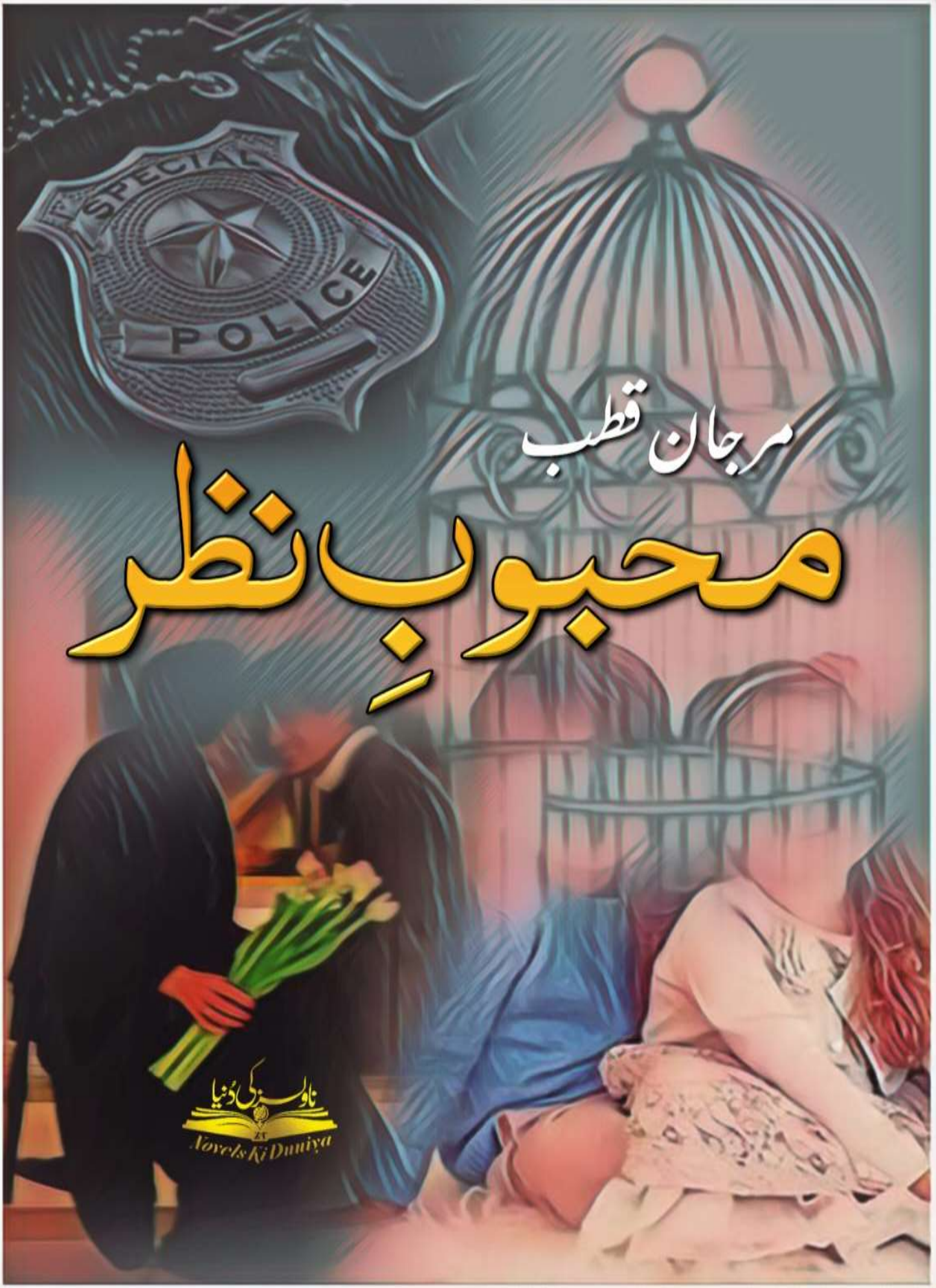

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

السلام علیکم احباب۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کرکے ہی پبلش کیا جاتا ہے چوُک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے "ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Nkd (ZT) (UserName: Novelskiduniya77)

Youtube Channel: Novels Ki Dunya (NKD) Official

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے Blue الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے شکریہ۔۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تنبیہ: لکھاری کے حقوق کی حفاظت کیلئے اہم پیغام"

اس ناول کے تمام جملوں کی حقوق مصنف یا لکھاری '**مرجان قطب**' کے نام پر ہیں۔ کسی بھی صورت میں، اس ناول کے کسی بھی حصہ یا کہانی کو کسی دوسرے پلیٹفارم یا سوشل میڈیا پر شیئر کرنے سے پہلے، لکھاری کی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ بغیر اجازت کے کسی بھی شخص یا پلیٹفارم پر یہ ناول کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔

اس ناول کو "**ناولز کی دنیا**" پلیٹفارم پر لکھاری کی اجازت کے ساتھ پبلش کیا جا رہا ہے، لہذا اگر یہ ناول اس پلیٹفارم کے علاوہ کہیں اور بھی ملتا ہے یا اس پی ڈی ایف کو استعمال کر کے مختلف جگہ پبلش کیا جاتا ہے تو اس کے خلاف قانونی کاروائی کی جا سکتی ہے۔

All Rights Reserved to the Writer "**Matjaan Qutab**" And "**Novels ki Duniya**". Publishing this novel or any part of this story is prohibited to any Website, Channel, Book and Any Digital Or Social Platform...

(یہ کہانی اور اس میں موجودہ کردار صرف تخیلات ہیں۔ کسی بھی واقعی کہانی یا شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کسی قسم کی مماثلت پائی جاتی ہے تو یہ صرف اتفاق سمجھا جائے گا۔۔)

انتساب

دِلوں کے ساتھ ہمیشہ نرمی کا معاملہ رکھیں کیونکہ حکم ہے سچ بھی قرینے سے بتایا جائے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

محبوبِ نظر

از قلم: مرجان قُطب

"سر! آپ کا دس بجے اِنٹرویو ہے۔" وہ جب آخری فائل پر دستخط کر کے ریوالونگ چیئر سے اُٹھ کر سائیڈ پر رکھے ڈارک براؤن صوفے پر آ کر بیٹھا تبھی اُسکا سیکرٹری شیشے کے دروازے کو ناک کر کے اندر آیا اور اُسے اطلاع دی جبکہ اُس نے دیکھے بغیر سَر ہلا کر آنکھیں مُوندتے ہوئے سر صوفے کی پُشت سے ٹِکا لیا۔ یہ اِس بات کا اِشارہ تھا کہ وہ کچھ دیر بغیر کسی کی مُداخلت کے بالکل اکیلا رہنا چاہتا ہے اور یہ بات اُسکے سیکرٹری آدم ثقلین سے زیادہ کون جانتا تھا تبھی وہ تیز قدموں سے باہر نکل گیا اور نکلنے سے پہلے اُس شاندار سے آفس کی تیز روشنیوں مدہم کرنا نہیں بُھولا تھا۔ مدہم روشنی اور خاموشی کے باوجود بھی اُسکے اندر کی بے چینی کم ہونے میں نہیں آ رہی تھی۔ اِس شہر کی بھیڑ میں اُسکے لیے ایک پَل کا سکون نہیں تھا۔ تھکتے اعصاب کے ساتھ اُس نے اُن کانوں کی چیرتیں بد دُعاؤں اور سسکیوں کو نظر انداز کرنا چاہا مگر یہ ممکن نہیں تھا۔ ہر آن اُسکا وجود، اُسکے چہرے کے تاثرات، سینے میں دھڑکتا دِل سخت ہو رہے تھے بلکہ سختی میں پتھروں سے بھی زیادہ سخت حالانکہ وہ آہیں اور سسکیاں پتھر تک میں دراڑ لا سکتی تھیں مگر وہ شخص تو پتھر سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوا تھا۔ گہرا سانس لے کر وہ ایک جھٹکے سے آنکھیں کھول کر اُٹھا اور پھر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

جیپ کی چابیوں کی تصدیق کر کے تیز قدموں سے آفس سے باہر نکل گیا۔ پارکنگ لاٹ میں سیاہ رنگ کی گلیڈیئیٹر جیپ میں بیٹھتے ہوئے وہ ایبٹ آباد کے اَسیسٹنٹ کمشنر آفس کی سرکاری عمارت سے نکال لے گیا۔ ایک ہاتھ سٹئیرنگ وہیل پر رکھے جبکہ دوسرا ہاتھ کُھلی کھڑکی پر ٹِکائے وہ کسی گہری سوچ میں مگن جیپ چلا رہا تھا۔ جیپ کی تیز رفتاری سے معلوم ہو رہا تھا کہ اُسکو کہیں پُہنچنے کی عُجلت ہے۔ ماتھے پر لاتعداد شکنوں کا جال لیے وہ بے حد بے دلی سے جیپ کا رُخ وہاں موڑنے لگا جہاں وہ مَر کر بھی جانا پسند نہیں کرتا تھا مگر ہر بار مَر کر بھی جانا پڑتا تھا۔ اُس وسیع و عریض حویلی کے آہنی سیاہ لوہے کے گیٹ کے آگے جیپ روک کر ہمیشہ کی طرح خود جیپ سے باہر نِکلا اور پِھر کسی غیر کی طرح بیل بجائی۔ دوسری بار بجائے جانے پر گارڈ نے دروازہ کھولا اور اُسکا سنجیدہ، پتھر چہرہ دیکھ کر سیدھا ہوا۔

"اے-سی صاحب!" اُس حویلی کے تمام مُلازمین اُسے چھوٹے مالک کہنے کی غلطی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اُس حویلی میں کام کرنے والا ایک ایک مُلازم جانتا تھا کہ اُسکو اِس حویلی سے اپنا کوئی واسطہ تعلق جوڑے جانا کِس قدر نفرت انگیز لگتا ہے۔

"نثار صاحب گھر پر ہیں؟" اُسکے سنجیدگی سے پوچھے جانے پر گارڈ نے تیزی سے اثبات میں سَر ہلایا۔ سامنے کھڑے شخص کی شخصیت کا رعب اور جاہ و جلال بہت زیادہ تھا۔ اُس شخص کے سامنے غیر ضروری گفتگو کرنے کی ہمت کسی میں بھی نہیں تھی۔ گارڈ کے جواب پر وہ تیز مگر مضبوط قدموں سے اندر کی جانب بڑھا اور پِھر پاتھ وے سے ہوتا ہوا لکڑی کا آبنوسی دروازہ پار کر کے اندر آیا۔ اندر بڑے سے ہال میں جیسے محفل جمی ہوئی تھی۔ سب اُسکی آمد سے یقیناً غافل تھے تبھی قہقہے اور ٹھٹے لگ رہے تھے۔ اُن سب ہنستے مُسکراتے چہروں پر ایک ناگوار نظر ڈال کر جیسے ہی راہداری کی جانب بڑھا، ہالہ کی اچانک نظر اُس پر پڑی اور لمحے بھر کے لیے اُسکا سانس رُک گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ہیں نہ، ہالہ؟" ساتھ بیٹھے حمزہ نے کسی بات کی تائید کے لیے اُس سے تصدیق چاہی مگر جواب نہ ملنے پر سب کی طرح اُسکو دیکھا جو ساکن سی نہ جانے کیا دیکھ رہی تھی۔ حمزہ نے چہرہ پھیر کر اُسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور اُسکا بھی حال کم و بیش ہالہ جیسا ہی تھا۔ پہلے حیرانگی سے اُسکی آنکھیں پھیلیں اور پھر جُوش سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"سُبک بھائی!" حمزہ کی آواز کی خوشی اور جُوش پر ہال میں یک دَم خاموشی چھا گئی۔ یوں لگتا تھا سب کو سانپ سُونگھ گیا ہو۔ حمزہ تیزی سے اُٹھ کر اُسکی جانب بھاگا جو حمزہ کو اپنی جانب بڑھتے پا کر بدقت مِسکرا دیا تھا اور ہالہ چونک کر سیدھی ہوئی۔ تیزی سے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بال سنوارے جبکہ نادیہ اور فلک نے نفی میں سَر ہلا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیسے ہو بیٹا!" اُسکے بال سہلا کر حمزہ کو سینے سے لگاتے ہوئے اُس نے آہستگی سے کہا جبکہ صوفے پر بیٹھی ماڈرن اور طرحدار سی ماہ پارہ نے نخوت سے سَر جھٹکا۔ اُسکی مُحبت اپنے سوتیلے بہن بھائیوں سے اُنکی تو سمجھ سے باہر تھی تبھی تو وہ سب اُسے ناٹک لگتا تھا اور کیوں نہ لگتا وہ اُنکی سوتن کا بیٹا جو تھا۔ اُسے دیکھ کر ہر بار نئے سِرے سے وہ عورت یاد آ کے اَن دیکھی آگ میں جلانے لگتی۔

"میں ٹھیک ہوں؟ آپ نے کتنے عرصے بعد حویلی کا چکر لگایا ہے۔" حمزہ کے گلے پر وہ بس مُسکرا دیا۔ اُس بارے میں کچھ منفی کہہ کر وہ حمزہ کا معصوم دِل نہیں توڑ سکتا تھا جبکہ ہالہ بے خودی میں اُٹھ کر قدم قدم چلتی ہوئی اُس تک آئی۔ جانتی تھی وہ اُسکی جانب نگاہ تک ڈالنا گوارہ نہیں کرے گا۔

"کیسے ہو، سُبک؟" اُس محبوبانہ اور بے باک اِنداز پر اُسکے ماتھے پر پھر سے شِکنوں کا جال بِچھنے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہارے بابا کہاں ہیں، حمزہ؟" اُسکو مکمل نظر انداز کیے اُس نے حمزہ سے پوچھا جبکہ ہالہ یونہی اثر لیے اُسکو نہارتی نظروں سے دیکھتی رہی جو سیاہ قمیض شلوار کے ساتھ مضبوط کاندھوں پر کریم کلر کی شال ڈالے، اپنی ورزشی جسامت، وجیہہ اور سنجیدہ نقوش کے ساتھ ماحول پر چھایا ہوا الگ رہا تھا، ہمیشہ کی طرح۔

"حمزہ!" ماہ پارہ کا ضبط اِتنا ہی تھا۔ اُنکی تنبیہہ بھری پُکار پر حمزہ نے بجھتے دِل کے ساتھ چہرہ پھیر کر اپنی ماں کے نفرت سے پُر تاثرات کو دیکھ کر اپنے بڑے بھائی کو دیکھا جِس پر اُسکو کسی سخت پہاڑ کا گُمان ہوتا تھا۔

"کتنی بار کہا ہے اوباش اور قتل و غارت کرنے والے لوگوں سے دُور رہا کرو۔" اُنکا ہمیشہ کا وہی انداز تھا۔ اُس نے لب بھینچ کر حمزہ کا کندھا تھپتھپایا اور پھر جیسے ہی راہداری کی جانب بڑھنے لگا، ہالہ تیزی سے اُسکے راستے میں آئی۔ وہ اگر بروقت نہ رُکتا تو ضرور اُنکا تصادم ہوتا۔ اُسکا چہرہ جِس تیزی سے سختی سے برف کر دیتے تاثرات میں ڈھلا، ہالہ کے حلق میں کانٹے اُگنے لگے۔ جانتی تھی وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔ ابھی سب کے سامنے وہ اُسے دو کوڑی کا کر کے رکھ دے گا اور وہی بھی ہوا۔ سیاہ گھنی بھنوؤں کے قریب سیاہ پتھر جیسی آنکھیں اُٹھیں اور ہالہ سرور اندر تک لرز کر رہ گئی۔

"وہ پہلے والی اُلفت اور بے تابی کہاں گئی، سُبک؟" اُسکے معنی خیز لہجے میں جو اُداسی اور فہمائش تھی اُس پر حمزہ کے علاوہ باقی سب حاضرین محفل نے تاسف اور تنفر سے اُس شاندار وجاہت کے شاہکار کو دیکھا جو زمانہ بدنام شخص تھا مگر ہالہ سرور پھر بھی اُس پر دِل و جان سے مرتی تھی۔

"سب کے سامنے بتا دیا تو مُنہ چُھپانے کی جگہ بھی نہیں مِلے گی تمہیں۔" اُس سنجیدہ، دوٹوک انداز پر مُسکراتی ہالہ کی مُسکراہٹ معدوم ہوئی اور چہرہ تیزی سے سُرخ ہوا۔ سامنے کھڑے شخص کو جلا کر خاک کر دینے میں کمال حاصل

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

تھا۔ بد تمیز اور بد لحاظ شخص جواب اِیسے دیتا تھا کہ اگلا اِنسان کئی دِن تک کڑھ کر گالیاں دیتا رہے۔ اُسکو یونہی جَلتا بُھنتا چھوڑ کر وہ قدموں کی اُسی رفتار سے آگے راہداری کی جانب بڑھ گیا جسکے آخری سِرے پر نثار حیدر کی سٹڈی تھی۔ اُسے نثار حیدر سے حتمی بات کر کے جلد اَز جلد اِس حویلی سے نکلنا تھا۔ اِس حویلی نے اُسے سوائے اذیت، رسوائی اور تکلیف کے کبھی کچھ بھی نہیں دیا تھا اور اُسے اِس حویلی سے کسی اور شے کی حاجت باقی بھی نہیں رہی تھی۔

✓ آ کے پتھر تو میرے صحن میں دو چار گرے
جِتنے اِس پیڑ کے پھل تھے، پسِ دیوار گرے
مُجھے گرنا ہے تو میں اپنے ہی قدموں میں گروں
جِس طرح سایہ دیوار پہ دیوار گرے
وقت کی ڈور خُدا جانے کہاں سے ٹوٹے
کِس گھڑی سَر پر لٹکی ہوئی تلوار گرے
دیکھتے کیوں ہو شکیب اِتنی بلندی کی طرف
نہ اُٹھایا کرو سَر کو کہ یہ دَستار گرے۔۔۔

"کیا کر رہے ہیں، بابا؟" اُنکو سامان تیزی سے باندھتے دیکھ کر وہ حیرانگی سے اُنکی جانب بڑھی مگر وہ کچھ بھی کہے بغیر سوٹ کیس میں اُسی جانفشانی کے ساتھ اپنا اور اُسکا سامان ڈالنے لگے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بابا جان!" اُنکے چہرے کے پریشان، خوفزدہ تاثرات پر اُسکو کسی اَنہونی کا احساس ہوا۔

"ہم یہاں سے جا رہے ہیں تو تم اپنا ضروری سامان جلدی سے رکھ لو۔" اُنکا عُجلت بھرا انداز اُسکی سمجھ سے باہر تھا۔

"لیکن ہم اپنا گھر چھوڑ کر کہیں کیوں جائیں گے؟" اُس کے حیران سوال پر اُنہوں نے جواب دیئے بغیر دونوں سوٹ کیس بند کیے اور پھر بستر سے نیچے اُتار کر سیل فون جیب سے نکال کر کسی کو کال مِلائی۔

"ہاں! ہم تیار ہیں تم گاڑی گھر کی پچھلی جانب کھڑی کرنا۔" دوسری جانب سے کال اُٹھائے جانے پر اُنہوں نے کسی کو ہدایت دی جبکہ وہ چہرے پر ڈھیروں تفکر لیے اُنکے پریشان انداز دیکھ رہی تھی۔ ساری ضروری اشیاء لے کر اُنہوں نے ساکن کھڑی اپنی بیٹی کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور پھر تیز قدم سے باہر کی جانب بڑھنے لگے۔

"مُجھے کچھ بتائیں تو سہی۔" بامُشکل حیرانگی اور اُلجھن کو دبا کر اُس نے کہنا چاہا۔

"ابھی کچھ مت پوچھنا، بیٹا۔" اُنکے لرزتے لہجے میں کچھ اِیسا تھا کہ اُس نے بغور اپنے باپ کا سپید پڑتا چہرہ دیکھا اور پھر اُسکو کوئی سوال کرنے کی بھی ہمت نہیں ہو سکی۔ وہ یونہی خاموشی سے اُنکے ساتھ گِھسٹتی ہوئی گھر کے عقبی دروازے تک آئی۔ اُسکے بابا یعنی احمد حسن نے تیزی سے کُنڈی کھول کر اُسکو شانوں سے پکڑ کر پہلے باہر نکالا اور پھر خود بھی سامان دھکیل کر باہر نکل آئے۔ سامنے ہی سیاہ رنگ کی ایس-یو-وی کھڑی تھی جو یقیناً شارق کی تھی۔

ڈرائیونگ سیٹ سے اُتر کر اُس نے احمد صاحب کے ہاتھ سے سامان لیا اور ڈگی میں رکھا جبکہ اپنے باپ کے اِشارے پر وہ یونہی اُلجھن، پریشانی اور خوف سے دھڑکتے دِل کے ساتھ دروازہ کھول کر پسنجر سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"سَر! کہاں جانا ہے آگے آپ نے؟" شارق سامان رکھ کر اُنکی جانب آیا جنکے اعصاب سَر پر پڑتی اُس ناگہانی آفت کی وجہ سے چٹخے ہوئے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ابھی کچھ معلوم نہیں اور میں تمہیں بتا کر مُشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ آفس میں سب سے یہی کہنا کہ مُلک سے باہر گیا ہوں۔" اُسکا کندھا تھپتھپا کر اُنہوں نے نرمی سے کہا۔ شارق اُنکے آفس کا وہ واحد لڑکا تھا جس پر وہ بھروسہ کر سکتے تھے۔ اُنکے مُضمحل تاثرات پر شارق نے مزید کچھ پوچھنا مُناسب نہیں سمجھا۔ آگے بڑھ کر اُنکے لیے پسنجر سیٹ کا دروازہ کھولا اور پھر ایک سرسری سی نظر پیچھے متفکر بیٹھی لڑکی پر ڈال کر ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ سیاہ گاڑی اُنکے گھر کو پیچھے چھوڑتے ہوئے ریلوے سٹیشن کی جانب بڑھ رہی تھی۔ وہ چہرہ کھڑکی سے ٹِکائے متفکر سی باہر دیکھتے ہوئے کبھی ایک نظر گُم صُم بیٹھے باپ پر ڈالتی اور کبھی باہر اندھیرے پر۔ آدھے گھنٹے کی مُسافت کے بات سٹیشن پر پُہنچ کر شارق نے گاڑی روک دی۔ ڈگی سے سامان نکال کر اُس نے احمد صاحب کو تھمایا اور پھر اُس لڑکی کو آخری بار پھر سے دیکھا جو سیاہ چادر سر پر اچھی طرح یوں اوڑھے ہوئے تھی کہ اُسکا چہرہ تک واضح نہیں تھا۔

"اپنا خیال رکھیئے گا۔" اُس نے بظاہر احمد حسن صاحب کو دیکھ کر کہا تھا مگر وہ اُس لڑکی سے مُخاطب تھا جو پچھلے دو سال سے اُسکے جذبات سے نہ جانے بے خبر تھی یا نظر انداز کرتی آئی تھی۔ بغیر اُسکو دیکھے وہ اپنے باپ کا بازو تھام کر اندر سٹیشن کی جانب بڑھ گئی جبکہ شارق تب تک وہیں کھڑا دیکھتا رہا جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئے۔ ٹرین میں بیٹھنے تک بھی وہ خاموش رہی مگر جیسے ہی ٹرین کراچی کی سَرزمین سے روانہ ہوئی اُس نے چہرہ پھیر کر اپنے بابا کو دیکھا جو تفکر سے باہر بھاگتے دوڑتے نظارے دیکھ رہے تھے۔

"اَب تو بتا دیں، بابا؟" اُسکے پریشان لہجے پر احمد صاحب نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا اور پھر گہرا سانس لیا۔

"ہم ایبٹ آباد جا رہے ہیں۔ وہاں میرا آبائی گھر ہے بس ہم وہیں رہیں گے۔ تم اپنا بوتیک بھی وہیں کھول لینا۔" اُنکے حتمی انداز پر اُسکو نئی فکر گھیرنے لگی۔ اُسکے بابا اِیسے نہیں تھے کہ کسی بھی معاملے میں اُسکو شامل نہ کریں، اُس سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

مشورہ نہ کریں۔ وہ تو اپنے دفتر کے اِنتہائی بے ضرر معمالات بھی اُس سے ڈسکس کرتے تھے تو اَب کی یہ راز داری اور مُبہم انداز اُسکو ہولا رہے تھے۔

"میں اپنا بوتیک کہیں بھی کھول لوں گی بابا لیکن مُجھے اپنی پریشانی کی وجہ تو بتائیں۔ ہم کیوں اپنا گھر بار چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں؟" اُسکے پُر اثرار انداز پر اُنہوں نے کرنٹ کھا کر اُسکو دیکھا۔

"ہم کسی سے بھاگ نہیں رہے۔" اُنہوں نے چہرے کے تاثرات سنبھال کر جِس برجستگی سے اُسکو وضاحت دی، وہ اپنے باپ کا چہرہ دیکھ کر رہ گئی۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا کہ ہم کسی سے بھاگ رہے ہیں تو کیا ہم کسی سے بھاگ رہے ہیں، بابا؟" اُسکے سنجیدہ سوال پر احمد حسن صاحب نے اپنی پیشانی سہلائی۔

"ٹھیک ہے مت بتائیں۔ میں بھی اَب آپ سے کچھ شیئر نہیں کروں گی۔" اُنکی خاموشی پر اُس نے نروٹھے انداز سے کہا جبکہ احمد حسن صاحب کا دِل اُسکی خفگی دیکھ کر بھاری ہونے لگا۔ وہ اپنی اکلوتی اور لاڈلی بیٹی کے لیے ہی تو بھاگ رہے تھے، ہاں! اُنکی بیٹی نے سہی ہی سمجھا تھا۔

"گُل!" احمد حسن صاحب کی ساری پریشانی اُسکے معصوم چہرے کو دیکھ کر ہوا ہو گئی تبھی اُنہوں نے اُسکا ہاتھ نرمی اور شفقت سے اپنے ہاتھوں میں لیا مگر وہ یونہی چہرے پر خفگی سمیٹے بیٹھی رہی۔

"گُلِ لَیلیٰ!" اَب کی بار بے حد مُحبت سے کہتے ہوئے اُنہوں نے اُسکو مُسکرانے پر مجبور کر دیا۔ چمکتی بادامی آنکھوں سے اُس نے چہرہ پھیر کر اُنکو دیکھا جو آنکھوں میں ڈھیروں شفقت اور مُحبت لیے اُسے ہی دیکھ رہے تھے۔ وہ سب بُھول بھال کر اُنکے کندھے پر سَر ٹِکا گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"چلیں! میں کچھ نہیں پوچھتی۔ جب ایبٹ آباد آجائے تو مُجھے جگا دینا۔" اُنکا بازو مضبوطی سے تھام کر اُس نے مُحبت سے کہا جبکہ احمد حسن صاحب اِتنی پریشانی اور فکر کے باوجود مُسکرا دیئے۔ دِل میں کہیں اندر شدید دَرد اُٹھ رہا تھا مگر وہ اُسکو دبائے گُلِ لَیلیٰ کا سَر تھپکنے لگے جو اُنکی چھاؤں اور شفقت محسوس کرتے ہی نیند کی گہری وادیوں میں اُترتی چلی گئی تھی جبکہ اُنہوں نے چہرہ پھیر کر رات کے اندھیرے میں بھاگتے دوڑتے مناظر کو دیکھا۔ آنکھوں میں فکر اور پریشانی کے سائے ایک بار پِھر شدت کے ساتھ گہرے ہونے لگے تھے مگر کوئی راستہ سُجھائی نہیں دے رہا تھا۔

وہ بغیر دستک دیئے دروازہ دھاڑ سے کھول کر اندر آیا جبکہ ضروری فائلز کی رُوگردانی کرتے نثار حیدر نے چونک کر چہرہ اوپر کیا اور پِھر سامنے کھڑے اپنے بیٹے کو دیکھا جِس نے اُنکو اپنا باپ کبھی سمجھا ہی نہیں تھا۔ لب بھینچ کر اُنہوں نے بغور اُسکے انداز دیکھے جو چہرے پر پتھروں جیسے تاثرات طاری کیے اُنکے ٹیبل کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔

"کب تمیز سیکھو گے تم؟" سخت کُھردرے لہجے میں نثار حیدر نے ہمیشہ کی طرح طنز کرنا اپنا فرض سمجھا۔

"جب تک آپ اپنی بیوی کو لگام نہیں ڈال لیتے۔" اُسکے یوں تڑخ کر کہے جانے پر وہ ایک جھٹکے سے کھڑے ہوئے۔

"بد تمیز، بے شرم اِنسان! اپنی ماں کے بارے میں اِیسے بات کرتے ہوئے شرم نہیں آتی تمہیں۔" وہ بولے نہیں غُرائے تھے۔

"وہ عورت میری ماں نہیں ہے، نثار صاحب۔" آخری لفظ چبا چبا کر ادا کرتے ہوئے اُس نے نثار حیدر کو ٹھٹکا دیا۔ اُسکے لہجے کی نفرت نے اُنکو ایک بار پِھر، ہر بار کی طرح اندر تک سُن کر دیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ میرا رستہ مت کاٹیں پھر آپکی بیگم نے کوشش بھی کیسے کی؟" اُنکے ٹیبل پر دونوں ہاتھ جما کر آگے کو جُھکتے ہوئے اُس نے مدہم مگر سخت لہجے میں کہتے ہوئے اُنکو چونکا دیا۔ وہ جانتے تھے کہ کِس بابت اِشارہ کیا جارہا ہے۔ کونسی بات نے اُسکے اندر دبے آتشِ فشاں کو پھٹنے کا موقع دیا تھا۔

"آپ اپنی بیگم کو سمجھا سکتے ہیں یا یہ کام بھی مُجھے کرنا پڑے گا؟" اُسکے گُھر درے اَستفسار پر اُنہوں نے ضبط سے اُسکو دیکھا جو آنکھوں میں ڈھیروں سختی لیے اُنکو ہی دیکھ رہا تھا۔

"وہ تمہاری فکر اور بھلے کے لیے کر رہی ہے سب۔ تینتیس کے ہو تم۔ کب آخر خود کو تباہ کرنا چھوڑ کر اپنا گھر بساؤ گے؟" اُنکی فکر اور نصیحت نے جیسے اُس شخص کے تن بدن میں آگ لگا دی۔ سُرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ اُس نے مُٹھیاں بھینچ لیں۔

"میں چالیس کا بھی ہو جاؤں تب بھی آپ کی بیگم کو کسی نے حق نہیں دیا کہ میرے ذاتی معاملے کو یوں میڈیا پر اُچھالیں۔" اپنی ماں کا پاس نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی تحمل سے کام نہ لیتا۔ نثار صاحب نے تاسف سے اُسکو دیکھا جسکا طیش اُنکو پریشان کرنے لگا تھا۔

"جِس میڈیا پر تمہارے کالے کارنامے مشہور ہو سکتے ہیں وہاں تمہاری شادی کیوں نہیں ڈسکس کی جا سکتی۔" اُنکے طنزیہ انداز پر وہ چند لمحے اُنکو یونہی سرد مہری سے دیکھے گیا۔

"شُکر کریں مُجھے اپنی ماں اور بہن کی حیا ہے۔" ٹھہر ٹھہر کر کہتے ہوئے وہ اُنکو اندر تک سُن کر گیا۔ پھیکے پڑتے چہرے سے وہ اُسکو دیکھے گئے جو کئی سال، طویل عرصہ گُزر جانے کے باوجود بھی اُس وقت کی آہنی قید میں تھا۔ اُسکی بھلائی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کے لیے اُٹھایا گیا اُنکا قدم معاف کرنے کو تیار نہیں تھا۔ اُنکو وارن کیے بغیر وہ ایک جھٹکے سے پلٹا جبکہ نثار صاحب جو کسی سخت سے حملے کی توقع رکھتے تھے، شل رہ گئے۔

"تم۔۔۔!" اُنکی بات نظر انداز کیے وہ پلٹ کر تیز قدموں سے اُنکی سٹڈی کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھول کر باہر نکل آیا۔ کسی اِنہونی کے احساس سے نثار صاحب تیز قدموں کے ساتھ باہر آئے۔ یقیناً وہ کوئی نیا کارنامہ سَر انجام دے کر اُنکی برسوں کی کمائی گئی عزت، محنت اور دولت کو خاک میں مِلانے والا تھا۔ وہ اُنہیں راہداری سے ہو کر گُزرتا نظر آیا اور تبھی ماہ پارہ کو اُسکے پیچھے جاتے دیکھ کر اُنہوں نے لَب بھینچ لیے۔ کچھ سوچ کر اُنہوں نے بھی قدم اُسی جانب بڑھا دیئے۔ ماہ پارہ کی فکر اور پریشانی کو سمجھتے تھے تبھی اُنھیں سیڑھیاں اُتر کر ماہ پارہ اُسکے پیچھے جاتی نظر آئی۔ آگے بڑھنے کے بجائے نثار حیدر وہیں سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر اُن دونوں کو دیکھنے لگے۔

"سُبک!" ماہ پارہ نے قدرے اُونچی آواز میں اُسکو پُکارا مگر ہمیشہ کی طرح مُقابل کے کان پر جُوں تک نہیں رینگی۔

"سُبکتگین حیدر!" اَب کی بار وہ اِس قدر قوت سے چیخی کہ اِرد گرد گُزرتے مُلازمین نے ٹھٹک کر دیکھا اور پھر اُس شخص کے خون جما دیتے تاثرات پر تیزی سے اپنا کام ترک کر کے سب اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ وہاں موجود سب لوگ سُبکتگین حیدر سے اِتنا ہی خوف کھاتے تھے۔ بے تاثر چہرے کے ساتھ اُس نے پلٹ کر بے حد طمانیت سے بَل کھاتی عورت کو دیکھا۔

"تم۔۔۔ میں نے منع کیا تھا نہ کہ دوبارہ اِس حویلی میں قدم نہیں رکھنا تو تمہاری ہمت۔۔۔" ماہ پارہ کے نفرت زدہ انداز پر نثار حیدر بے یقینی سے سیدھے ہوئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپ ہیں کون جو آپ کی بات کا پاس رکھا جائے اور کیا ضرورت ہوتی ہے مُجھ جیسے شخص کو اُکسانے کی، ہاں؟ کیا آپ مُجھے جانتی نہیں ہیں؟؟" اُسکی بات آرام سے قطع کر کے اِس قدر سَرد لہجے میں سوال پوچھا گیا کہ ماہ پارہ کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اُٹھی۔

"اور جب آپ کو اِتنی نفرت مُجھ سے اور مُجھے آپ سے ہے تو میری سمجھ سے باہر ہے کہ ہالہ کے لیے آپ کیوں میرا اِنتخاب کرنے کے لیے سَر دھڑ کی بازی لگا رہی ہیں۔" اُس کی اگلی بات پر اُسکا چہرہ پھیکا پڑا۔

"وہ۔۔۔وہ تمہیں پسند کرتی ہے، سُبکتگین۔۔۔" اُس نے سنبھل کر مصلحت سے بات سنبھالنی چاہی ورنہ یہ اُڑتی چڑیا کے پر گِن لیتا شخص سب جان کر تہس نہس کر دیتا کیونکہ سب کچھ تباہ اور برباد کرنا اُسکا برسوں پُرانہ شوق اور جُنون تھا۔

"یہاں کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ اپنی اصلیت دِکھا سکتی ہیں۔" اُسکا انداز اِس قدر آگ لگاتا ہوا تھا کہ ماہ پارہ کا چہرہ سُرخ ہوا۔ اُس کم بخت کو پانی میں آگ لگا دینے کا ہنر خوب آتا تھا۔

"اگر ہالہ کو میرے ساتھ جوڑنے کی کوشش مُجھے کنٹرول کرنے کی نیت سے کی جا رہی ہے تو مت تھکائیں خود کو۔ آپ کی بھانجی میں اِتنے گُٹس نہیں کہ سُبکتگین حیدر اُسکا غلام ہو جائے۔" اُسکے سب پَرکھتے، محضوظ ہوتے انداز پر اُس نے مُٹھیاں بھینچ لیں۔ اُس جیسی پُھونک پُھونک کر قدم اُٹھانے والی، کمپوزڈ عورت کو جیسے اِشتعال میں مُبتلا کر دیتا تھا، وہ لائقِ تحسین تھا۔ طنزیہ نظروں سے اُنکا سُرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر وہ طمانیت سے پلٹا۔ اَب جا کر کہیں سکون مِلا تھا۔ دو راتوں کی بے چین نیند کو آخر قرار مِلنے والا تھا۔ پیچھے ماہ پارہ نے نفرت سے پیر پٹخا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہیں تو لگام میں ہی ڈالوں گی، سُبکتگین حیدر۔ اُس سے پہلے جتنا اُڑنا ہے، اُڑ لو۔ تمہیں زمین پر مُنہ کے بَل نہ گِرایا تو میرا نام ماہ پارہ نہیں۔" نفرت بھرے لہجے میں چبا چبا کر کہتے ہوئے اُس نے اپنے عقب میں کھڑے نثار حیدر کے دِل کو ششدر کر دیا۔ سَر جھٹک کر وہ جیسے ہی پلٹیں، دروازہ میں اِیستادہ شوہر کو دیکھ کر اُنکا چہرہ پھیکا پڑا جو نثار حیدر کی نظروں سے مُخفی نہیں رہا تھا۔

"نثار!" اُنکی پُکار پر نثار حیدر نے چونک کر اُسکو دیکھا جو سنبھل کر مُسکراتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر اُن تک آ رہی تھی۔

"سُبک چلا گیا؟" اُنکے سوال پر ماہ پارہ نے شُکر کا گہرا سانس لیا شُکر ہے اُنہوں نے نہیں سُنا تھا ورنہ قیامت آ جاتی۔ وہ جتنا اُس سے خائف رہتے، اُسے دُھتکارتے، نفرت کا اِظہار کرتے مگر آخر کو سُبکتگین حیدر اُن ہی کا بیٹا تھا۔ پہلی اولاد سب کو ہی پیاری ہوتی ہے۔

"جی! میری بات تو ہرگز نہیں سمجھتا یہ لڑکا۔ اِتنی بار کہہ چُکی ہوں ہمارے ساتھ آ کر رہے مگر نہیں سُنتا۔" اُنکے ناز سے کہے جانے پر نثار حیدر نے بغور اپنی بیوی کا چہرہ دیکھا۔

"ضرورت کیا تھی کہنے کی۔ اَب اُسکی عُمر نہیں رہی والدین کے گھر رہے۔" اُنکے سنجیدگی سے کہے جانے پر ماہ پارہ ٹھٹکی مگر چہرے پر زبردستی کی مُسکراہٹ طاری رکھی۔

"تبھی تو اُسکی شادی کی فکر میں ہلکان ہو رہی ہوں۔" اُنکا بازو ناز سے پکڑ کر وہ اندر کی جانب بڑھی جبکہ نثار حیدر بغیر کوئی رائے دیئے خاموش قدموں سے ماہ پارہ کے ساتھ ہو لیے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سَر! آپ کے آفس سے نکلنے کے بعد رحمان صاحب آئے تھے۔" آدم نے اُسکے آگے چائے کا کپ رکھتے ہوئے بتایا جبکہ لائیٹر گُھماتا اُسکا ہاتھ ساکن ہوا۔

"کِس لیے؟" وہ اُسکے جان پہچان کے آدمی تھے۔ بغیر بڑی وجہ کے آفس تک نہیں آسکتے تھے۔

"وہ اپنی زمین کا قبضہ چُھڑوانا چاہتے ہیں سلیم کیانی سے۔" آدم کے بتائے جانے پر اُسکے ماتھے پر شِکنوں کا جال بچھنے لگا۔

"اِن سب نے مُجھے اَسیسٹنٹ کمشنر کے بجائے غُنڈا، مافیا ہی سمجھ لیا ہے۔" اُسکے تپے انداز پر آدم نے اپنی مُسکراہٹ ضبط کی۔ جانتا تھا اَبھی اصل وجہ سُن کر کمشنر صاحب کیسے جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گے۔

"سَر! وہ زمین اُنہوں نے اپنی بیٹی کی شادی کے لیے رکھی تھی اور اَب بیٹی کی شادی سَر پر ہے تو سلیم کیانی زمین چھوڑنے پر راضی نہیں۔" اور پِھر وہی ہوا۔ آدم کی بات کے اختتام پر وہ ٹیبل پر مکہ مارتے ہوئے تیزی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"میرے علاقے میں، میرے ہوتے کسی اور کی اِتنی جُرات کے بدمعاشی دِکھا سکے۔" اُسکا چہرہ سختی سے پتھر کا ہونے لگا۔

"تو اَب کیا کرنا ہے، سَر؟" آدم کے سوال پر سُبکتگین نے لَب بھینچ کر اُسکو دیکھا۔

"وہی جو اِس سے پہلے اِن جیسوں کے ساتھ کیا ہے۔ اُوقات یاد دِلانی پڑے گی سلیم کیانی کو بھی۔" جُھک کر ٹیبل کی دراز سے پستول نکال کر ایک نظر دیکھا مگر کچھ سوچ کر اِرادہ بدل دیا۔ پِھر جیپ کی چابیاں اُٹھا کر وہ تیزی سے باہر نکلا جبکہ آدم بوکھلا کر اُسکے پیچھے لپکا جو اپنے ضروری کام اور اہم میٹینگز چھوڑ کر آندھی طوفان بنا آفس سے نکل کر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سیڑھیاں اُترتا ہوا پارکنگ ایریا کی جانب بڑھ رہا تھا تبھی آدم کی جیب میں رکھا سیل فون بجا۔ فون نکال کر عُجلت میں کان سے لگا کر اُس نے سُبکتگین حیدر کو جیپ سٹارٹ کرتے دیکھا۔

"یار وہ لوگ تو اِتنے بندے اور اسلحہ لے کر زمین پر پُہنچے ہوئے ہیں۔" دوسری جانب سے اطلاع دیئے جانے پر آدم کے ہاتھوں کے طوطے کبوتر اُڑ گئے۔ بوکھلا کر وہ سیڑھیاں اُتر کر نیچے آیا مگر تب تک سُبکتگین حیدر کی گاڑی عمارت کو عبور کر کے گولی کی طرح منزل کی جانب رواں ہو گئی تھی۔ زمینوں پر پُہنچ کر اُس نے جیپ روڈ کے کنارے کھڑی کی اور تبھی اُسکی نظر گاڑی سے نکلتے ہٹے کٹے مُسلح افراد پر پڑی اور پھر گہرا سانس لیا۔ یہ دُنیا اُسے شریف بننے نہیں دے رہی تھی۔ دونوں بازو کہنیوں تک فولڈ کر کے جیپ کا دروازہ کھول کر باہر نِکلا اور تبھی درختوں کے پاس کھڑے سلیم کیانی کی نظر اُس پر پڑی اور وہ چونک کر گاڑی کے بونٹ سے اُترا۔

"ی۔۔ یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" اپنے صاحب کی بوکھلاہٹ پر کریم داد نے وہاں دیکھا اور پھر اُسکا بھی وہی حال ہوا۔ پھیکے پڑتے چہرے سے دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ساری تیزی طراری ہوا ہو گئی۔

"بندوقیں گاڑی میں رکھو، اُوئے۔" اُس شخص کو روڈ پار کرتے دیکھ کر اُس نے قدرے اُونچی آواز میں اپنے سارے آدمیوں کو کہہ کر چونکا دیا۔ سب نے تعجب سے اپنے مالک کو دیکھا اور پھر اُسکے اُڑے حواسوں کو دیکھ کر اُس جانب دیکھا جہاں دیکھتے ہوئے اُنکے مالک کا رنگ زرد پڑ رہا تھا اور پھر اُن سب کا بھی حال کم و بیش ویسا ہی ہونے لگا۔ بھاگ دوڑ کر پُھرتی سے سارا اسلحہ اور ہتھیار گاڑیوں میں رکھ کر سب مودب کھڑے ہو گئے۔

"ہاں بھئی، کیانی صاحب! کیا معاملہ ہے؟" اُسے لمبے مکالمے بولنے کی عادت نہیں تھی کیونکہ اُسکا ماننا تھا جو کام ہاتھ اور سَرد نظریں کر سکتی ہیں اُسکے لیے زُبان کو زحمت دینے کی کیا ضرورت۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ہوا خوری کے لیے نکلے تھے، اے-سی صاحب۔" اپنا پلان اکارت جاتے دیکھ کر اُس نے بظاہر بڑی خوشدلی سے کہا جبکہ دِل میں وہ رحمان مَلِک کو خوب گالیوں سے نواز رہا تھا۔

"ہوا خوری کرنی ہے تو اپنی زمین پر جاؤ۔ وہ سامنے والی زمین تمہاری ہی ہے نہ؟" اِس زمین سے آگے ہی جو زمینوں کا سلسلہ شروع ہوتا تھا وہ سلیم کیانی کا ہی تھا تبھی سلیم کیانی نے کھسیانا سا ہو کر اُسکو دیکھا جو اندر تک اُترتی، لہو جما دیتی نظروں سے اُسے بوکھلاہٹ کا شکار کر رہا تھا۔

"میری ہی ہے۔ بس معلوم نہیں ہوا کب۔۔۔" ہنس کر اُس نے بات بنانی چاہی جبکہ سُبکتگین حیدر تیزی سے اُسکے مُقابل آ کر اُسکی بات قطع کر گیا۔

"معلومات رکھو، کیانی! کہیں اِیسا نہ ہو اپنی زمین سے یونہی بے خبر رہو اور کسی دِن میں ہوا خواری کے لیے وہاں چلا جاؤں۔" اُس باور کرواتے انداز میں کچھ اِیسا تھا کہ سلیم کیانی نے ٹھٹک کر اُسکو دیکھا اور پھر مُٹھیاں بھینچ لیں۔

"میری زمین پر اُترنے کی آج تک کسی نے جُرأت نہیں کی۔" چبا چبا کر کہتے ہوئے اُس نے سُبکتگین کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔ بغیر کچھ کہے دونوں ہاتھ پُشت پر باندھے وہ مُضبوط قدموں سے رحمان مَلِک کی زمین سے ہو کر اُس زمین پر قدم رکھ رہا تھا جہاں قدم رکھنے کی کسی کی جُرأت نہیں تھی۔ سلیم کیانی نے تلملا کر اُسکو دیکھ جو نہتا ہو کر بھی اُسکو اُکسانے سے باز نہیں آ رہا تھا۔

"اِس کی تو۔۔۔" بڑبڑا کر اُس نے اپنے خاص آدمی کو آنکھ کے اِشارے سے تیار ہونے کا اِشارہ کیا اور پھر خود بھی قدم قدم چلتا سُبکتگین حیدر تک گیا جو تفصیل اور اطمینان سے اُسکی زمین کا معائنہ کر رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"لگتا ہے مُجھے آج کے بعد یہیں ہوا خوری کے لیے آنا پڑے گا۔" سلیم کیانی کے اہانت سے سرخ ہوتے چہرے کو مُسکرا کر دیکھتے ہوئے اُس نے ٹکڑا لگایا۔ سلیم کیانی جیسے لوگوں کو بے بس اور تلملاتے دیکھنا اُسکا پسندیدہ ترین مشغلہ تھا۔

"اے-سی صاحب آپ بڑی غلطی کر رہے ہیں۔" سلیم کیانی نے بامُشکل اپنے طیش پر قابو پاتے ہوئے اُسے جیسے باور کروایا مگر مُقابل سُبکتگین حیدر تھا۔ اُس پر اِیسی دھمکیوں اور باتوں کا اثر ہوتا تو آج یہ پورا ہزارہ اُسکا نہ ہوتا۔

"غلطی تو تمہارے حواری کرنے والے ہیں مُجھ پر بندوقیں تان کر۔" اُسکی اگلی بات کچھ اِیسی تھی کہ سلیم کیانی کے چہرے کے سارے رنگ اُڑ گئے۔ اُس نے چہرہ تیزی سے پھیر کر رحمان مَلِک کی زمین پر کھڑے اپنے آدمیوں کو دیکھا جِن میں سے کسی کے بھی ہاتھ میں بندوق نہیں تھی بس اُس نے اُنھیں تیار رہ کر نشانہ باندھنے کا اِشارہ کیا تھا مگر۔۔۔۔

"اُستادوں کے ساتھ اُستادی نہیں کرتے، کیانی۔" اِنتہائی تمکنت اور وقار سے گردن اُٹھائے، بظاہر مُسکراتے چہرے مگر سَرد آنکھوں سے زندگی کا سبق دِیا گیا۔

"دوبارہ تم مُجھے ہوا خوری کے لیے بھی اُس زمین پر نظر نہ آؤ۔" اِشارے سے رحمان مَلِک کی زمین کی جانب اِشارہ کر کے بہت سادہ اور آسان لفظوں میں باور کروا کر اُسے کچھ کہنے کا موقعہ دیئے بغیر وہ اُسکے برابر سے ہو کر سڑک کراس کرتے ہوئے اپنی جیپ تک جا رہا تھا۔ سلیم کیانی نے آنکھوں میں ڈھیروں نفرت کی چنگاریوں بَھر کر اُسکو جاتے دیکھا جو اپنی جیپ میں بڑے ہی شاہانہ انداز میں بیٹھتے ہوئے اُسے تلملانے پر مجبور کر دیا۔

"کیا کرنا ہے، مَالک؟" کریم داد نے قریب آ کر اُسکے طیش کو مزید ہوا دے دی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سہی موقعے کا اِنتظار کرنا ہے، کم بخت۔" مُٹھیاں بھینچ کر وہ دبی دبی آواز میں غُرایا اور اُسکے دیکھتے ہی دیکھتے گلیڈیئٹر جیپ دُھول اُڑاتی ہوئی نگاہوں سے اوجھل ہوتی چلی گئی۔

ہزارہ، صوبہ خیبر پختون خوا کے شمال مشرقی حصّے میں موجود ایک بے حد خوبصورت اور دِلکش نظاروں سے مزین اِیسا علاقہ ہے جِسکا دارلخلافہ ایبٹ آباد ہے۔ اور ہماری انوکھی مُحبت کی کہانی ہزارہ کے ایبٹ آباد شہر میں ہی تشکیل پائے گی۔

"تم یہاں اِنتظار کرو۔ میں گاڑی دیکھ کر آتا ہوں۔" ٹرین جب حویلیاں کے سٹیشن پر رُکی تو گاڑی سے اُتر کر سامان اُتارنے کے بعد احمد حسن صاحب نے اُسکو کہا جو رش کے باعث چادر کی مدد سے چہرے کو ڈھانک رہی تھی۔ وہ صِرف حجاب کرتی تھی، نقاب کی عادی نہیں تھی تبھی اناڑی طریقے سے چادر کا پلو گھما کر چہرے کے گِرد کرتے ہوئے دوسری جانب اچھی طرح ڈال دیا۔ ڈھیلا تھا مگر رش میں چہرہ اچھی طرح ڈھانکا گیا تھا۔

"جلدی آنا ہے آپ نے۔" بڑھتے رش میں اِدھر اُدھر تفکر سے دیکھتے ہوئے اُس نے فکرمندی سے کہا جبکہ احمد صاحب اُسکا سَر تھپتھپا کر تیز قدموں سے آگے بڑھ گئے۔

"سر! قیصر بھاگ رہا ہے؟" فون پر مِلتی اطلاع پر اُسکے آفس میں داخل ہوتے آدم نے اُسے جیسے ہی آگاہ کیا وہ مُسکراتے ہوئے اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے! دیکھتے ہیں بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی ہے۔" جیب میں پستول رکھ کر وہ آدم کا شانہ تھپتھپا کر تیز قدموں سے آفس سے باہر نکلا اور پھر کچھ دیر بعد اُسکی جیپ گولی کی رفتار سے حویلیاں سٹیشن کی جانب دوڑ رہی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

تھی۔ کلائی پر بندھی گھڑی پر ٹائم دیکھ کر کندھے پر چادر دُرست کرتے ہوئے جیپ سٹیشن کے باہر کھڑی کر کے وہ تیز قدموں سے سٹیشن کی جانب بڑھا۔ اِتنے لوگوں میں اُسے ڈھونڈنا مُشکل تھا تبھی تو اُس خبیث نے ائیر پورٹ سے جانے کے بجائے یہاں سٹیشن کا اِنتخاب کیا تھا۔ وہاں پُہنچتے ہی سُبکتگین کے آدمی اُسے فوراً گرفتار کر لیتے مگر خیر بچنا اُس نے یہاں بھی نہیں تھا۔ سرسری مگر مکمل نظریں ہجوم پر ڈالتے ہوئے وہ تیز قدموں سے آگے بڑھتا جا رہا تھا تبھی رش سے قدرے ہٹ کر بینچ کے پاس قیصر اُسے کھڑا نظر آیا۔ اِتنے ہجوم میں بھی اُسے با آسانی پہچان لیا گیا کیونکہ اُس بے وقوف نے خود کو چُھپانے کے لیے پی-کیپ کا صِرف اِنتظام کیا ہوا تھا۔ سَرد ہوتے چہرے کے ساتھ اُس نے میسج پر آدم کو سب تیار رکھنے کا عندیا دیا اور اُسکی جانب بڑھا جِسکی سُبکتگین حیدر کی جانب پُشت تھی۔

"تو تُو نے یہاں سے میرے ہاتھ لگنا تھا، ہاں۔" اُس شخص کے کندھے پر مضبوط ہاتھ جماتے ہوئے اُس شخص کو بھاگنے تو دُور ہلانے تک کا موقع نہیں دیا جبکہ اُسکے سامنے پُشت کر کے کھڑی لڑکی قریب سے آتی آواز پر چونک کر پلٹی۔ اُسکی نگاہ اپنے عین سامنے کھڑے شخص تک گئی جسکو کندھے سے کسی نے جھکڑ رکھا تھا اور اُس شخص کا چہرہ یوں لٹھے کی طرح سفید پڑنے لگا جیسے اُسکے چہرے سے سارا لہو خُشک کر دیا گیا ہو۔

"تُجھے شرافت کی زُبان سمجھ بھی تو نہیں آتی۔ لاتوں کا بُھوت ہے نہ۔۔۔" اُس لڑکی کی حیرانگی اور موجودگی سے بے نیاز ایک جھٹکے سے قیصر کا رُخ اپنی جانب کر کے قیصر کا رنگ فق کر دیا۔

"ت۔۔۔ تم۔۔۔؟" اُسے جیسے آنکھوں دیکھے یقین نہیں آ رہا تھا۔

"م۔۔۔ میرا مطلب آپ۔۔۔" اُن برف کر دیتی نظروں پر ہکلا کر اُس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپ۔۔۔۔" اُس عزت پر اُس نے ہنس کر قہقہ لگایا جبکہ لَیلیٰ جو اُن لوگوں کی گفتگو سے بے نیاز ہو کر اپنے بابا کا اِنتظار کرنے لگی تھی، چونک گئی۔ اُس قہقہے میں کچھ تھا، کھینچ لینے والا، حِزن میں مُبتلا کر دینے والا۔

"تُجھ سے عزت نہیں چاہیئے کمینے۔۔۔ بہت سیر سپاٹے ہو گئے۔ اَب آگے لگ، بے غیرت۔" اُس شخص کی زُبان، قہقے سے ہٹ کر اِس قدر خراب تھی کہ لَیلیٰ جیسے نرم گُفتار، خوش اِخلاق لڑکی نے جُھرجُھری لے کر رُخ بدل لیا۔

"م۔۔۔ میں نے سب بتا تو دیا تھا۔ مِیں۔۔۔ میں سچ میں کچ۔۔۔ بھ نہیں جانتا۔" جہاں وہ اُسے لے جانا چاہتا تھا وہاں قیصر مر کر بھی نہیں جا سکتا تھا تبھی گھگھیا کر کہنا چاہا حالانکہ جانتا تھا کہ مُقابل پر اثر نہیں ہو گا۔

"وہ تو مہمان خانے جا کر ہی معلوم ہو گا۔ میرا وقت جانتا ہے نہ کتنا قیمتی ہے۔" اُسکا شانہ دبا کر باور کرواتے سُبکتگین حیدر نے قیصر کا حلق خُشک کر دیا۔

"اَب بتا! مال کہاں ہے؟ کیونکہ میں نے تلاش کیا تو تیرے ہاتھ کاٹ دوں گا۔" اُس کرخت لہجے پر لَیلیٰ کا دِل ڈوب کر اُبھرا۔ دہل کر اپنے باپ کی تلاش میں سائیڈ پر دیکھ کر وہ اُن دو، عجیب مگر خطرناک لوگوں سے جیسے ہی فاصلہ قائم کرنے لگی، سُبکتگین حیدر کی بے ساختہ نظر اُس پر پڑ گئی۔ وہ عورت جو رُخ پھیرے دُور ہونے لگی تھی، اُسکو ٹھٹکا گئی۔

"مُحترمہ!" اُس پُر جلال پُکار پر اُسکا دِل لرزا۔ اللہ جانے یہاں کیسے کیسے خراب لوگ موجود ہوں گے۔ کہیں وہ غلط لوگوں سے نہ ٹکرا گئی ہو؟ دِل میں اللہ کا نام لے کر وہ ٹھہری ضرور مگر پلٹی نہیں۔

"اِس آدمی کے ہاتھ میں کوئی سامان یا کوئی دوسرا شخص۔۔۔۔" اِس سے پہلے کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا، لَیلیٰ تیز قدموں سے آگے بڑھی جبکہ سُبکتگین نے ٹھٹک کر اُسکو بغور دیکھ کر قیصر کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سامان اِس عورت کے پاس ہے۔" اُس دُور جاتی عورت کی جانب اِشارہ کر کے قیصر نے تیزی سے کہہ کر بھاگنا چاہا جبکہ سُبکتگین نے بروقت اُسکو پیچھے گریبان سے پکڑ کر اپنے مُقابل کر کے اُس دُور جاتی عورت کو دیکھا۔ اِیسے دَھندے میں لوگ اکثر عورتوں کو اِسی لیے شامِل کرتے ہیں کیونکہ اُن پر لوگوں کا شک کم جاتا ہے کہ اِیسے پُر خطر اور غلط کام وہ کر سکتی ہیں۔ لَب بھینچ کر قیصر کو اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے سُبکتگین تیز قدموں سے آگے بڑھا اور پھر اُس عورت کے عین سامنے آکھڑا ہوا۔ وہ جو چہرہ نیچے جُھکائے آگے بڑھ رہی تھی، اپنے سامنے آتے سیاہ پشاوری جوتوں پر لرز کر بروقت رُکی اور پھر جُھکی گردن آہستگی سے اُٹھائی۔ سُبکتگین حیدر نے وہ چہرہ نہ سہی آنکھیں دیکھنی چاہیں مگر ڈھلتے سورج کی معدوم ہوتی شعاؤں نے اُسکی آنکھوں کے سامنے موجود منظر دیکھتے سے روک دیا۔ چندھیاتی آنکھیں بند کر کے پیچھے کرتا شخص اپنی سنجیدگی اور سَرد پَن سے گُلِ لَیلیٰ کی پوری ہستی کو سُن کر گیا۔ کچھ سَرد، ہڈیوں میں خُون جما دیتی ٹھنڈک جیسا اِسرار روبرو کھڑے دراز قامت شخص کی ذات سے لِپٹا ہوا تھا تبھی اُس وجیہہ اور گریس فُل سے شخص کو دیکھ کر دِل دھڑکنے کے بجائے لرز اُٹھا۔

"آپ کو بھی ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔" قدرے پیچھے ہو کر دُھندلاتے چہرے کو دیکھ کر اُس نے سنجیدگی سے کہا جبکہ لَیلیٰ کے قدموں سے زمیں سِرکنے لگی۔

"جی۔۔۔ میں۔۔۔" اُس جیسی مضبوط شخصیت والی بھی اُس شخص کی پتھر کے سامنے ہکلا کر رہ گئی۔

"جی، آپ!" اِنتہائی شرافت سے زور دیا گیا۔

"ہٹیں میرے سامنے سے۔" یک دَم سنبھل کر اُس نے جِس تیزی سے لہجہ بدلا، سُبکتگین حیدر نے ایک اَبرو اُٹھا کر تعجب سے دیکھا۔ اُسکو ہٹتا نہ پا کر وہ اُسکے برابر سے گُزرنے لگی مگر سُبکتگین حیدر اِتنا غافل نہیں تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"مُحترمہ! میں بہت عزت سے کہہ رہا ہوں۔" تحمل سے لب بھینچ کر اُس نے ایک تیز نظر قیصر پر ڈالی جو اُن نظروں پر گڑبڑا گیا۔ اُس نے تو یونہی جان چُھڑوانے کو کہا تھا اور یہ پاگل اے-سی بال کی کھال اُتارنے بیٹھ گیا تھا۔

"میں کیوں چلوں اور کِس لیے؟ راستہ دیں میرے بابا اِنتظار کر رہے ہوں گے میرا۔" اُسکا اعتماد پھر سے بحال ہو گیا تھا تبھی مضبوط لہجے میں کہا۔ اُسے نہ معلوم تھا نہ وجہ سمجھ آ رہی تھی اِس طرح روکے جانے کی۔

"بی بی! یہ چال بازیاں کسی اور کے ساتھ کرنا۔ ابھی چلو آگے، نہیں تو گھسیٹ کر لے جانا ہے۔" اُس آخری بات پر لَیلیٰ کا رنگ فق ہوا جبکہ آدم کو بھاگ کر آتے دیکھ کر اُس نے قیصر کا گریبان چھوڑ کر آدم کی جانب دھکیل کر اُسکو پھر سے دیکھنا چاہا مگر ابھی یہ ممکن نہیں تھا۔

"بدتمیز اِنسان! آپ۔۔۔۔ کی اِتنی ہمت۔ ہاتھ تو لگا کر۔۔۔۔" اُسکے الفاظ مُنہ میں ہی رہ گئے کیونکہ مُقابل قدرے سائیڈ پر کھڑے بدتمیز اِنسان نے اُسکی کلائی ایک جھٹکے سے پکڑ کر اپنے عین روبرو یوں کھینچ لیا کہ وہ سورج کی معدوم کرتی شعاؤں کے درمیان آ گئی۔ لرز کر پھیلتی بادامی آنکھوں نے اُن سیاہ برف کر دیتی آنکھوں کو دیکھا اور حویلیاں کے اُس سٹیشن کا سارا شور معدوم ہو گیا۔ اِرد گرد لوگوں کا رش جلتی راکھ کی طرح ہوا میں تحلیل ہونے لگا جبکہ سُبکتگین حیدر سیاہ آنکھوں میں دَر آتی ناسمجھی اور حیرت سے اُن آنکھوں کو دیکھتا رہا جنکے اندر ایک جہاں آباد تھا۔ جِن میں اِیسی نرمی، بے رِیائی اور بے خبری تھی جو مُلکوں مُلکوں، شہروں شہروں گھومنے والے اُس دشت کے طالب نے کہیں نہیں، کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ لرزتے دِل سے لَیلیٰ نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چُھڑایا اور پھر اُسکا ہاتھ ہوا میں اُٹھ کر مقابل کے چہرے پر جا پڑا۔ سارا فُسوں بھک سے اُڑ گیا۔

✓شوق سے توڑ میرے شہرِ خموشاں کا سکوت

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

دَشت میں خاک اُڑانے کی اِجازت کیسی۔۔۔

(اہتمام صادق)

حویلیاں کے اُس سٹیشن کا بھانت بھانت کی بولیاں بولتا رش واپس ہزارہ کی سرزمین پر اُتر آیا تھا۔ سُنہری افشاں کہیں بھی نہیں تھی۔ وہ تھپڑ اِتنا شدید اور غیر متوقع تھا کہ سُبکتگین حیدر چہرہ دائیں جانب کو جُھکا کر تیزی سے پیچھے ہوا۔ جہاں آدم کا مُنہ کُھلا وہیں قیصر نے فتح سے اپنا قہقہہ دبا لیا ورنہ اُسکا گلہ دبا دیا جاتا۔

گال سہلا کر اُس نے چہرہ واپس اُٹھا کر بے یقینی سے اُس عورت کو دیکھا جِسکی آنکھوں میں پہلے والا خوف کے بجائے عجیب طرح کی بے خوفی تھی۔ یوں جیسے یہ تھپڑ لمحے کے چکر میں، غلطی سے نہیں لگا ہو۔ جیسے اِس تھپڑ پر اُسے کوئی افسوس اور پچھتاوا نہیں ہو۔

"ہمت بھی کیسے کی مُجھے ہاتھ لگانے کی؟" بادامی آنکھوں میں جیسے شعلے سے جَل اُٹھے تھے جِن کی لپک سبکتگین حیدر کے وجود تک پُہنچ رہی تھی۔ آدم بوکھلا کر تیزی سے آگے آنے لگا مگر سُبکتگین نے ہاتھ اُٹھ کر اُسکو وہیں روک کر سنجیدگی سے اُس عورت کو دیکھا جو شعلہ جوالہ بنی ہوئی تھی اور پھر قمیض کی سائیڈ جیب سے اپنا وائلٹ نکالا اور اُس میں سے اپنا کارڈ نکالتے ہوئے دو اُنگلیوں کی مدد سے اُن شعلہ بار آنکھوں کے سامنے کیا۔ لَیلیٰ نے چونک کر اُس کارڈ پر نمایاں ہوتے عُہدے اور حکومتی نشان کو دیکھ کر اُسکو دیکھا جِسکی آنکھوں کی سنجیدگی لہو سَرد کر دینے والی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپ پہلے بھی اپنا کارڈ دِکھا سکتے تھے۔ یہ عورت سے بات کرنے کا کوئی طریقہ نہیں۔" بغیر دبے، جھجھکے اُس نے جِس طرح تڑخ کر کہا سُبکتگین کی بھنویں ناگواری سے اکھٹی ہوئیں۔ اگر جو وہ غلطی پر نہ ہوتا تو اچھی طرح اِس عورت کو جواب دیتا۔

"آگے چلیں مُحترمہ یا پھر آپ کے لیے لیڈی پولیس کو بُلایا جائے۔" اُسکے آگے سے ہٹ کر کہتے ہوئے بھی وہ طنز سے بعض نہیں آیا جبکہ لَیلیٰ کا دِل ڈوب کر اُبھرا۔

"کیوں؟؟ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ میں اِس آدمی کو۔۔۔" اُس نے یک دَم پریشانی سے گھبراتے ہوئے کہنا چاہا مگر مُقابل اِس قدر سنجیدگی سے اُسے گھُور رہا تھا کہ اُسکے لفظ بے دَم ہو گئے۔ چہرہ اِدھر اُدھر پھیر کر اُس نے اپنے بابا کی تلاش میں نظریں دوڑائیں مگر اُنکا دُور دُور تک کوئی نام و نشان نہیں تھا۔

"میرے بابا میرے ساتھ ہیں۔ وہ مُجھے یہاں نہ دیکھ کر بہت پریشان ہو جائیں گے۔" اَب کے انداز میں پہلے والی اُٹھان نہیں رہی تھی جسے کم اَز کم سُبکتگین نے صاف محسوس کر لیا تھا مگر وہ عورت نامی اِس مخلوق کو اچھی طرح جانتا تھا۔

"اُوئے آدم! لے کر آؤ اِس مُصیبت کو۔" اُکتا کر بے زاری سے کہتے ہوئے وہ اُسکے برابر سے ہو کر گُزر گیا جبکہ لَیلیٰ نے گھبرا کر چہرہ پھیرا۔ وہ کسی شخص کو گریبان سے گھسیٹ کر اپنے ساتھ لے کر جا رہا تھا۔ اُس شخص کے انداز اور لہجہ قدموں سے زمیں کھینچ دینے والے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اُس سرکاری عمارت میں موجود اَسیسٹنٹ کمشنر آفس کے کمرے میں بیٹھی وہ بار بار بے چینی سے دیوار گیر گھڑی پر گُزرتے وقت کو دیکھتی۔ دِل میں اُسکا رونے کا جی چاہ رہا تھا۔ اللہ جانے! بابا اُسکو وہاں نہ دیکھ کر کتنا پریشان ہو رہے ہوں گے۔ شدید غصّے کا غُبار اُٹھ رہا تھا اُس اَسیسٹنٹ کمشنر کے خلاف جو پبلک سروس میں ہونے کے باوجود اِس قدر ہتک آمیز رویئے سے لوگوں کے ساتھ پیش آ رہا تھا۔ وہ پہلی بار رائے قائم کرنے والوں میں سے نہیں تھی مگر اِس بد تمیز اَسیسٹنٹ کمشنر کے بارے میں اُسکی رائے بہت واضح تھی کیونکہ اُس نے بغیر تحقیق کے اُس پر الزام لگانے کے بعد یہاں لے آیا تھا۔ آدھا گھنٹہ گُزر جانے کے باوجود جب کوئی نہیں آیا تو وہ مُضطرب ہو کر کرسی سے اُٹھ کر کھڑکی کے پاس گئی اور پھر کچھ یاد آتے ہی کندھے پر لٹکا رکھے بیگ سے اپنا سیل فون نکالا۔

"یا اللہ!" پریشانی اور بے یقینی نے اُسکی عقل اور حواس سَلب کر کے سامنے کی بات بھی سمجھنے نہیں دی تھی۔

"بابا جان! کہاں ہیں آپ؟" دوسری بیل پر جیسے ہی کال اُٹھائی گئی، اُس نے تیزی سے کہا۔ اُسکو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک ہارتے احمد حسن صاحب فون پر سُنتے اُسکی آواز پر بے دم ہو کر بھینچ پر بیٹھ گئے۔ پورے سٹیشن کے چار چکر لگا کر احمد صاحب واپس اُسی بھینچ کے پاس آ جاتے تھے۔ دِل میں جو خوف کُنڈلی مارے بیٹھا تھا اُسکو وہ کسی کے سامنے زُبان نہیں دے سکتے تھے تبھی اُس کال نے اُنکے اندر نئی رُوح پھُونک دی۔

"لَیلیٰ!" اِس سے پہلے کہ وہ اُس سے کچھ پوچھتے، عقب سے آ کر کسی نے گُلِ لیلیٰ کے ہاتھ سے کان پر لگا رکھے فون کو اُچک لیا۔ دہل کر وہ تیزی سے پیچھے ہوئی اور اطمینان سے کھڑے شخص کو دیکھ کر اُسکا خُون کھول اُٹھا۔

"می۔۔۔ میرا۔۔۔ فو۔۔۔" سنبھل کر اُس نے اپنا فون واپس لینا چاہا مگر سُبکتگین حیدر بروقت چند قدم پیچھے ہوا اور پھر سیل فون کان سے لگا لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیا لگتی ہے یہ مُحترمہ تمہاری؟"اُس نے لَیلیٰ کی آواز نہیں سُنی تھی تبھی اُسکو معلوم نہیں تھا کہ فون کی دوسری جانب کون ہے۔

"تمیز سے، بابا ہیں میرے۔"غُرا کر جِس طرح اُسکو گھورتی عورت، اُس پر جھپٹی سُبکتگین کے اَبرو اُس عورت کی ہمت پر تعجب سے اکھٹے ہوئے مگر اُسکی حیرانگی کو خاطر میں لائے بغیر وہ اُس سے فون واپس لے چُکی تھی۔

"میرے بابا سے تمیز سے بات کرنی ہے۔"فون کے سپیکر پر سختی سے ہاتھ جما کر اُس نے جیسے باور کروایا اور وہ انداز اِیسا دلکش تھا کہ سُبکتگین حیدر چہرے پر آنے والی مُسکراہٹ پر قابو نہیں رکھ سکا جبکہ اُسکے چہرے پر دَر آتی پُرکشش مُسکراہٹ دیکھ کر گُلِ لیلیٰ کا چہرہ بے عزتی کے اِحساس سے سُرخ ہوا۔

"اوکے! اَب اِدھر کرو فون۔"تسلیم کرتے لہجے میں کہہ کر اُس نے فون پھر سے چھین لیا اور اُسکے برابر سے ہو کر کھڑکی کے پاس جا کھڑا ہوا۔

"اسلام و علیکم! آپ ایبٹ آباد اَسیسٹنٹ کمشنر آفس آجائیں۔ جناح روڈ سے ہو کر ہائی کورٹ بار ایسوسیشن کے پاس موجود سرکاری عمارت۔ باقی بات آپ کے پُہنچنے پر ہو گی۔"مُختصراً ایڈریس بتا کر اگلی کی سُنے بغیر اُس نے کال مُنقطع کر کے سیل فون اُسکی جانب بڑھایا جبکہ لیلیٰ نے کینہ توز نظروں سے اُسکو دیکھ کر جیسے ہی ہاتھ آگے بڑھایا اُسکے سامنے کھڑے اَسیسٹنٹ کمشنر نے سیل فون لمبائی میں پیچھے کی طرف کر لیا۔

"اَب اگر کسی کو کال کی تو حوالات کی سیر کرنی پڑے گی۔"کُھردرے لہجے اور سخت نظروں کے ساتھ تنبیہہ کی گئی جبکہ لیلیٰ نے ایک جھٹکے سے فون اُسکے ہاتھ سے لے لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گی۔" اُس قطعی مضبوط آواز پر سُبکتگین نے گہرا سانس لیا۔ اُسکا ضبط جواب دے رہا تھا۔

"آپ نے جِس بد تمیزی اور بد تہذیبی کا بَھرے مجمعے میں میرے ساتھ سلوک کیا ہے وہ آپکی اتھارٹی میں نہیں آتا یا پھر اِس علاقے میں لوگوں کے ساتھ یہی ظالمانہ سلوک کرتے آرہے ہیں آپ؟" وہ بولی نہیں تھی، پَھٹ پڑی تھی۔ سُبکتگین نے لَب بھینچ کر بامُشکل ضبط کیا۔

"مُجھے یوں زبردستی گھسیٹ کر لے آنے کی وجہ بتانے کی تو پولیس تک پابند ہے پِھر ایک اَسیسٹنٹ کمشنر نے کِس حیثیت سے یہ حرکت کی؟ آپ یہاں کے اے-سی ہیں یا بد معاش؟" وہ کہاں رُکنے اور دبنے والوں میں سے تھی۔ مُقابل کی ہر آن سُرخ ہوتی آنکھوں پر بھی وہ یونہی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہی تھی۔ سُبکتگین حیدر کو ضبط کرنا تھا مگر وہ آخری الفاظ! لفظ بد معاش نے اُسکے سارے ضبط کے بُخیے اُکھیڑ دیئے۔

"اے لڑکی۔۔۔!" ضبط کھو کر شہادت کی اُنگلی اُٹھا کر غُراتے ہوئے، پتھر کر دیتے تاثرات کے ساتھ درمیان میں موجود چند قدموں کا فاصلہ بھی پاٹ کر وہ اُسکے مُقابل آیا۔ اندر تک کانپ اُٹھنے کے باوجود گُلِ لیلیٰ نے قدم پیچھے نہیں کیے، آنکھیں نہیں جُھکائیں۔ وہ جو کچھ بہت سخت سا کہنے والا تھا بامُشکل سب دبا کر اُن خوف سے مَبرا بادمی آنکھوں میں دیکھنے لگا جہاں اُسکا سنجیدہ، پھٹ پڑنے کو تیار عکس بے حد واضح تھا۔ گہرا سانس لے کر اُٹھی اُنگلی مُٹھی میں دبا کر وہ اُلٹے قدموں پیچھے ہوا۔ ایبٹ آباد کے رہائشی اُس شخص کو یوں ضبط کر کے، پسپائی اِختیار کرتے دیکھ لیتے تو غش کھا کر گِر پڑتے۔ اُس لفظ **'بد معاش'** پر وہ لاشیں گرانے سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بہادری اچھی چیز ہے مگر بے وقوفی نہیں۔" آہستگی سے کہہ کر وہ پلٹ کر صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔ چند لمحے گُل لَیلیٰ وہیں کھڑی رہی اور پھر آہستہ قدموں سے دوسری جانب رکھے صوفے پر بہت فاصلہ پر جا کر بیٹھ گئی۔ باپ کی جانب سے پریشانی ختم ہوتے ہی کچھ اعصاب پُرسکون ہوئے تھے۔

"کیا نام ہے آپ کا؟" اَب کی بار نہایت عزت سے پوچھا گیا۔ ظاہر ہے اپنا مطلب جو نکلوانا تھا مگر وہ یہ ظاہر کر کے پہلے سے بد دماغ عورت کو مزید شے نہیں دینا چاہتا تھا۔ اُسکے جواب سے قبل آگے ہو کر ٹیبل پر پڑی فائل میں سے ایک فارم نکال کر اُسکے سامنے کیا۔

"فارمیلیٹی!" اُن آنکھوں کے تعجب پر اُسے نہ چاہتے ہوئے بھی وضاحت کرنی پڑی۔ کچھ کہے بغیر لَیلیٰ نے اُسکے ہاتھ سے فائل اور بال۔ پوائنٹ لیا اور پھر چہرہ جُھکا کر تیزی سے فارم بَھرنے لگی۔ سُبکتگین حیدر ایک سرسری نظر اُس پر ڈال کر کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ پانچ منٹ لگے اُسے وہ فارم مکمل کرنے میں۔ چہرہ اُٹھا کر اُس نے کمشنر کو دیکھا جو اِیسے باہر دیکھنے میں مصروف تھا جیسے کمرے میں کوئی ذی نفس موجود نہ ہو۔

"کر دیا ہے۔" ٹیبل پر فائل رکھ کر اُسکی جانب دھکیلتے ہوئے اُس نے سُبکتگین کو چونکا دیا۔ آگے کو جُھک کر اُس نے سیاہ جِلد والی فائل کو دیکھا اور پھر شہادت کی اُنگلی سے پکڑ کر فائل کو کھولا جبکہ لَیلیٰ تاسف سے سَر ہلا کر رہ گئی۔

"Gull-e-Laiyla"

نام پڑھ کر سُبکتگین حیدر نے چہرہ اُٹھا کر اُسکو دیکھا جو اُسکی جانب متوجہ نہیں تھی۔ وہ نام منفرد سا تھا تبھی شاید وہ ٹھٹک گیا تھا۔ سَر جھٹک کر وہ باقی کی معلومات پڑھنے لگا اور پھر پروفیشن پڑھ کر چونک گیا۔

"Florist"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

وہ پیشہ اِیسا تھا کہ اُسکا چونکنا فطری تھا۔ چمن بندی یا فنِ باغبانی، ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی اور سُبکتگین حیدر خصوصاً اِس معاملے میں اَن پڑھ تھا۔ اُسے رنگ برنگی چیزوں سے ویسے ہی خار تھی۔ خیر! اُسے کیا۔ ایک سرسری نظر تمام معلومات پر ڈال کر اُس نے چہرہ پھیر کر دیوار گیر گھڑی کو دیکھا اور تبھی دروازہ کھول کر کوئی پچاس کے قریب شخص مُضطرب اور بوکھلائے سے اندر آئے۔

"لَیلیٰ!" اُسکو دیکھ کر جِس وارفتگی سے وہ اُس عورت کی جانب لپکے لمحے بَھر کے لیے بے حِس سُبکتگین حیدر کا دِل ٹھہر کر دَھڑکا۔

"بابا جان!" لَیلیٰ نے تیزی سے اُٹھ کر اُنکو سہارا دے کر اُنکے دونوں ہاتھ تھامتے ہوئے اپنے برابر بیٹھایا۔

"بیٹا! میں نے کہا تھا وہیں رہنا۔ میں کتنا پریشان ہو گیا تھا۔" احمد صاحب نے پُھولتی سانس کو بامُشکل سنبھال کر بے ربط آواز میں کہا جبکہ لَیلیٰ کی آنکھیں بھیگنے لگی۔ وہ پہلے سے ہی اِتنے پریشان اور خوفزدہ تھے۔ جانتی تھی وہ اُسکی تلاش میں سٹیشن میں نہ جانے کہاں کہاں پِھرتے رہے ہوں گے۔ ایک بار پِھر اِس اَسیسٹنٹ کمشنر کے لیے دِل میں غُبار اُٹھنے لگا تبھی چہرہ پھیر کر قتل کر دیتی نظروں سے اُسکو دیکھا اور سُبکتگین جو شاید پہلی بار والدین اور اولاد کی خالص مُحبت کے خوبصورت مُظاہرے کو دیکھ رہا تھا اُن نگاہوں کی سختی اور تُندہی پر سنبھل کر بیٹھا۔ وہ نظریں پتھر کو کاٹ کر رکھ دینے والی تھیں تبھی اُس نے بروقت نگاہوں کا زاویہ بدل دیا۔

"کِس ضمن میں آپ میری بیٹی کو یہاں لے کر آئے ہیں؟" دِل اور حواسوں کے جگہ پر آتے ہی اُنہوں نے چہرہ اُٹھا کر تمکنت اور وقار سے صوفے کی پُشت سے ٹیک لگا کر ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھے قمیض شلوار کے ساتھ کندھے پر شال ڈالے کھڑکی سے باہر دیکھتے اَسیسٹنٹ کمشنر سے سوال کیا۔ یہ کوئی متناسب عُمر کا اَسیسٹنٹ کمشنر تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"دیکھیں حسن صاحب! ہم ایک قاتل اور ڈرگز ٹریفکنگ میں ملوث شخص کے پیچھے سٹیشن تک گئے تھے وہیں وہ شخص مُجھے اِنکے سامان میں ڈرگز کے پیکٹ ڈالتا نظر آیا تو اِیسے میں آپ بتائیں ایک سرکاری مُلازم کو کیا کرنا چاہیئے تھا؟" وہ دونوں باپ بیٹی اُسکے یوں نام لیے جانے پر ٹھٹکے ہی تھے کہ اگلی بات نے لَیلیٰ کے اوسان خطا کر دیئے۔ دِہل کر اُس نے اپنے کندھے پر لٹکتے ہوئے سیاہ پیک بیگ کو جِس طرح یک دم شانے سے اُتار کر سامنے والے صوفے پر پھینکا، سُبکتگین حیدر نے بامُشکل اپنی مُسکراہٹ ضبط کی۔ اُن آنکھوں کی بے خبری سے سٹیشن پر ہی جان گیا تھا مگر پھر بھی وہ اِنسانوں پر اعتبار کرنے کے معاملے میں بے وقوف اور جلد باز نہیں تھا۔

"م۔۔۔ میری بیٹی یہاں کسی کو بھی نہیں جانتی۔ ہم تو آج ہی کراچی سے یہاں پُہنچے ہیں۔" احمد صاحب نے پریشانی سے کہا۔ اُنکے انداز کی خوفزدگی نے سُبکتگین حیدر کو چوکنا کر دیا۔ ٹھیک ہے اُنکی بیٹی سٹیشن سے غائب ہوئی تھی، ایک مُجرم شخص سے مشروط ہونے کے سبب مگر اُنکی خوفزدگی اور بے چینی کچھ اور طرح کی تھی۔

"میں جانتا ہوں مگر معلومات ضروری تھی۔" وہ اُس شخص کو پریشان دیکھ کر مزید تفکر میں مُبتلا نہیں کر سکتا تھا۔ لَیلیٰ نے بے یقینی سے اُس ٹھہرے، سنجیدہ لہجے پر اُسکو چہرہ پھیر کر دیکھا۔ کچھ دیر پہلے والا آگ اُگلتا، سخت، کُھردرا لہجہ کیسے بدلا تھا یک دَم۔

"کچھ فارمیلیٹی ہے۔ اُسکے بعد آپ نے پولیس سٹیشن میں اپنا بیان ریکارڈ کروانا ہے۔ میرا سیکرٹری ریلوے سٹیشن کی فوٹیج لے چُکا ہے۔" اُسکی تفصیل پر جہاں لَیلیٰ نے سُکھ کا سانس لیا وہیں احمد حسن مزید پریشانی میں گھر گئے۔ سُبکتگین بغور اُنکے انداز دیکھنے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں آپ سے اکیلے میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔" احمد صاحب نے ایک نظر لیلیٰ کو دیکھ کر آہستگی سے کہا جبکہ لیلیٰ نے ناسمجھی سے اُنکو دیکھا جو اُسکو دیکھ کر بامُشکل تسلی دیتے انداز میں مُسکرائے تھے۔

"ضرور! آپ باہر ویٹنگ ایئریا میں اِنتظار کریں۔" لَیلیٰ کو ایک سرسری نظر دیکھ کر اُس نے آہستگی سے کہا۔ کچھ ناسمجھی سے اپنے بابا جان کو دیکھا اور وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہ بیگ لے جائیں۔ اِس بیگ میں ڈرگز نہیں رکھی گئیں تھیں۔" اُسکی اطلاع پر دروازے کی جانب بڑھتی لَیلیٰ نے تلملا کر اُسکو دیکھا جو مکمل یکسُوئی سے اُسکے باپ کی جانب متوجہ تھا۔ جلدی سے اپنا بیگ اُٹھا کر کندھے پر ڈالتے ہوئے وہ شُکر کا کلمہ پڑھ کر تیز قدموں سے دروازہ کھول کر باہر نِکل گئی۔

"میں حمزہ کی شادی کا سوچ رہی ہوں۔" ماہ پارہ نے اپنی دوست کرن سرور کو دیکھ کر مُسکراتے ہوئے اِنکشاف کیا جبکہ فروٹس سے اِنصاف کرتی کرن نے چونک کر اپنی دوست کو دیکھا۔

"سچ! کوئی لڑکی ہے نظر میں؟" کرن نے خوشی سے باؤل ٹیبل پر رکھ کر تجسس سے پوچھا۔

"سوچا تو پہلے ہالہ کا تھا مگر اُسے سُبکتگین کے علاوہ کوئی نظر آئے تب نہ۔" ماہ پارہ کو اِس بات کا حد سے زیادہ افسوس تھا۔

"وہ تو عقل سے پیدل اور اندھی ہے۔ اُسے چھوڑو اور حمزہ کا بتاؤ۔" کرن کا بھی اپنی بیٹی کے بارے میں وہی خواب تھا مگر جانتی تھی اُسکی تکمیل نہیں ہو سکتی اِسی لیے اُس نے افسوس چھوڑ دیا تھا۔

"ڈھونڈ رہی ہوں۔ بس کوئی خوبصورت سی لڑکی مِل جائے۔" ماہ پارہ نے ہنس کر کہا جبکہ کرن کو تعجب ہونے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"صرف خوبصورت؟ دولت، جائیداد کچھ نہیں؟" کرن کے سوال میں بہت حیرت تھی۔

"نہیں خوبصورت اور معصوم سی۔ دولت، جائیداد ہمارے پاس بہت ہے۔" کچھ سوچ کر بال جھٹک کر تفاخر سے کہتے ہوئے اُس نے کرن کو سہی معنوں میں شاک دیا۔

"تم کب سے ولی ہو گئی ہو؟" اُسکے طنز پر بُرا ماننے کے بجائے وہ معنی خیز سا مُسکرانے لگی۔

"میں نے نثار کو اپنے وکیل سے بات کرتے سُنا ہے۔" ہال میں ایک مُحتاط نظر ڈال کر اُس نے آہستگی سے کہا جبکہ کرن کھسک کر اُسکے قریب آکر بیٹھی۔

"اور تب سے ہی تم ولی ہوئی ہو نہ۔" کرن اپنی بہن کی رگ رگ سے واقف تھی۔ اُسکے سہی اندازے پر ماہ پارہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"کیا کہہ رہے تھے، نثار بھائی؟" کرن کو تجسس گھیرنے لگا۔

"وہ کہہ رہے تھے کہ کمپنی کی چیئرمین شِپ اُس بیٹے کو دیں گے جو اپنا گھر بسائے گا۔" اُسکے کہے جانے پر کرن نے ناسمجھی سے ماہ پارہ کو دیکھا جِسکا چہرہ سنجیدہ ہو رہا تھا۔

"صِرف اِس لیے تم حمزہ کی شادی جلدی کروا رہی ہو؟" کرن کے سوال پر اپنے خیال میں ڈوبتی ماہ پارہ چونک گئی۔

"جلدی کی بات نہیں۔ اُنتیس سال کا ہے اور یہی سہی عُمر ہے شادی کی۔" ماہ پارہ کی وضاحت میں بھی کرن کو وزن نہیں لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نہیں، نہیں! بات کچھ اور ہے۔ نثار بھائی نے وکیل سے مزید کچھ اور بھی کہا ہے؟" کرن نے اپنی بہن کو سنجیدگی سے دیکھ کر کہا جبکہ ماہ پارہ نے چند لمحے اُسکو غور سے دیکھا۔

"وہ صفدر بھائی سے سُبکتگین کے رشتے کی بات کر رہے تھے۔ کسی اِیسی لڑکی کا رشتہ جو خوبصورت اور معصوم ہو۔ جو سُبکتگین کا ماضی اور حال ہنس کر فراموش کر دے تاکہ لوگ اُسکے بارے میں جو آئے روز اسکینڈلز بناتے ہیں اُسکا سلسلہ ختم ہو۔" ماہ پارہ نے دانت پیس کر بات مکمل کی۔ اُسکے لہجے میں جو تنفر تھا اُس پر کرن نے آگے ہو کر اُسکا ہاتھ تھپتھپایا۔

"اُنکے لہجے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ نثار حیدر کے کُل کا وارث سُبکتگین حیدر ہی ہے۔ تو میں اور میری اولاد کا کیا؟ ہم بھی تو اِسی خاندان کا حصّہ ہیں۔" اُسکا طیش کم ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔ سُبکتگین حیدر سے نفرت کی ایک اور کڑی وجہ مِل گئی تھی۔

"تم پریشان کیوں ہو رہی ہو۔ نثار بھائی اپنی باقی اولاد کو محروم نہیں کر سکتے۔ جو شرعی اور قانونی طور پر ممکن ہی نہیں۔" کرن کی تسلی پر اُس نے گہرا سانس لیا۔

"بس مُجھے حمزہ کی جلد اَز جلد شادی کروا کر اپنے اولاد کے قدم مضبوط کرنے ہیں ورنہ وہ منحوس سُبکتگین سب راکھ کر دے گا۔" مُٹھیاں بھینچ کر اُس نے مُصمم اِرادے سے کہا۔ سُبکتگین کے دَم سے مِلنے والے خسارے گنتے ہوئے اُسکے چہرے کے تاثرات ہر آن کرخت ہو رہے تھے۔ اپنے لیے تو کسی نہ کسی طرح برداشت کر لیا تھا مگر اپنی اولاد کے لیے وہ ہرگز پیچھے ہٹنے والی نہیں تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جی!" اُس عورت کے جاتے ہی سُبکتگین نے گہری سوچ میں مگن احمد حسن نامی شخص کو چونکا دیا۔

"سَر! آپ سی-سی-ٹی-وی فوٹیجیز سے دیکھ لیں، خود تحقیق کروالیں کراچی سے کہ ہمارا تعلق کراچی سے ہے اور میری بیٹی اِیسے کسی مُجرم اور مشکوک شخص کو نہیں جانتی۔" اُنکے انداز میں اپنی اولاد کے لیے بہت پریشانی تھی جسے صاف محسوس کیا جاسکتا تھا۔

"لیکن ایک درخواست ہے آپ سے؟" آگے کو ہو کر وہ جِس عاجزی سے بیٹھے، سُبکتگین حیدر اچھنبے کا شکار ہوا۔ وہ آج تک لوگوں کی اُٹھی گردن، اکڑ، دھوکہ اور فریب دیکھتا آیا تھا۔

"جی!" اُسکے مُختصر کہے جانے پر احمد حسن نے چہرے کے ساتھ نظریں بھی جُھکا لیں۔

"آپ یہ سب کام رازداری سے کریں۔ ہم تھانے جا کر بیان نہیں ریکارڈ کرواسکتے۔ بڑی مُشکل سے یہاں جان بچا کر آئے ہیں۔" اُنکے جھجھک کر کہے جانے پر سُبکتگین کو سیدھا ہونا پڑا۔ اُس شخص کا معاملہ ٹیڑھا لگ رہا تھا۔

"اگر آپ بتانا چاہتے ہیں تو تفصیل سے بتائیں۔" آگے کو ہو کر کہتے ہوئے اُس نے احمد حسن صاحب کو چونکا دیا۔ لمحے بَھر کے لیے وہ اُس اَسیسٹنٹ کمشنر کا سنجیدہ اور متوجہ چہرہ دیکھتے رہے۔ وہ مکمل دھیان اور یکسُوئی سے اُنکی جانب متوجہ تھا اور بس پِھر فیصلہ ہو گیا۔ وہ بات جو پچھلے چار ماہ سے اپنی بیٹی تک سے چُھپائے ہوئے تھے، احمد حسن نے وہی بات دو گھنٹے پہلے مِلے اجنبی شہر کے اے-سی کو مَن و عَن سُنا دی۔ سیاہ گھنی داڑھی سہلاتا سُبکتگین کسی گہری سوچ میں غرق ہونے لگا۔ معاملہ واقعی ٹیڑھا اور حد سے زیادہ سنجیدہ تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تھانے میں بیان دینے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے اور عینی شاہد کا بیان وِٹنس سیفٹی کے تحت مُخفی بھی رکھا سکتا ہے۔" اُسکے سنجیدہ لہجے پر احمد حسن نے کب کا روک کر رکھا ہوا سانس بحال کیا اور ممنون نظروں سے اُس شخص کو دیکھا جو چہرے کی سختی اور رعب سے کچھ اور معلوم ہوتا تھا۔

"میں آپ کا بے حد شکر گُزار رہوں گا، سَر۔" اُٹھ کھڑے ہوتے حسن صاحب نے بے حد طمانیت سے کہا جبکہ سُبکتگین نے بھی اُٹھ کر اُنکا بڑھا ہوا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر تھپتھپایا۔

"کوئی پریشانی ہو آپ یہاں کسی کو کبھی بھی بتا سکتے ہیں۔" اُس نے اپنا ذکر نہیں کیا کیونکہ اُسے دوسروں کے ساتھ جذباتی طور پر وابستہ ہونا ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ احمد حسن صاحب سَر اثبات میں ہلا کر اُس سے اِجازت لے کر دروازے کی جانب پلٹے۔ کچھ سوچ کر سُبکتگین کو اُنکی تقلید کرنی پڑی۔ اُسے قیصر سے اہم معلومات اُگلوانی تھی۔ پہلے ہی اچھا خاصہ قیمتی وقت خرچ ہو چُکا تھا۔ راہداری سے گُزرتے ہوئے اُس نے سرسری سی نظر سائیڈ پر دیکھا اور پھر ٹھہر گیا۔

"ہم گھر چلنے لگے ہیں بیٹا۔" اپنے خیال میں بیٹھی لَیلیٰ نے چونک کر اُنکو دیکھا اور تیزی سے اُٹھی۔

"تھانے جا کر بیان بھی تو ریکارڈ کروانا ہے، بابا۔" اُسے لگا شاید وہ پریشانی میں بُھول گئے ہیں۔

"اے-سی صاحب نے کہا ہے کہ اِسکی ضرورت نہیں۔" مزید تفصیل سے احتراز برت کر کہتے ہوئے اُنہوں نے لَیلیٰ کو حیران کر دیا اور اِس حیرت میں اُس سے کچھ کہا بھی نہیں گیا۔ اُس نے جیسے ہی رُخ پھیرا، سیڑھیاں اُتر کا بھاگتا ہوا وہی شخص آیا جِسکا نام قیصر تھا۔ شور شرابے اور بھاگ دوڑ پر واپس پلٹتا سُبکتگیں چونک کر مُڑا اور پھر اُسکے چہرے کے تاثرات پتھریلے ہو گئے۔ لب بھینچ کر مضبوط قدموں سے وہ اُس جانب بڑھا جہاں قیصر نے اُس عورت کو کھینچ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کر اپنی جانب گھسیٹ کر اُسکی گردن پر چاقو کی نوک رکھ دی تھی۔ احمد حسن صاحب نے دہل کر ہونٹوں پر ہاتھ رکھا جبکہ آدم باقی سب کے ساتھ بھاگتا ہوا نیچے آیا۔

"قیصر!" عرفان نے آگے بڑھ کر کچھ کہنا چاہا مگر قیصر نے چُھری ساکن ہوئی اُس لڑکی کی گردن پر سخت کی جسے اُسکے ساتھ شک کی بُنیاد پر یہاں لایا گیا تھا۔

"ریلیکس قیصر! ہم آرام سے بات کر سکتے ہیں۔" آدم نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر پریشانی سے اُسے سمجھانا چاہا مگر قیصر اُس لڑکی کو لے کر پیچھے ہوا۔

"م۔۔۔ میری بیٹی کو تو چھوڑ دو۔۔۔" حسن صاحب لرز کر آگے آنے لگے مگر عرفان نے اُنکو بروقت روک دیا۔

"احمد صاحب! تحمل۔" عرفان کے کہے جانے پر وہ بے جان ہوتے قدموں سے بینچ پر بیٹھے۔ یہاں آتے ہی ایک کے بعد ایک مُشکل اور پیشانی نازل ہو رہی تھی۔

"لڑکی کو جانے دو، قیصر!" اِس سے پہلے کہ آدم کچھ کہتا، سُبکتگین حیدر کی بھاری، گھمبیر آواز پر پلٹ کر اُسکی جانب ہوا۔

"تم۔۔۔ تمہاری وجہ سے میری زندگی برباد ہو رہی ہے۔" سختی سے اُس عورت کو شانے سے دبوچے اُس نے غُرا کر کہا جبکہ سُبکتگین اُسی سنجیدگی سے آگے بڑھا۔

"اگر اپنے اعمال سے بے خبر رہنا چاہتے ہو تو بصد شوق۔ مگر تمہیں شرم نہیں آئے گی ایک عورت کے پیچھے چُھپتے ہوئے۔" اِنتہائی ٹھنڈے انداز میں کہی گئی بات پر اُسکا چہرہ اہانت سے سُرخ ہوا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم جیسے ظالم اور بد معاش شخص کے ہتھے چڑھنے سے بہتر یہی ہے کہ میں اِس عورت کے پیچھے چُھپا رہوں۔" قیصر کے نفرت اور لرزتے لہجے پر لَیلیٰ کے بے حس اور شل وجود میں حرکت ہوئی اور پھر اُس نے چہرہ اُٹھا کر اُس شخص کو دیکھا جِس نے چہرہ جُھکا کر پیشانی سہلائی اور جب وہ چہرہ اُٹھا، گُلِ لَیلیٰ اندر تک کانپ اُٹھی۔ اُن سیاہ آنکھوں میں اِیسی سفاکیت تھی کہ جو اُس ساری سرکاری عمارت کو برف کر دے۔

"میں بُھول گیا تھا کہ تُو لاتوں کا بُھوت ہے۔" پہلے والا مدہم، شائستہ لہجہ کہیں بھی نہیں تھا تبھی قیصر کے گلی کی ہڈی اُبھر کر معدوم ہوئی۔ پورا وجود جیسے بَرف کا ڈھیر بننے لگا۔ اپنی جانب بڑھتے اُن قدموں پر مزید موقع ضائع کیے بغیر اُس نے چاقو ہٹا کر اُس لڑکی کو پوری قوت سے اپنی جانب بڑھتے سُبکتگین حیدر کی جانب دھکا دیا۔ اِس حملے کے لیے نہ سُبکتگین حیدر تیار تھا نہ گُلِ لَیلیٰ تبھی وہ بے ساختہ چیخ کے ساتھ چونک اُٹھتے سُبکتگین حیدر کے بروقت کُھلتے بازوؤں میں سما گئی اور سُبکتگین حیدر جھٹکا کھا کر پیچھے راہداری کی دیوار سے جا لگا۔ اُس کو بھاگتے دیکھ کر آدم اور عرفان اُسکی جانب لپکے جبکہ سُبکتگین نے سنبھل کر اُس عورت کو دونوں کہنیوں سے تھام کر سہارا دیتے ہوئے قدرے خود سے دُور کیا۔ اُن مضبوط ہاتھوں پر گُلِ لَیلیٰ نے خوف سے کانپتے دِل کے ساتھ چہرہ اُٹھایا اور تبھی اُس پوری عمارت کی ہر نقل و حرکت تھم گئی۔ اُس چہرے سے وہ ڈھیلا، اناڑی طریقے سے کر رکھا چادر کا پلو ڈھلک کر کندھے پر گر گیا تھا۔ اُس چہرے کی گندمی رنگت اور نقوش اِس قدر پُرکشش تھے کہ سُبکتگین حیدر جیسے شخص کے دِل پر لگا رکھا سخت خول تک چٹخنے لگا۔ وہ اپنی ماں کے بعد زندگی کے اِن تینتیس سالوں میں پہلی بار کوئی اِیسی عورت دیکھ رہا تھا جسے دیکھ کر دَھڑکن تیز ہو سکتی تھی۔ کھڑی، ستواں ناک پہ لگی تار والی نوزپِن نے مزید اُس چہرے کو زیبائی بخش دی تھی مگر نظر کے ٹھہرنے اور دِل کے دھڑکنے کی مُدت طویل نہیں تھی۔ لمحے بَھر کا عمل تھا اور پھر سُبکتگین حیدر کی نظریں بدل گئیں۔ اُن بدلتی، سخت نظروں پر گُلِ لَیلیٰ بوکھلا کر تیزی سے پیچھے ہوئی اور پھر سَر سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سر کنے کو تیار چادر کو سنبھال کر اُسکی گرفت سے اپنی کہنیاں چُھڑا کر احمد حسن صاحب کی جانب بڑھی۔ سَر جھٹک کر سبکتگین حیدر واپس پلٹ کر اپنے آفس کی جانب جانے لگا۔ اُسے بہت سے کام تھے ابھی۔

✓یہ مُحبت تو بہت بعد کا قصّہ ہے میاں

میں نے اُس ہاتھ کو تھاما تھا پریشانی میں۔۔۔

* * * * * * *

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسّلامُ علیکم احباب۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چُوک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے "ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج / یوٹیوب چینل دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

Facebook group :- Novels ki duniya
Instagram Page:- Nkd (ZT) (UserName: Novelskiduniya77)
Youtube Channel: Novels Ki Dunya (NKD) Official

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے Blue الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے شکریہ-----

اُنکو یہاں ایبٹ آباد میں آئے ہوئے دوسرا ہفتہ ہو گیا تھا۔ ان دو ہفتوں میں اُس نے احمد حسن صاحب کے مشورے پر پھر سے اپنا فلوریسٹ بوتیک کھولنے کا اِرادہ کر لیا۔ طرح طرح کے پودے اور پھول، سٹور کے لیئے اچھی جگہ، نرسری اور سجاوٹ کے لیئے اُس نے خوب محنت کی تھی۔ اُسکا کراچی میں بھی فلوریسٹ بوتیک تھا اِس لیئے مُشکل تو تھی ہی نہیں۔ اپنے کارڈز اور پمفلٹ اِرد گرد کے علاقے میں اُس نے پارٹ ٹائمر سے تقسیم کر کے احمد حسن صاحب سے افتتاح کروایا۔ صرف وہ اور احمد صاحب تھے اُس وقت تبھی سٹور کے اندر بیٹھی چائے پیتی لَیلیٰ نے شیشے کی دیوار سے باہر نظر آتے خوبصورت نظارے کو دیکھا اور مُسکرا دی۔ اُسکو اپنے بوتیک کے لیئے ہمیشہ سے اِتنی ہی جادوئی جگہ چاہیئے تھی جسکے عقب میں جنگل ہو اور آگے خوبصورت پہاڑ اور سبزہ۔ باقی دکانیں اور سٹورز، ہاسٹل، کالج اور نہ جانے کیا کچھ قدرے ہٹ کر رش والی جگہ پر تھے۔ باہر سے اگر اُس بے حد خوبصورتی سے آراستہ سٹور کو دیکھا جائے تو آنکھوں کو بے حد بَھلا سا لگتا۔ جابجا خوبصورت رنگوں کے پھولوں والے گملے دیواروں اور سٹور کے شیڈز اور سیڑھیوں پر نفاست سے لگائے گئے تھے، کچھ رسیوں کی مدد سے ہوا میں معلق تھے اور ہوا چلنے پر جُھومتے ہوئے اپنی خوشبو بکھیر رہے تھے۔ اُس سٹور کے ماتھے پر اُردو میں **'گُلِ لَیلیٰ'** لکھا تھا۔ شیشوں سے نظر آتے اندر نفاست سے رکھے پھولوں کے گلدستے اور گملے اُس سٹور کے فلوریسٹ بوتیک ہونے کا عندیا دے رہے تھے۔ وہ نہ بھی دیتے تو باہر جتنے گملے اور پھول تھے، وہ اِس تعارف کے لیئے کافی تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بہت پیارا سیٹ کیا ہے سب۔" احمد حسن صاحب نے آنکھوں میں ستائش لے کر چاروں جانب دیکھا۔ اُنکی بیٹی کے ہاتھ میں جادو تھا۔ وہ کراچی میں بھی بے حد مشہور تھی تبھی تو کوئی بھی خوشی کا فنکشن اُنکی بیٹی کے ہاتھوں سے سجائے گئے پھولوں کے بغیر نہیں مُنعقد ہوتا تھا۔

"ہیں نہ!" اُسکی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اُسکو اپنے پُروفیشن سے بے حد اُلفت تھی۔ اِس سے پہلے کہ احمد حسن صاحب کچھ کہتے، تبھی وِنڈ چائم کی آواز آئی جو سٹور کے دروازے کے ساتھ اِس طرح لگی تھی کہ دروازہ کھولنے کی صورت مُدھر سا ساز بَج اُٹھتا۔

"تمہاری پہلی کلائنٹ۔" احمد صاحب مُسکرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُنکو کہیں ضروری کام سے جانا تھا۔ وہ ماڈرن سی عورت ستائش سے اِدھر اُدھر سجاوٹ اور پھولوں کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی۔ احمد صاحب کے باہر جاتے ہی لَیلیٰ بھی چہرے پر مُسکراہٹ سجا کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"اسلام و علیکم!" اُس شائستہ آواز پر عورت چونک کر پلٹی۔

"یہ فلاور بوتیک نئی کُھلی ہے ورنہ اِیسی خوبصورتی میری آنکھوں میں نہ سمائے، ناممکن۔" قدم قدم چلتی وہ خوبصورت سی چالیس کے لگ بھگ عورت اُسکے قریب آئی اور اُسکو دیکھتے ہی چونک گئی۔

"تم۔۔۔ آفرین کی بیٹی ہو؟" اُس حیران سے سوال پر لَیلیٰ کی آنکھوں میں تعجب سِمٹا۔

"آپ میری اماں کو کیسے جانتی ہیں؟" اُسکے حیرانگی سے پوچھے جانے پر وہ عورت ہنس کر اُسکے قریب ہوئی۔

"میں اور تمہاری مما ایک ہی جامعہ میں پڑھتے تھے۔ تم۔۔۔ واقعی آفرین کی بیٹی ہو؟" اُسکو جواب دے کر ایک بار پھِر تصدیق چاہی جبکہ لَیلیٰ نے اثبات میں سَر ہلا دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم تو ہو بہو آفرین کی طرح ہو۔" وہ عورت وہی کہہ رہی تھی جو لَیلیٰ اکثر لوگوں سے سُنتی آئی تبھی وہ دھیرے سے مُسکرا دی۔ سامنے کھڑی عورت نے بغور اُس دلکشی اور معصومیت کو دیکھا۔

"میرا نام ماہ پارہ ہے۔ نثار حیدر کا نام تو سُن رکھا ہو گا۔ اُنکی بیوی۔" اُس تعارف پر لَیلیٰ نے نفی میں سَر ہلایا۔

"میں نہیں جانتی۔" اُسے آئے ہوئے دِن ہی کتنے ہوئے تھے۔

"اُو! نئی آئی ہو گی یہاں ورنہ ہزارہ کیا سارا کے-پی-کے جانتا ہے نثار حیدر کو۔" اُنکے انداز میں کچھ اِیسا تھا کہ گُلِ لَیلیٰ مُسکرا نہیں سکی۔

"آفرین سے میری بہت اچھی سلام دُعا تھی۔ اَب کیسی ہے اور کہاں ہے؟" اُنکے سوال پر لَیلیٰ کے چہرے کی چمک ماند پڑنے لگی۔

"اُنکا تین سال پہلے اِنتقال ہو گیا۔" مدہم آواز میں کہتے ہوئے اُس نے چہرہ جُھکایا جبکہ ماہ پارہ نے بے یقینی سے اُس خوبصورت لڑکی کو دیکھا۔ آفرین پیاری تھی مگر اُسکی بیٹی میں کچھ عجیب طرح کی کشش تھی۔

"اُو! بہت افسوس ہوا سُن کر۔" نزاکت سے کہا گیا۔

"جذاکِ اللہ!" لَیلیٰ نے آہستگی سے کہا۔ ماحول میں ایک دَم سوگواری چھا گئی تھی۔

"آپ کو کِس طرح کے پُھول چاہیے؟" وہ فوراً سنبھل کر مُدعے کی بات پر آئی۔

"ہمم! مُجھے ایک بُکے چاہیے۔" اِرد گرد خوبصورتی سے ریپ ہو کر ریک میں رکھے رنگا رنگ پھولوں کو دیکھ کر اُس نے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کون سے پُھولوں کا؟" ہاتھوں پر گلوز اور ایپرن پہنتے ہوئے اُس نے سوال کرتے ہوئے ماہ پارہ کو اپنی جانب متوجہ کیا۔

"مُجھے اِتنا آئیڈیا نہیں۔ تم ہیلپ کر سکتی ہو؟" اُسکو واقعی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

"ضرور! آپ بتائیں کیسے اِنسان کے لیئے چاہیئے؟" کاونٹر چھوڑ کر نکلتے ہوئے وہ ریکس کی جانب بڑھی جہاں تازہ خوشبو لُٹاتے پھول بُکے کے بغیر رکھے تھے۔

"اِنتہائی بد تمیز اور بد زُبان اِنسان کے لیئے۔" اُسکی وضاحت پر لَیلیٰ نے چونک کر اُس عورت کو دیکھا تو وہ مُسکرا دی۔

"دراصل میرا بیٹا ہے۔ بد دماغ اور بد مزاج۔ اُسکو گھر کے فنکشن میں دعوت دینی ہے۔" وہ عموماً کسی کو وضاحت نہیں کرتی تھی مگر اُسکو یہ پُر وقار سی لڑکی اچھی لگی تھی جبکہ لَیلیٰ عجیب سا محسوس کر کے تازہ پھولوں کو دیکھنے لگی۔

"لیونڈر!" تازہ ہلکے جامنی سے رنگ کے پھولوں کو نکال کر قینچی کی مدد سے بڑی مہارت کے ساتھ اُنکی نوک پَلک سنوارتے ہوئے اُس نے مُسکرا کر کہا۔ نہ جانے کیوں جو تعارف ماہ پارہ نے کروایا تھا اُس پر لَیلیٰ کو اُس اَن دیکھے شخص سے لمحے بَھر کے لیئے ہمدردی ہوئی۔ کافی سارے پھولوں کی تراش خراش کے بعد اُس نے اُن سب کو اکھٹا جوڑ کر سبز ٹہنیوں پر گُلابی رنگ کا ربن باندھا اور پِھر ٹرانسپیرنٹ ریپنگ میں لپیٹ کر خوبصورت سا بُکے بنا کر چہرے کے قریب لے جا کر سُونگھتے ہوئے مُسکرا دی۔

"یہ لیں!" بُکے اُنکو دے کر کاؤنٹر پر جا کر مشین سے سلپ نکال کر اُنکی جانب بڑھائی۔

"تمہارا نام تو پوچھنا ہی بُھول گئی۔" کارڈ اُسکی جانب بڑھاتے ہوئے یاد آنے پر پوچھا گیا۔

"گُلِ لَیلیٰ!" مُسکرا کر مشین میں کارڈ ڈال کر اُنکی جانب دھکیلا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اچھا آئی تھاٹ کہ سٹور کا نام ہے۔" ماہ پارہ نے ہنس کر کہا۔

"سٹور کا نام بھی یہی ہے۔" اُسکے تفصیلاً کہے جانے پر ماہ پارہ کی آنکھیں مُسکرا دیں۔ لَیلیٰ نے دراز کھول کر ایک سیاہ اور سُنہری رنگ کا نفیس سا اپنا کارڈ اُنکی جانب بڑھایا جسے ماہ پارہ نے مُسکرا کر تھام لیا۔ وہ پہلی بار کسی لڑکی سے متاثر ہو رہی تھیں۔ لڑکی بھی اِیسی جو اُنکے سرکل سے بالکل مُختلف اِسی لیئے اُسکے لیئے خود یہ تعجب کی بات تھی۔

"پھر مُلاقات ہوتی ہے۔" بُکے کو پکڑتے ہوئے اے-ٹی-ایم کارڈ واپس لیتے ہوئے پرس میں ڈال کر ماہ پارہ نے خوشدلی سے کہا۔

"اِنشاءاللہ۔" لَیلیٰ بھی نرمی سے مُسکرا دی اور پھر ماہ پارہ واپس پلٹ کر شیشے کا دروازہ پار کر گئی۔ لَیلیٰ چند لمحے وہیں کھڑی رہی اُس عورت کو جاتے دیکھتی رہی۔ ظاہر ہے اُس عورت کا اُسکی امی سے واسطہ تھا اور ماں کے ذکر نے اُسکو ایک بار پھر سے غمگین کر دیا تھا۔ دِل میں دُرود پڑھتے ہوئے وہ پھر سے پھُولوں کی جانب متوجہ ہو گئی۔ پھُول گُلِ لَیلیٰ کی کمفرٹ زُون تھے۔ اِنکے ساتھ وہ اپنا غم اور دُکھ بھُول جاتی تھی۔

ابھی آفس سے آئے اُسکو بامُشکل آدھا گھنٹا ہوا تھا کہ مُلازم نے آکر ماہ پارہ بیگم کے آنے کی اطلاع دی۔ تعجب اور ناگواری سے سیاہ بھنویں اکھٹی ہوئیں۔ چہرہ پھیر کر اُس نے دیوار گیر گھڑی پر وقت دیکھا جہاں سات بجنے والے تھے۔ آفس سے آکر مغرب کی نماز پڑھ کے بامُشکل فارغ ہوا ہی تھا کہ یہ نئی مُصیبت۔ مُلازم کو اِشارہ سے اندر بُلانے کا کہہ کر وہ پُرسوچ نظروں سے دروازے کو دیکھنے لگا۔ تبھی نزاکت سے چل کر آتی ماہ پارہ کو دیکھ کر اُس نے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیسے آنا ہوا؟" بغیر سلام دُعا کے جیسے پوچھا گیا، ماہ پارہ کا لمحے بَھر کے لیئے فشارِ خُون بلند ہونے لگا۔

"گھر میں دعوت رکھی ہے فلک کے سُسرال کی اگر تم آؤ گے تو اُسکو اچھا لگے گا۔" اُسے کچھ اور کہہ کر تپانا نہیں چاہتی تھی۔ جانتی جو تھی کہ وہ اپنے سوتیلے بھائی اور بہنوں کی کتنی عزت اور خیال کرتا ہے۔ سُبکتگین نے چونک کر اُنکو بغور دیکھا اور پِھر نگاہ اُنکے ہاتھوں میں تھامے بُکے تک گئی۔

"یہ تمہارے لیئے ہے۔" اُسکی نگاہ پُھولوں تک جاتے دیکھ کر ماہ پارہ نے پُھول اُسکے سامنے کیئے۔ لمحے بَھر کے لیئے سُبکتگین حیدر کی نگاہ اُن ہلکے جامنی رنگ کے خوبصورت پھولوں پر ٹھہری رہی اور پِھر اُس نے نگاہیں پھیر لیں۔

"مُجھے پُھول پسند نہیں۔" تڑخ کر جواب دیتے ہوئے اُس نے ماہ پارہ کو تلملانے پر مجبور کر دیا۔ اُسکو معلوم تھا تبھی تو لائی تھی۔

"یہ میں نے مُنتخب نہیں کیئے۔ فلوریسٹ سے کروائے ہیں۔" کہہ کر اُس نے پھولوں کا بُکے نیچے ٹیبل پر رکھ کر چہرہ اُٹھا کر سُبکتگین کو دیکھا جسکی نظریں پھولوں پر اِیسے جم کر رہ گئی تھیں کہ ماہ پارہ ٹھٹک گئیں۔ اِس سے زیادہ اُسے آنے کا کہتی تو یقیناً سُبکتگین حیدر نہیں آتا۔ لوہا گرم تھا اور اُنہیں یقین تھا وہ ضرور آئے گا۔

"پِھر فنکشن میں مِلتے ہیں۔" جاتے جاتے بھی اُسے اُکسانے سے بعض نہیں آئی تھی مگر سُبکتگین حیدر وہاں ہوتا تو سُنتا۔ اُسے ماہ پارہ کے جانے کا بھی عِلم نہیں ہو سکا۔ یونہی دیوان کی پُشت پر ہاتھ رکھے اُن ہلکے جامنی لیونڈرز کو دیکھتے ہوئے اُسکی نگاہیں دُھندلانے لگی تھیں۔ دِل میں برسوں سے چُبھے کانچ کے سبب بننے والے زخموں سے ایک بار پِر جَم چُکا خُون رِسنے لگا۔ دِل کی بڑھتی تکلیف اُسکے سنجیدہ چہرے سے عیاں تھی۔ خون رنگ آنکھوں سے اُن پُھولوں کو دیکھتے ہی اچانک چیخ کر ایک جھٹکے سے اُٹھتے ہوئے اُن پُھولوں کو ہاتھ مار کر زمین پر پھینک دیا۔ اُس پر بھی جب

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

دِل میں بڑھتی تکلیف کو آرام نہیں آیا تو اپنے پیروں کی مدد سے اُن پُھولوں کو بیدردی سے کُچلنے لگا۔ خوبصورتی اور نفاست سے تیار کیا گیا بُکے برباد کر کے گہرے سانس لیتا ہوا وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ پیچھے زمین پر بکھری مَسلی پتیاں اور ٹوٹی سبز ڈنڈیاں اپنی بے قدری اور تذلیل پر ماتم کنعاں تھا مگر اُنکو کچل دینے والے نے ایک بار بھی پلٹ کر اُنکی حالتِ زار کو نہیں دیکھا تھا۔

✓میں ایک پَل کے رَنجِ فراواں میں کھو گیا

مُرجھا گئے زمانے میرے اِنتظار میں۔۔۔

(مجید اَمجد)

"کہاں کی تیاری ہے؟" اُسکو پیک بیگ کندھے پر پہن کر باہر جاتا دیکھ کر احمد صاحب نے اُسکو دیکھا جو اُنکو دیکھ کر چونک گئی۔

"اسلام و علیکم، بابا! آپ کب آئے؟" اُس نے حیرانگی سے پوچھا کیونکہ اپنے کام میں مصروف اُسکو واقعی اُنکے گھر میں اُنکے آنے کی خبر نہیں ہوئی تھی۔

"واعلیکم اسلام! بس ابھی ہی۔ تم بتاؤ کہاں کی تیاری ہے؟" اُنہوں نے ٹی-وی کا ریموٹ اُٹھاتے ہوئے سوال کیا۔

"سچ بابا! آپ جانتے ہیں مُجھے یہاں کون مِلا؟" یاد آنے پر وہ تیزی سے اُنکے برابر بیٹھی۔ اُسکے جوش پر احمد صاحب نے چونک کر چہرہ پھیرا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"امی کی یونیورسٹی فیلو، ماہ پارہ۔ اُنہوں نے مُجھے دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا حالانکہ میں اُن سے کبھی نہیں مِلی۔" یہ بتاتے ہوئے اُسکی بادامی آنکھیں چمکنے لگیں جبکہ احمد صاحب کے اِرد گرد خطرے کی گھنٹی بَج اُٹھی۔ یہاں کوئی اُنکی جان پہچان کا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔

"میں نے تو اِس نام کی کوئی دوست نہیں سُنی۔" احمد صاحب کے انداز پر لَیلیٰ مُسکرا دی۔

"دوست نہیں بابا، کلاس فیلو اور اگر وہ امی کو جانتی نہ ہوتیں تو مُجھے دیکھتے ساتھ نہ کہتی کہ میں آفرین کی بیٹی ہوں حالانکہ میں نے امی کا نام کسی کو نہیں بتایا یہاں۔" اُسکے تفصیلی بتائے جانے پر احمد صاحب کو نئی پریشانی گھیرنے لگی۔

"پِھر بھی بیٹا، احتیاط کرنا۔ ہم یہاں کسی کو نہیں جانتے تو کسی پر بھروسہ بھی نہیں کر سکتے۔" اُنکے کہے جانے پر لَیلیٰ نے اثبات میں سَر ہلا کر بغور اُنکو دیکھا جو ایک دَم سے اُسے پریشان لگنے لگے تھے۔

"بے فکر رہیں! بس سلام دُعا رکھنی ہے کیونکہ وہ بوتیک کی کلائینٹ ہیں۔" اُسکے تسلی دیتے انداز پر احمد صاحب سنبھل کر مُسکرائے۔ دِل میں پِھر سے گھٹن ہونے لگی تھی۔ سینے میں بڑھتی تکلیف اِس سے قبل چہرے سے ظاہر ہوتی وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں پِھر آرام کرنے لگا ہوں۔ کھانا میں خود گرم کر لوں گا تم اپنے کام سے جاؤ۔" اُسکا سَر تھپتھپا کر وہ تیز قدموں سے کمرے کی جانب بڑھ گئے جبکہ لَیلیٰ کچھ عجیب سا محسوس کر کے چند پل وہیں بیٹھی رہی اور پِھر یاد آنے پر تیزی سے اُٹھی۔ اُسے ماہ پارہ بیگم نے کال کر کے فنکشن کی تیاری کے لیئے پھولوں کی سجاوٹ کا کنسائمنٹ دیا تھا۔ مین گیٹ بند کر کے وہ ٹیکسی کے بجائے پیدل ہی چلنے لگی کیونکہ جو ایڈریس ماہ پارہ بیگم نے اُسے دیا تھا، وہ یہاں سے کافی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

قریب قدرے اُنچائی پر تھا۔ پھولوں کا ٹرک اُسکے پُہنچنے سے قبل اُنکے گھر پُہنچ گیا ہو گا بس اُسکو جا کر سب مُناسب جگہ سیٹ کرنا تھا۔ چند قدم دُور نظر آتے شاندار سے گھر کو دیکھ کر وہ لمحے کے لیئے ٹھہری اور پِھر گیٹ کے قریب کھڑے گارڈ کو اپنا کارڈ دیکھا کر اِجازت مِلنے پر اندر آ گئی۔ پورچ میں ہی پھولوں کا ٹرک اَن لوڈ ہو رہا تھا۔

"احتیاط سے!" گملے نیچے رکھتے لڑکوں نے چونک کر اُسکو دیکھا تبھی سیڑھیاں اُتر کر گارڈن میں ہونے والی تیاریاں دیکھنے کو آتی ماہ پارہ کی نظر اُس تک گئی جو نہایت احتیاط سے پھولوں اور گملوں کو یوں اُٹھا کر رکھ رہی تھی جیسے ذرا سی سختی پر ٹوٹ جائیں گے، دُکھ جائیں گے۔

"تم وقت پر آئی ہو، لَیلیٰ۔۔۔" اُس بے تکلفانہ آواز پر چونک کر پلٹی اور پِھر ماہ پارہ کو دیکھ کر رسمی سا مُسکرا دی۔

"اسلام و علیکم!" اُسکے سلام کا جواب دیتی ماہ پارہ نے مُسکرا کر اُسکو دیکھا جو سادہ سے حُلیے میں بھی جاذبِ نظر لگ رہی تھی۔

"آؤ میں تمہیں سب سے مِلواتی ہوں اور پِھر چائے پیتے ہیں۔" ماہ پارہ کی اِتنی بے تکلفی پر لَیلیٰ نے ٹھٹک کر اُنکو دیکھا۔ اُسے اپنے بابا جان کی بات ٹھیک لگی۔ کون یوں ایک ورکر سے بے تکلف ہوتا ہے۔

"نہیں! میں بس اپنا کام شروع کروں گی پِھر مُجھے بوتیک جانا ہے۔" نرمی سے منع کرتی لَیلیٰ نے ماہ پارہ کے مُسکراتے چہرے کو سنجیدہ کر دیا۔ اُنہیں اُسکا یہ انداز بھی اچھا لگا تھا۔ وہ ذرا سی توجہ مِل جانے پر سَر پر چڑھ جانے والوں میں سے نہیں لگ رہی تھی۔

"اوکے! ویسے تم مُجھے ماہ پارہ کہہ سکتی ہو۔" نزاکت سے بالوں میں ہاتھ چلا کر اُس نے مُسکرا کر کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جذاکِ اللہ! ماہ پارہ میم۔" لَیلیٰ نے شُکر کا سانس لیا کہ اُنہوں نے بُرا نہیں مانا جبکہ اُسکے انداز کے تکلف پر ماہ پارہ مُسکرا کر اندر کی جانب بڑھ گئی۔ لَیلیٰ نے پلٹ کر سارے اَن لوڈ ہو چکے رنگ بَرنگ کے پھولوں اور گملوں کو دیکھا اور پِھر اپنے کام میں جُت گئی۔ اُسے شام سے پہلے تمام کام کر کے گھر جانا تھا۔

"ہاں، سلام! میں شام تک پُہنچ جاؤں گا۔" آفس کے کام کرتے ہوئے سُبکتگین کو حمزہ کی کال نے چونکا دیا تبھی اُس نے کال پِک کر کے بے صبرے حمزہ کو تسلی دی۔ اُسکی مُحبت تینوں بھائی، بہنوں کے لیئے یکساں تھی۔ صِرف حمزہ تھا جو اُسکی مُحبت اور خلوص کا جواب عزت اور جُوش سے دیتا تھا مگر اِسکے باوجود فلک اور نادیہ کے لیئے کبھی اُسکے دِل میں بال نہیں آیا کیونکہ وہ بہنیں تھیں اور سُبکتگین حیدر بہن جیسے رشتے پر نثار ہو جانے کو ترجیح دیتا تھا۔ تب وہ کچھ نہیں کر سکا تھا مگر اَب سب کچھ اُسکے اِختیار میں تھا۔ وہ کسی کو بھی اپنی بہنوں کی جانب میلی نظر سے دیکھنے نہیں دے گا۔ فلک کے رشتے پر بھی وہ اُسی لیئے خاموشی اور خوشی سے شریک ہوا تھا کہ اُسکی تفتیش کے مطابق لوگ اچھے تھے۔ وہ اُنکا سارہ شجرہ کھنگال چُکا تھا ورنہ زمین آسمان ایک کر دیتا مگر یہ شادی نہ ہونے دیتا تبھی آج فلک کی شادی کی تاریخ رکھی جانی تھی۔ نثار حیدر کی کال کو نظر انداز کر کے وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ جانتا تھا اُسے کیوں کال کی جا رہی ہے۔ اپنے ووٹ اکھٹے کرنے کے لیئے اُنکو ہر نجی اور سماجی دعوت میں سُبکتگین حیدر کی موجودگی کی ضرورت پڑتی رہتی تھی۔ جانتے تھے کہ لوگوں کی نظروں اور باتوں میں کتنی ہتک اور گندے سوالات ہوتے ہیں پِھر بھی وہ اُسکو کیش کروانے سے بعض نہیں آتے تھے۔ بس بہن اور ماں کا حوالہ تھا جِس نے اُسے مجبور کر رکھا تھا۔ اُسے اُن مُجرم، مکرہ لوگوں کی کھوج لگانی تھی اور تب تک کے لیئے بہت ضروری تھا کہ وہ **'حیدر منزل'** سے اپنے تعلقات بحال رکھے۔ ہر شے کی شروعات وہیں سے ہوئی تھی تو سِرا بھی **'حیدر منزل'** سے ہی مِلنا تھا اور جِس دِن کوئی سِرا اُسکے ہاتھ لگے گا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

وہ اُس گھناؤنے کام کے پیچھے ملوث لوگوں کو دبوچنے کے لیئے **'حیدر منزل'** کی بُنیادیں ہلا کر زمین بوس کر دینے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔ یہ اُسکا خود سے لیا جانے والا عہد تھا، پُختہ عہد۔ سیاہ گلئیڈیئیٹر جیپ تیز رفتاری سے اُس گھر کی جانب بڑھ رہی تھی جِس پر سُبکتگین حیدر کی عُقابی نظر تھی۔ مین گیٹ کا دروازہ وَا ہوتے ہی جیپ گیراج میں کھڑی کر کے باہر نکلا۔ عصر کا وقت ختم ہونے والا تھا۔ اِس لیئے **'حیدر منزل'** کی تمام روشنیاں جلا دی گئی تھیں۔ ہر طرف خوب بھاگ دوڑ اور تیاریاں چل رہی تھیں۔ ایک ناگوار نظر اِرد گرد دوڑاتے ہوئے اُسکی نگاہ اُن خوبصورت پھولوں کی بیلوں اور روشنی کی تاروں کے ساتھ لٹکتے گملوں پر ٹھہر گئی۔ تیاری معمول سے ہٹ کر تھی۔ یہ پُھولوں کی بہار پہلے نہیں ہوتی تھی۔ خوشبوؤں کی مہکار نے اُسکے سُتے ہوئے، تھکے ہوئے اعصاب کو چٹخا کر رکھ دیا۔ سَر جھٹک کر اُس نے سختی سے اُن پھولوں کو دیکھا۔ جی چاہا آن کی آن سب کچھ تہس نہس کر دے۔ وہ پُھول اُسکو خود پر، اپنی بزدلی اور بے غیرتی پر ہنستے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ مُٹھیاں سختی سے بھینچ کر اُس نے بہت کچھ کہیں اندر دفن کیا۔ اگر آج، ابھی وہ ضبط کھوتا تو سب کچھ برباد کر دیتا۔ نگاہوں کا زاویہ بدل کر اُس نے پاتھ وے پر زمین پر نصب لائٹس کے ساتھ پھولوں کے رنگین گملے رکھتی عورت کو دیکھا۔ جی چاہا اُس منحوس عورت کا گلا دبا دے۔ اِس سے قبل وہ اپنی قاتلانہ سوچ کو عملی جامہ پہناتا، سیڑھیاں پھلانگ کر حمزہ اُس تک آیا اور اُسکے شانے پر بازو دراز کیا۔

"ہاں، بھئی! آ گئے، اے-سی صاحب۔" اُسکے مُسکراتے طنز پر سُبکتگین بامُشکل ہنس دیا۔ کچھ دیر پہلے والی کیفیت پر بڑی دِقت سے قابو پایا۔

"ایم سوری! آپ پُھولوں سے اِلرجِک ہیں اور مما نے اِیسا سارا اِنتظام کروایا۔" اُسکی خاموشی محسوس کر کے حمزہ نے اِرد گرد دیکھ کر معذرتی لہجے میں کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اُونہوں! اِٹس اوکے۔" اِس سے زیادہ وہ کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

"یار، سُبک بھائی! لڑکی تو بڑی پیاری ہے۔" پلٹتی لَیلیٰ پر حمزہ کی نظر بے ساختہ پڑی۔

"بیہو، حمزہ!" اُس جانب دیکھے بغیر سُبکتگین نے سخت لہجے میں کہتے ہوئے حمزہ کو بوکھلاہٹ میں مُبتلا کر دیا۔

"ایم سوری، مائی بیڈ!" مُسکرا کر اپنی غلط قبول کی گئی جبکہ سُبکتگین سَر جھٹک کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔ اُسے اگر ماہ پارہ بیگم نے سہی وقت بتایا ہوتا تو عین وقت پر آتا مگر ظاہر ہے وہ سُبکتگین حیدر کی سُبکی اور تذلیل کا کوئی موقع ہاتھ سے کیسے جانے دے سکتی تھیں۔ اُسکی توقع کے مطابق اندر ہال میں قدم رکھتے ہی تمام لوگ یوں خاموش ہو گئے جیسے اُن سب کو سانپ سُونگھ گیا ہو۔ وہ اُن نظروں کا اَب عادی ہو چُکا تھا تبھی بغیر اَثر لیئے اپنی مُسلم موجودگی سے غیر آرام دِہ اور خوف زدہ ہوتے ماحول سے نکل کر راہداری سے ہوتا ہوا لاؤنج میں آکر بیٹھ گیا۔ حمزہ کو وہیں کسی نے آواز دے کر رُوک دیا تھا اور یہ شُکر ہی تھا کیونکہ وہ کچھ وقت تنہا گُزارنا چاہتا تھا۔ فِل وقت جو اُسکی تنہائی میں خلل ڈالتا، عمر بَھر پچھتاتا۔ سَر صوفے کی پُشت سے ٹِکا کر آنکھیں مُوندتے ہی جَلتی آنکھوں کے پار پھر سے آگ اور خُون کا کھیل جاری ہونے لگا۔ صوفے کے دَستے پر رکھی مُٹھیاں سختی سے بھینچ کر، چہرے کے تاثرات میں جو تبدیلی لائی گئی وہ حیران کُن تھی۔ جو میڈیا، فریق، خاندان والے اور لوگ بتاتے تھے اُس جیسی سختی اور سَرد پن کا دُور تک شائبہ نہیں تھا بلکہ یوں محسوس ہو رہا تھا اُس شخص کے کسی زخم کو اُدھیڑ کر رکھ دیا گیا ہو۔ وہ لاکھ دامن بچاتا، لاکھ خود کو مصروف رکھتا یہ اذیت ہر بند کو توڑ کر، سارے پردے چاک کر کے اُس تک پُہنچتی تھی۔ اِس سے پہلے کہ اذیت اور خون ریزی کا سلسلہ دراز ہوتا اُسکی قوتِ شامہ سے کوئی ٹھنڈی، مہکتی سی خوشبو ٹکرائی۔ آگ اور خون کا وہ گھناؤنا کھیل ایک جھٹکے سے روک دیا گیا۔ سُرخ ہوتی آنکھیں کھول کر اُس نے چہرہ پھیرا اور پھر اُسی عورت کو مُختلف رنگوں کے گُلاب رکھتے دیکھ کر لَب بھینچ کے ایک جھٹکے سے اُٹھا اور آگے بڑھ کر خوبصورت کانچ کا گُلدان جِس میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سُرخ گُلاب مہک رہے تھے، ایک جُست میں ہاتھ مار کر زمین بوس کر دیا۔ اُسکی جانب پُشت کیئے کھڑی عورت جو دوسرے گُلدانوں میں پھُول رکھ رہی تھی، اُس ناگہانی آفت پر بُری طرح لرز کر چیخی۔ اِس وقت پورشن بالکل سُنسان تھا۔ اِس جگہ مہمان وغیرہ نے ٹھہرنا نہیں تھا تبھی سارا خاندان اور مُلازم تک دُور دُور موجود نہیں تھے کہ درو بام ہلاتی اُس آواز پر وہاں بھاگے چلے آتے۔

"یااللہ!" دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ وہ بے یقینی سے پلٹی اور پھر اپنی جانب خون آشام نظروں سے گھورتے شخص کی جانب دھیان دیئے بغیر نیچے کو بیٹھی۔

"اللہ جی! میرے پھُول۔۔۔" ایک ہاتھ ماتھے پر رکھے، دوزانوں بیٹھ کر اپنے بے آسرا ہوتے پھُولوں کو دیکھ کر اُسکا کلیجہ جیسے حلق میں آگیا۔ پھُول تیزی سے چُن کر احتیاط سے سائیڈ پر رکھتے ہوئے اُسکی نظر اپنے سے چند قدم دُور سیاہ پشاوری کھیڑیوں تک گئی اور پھر اُسکا جلالی غصہ عود آیا۔ اُسکے پھُولوں کے ساتھ یہ سلوک کرنے کی کِس کم بخت کی مجال ہوئی؟

"بدتمیز اِنسان!" غُرا کر کھڑی ہوتی جیسے ہی اُسکی جانب لپکی، سامنے کھڑے سخت، پتھر کر دیتی نظروں پر ٹھہر گئی جبکہ سامنے کھڑے شخص کی آنکھوں کی سُرخی اُس چہرے کو دیکھ کر تیزی سے معدوم ہوئی۔

"آپ۔۔۔ آپ کی ہم۔۔۔ ہمت بھی کیسے ہوئی؟" سنبھل کر وہ جِس طرح اُس پر چڑھ دوڑی، سُبکتگین حیدر کے چہرے کے تاثرات تیزی سے بدلے۔ اُن پھُولوں کی رائیگانی کا غم سامنے کھڑی عورت کے چہرے سے ظاہر ہو کر دُنیا کا سب سے بڑا المیہ معلوم ہو رہا تھا۔

✓روشن ہے کُنجِ زُلف چراغِ بہار سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اور شاخ پُوچھتی ہے، میرا پھُول کیا ہوا۔۔۔

"تمیز سے، لڑکی!" لمحہ لگا تھا اُسے اُس ماحول پر طاری ہوتے المیے سے نکلنے کے لیئے۔ ہاہ! اور یہاں اُس اَسیسٹنٹ کمشنر کی مارکیٹ ویلیو گُلِ لَیلیٰ کی نظر میں مزید معدوم ہوتی چلی گئی۔ اُسکو خراب زُبان والے، تیز اور غصیلے مزاج کے مَرد زہر لگتے تھے۔ اُسکے سامنے کھڑے شخص جیسے مَرد!

"آپ کو شرم نہیں آئی کسی کی قیمتی شے کو توڑنے سے پہلے؟" دبنے کے بجائے وہ سخت ناگواری سے بولی۔ سہی کہتے ہیں! پہلا تاثر، آخری بھی ہوتا ہے۔

"کِس کی اِجازت سے یہاں پھُول رکھ رہی تھی، ہاں؟" دو قدم آکر وہ اِتنی سختی سے دھاڑا کہ کوئی اور ہوتی تو دَب جاتی۔

"جا کر اپنے گھر والوں سے پوچھیں۔" اُسکو وضاحت دیئے بغیر چیخ کر کہتے ہوئے جُھک کر بیٹھ کے اُن پھولوں کو اُٹھاتے ہوئے پاؤں سے سارا کانچ احتیاط سے سائیڈ پر کیا اور ایک سخت ناگوار نظر اُس پر ڈال کے تیز قدموں سے وہ اُسکے بہت قریب سے گُزری اور خوشبوؤں کی کوئی مہکار، کوئی ریلہ سا تھا جِس نے سُبکتگین حیدر کو آنکھیں بند کر دینے پر مجبور کر دیا۔ گہرا سانس لیتے شخص کے روم روم میں وہ خوشبو بَسنے لگی تھی۔ خوشبو یقیناً اُن ہاتھوں میں موجود پھُولوں کی تھی تبھی اُس نے بُری طرح سَر جھٹک دیا۔ اُس خوشبو کے تحلیل ہوتے ہی ماحول میں پھِر سے اُسی نحوست زدہ گھٹن اور اذیت کا کالا سیاہ دُھواں پھیلنے لگا تھا۔ پھُولوں کی بہار اَب کہیں بھی نہیں تھی۔

✓ اُمنگ تھی یہ جوانی کی یا کوئی آندھی

مِلا کے خاک میں ہم کو گئی بہار کہاں۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

---

ساری سجاوٹ سے فارغ ہو کر اُس نے نکلنے سے قبل احمد صاحب کو کال کی۔ کئی بیل جانے کے باوجود جب کال نہیں اُٹھائی گئی تو لَیلیٰ کو پریشانی گھیرنے لگی۔ یہاں ایبٹ آباد آنے سے پہلے اور بعد میں اُس نے اپنے باپ کو اِتنا پریشان اور خوفزدہ دیکھا تھا کہ اُسکے اندر خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ پیک بیگ کندھے پر ڈال کر اُس نے پھر سے کال مِلائی اور اِس سے قبل آگے بڑھتی، کال اُٹھالی گئی۔

"اسلام و علیکم، بابا! کال کیوں نہیں اُٹھا رہے تھے؟" اُسکے متفکر لہجے پر دوسری جانب متفکر اور نڈھال بیٹھے احمد صاحب نے گہرا سانس لیا۔

"وعلیکم اسلام! بیٹے میں گھر پر ہی ہوں۔ ایک جاننے والے دوست آگئے ہیں۔ تم فنکشن دیکھو اور ابھی گھر نہ آنا جب تک میں کال کر کے آنے کو نہ کہوں۔" اُسکو تحمل مگر تیزی سے کہتے احمد صاحب نے لَیلیٰ کو سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر کال مُنقطع کر دی۔ حیرانگی سے اُس نے سیل فون آنکھوں کے سامنے کیا۔ ٹھیک ہے وہ اپنے بابا کے دوستوں سے مِلنا جُلنا نہیں کرتی تھی مگر یہ کیا کہ اُسکو گھر آنے سے ہی منع کر دیا۔ خفگی سے پیر پٹخ کر آگے بڑھی تبھی ماہ پارہ بیگم کی پُکار نے اُسکے قدم روک دیئے۔

"کھانا کھائے بغیر تو میں تمہیں جانے نہیں دوں گی۔" پلٹ کر اُس نے مُسکراتی ماہ پارہ بیگم کو دیکھا۔

"نادیہ! بہن کو اندر لے کر چلو۔" قبل سے کے وہ انکار کرتی، اُنہوں نے اپنی بیٹی کو بُلا کر اُسکو بوکھلاہٹ کا شکار کر دیا۔ اُسکا یہاں آنے کے بعد نادیہ سے تعارف ہوا تھا مگر اِیسا نہیں کہ یونہی آکر بے تکلفی سے ہاتھ پکڑ لیا جائے۔

"اندر چلتے ہیں۔" اُس بے تکلفی پر وہ ہک دَق رہ گئی۔ کتنا عجیب سا خاندان تھا یہ۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نہیں۔۔۔پھر سہی۔۔۔۔" اُس نے سہولت سے اپنا ہاتھ چُھڑوانا چاہا۔

"میں صِرف تمہیں ہی نہیں تمام ایونٹ منیجمنٹ ٹیم کو روک رہی ہوں۔" اُسکے چہرے کے تذبذب پر ماہ پارہ نے نرمی سے کہا جبکہ لَیلیٰ نے چونک کر اندر بڑھتے تمام سٹاف کو دیکھا۔ زیادہ تر سٹاف فنکشن کے اختتام تک رُکتا ہے تاکہ کوئی اُونچ نیچ ہو تو اُسے بروقت فِکس کیا جاسکے۔ گُلِ لَیلیٰ بھی اپنے ورک ایتھکس کے باعث دو گھنٹے اضافی ٹھہر کر ساری سجاوٹ دیکھ چُکی تھی مگر یہ بہت زیادہ تھا۔ اُن لوگوں کا خلوص غیر آرام دِہ کرنے والا تھا یوں کہ لَیلیٰ کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ اُنکے رویئے کو خلوص کا نام دے بھی یا نہیں۔ بابا نے گھر آنے سے منع نہ کیا ہوتا تو وہ کب کا یہاں سے کھسک لیتی۔ بامُشکل مُسکرا کر وہ نادیہ کے ساتھ اندر کی جانب بڑھی۔ نادیہ اُسکے لیئے تمام سٹاف کی جگہ کے بجائے وہاں لے آئی جہاں اُسکے تمام کزنز نہال کمرے میں بیٹھے فلک پر فقرے کس رہے تھے۔ ہنسی، مزاق، قہقہے اور رنگ بَرنگ کی اُس محفل کو دیکھ کر لَیلیٰ کے قدم وہیں تھم گئے۔ نادیہ نے چونک کر اُسکو دیکھا۔

"چلو نہ یار!" نادیہ نے قدرے بلند آواز میں اِصرار کیا تبھی سب باتیں چھوڑ کر شیشے کے کُھلے دروازے کو دیکھنے لگے جہاں نادیہ کے ساتھ کھڑی بَلا کی خوبصورت لڑکی نے اُن سب کو حیران کر دیا۔ اُس گندمی رنگت میں کوئی اِیسی جاذبیت تھی جو دُور تک محسوس کی جاسکتی تھی۔ خاموشی پر سیل فون سے نگاہیں اُٹھاتے سُبکتگین نے اُوپر دیکھا۔ نگاہوں میں تعجب سِمٹ آیا۔ نادیہ کی بے تکلفی ٹھٹکا دینے والی تھی۔ یقیناً وہ ماہ پارہ بیگم کے کہنے پر ہی اُس لڑکی کو یہاں فیملی گیدرنگ میں لائی تھی۔ لڑکی کی تاثرات پر اُس نے نگاہیں پھیر لیں۔ صاف ظاہر تھا کہ اُسکو سٹاف ڈنر کا جھانسا دے کر یہاں دھکیل لایا گیا ہے اور اَب وہ اُس عجیب رنگ برنگے مجمے کو دیکھ کر غیر آرام دِہ ہو رہی ہے۔

"ارے، یہ تو وہی ہے۔" حمزہ نے مُسکرا کر سُبکتگین کو دیکھا جو اپنے سیل فون میں پوری توجہ سے مصروف تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"یہ آپکی فیملی گیدرنگ ہے، پلیز۔" لَیلیٰ نے آہستگی سے کہا۔

"اُوکم آن یار، کچھ نہیں ہوتا۔" نادیہ نے اُسکی مزاحمت کو ہوا میں اُڑادیا۔ اِتنے سارے لڑکوں کی عجیب و غریب نظروں کو دیکھتے ہوئے اُسکی کھڑکی کے پاس سب سے الگ تھلک، لاتعلق بیٹھے شخص تک گئی اور پھر خفت سے اُس نے نادیہ کو دیکھا۔

"ایم سوری نادیہ مگر مُجھے بوتیک واپس جانا ہے۔" نرمی سے کہہ کر اُس نے نادیہ سے اپنا ہاتھ چُھڑوانا چاہا۔

"کیا یار! نخرے کیوں کر رہی ہو۔ یہاں سب ہماری فیملی ہیں۔" نادیہ کے تمسخرانہ انداز پر سُبکتگین نے بے ساختہ سَر اُٹھا کر اُس سنجیدہ چہرے کو دیکھا۔ یقیناً اُس لڑکی کی زُبان بغیر کسی دِقت کے اُسی کے سامنے چل سکتی تھی۔

"اِیگزیکٹلی! یہ آپکی فیملی ہے اور میں اِسکا حصّہ نہیں ہوں۔ سو پلیز معذرت۔" اِس سے زیادہ وہ یہ بے تکلفی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اپنی جگہ سے اُٹھتے سُبکتگین نے چونک کر اُس لڑکی کو دیکھا اور نادیہ کا چہرہ اُسکی سنجیدگی پر تیزی سے سُرخ ہوا۔ ایک جھٹکے سے اُس نے لَیلیٰ کا ہاتھ نخوت سے چھوڑا۔ وہ ضرور کچھ سخت سا کہہ کر اِس بد دماغ لڑکی کو سیدھا کرتی مگر یہاں سب مہمانوں کے سامنے نہیں۔ اگر ممی نے نہ کہا ہوتا تو وہ اِس مغرور لڑکی کو کبھی مُنہ نہ لگاتی۔

"جذاکِ اللہ!" نرم سنجیدگی سے کہہ کر وہ تیزی سے پلٹی۔ اُسے ہر اُس جگہ سہولت سے اِنکار کرنا آتا تھا جہاں اِنکار جائز تھا۔ اُسے بے وجہ کی بے تکلفی بالکل پسند نہیں تھی۔ کوئی دو دِن کی مُلاقات میں اِتنا بے تکلف ہونے کی کوشش کیسے کر سکتا ہے۔ چہرے پر ناگوار تاثرات لیئے وہ تیز قدموں سے راہداری سے گُزر کر سیڑھیوں تک پُہنچی۔ شُکر ہے یہاں وہ عورت دوبارہ نہیں راستہ روک کر کھڑی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کھانے کا اِنتظام دوسرے دالان میں کیا گیا تھا۔ ایونٹ مینیجمنٹ کی ساری ٹیم کا کھانا بھی وہیں ایک لمبی قطار والی ٹیبل پر مہمانوں کے برابر ہی لگایا گیا تھا۔ اُسکا اِرادہ کھانا کھانے کا نہیں تھا مگر صفیہ نام کی وہ ایونٹ مینجمٹ ٹیم کی لڑکی اُسکو پھر سے ڈھونڈ کر اُسکے پاس آگئی۔ پہلے بھی مُختصر سا تعارف ہوا تھا مگر کام اور کم گُوئی کی وجہ سے لَیلیٰ اُس لڑکی سے زیادہ بات نہیں کر سکی۔ اُسکے لیئے اپنی برابر والی کرسی گھسیٹ کر اُس نے لَیلیٰ کو بیٹھنے کا اِشارہ کا جبکہ لَیلیٰ کچھ سوچ کر بیٹھ گئی۔ اُسکو کچھ گھنٹے یہیں گُزارنے تھے تو بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔

"میں صفیہ اور آپ؟" اُس نے مُسکرا کر لَیلیٰ کی جانب رُخ کر ہاتھ بڑھایا جبکہ لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر اُسکا معصوم انداز دیکھا اور پھر اُسکا بڑھا ہاتھ تھام لیا۔

"گُلِ لَیلیٰ!" اُسکے مُختصر سے تعارف پر سفینہ کی آنکھیں چمکیں۔

"لَیلیٰ نام سُن تو رکھا ہے مگر اِسکا مطلب کیا ہے؟" کھانا ابھی سَرو نہیں ہوا تھا تبھی وہ اُس سے پوری دلجمی سے باتوں میں مگن ہو چکی تھی۔

"رات میں کھِلنے والا پھُول۔" اُسکے کہے جانے پر صفیہ نے حیرانگی سے اُسکو دیکھا۔

"گُل کا مطلب تو پھُول ہے تو پھِر یہ لَیلیٰ کا مطلب رات ہوا؟ یا اللہ! تبھی مجنُوں کی لَیلیٰ کالی تھی۔" اُسکے صدمے سے کہے جانے پر لَیلیٰ کی ہنسی بے ساختہ تھی۔ اُس کا انداز اِس قدر برجستہ اور افسوس بَھرا تھا کہ کسی کو بھی ہنسی آسکتی تھی۔

"لَیلیٰ عربی زُبان کا لفظ ہے نہ، لَیل سے نکلا ہے۔ لَیل و نہار یعنی رات اور دِن۔" اُسکے تفصیل سے کہے جانے پر صفیہ کی آنکھیں چھوٹی ہوئیں اور پھِر سمجھ کر سَر ہلایا۔ اِس سے پہلے کہ صفیہ اُس سے مزید کوئی سوال کرتی تبھی ویٹرز آکر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

تمام مہمانوں میں کھانا سَرو کرنے لگے۔ اُنکے آگے کھانا رکھا گیا تو صفیہ تو جیسے کھانے پر ٹوٹ پڑی۔ کھانے کے دوران اُس نے چہرہ پھیر کر لَیلیٰ کو دیکھا جِس نے اپنے لیئے کھانا نہیں ڈالا تھا بلکہ چہرہ سائیڈ پر کیئے پھولوں اور درختوں کو دیکھ رہی تھی۔

"کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟" برابر سے ایک بار پِھر اُسکو متوجہ کیا گیا۔ وہ جِس طرح پلیٹیں بَھر کا کھانا کھا رہی تھی لَیلیٰ کے چہرے کو مُسکراہٹ چُھو گئی۔

"بَھوک نہیں ہے۔ آپ کھائیں۔" نرم لہجے میں اُسکو بتایا۔

"میرے نام کا مطلب ہے مالِ غنیمت تبھی تو ایونٹس پر کھانا مالِ غنیمت سمجھ کر کھاتی ہوں۔" اُسکے مُسکراتے انداز پر لَیلیٰ نے مُسکرا کر پِھر سے اُسکو دیکھا جو ایک بار پِھر بریانی کی پلیٹ بَھر رہی تھی۔

"وہ کہتے ہیں نہ مالِ مُفت، دلِ بے رحم۔" اُسکی حیران نظروں پر اُس نے آنکھ مار کر بڑے مزے سے کہا تبھی باتوں کا شور جیسے ہی یَک دَم تھما لَیلیٰ نے چونک کر لوگوں کو دیکھا جو اونچا بولنے کے بجائے اَب چہ مگائیاں کرنے میں لگ گئے تھے۔ نا سمجھی سے اُس نے چہرہ مُخالف سِمت کیا اور تبھی اُسکو سُبکتگین حیدر نظر آیا وہی جو لَیلیٰ کے لیئے اَسیسٹنٹ کمشنر ہی تھا۔

"قِسم سے اِس صورت پر کون نہ مَر جائے مگر کاش یہ اچھا اِنسان ہوتا۔" اپنے ٹیبل سے آتی آواز پر لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر اُس لڑکی کو دیکھا جو حسرت سے سُبکتگین حیدر کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ تو وہی بات ہو گئی! شکل مومناں تے کرتوت کافراں۔" اُس سخت بات پر ہَک دَق رہ جاتی لَیلیٰ نے حیرانگی سے اُن سب کو دیکھا جو تائید میں سَر ہلا رہے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"یہ اُسکی گردن میں جو سَریا ہے نہ یہی ایک دِن اِسکو مروائے گا۔اِیسے چوڑا ہو کر پِھرتا ہے جیسے دُنیا اِسکے باپ کی ہے۔"لَیلیٰ کی سماعتوں سے ایک اور تلخ جملہ ٹکرایا۔چہرہ واپس پھیر کر اُس نے اپنے قریب سے گُزرتے سُبکتگین کو دیکھا جِس نے یقیناً وہ ساری باتیں سُن لی تھی۔

"اُسکے باپ کی ہی ہے ورنہ ایک قاتل،بدمعاش اور ڈرگی کیسے اَسیسٹنٹ کمشنر بن سکتا ہے۔سب پیسے کا کام کمال ہے بھئی۔" سُبکتگین حیدر اُسی طمانیت سے اُس طویل ٹیبل کے مُخالف سِمت صوفے پر جا کر بیٹھ گیا یوں کہ اُسکی پُشت اُس جانب تھی مگر وہ اِتنا دُور نہیں تھا کہ اپنے بارے میں ہوتی باتیں سُن سکتا۔

"پیسا پھینک،تماشا دیکھ!"لَیلیٰ نے سُبکتگین حیدر کو وہیں قریب بیٹھتے نہیں دیکھا تھا تبھی ناگواری سے ٹیبل پر ہاتھ مار کے تیزی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔اُسکے عمل پر ٹیبل پر موجود سب لوگوں نے چہرہ اُٹھا کر اُسکو دیکھا جو سختی اور ناگواری سے اُن سب کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"شرم نہیں آتی آپ سب کو کسی کے بارے میں اِتنی گھٹیا اور غیر معیاری گُفتگو کرتے ہوئے۔"اُسکا لہجہ بہت اُونچا نہ سہی مگر اِتنا تھا کہ اِرد گرد موجود تھوڑے بہت لوگ سُن سکتے۔اُنہی میں سے سُبکتگین حیدر بھی تھا۔چونکتی سماعتوں کے ساتھ اُس نے باقی سب کی طرح چہرہ نہیں پھیرا۔

"آپ کو کیا مسئلہ ہے؟کونسا آپکے بارے میں بات ہو رہی ہے؟"وہی لڑکی جِس نے بکواسات کا سلسلہ شروع کیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میرے بارے میں آپ بات کر بھی نہیں سکتیں، مُحترمہ لیکن اِتنی حیا کر لیں کے جسکی دعوت اُڑا رہی ہیں اُسی پر فقرے نہیں کَستے۔" اُسکا سنجیدہ لہجہ دوٹوک تھا۔ اُس لڑکی نے خفت سے چہرے کا رُخ بدل لیا جبکہ دوسرے آدمی کی زُبان پر سخت قِسم کی خارش ہوئی۔

"تم جانتی نہیں ہو گی اُس قاتل اور بدمعاش اِنسان کو تبھی بڑھ بڑھ کر بول رہی ہو۔" اُس آدمی کے انداز پر لَیلیٰ کو ہنسی آنے لگی۔ کیسے لوگ تھے یہ سب۔

"جانتی تو میں آپ کو بھی نہیں ہوں مگر پِھر بھی صاف سمجھ آ رہی ہے مُجھے کہ آپ کِس طرح کے اِنسان ہیں۔" ایک سخت نظر اُس آدمی پر ڈال کر اپنا پیک بیگ اُٹھاتے وہ تیز قدموں سے سامنے کی جانب جاتے راستے کی جانب بڑھ گئی۔ سُبکتگین نے چہرہ ترچھا کر کے اُس عورت کو جاتے دیکھا جسے وہ نہیں جانتا تھا، جو اُسکو نہیں جانتی تھی اور پِھر بھی دونوں ایک دوسرے سے پہلی مُلاقات سے خائف تھے۔

"مُحترمہ!" عقب سے یوں روکے جانے پر وہ کراہ کر رہ گئی۔ کیا مُصیبت ہے۔ جُھنجھلا کر وہ جیسے ہی پلٹی، مُقابل کی آنکھوں اور چہرے کی سنجیدگی محسوس کر کے ٹھٹک گئی۔ اُن سیاہ آنکھوں کا تاثر اُسے ناقابلِ فہم سی اُلجھن میں ڈال گیا۔

"رات ہونے والی ہے، آپ کو کسی کے ساتھ جانا چاہیئے۔۔۔" وہی اَسیسٹنٹ کمشنر شانے پر چادر ڈالے، سنجیدہ نظروں سے اُسے دیکھ کر کہہ رہا تھا۔ لَیلیٰ کا پِھر سے دبا ہوا غصہ چہرے سے ظاہر ہونے لگا۔ پھولوں کی رائیگانی نے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

چند لمحے پہلی والی بدکلامی بُھلوادی تھی اور سُبکتگین حیدر کو اُن تاثرات نے دلچسپی میں گھیر لیا۔ اُن بادامی آنکھوں میں پھولوں کا غم تازہ ہوتے ہی طیش کے ننھے شعلے بھڑک اُٹھے تھے۔

"کِس خوشی میں؟" دانت پیس کر پوچھا گیا۔ اُسے ہر ایک کے ساتھ پورا پڑنا آتا تھا۔ سُبکتگین حیدر کی آنکھوں کا تاثر بدل لگا۔ ناقابلِ فہم تاثرات، فہم ہو گئے۔

"ایکسکیوزمی۔۔!" مگر وہ اُس طنز کو قطعاً نہیں سمجھا تھا۔

"ایکسکیوزڈ۔۔!" نہایت آرام سے کہہ کر گُلِ لَیلیٰ تیز قدموں سے سیڑھیاں عبور کر گئی۔ پیچھے سُبکتگین نے لَب بھینچ کر اُس لڑکی کو دیکھا۔ اگر جو اُسے احمد حسن صاحب کا لحاظ نہ ہوتا تھا اِس لڑکی پر دوسری نظر نہ ڈالتا۔ گہرا سانس لے کر وہ تیز قدموں سے نیچے اُترا اور اُسی تیزی سے لَیلیٰ کے عین سامنے آرُکا۔ بروقت رُکتی لَیلیٰ کی بادامی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی۔ اِس طرح سے روکے جانے کی اُسے اُمید نہیں تھی۔ وہ اُسکے حق میں بولی تھی ہی کیوں؟ سُبکتگین حیدر کی پہلے کی اُلجھن ناگواری میں ڈھلنے لگی۔

"حسن صاحب سہی پریشان رہتے ہیں۔" سخت، کُھردرے لہجے میں کہتے ہوئے اُس نے لَیلیٰ کو ٹھٹکا دیا۔ بے طرح چونک کر اُس نے مقابل کے برف تاثرات کو دیکھا۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" سنبھل کر اُس نے ناگواری سے کہا مگر مُقابل پر اُسکے انداز کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

"اپنے بابا سے کال کر کے معلوم کریں۔ جہاں جانا ہے میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔" دونوں ہاتھ پُشت پر باندھ کر کہتے ہوئے اُس نے لَیلیٰ کو ناسمجھی میں مُبتلا کر دیا۔ اُس پر غُراتے، بدتمیزی کرتے شخص سے یہ والا اِنسان کافی مختلف لگ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

رہا تھا۔ جو لوگ کہہ رہے تھے، اُسکی عکاسی کرتا ہوا۔ مزید کچھ کہے بغیر لَیلیٰ نے بابا کا نمبر مِلا کر سیل فون کان سے لگایا۔

"جی! بابا۔۔۔" اُسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ ایک بار پھر بڑی دیدہ دلیری سے اُسکا سیل فون لے کر کان سے لگا چُکا تھا۔ لَیلیٰ نے تلملا کر اُسکو دیکھا جو بڑے اطمینان اور میٹھے، مُحترم لہجے میں اُسکے باپ سے بات کرتے ہوئے اُسکو اندر تک تپا گیا۔ صِرف شکل و صورت اچھی تھی باقی پورا کا پورا گُلِ لَیلیٰ کو وہ سخت ناپسندیدہ لگا۔ کچھ دیر بعد اُس نے سیل لَیلیٰ کی جانب بڑھایا جِس نے اِس بُری طرح اُسکے ہاتھ سے چھینا کہ سُبکتگین نے جھٹکا کھا کر اُسکو دیکھا جو اُسے تیز نظروں سے دیکھ کر اپنے بابا سے بات کرنے لگی تھی۔ کال مُنقطع کر کے لَیلیٰ نے اُسکو جیپ کی جانب جاتے دیکھا اور پھر تیزی سے اُسکے پیچھے آئی۔

"دوبارہ اگر آپ نے مُجھ سے اِیسی بد تمیزی کی تو مُجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔" دروازہ کھولتے سُبکتگین کے ہاتھ تھمے۔ پلٹے بغیر صِرف چہرہ پھیر کر اُسکو نیم رُخ سے دیکھا گیا۔ وہ لوگوں کے ساتھ اِسی طرح کے رویئے اور سلوک کا عادی تھا شاید تبھی اُسکے لیئے سب عام تھا مگر گُلِ لَیلیٰ کو وہ بد تمیزی سخت زہر لگ رہی تھی۔

"گاڑی میں بیٹھیں، مُحترمہ۔" اُسکی تنبیہہ کو سِرے سے نظر انداز کیا گیا جبکہ لَیلیٰ نے بڑی مُشکل سے خود پر ضبط کیا۔ وہ سب باتیں سُن لینے کے باوجود اُس لڑکی کا لہجہ اور انداز پہلی والا ہی تھا۔ یہ دلچسپ تھا، بے حد دلچسپ۔ ہونا تو نہیں چاہیئے تھا۔

"یہ جو آپ ہر بار میرا فون چھین لیتے ہیں، بد تمیزی کرتے ہیں میں اِس بات کو ہر گز برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ اَسیسٹنٹ کمشنر ہیں، ہوں گے۔ اپنے لیئے ہیں اِسی لیئے میرے ساتھ دوبارہ اِس انداز میں پیش آنے کا سوچیئے گا بھی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

مت۔" سنجیدگی سے جو کہا گیا اُس پر سُبکتگین حیدر کو پلٹ کر اُس حیران کرتی لڑکی کو دیکھنا پڑا۔ پہلی بار تھا کہ کوئی اُسکے سامنے دوٹوک بات کرنے کی جُرأت کر رہا تھا۔ ظاہر ہے وہ اُسے جانتی جو نہیں تھی۔ جانتی ہوتی تو دوسرا لفظ نہ نکال سکتی مگر جو بھی تھا اُس لڑکی کی سنجیدگی اور وقار نے لمحے بَھر کے لیئے ہی سہی سُبکتگین حیدر کو چوکنا کر دیا۔ وہ بدتمیز نہیں تھی مگر اجنبی لوگوں سے ویسے ہی بات کرتی تھی جیسے کچھ دیر پہلے سب سے کر رہی تھی، جیسے ابھی سُبکتگین حیدر سے کر رہی ہے۔

"بہتر!" دونوں ہاتھ مفاہمتی انداز میں اُٹھا کر اُس نے آہستگی سے کہا۔ اِتنی باتیں سُننے کے باوجود اُس کے یوں کہے جانے پر لَیلیٰ کو شرمندگی گھیرنے لگی مگر اُسے یہ خاندان، یہاں کے لوگ بالکل پسند نہیں آئے تھے اور دوبارہ اُسکی توبہ جو اُس نے اِن لوگوں سے کوئی بھی واسطہ رکھا۔ اُسکے لیئے دروازہ کھولنے کی زحمت کیئے بغیر سُبکتگین حیدر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چُکا تھا۔ اُسے کوئی شوق نہیں تھا اجنبی عورتوں کے لیئے زحمت کرنے کا۔ وہ اِیسا ہی تھا، بدتمیز اور بدتہذیب۔ بالکل ویسا ہی جیسا چھ دیر پہلے لوگ کہہ رہے تھے۔ لَیلیٰ نے خود ہی آگے بڑھ کر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ وہ عموماً ٹیکسی وغیرہ میں بھی ڈرائیورز کے پیچھے بیٹھنے کی عادی تھی، یہی اُسکا اُصول تھا۔ اِس طرح ڈرائیور پر اُسکی کڑی نظر بھی رہتی تھی اور اگر کوئی ڈرائیور اُس پر حملہ کرنے کا اِرادہ رکھے گا بھی تو اُسکے لیئے سائیڈ پر بیٹھی لڑکی کی نسبت اپنے عین پیچھے بیٹھی لڑکی پر حملہ کرنے میں مُشکل ہو گی۔ بیٹھتے ہی اُسکی غیر اِرادی نظر سامنے اُٹھی۔ سُبکتگین حیدر نے بیک ویو مِرر نیچے اُسی لمحے کر دیا۔ ایک پَل کو لَیلیٰ ٹھٹکی مگر دوسرے ہی پَل جیپ کے سٹارٹ ہونے پر چہرہ پھیر کر کھڑکی سے باہر بھاگتے دوڑتے منظر دیکھنے لگی تبھی جیپ کو اپنے گھر کے سامنے رُکتے دیکھ کر چونک کے سیدھی ہوئی۔ اُس نے تو ایڈریس نہیں بتایا تھا تو پھر۔۔۔

"آپ کو کیسے۔۔۔؟" پیچھے سے آتے مشکوک سوال پر سُبکتگین چونکا نہیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"حسن صاحب سے معلوم ہوا۔" اُسکے شک کو پورا ہونے سے پہلے جواب دیا گیا۔ لَب بھینچ کر لَیلیٰ تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اُتری۔ اِس سے قبل آگے بڑھ کر بیل بجاتی، اُسکے بابا شاید جیپ کی آواز سُن کر جیسے ہی باہر نکلے، اُسکو چہرے کو مُسکراہٹ نے چُھو لیا مگر وہ اُسکے برابر سے ہو کر سُبکتگین حیدر کی جانب بڑھے جو اُنکو آتے دیکھ کر تیزی سے باہر نکلا۔ گردن میں گُھسا رکھا سریانہ جانے کہاں غائب ہو گیا تھا۔ گُلِ لَیلیٰ آنکھیں پھاڑ کر اُسکے ریزرو سے باپ کو اُس بد تمیز، انجان اَسیسٹنٹ کمشنر سے مِلتے دیکھنے لگی۔

"یا اللہ! یہ۔۔۔ اِن میں اِتنی بے تکلفی کب ہوئی؟" بے یقینی کی کوئی حد نہیں تھی۔

"چلو شاباش، اندر چلتے ہیں۔" اُسکی پُشت پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے اُنہوں نے سُبکتگین کو مُسکرانے پر مجبور کر دیا۔ نظروں کی تپش پر اُس نے چہرہ اُٹھا کر اُن بادامی پھٹنے کو تیار آنکھوں کو دیکھ کر نرمی سے حسن صاحب کو دیکھا۔

"نہیں، انکل پھر کبھی۔" اُسکے انکل کہے جانے پر لَیلیٰ کو لگا اُسکی سماعت کو کوئی دھوکہ ہوا ہے۔ اِن دو ہفتوں میں اِتنی بے تکلفی ہو پانا ناممکن تھا۔

"بیٹا! اگلی بار میں کوئی بہانہ نہیں سُنوں گا۔" لَیلیٰ بس غش کھا کر گِرنے کو ہی تھی۔ اُسکے باپ نے شارق تک کو آج تک بیٹا نہیں کہا، اپنے خاندان کے سب لڑکوں کو بیٹا نہیں کہا تو یہ؟؟؟؟

"ڈن، انکل!" کراہ کر لَیلیٰ اُس دو ہفتے کی مُحبت پر پیر پٹختے ہوئے کُھلے گیٹ سے اندر چلی گئی۔

"آپ کی بیٹی کو بُرا لگ گیا ہے۔" سُبکتگین نے مُسکراہٹ دبا کر کہتے ہوئے احمد صاحب کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

"بالکل نہیں! میری بیٹی کا دِل چڑیا جیسا نرم ہے۔" اُنکے یوں مُحبت سے کہتے جانے پر سُبکتگین نے ٹھہرتی دَھڑکن کے ساتھ اُنکی آنکھوں اور لہجے میں پنہاں مُحبت کو دیکھا۔ وہ مُحبت جو اُسکے اور اُسکی بہن کے نصیب میں کبھی نہیں آ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سکی تھی۔ احمد صاحب نے چہرہ پھیر کر بغور سُبکتگین کے ساکن، پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھا اور چونک گئے۔ اُنہوں نے پورے ایک ہفتے کے بعد سُبکتگین حیدر کے چہرے پر اصلی اور خالص تاثرات دیکھے تھے۔

"میں چلتا ہوں پھر، اِجازت؟" اُنکی نظریں محسوس کر کے سنبھل کر اُس نے اُنکی جانب مُسکرا کر دیکھتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا جبکہ حسن صاحب نے آگے بڑھ کر اُسکو شانے سے لگا لیا۔ لمحے بَھر کو سُبکتگین حیدر اندر تک ہل کر رہ گیا۔ اُنکا اَب کی بار گلے لگانا ہر بار کی طرح نہیں تھا۔ سُبکتگین حیدر کا پتھر سے زیادہ سخت دِل لرزنے لگا۔ پیچھے ہو کر اُس نے حسن صاحب کا چہرہ نہیں دیکھا۔

"اللہ حافظ!" مدہم آواز میں کہہ کر وہ تیز قدموں سے پلٹ کر جیپ کی جانب بڑھ گیا اور احمد حسن صاحب تب تک وہاں کھڑے رہے جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔ اندر ٹی-وی کے سامنے بیٹھی لَیلیٰ نے لکڑی کا دروازہ بند ہونے کی آواز پر چہرہ پھیر کر اُنکو دیکھا جو مُسکراتے ہوئے اندر آرہے تھے۔

"یہ آپ کب سے بدتمیز لوگوں سے فری ہونے لگے؟" ناک چِڑھا کر اُس نے جِس انداز میں کہا، احمد صاحب نے چونک کر اُسکو دیکھا۔

"کون بدتمیز؟" حسن صاحب واقعی نہیں سمجھے مگر لَیلیٰ کے تاثرات دیکھ کر ہنستے ہوئے اُس تک آئے جِس نے اُنکی ہنسی پر خفگی سے رُخ پھیر لیا تھا۔

"ارے! میری گُلِ لَیلیٰ کب سے لوگوں کے بارے میں اِیسی رائے رکھنے لگی؟" اُنہوں نے اُسکے برابر بیٹھ کر مُحبت سے پوچھا۔

"مُجھے اِیسے سخت زُبان کے لوگ بالکل نہیں پسند۔" اُسکے کہے جانے پر احمد صاحب نے اثبات میں سَر ہلایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم اُسکو جانتی نہیں ہو نہ اِس لیئے کہہ رہی ہو۔" اُنکے کہے جانے پر لَیلیٰ نے جھٹکے سے چہرہ پھیر کر اُنکو دیکھا۔ ذہن میں اُس ٹیم کی باتیں جیسے ہی گونجنے لگی، اُس نے سَر جھٹک دیا۔

"جانتے آپ بھی نہیں ہیں۔ جمعہ جمعہ آٹھ دِن ہوئے ہیں ہمیں یہاں آئے ہوئے۔" اُسکے انداز پر احمد صاحب کو ہنسی آنے لگی۔

"میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا گُل! کسی کو اندر تک جان لینے کی کوئی میعاد نہیں مقرر کیونکہ بعض لوگوں کو اِنسان عُمر بَھر نہیں جان پاتا اور کچھ لوگوں سے جمعہ جمعہ آٹھ دِن کی ملاقات کافی ہوتی ہے۔" اُنہوں نے ایک دَم جِس سنجیدگی سے کہا لَیلیٰ کو سنبھلنا پڑا۔

"لگتا ہے اَسیسٹنٹ کمشنر صاحب نے آپ پر کوئی جادو کر دیا ہے۔" اُس نے مُسکرا کر ماحول میں دَر آتی سنجیدگی اور تناؤ کو کم کرنا چاہا۔ احمد صاحب جو کسی سوچ میں غرق ہونے لگے تھے ہنس دیئے۔

"ہو سکتا ہے کر دیا ہو۔" اُنہوں نے بھی اُسکے انداز میں ہنس کر کہا۔

"سحر اَسود؟" گُلِ لَیلیٰ کا سوالیہ انداز شریر ہوا۔

"اُنہوں! سحر حُب۔" اُنکا انداز شفقت اور مُحبت سے بَھر گیا۔ جبکہ اُنکے لہجے کی مٹھاس پر لَیلیٰ مُسکرا کر اُنکو دیکھتی رہی۔ ساری کثافت اور بے زاری یک دَم بَھک سے اُڑ گئی اپنے باپ کو پورے ایک مہینے بعد دِل سے مُسکراتے، کسی پر اعتبار کرتے دیکھ کر۔ دو، تین مہینے سے وہ نہ جانے کیوں اِنسانوں کے سائے سے بھی خوفزدہ رہنے لگے تھے اور اب! یہ ایک خوش آئند تبدیلی تھی۔ گُلِ لَیلیٰ کو اِیسا ہی مثبت سوچنا چاہیئے جیسا وہ ہمیشہ سے سوچتی آئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آگے کیا کرنا ہے؟" اُس نے اپنے سامنے بیٹھے حسن صاحب کو کسی گہرے خیال سے چونکا دیا۔ چونک کر حسن صاحب نے سُبکتگین کو دیکھا۔

"میں اِیسے چُھپ کر ساری زندگی بزدلوں کی طرح نہیں رہ سکتا، بیٹا۔" حسن صاحب کی بات کچھ اِیسی تھی کہ سُبکتگین کے چہرے پر سیاہ سایہ سا آکر گُزر گیا۔ بہت مُختصر لمحے کے لیئے کہ اُسکی جانب مُضمحل نظروں سے دیکھتے حسن صاحب وہ سایہ دیکھ نہیں سکے۔

"آپ کو میری جِس قِسم کی بھی مدد چاہیئے، بتا سکتے ہیں۔" اُسکے نرمی سے کہے جانے پر حسن صاحب نے اُسکو شفقت سے دیکھا۔

"مُجھے واپس جا کر حقیقت کھولنے ہو گی بیٹے لیکن میں لَیلیٰ کو نہ بتا سکتا ہوں، نہ لے کر جا سکتا ہوں۔" اُنکی اگلی بات پر سُبکتگین نے کچھ نہیں کہا۔ وہ اِس اِنتہائی ذاتی بات پر کہہ بھی کیا سکتا تھا۔

"اگر میں نہ گیا تو بے قصور مارے جانے والے اُس بہادر آدمی کا خون رائیگاں جائے گا۔" حسن صاحب کا دِل مزید گُھٹنے لگے۔ اُنکو اُس آدمی کی کم عُمر بیٹیاں یاد آنے لگیں۔ کیسے اُس نے اپنے گھر والوں کو پسِ پُشت ڈال کر اُس ظلم کے خلاف آواز اُٹھائی تھی اور خود بے دردی سے قتل ہو گیا تھا لیکن اپنی بیٹی کی وجہ سے اُن میں وہ ہمت نہیں آ رہی تھی۔ اُن بچیوں کے پاس اُسکی ماں اور پورا خاندان تھا مگر اُنکی بیٹی کے پاس اُنکے علاوہ نہ ماں تھی، نہ خاندان۔

"میں کچھ کرتا ہوں۔ آپ پریشان نہ ہوں۔" سُبکتگین نے اُنکو تسلی دیتے ہوئے سوچتے لہجے میں کہا۔ وہ اُنکی مُشکل اور پریشانی کو اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں چلتا ہوں۔ لَیلیٰ اکیلی ہو گی۔" اُنکے لہجے میں اپنی اولاد کے لیئے حد سے زیادہ فکر تھی۔ سُبکتگین گہرا سانس لے کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اگر آپ کہیں تو میں سب کچھ پبلک کر دوں؟ بات جب میڈیا تک جائے گی تو کوئی کچھ بھی نہیں کر سکے گا۔" اُس نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے حسن صاحب کو ٹھٹکا دیا۔

"کیا مطلب، کیسے؟" اُنکے سوال میں خدشات پنہاں تھے۔

"میری میڈیا میں جان پہچان ہے اور آپ کے پاس ثبوت۔ تو ہم کسی فرض شناس اینکر کو ٹِپ دے سکتے ہیں۔" اُسکی بات میں وزن تھا۔ حیرت ہے یہ بات پہلے اُنہوں نے کیوں نہیں سوچی۔

"لوگ یقین کر لیں گے؟" اُنہوں نے کچھ سوچ کر آہستگی سے کہا اور سُبکتگین بے ساختہ ہنس دیا۔

"لوگوں کے لیئے میڈیا کی بات حرفِ آخر ہوتی ہے۔ میڈیا بغیر کسی ثبوت کے بھی کچھ کہے تو وہ اٹل حقیقت بن جاتی ہے ہم تو پھر فیکٹس اور پُروف سے بات کریں گے۔" اُسکے یقین دِلاتے انداز پر حسن صاحب صِرف ایک پَل کو ٹھٹکے اور پھر سمجھ کر سَر ہلایا۔

"جب آپ تیار ہوں مُجھے بتا دیجیئے گا۔" سُبکتگین کے مزید کہے جانے پر حسن صاحب نے اُسکا شانہ نرمی سے تھپتھپایا۔

"جذاک اللہ، بیٹا!" اُنکے یوں کہے جانے پر سُبکتگین حیدر کو پھر اُنکو ٹھہر کر دیکھتے رہنا پڑا۔ وہ اُسے حیران کر دیتے تھے۔ اُنکے خلوص کا کوئی متبادل نہیں تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کِس کو سوچ رہی ہیں آپ حمزہ کے لیئے؟" اندر آتی نادیہ اُس نام پر چیخ کر اُنکی جانب بڑھی جبکہ ماہ پارہ نے حیرانگی سے اُسکے چہرے کے ناگوار تاثرات دیکھے۔

"وہی میری کلاس فیلو کی بیٹی، گُلِ لَیلیٰ۔" ماہ پارہ کے دوبارہ سے زور دیئے جانے پر فلک نے نادیہ کے چہرے کے بگڑتے زاویوں کو دیکھا۔

"نہ کریں اُسکا ذکر بھی میرے سامنے۔ بدتمیز، مغرور کہیں کی۔" نادیہ نے نخوت سے کہا جبکہ ماہ پارہ نے سوالیہ نظروں سے فلک کو دیکھا۔

"یہ کیوں مرچیں چبا رہی ہے؟" ماہ پارہ کے کہے جانے پر نادیہ نے دانت پیس لیئے۔

"اصل میں پرسوں یہ آپکے کہنے پر اُس لڑکی کو اندر ہال میں لے آئی جہاں سب بیٹھے تھے۔" فلک کے مُسکراہٹ دبا کر بتانا شروع کیا جبکہ اُسکی مُسکراہٹ پر نادیہ کا چہرہ اہانت سے سُرخ ہونے لگا۔

"پِھر!"

"پِھر یہ کہ اُس لڑکی نے کہا کہ یہ آپ کی فیملی گیدرنگ ہے اور میں آپکی فیملی نہیں ہوں، کہہ کر چلی گئی۔" فلک کی بات مکمل ہوتے ہی ماہ پارہ کی ہنسی بے ساختہ تھی۔ نادیہ نے خفگی سے اپنی ماں کو دیکھا۔

"تو اِس میں بُرا منانے والی کونسی بات ہے۔ پہلی مُلاقات میں کون کسی کی فیملی گیدرنگ میں بیٹھتا ہے۔" ماہ پارہ نے ہلکے پُھلکے انداز میں کہہ کر نادیہ کو تلملانے پر مجبور کر دیا۔

"جب معلوم تھا تو کیوں میرے ساتھ اندر بھیجا؟ مُجھے ذلیل کروانے کے لیئے؟؟" نادیہ نے چیخ کر کہا جبکہ فلک نے بروقت مُسکراہٹ دبائی۔ اگر نادیہ اُسکو ہنستے دیکھ لیتی تو سَر پھاڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اِس میں ذلت والی کیا بات، نادیہ؟" ماہ پارہ کے انداز پر نادیہ کے ساتھ اَب کے فلک نے بھی حیرت سے اپنی ماں کو دیکھا یکھام چھوٹی چھوٹی باتوں کو انا کا مسئلہ بنانے والی اُنکی ماں، اِتنا اعلیٰ ظرف کب سے ہو گئیں؟ بات تعجب کی ہی تھی۔

"آپ کیوں اُس کی اِتنی سائیڈ لے رہی ہیں ویسے؟" فلک کے پوچھے جانے پر ماہ پارہ مُسکرا دی۔

"بتایا نہ مُجھے وہ حمزہ کے لیئے پسند آگئی ہے اور تمہارے بابا کے پاس بھی انکار کا کوئی جواز نہیں رہے گا۔" ماہ پارہ کی وضاحت پر فلک اور نادیہ ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں۔

"آپ ممی کیسے؟ ہمارا اور اُسکا کلاس ڈیفرنس نظر نہیں آرہا آپ کو؟؟" اَب کی بار کہنے والی فلک تھی جبکہ نادیہ نے شُکر کا سانس لیا کہ کوئی تو اُسکا ہمنوا ہے۔

"تمہارے باپ کو اِیسی ہی لڑکی پسند آئے گی اور ویسے بھی شکل صورت ہے، سلیقہ ہے، رعب میں رہے گی اور سب سے بڑھ کر حمزہ اور اُسکی عمر ایک جیسی ہے تو دونوں ایک ساتھ اچھے لگیں گے۔" ماہ پارہ کے طویل موازنے پر دونوں بہنوں نے گہرا سانس لے کر ایک دوسرے کو دیکھا تبھی حمزہ وہاں ٹپک پڑا۔

"میری بُرائیاں ہو رہی ہیں؟" اُسکے یقین پر فلک نے پاس پڑا کشن اُسکی جانب پھینکا جسے بروقت کیچ کیا گیا۔

"دانت اندر کر لو کیونکہ تمہیں کھونٹے سے باندھنے کی باتیں ہو رہی تھیں۔" نادیہ نے اُسکو دانت نکالتے دیکھ کر تمسخر سے کہا جبکہ حمزہ کے کان کھڑے ہو گئے۔

"وہاٹ، ممی! شی اِز جوکنگ، رائٹ؟" اُسکے انداز پر نادیہ نے ناک چڑھائی۔ حرکتیں ابھی تک بچوں جیسی تھی۔ اور ممی کو اِسکی شادی کے چاہ چڑھ رہے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"شی اِز ناٹ! عُمر ہو گئی ہے تمہاری۔ سیٹل ہو جانا چاہیئے۔" ماہ پارہ کے اطمینان بَھرے انداز پر حمزہ نے آنکھیں پھاڑ کر بے زار بیٹھی دونوں بہنوں کو دیکھا یعنی۔۔۔۔

"آپ کو میری آزادی اِتنی بُری کیوں لگ رہی ہے۔ میں نہیں کرنے والا کوئی شادی بربادی۔" اُسکے دوٹوک کہنے جانے پر نادیہ کے چہرے کی رونق بحال ہوئی۔

"اِتنا دِل کر رہا ہے تو سُبک بھائی کی کروا دیں۔" اُسکے کہے جانے پر اُن تینوں ماں، بیٹیوں کے مُنہ کے زاویے ایک ساتھ بگڑے۔

"بات تمہاری ہو رہی ہے یا اُسکی؟ تمہیں بزنس سنبھالنے میں کوئی دلچسپی ہے بھی یا نہیں؟" ماہ پارہ کا انداز کڑا ہوا جبکہ اُنکی سنجیدگی پر حمزہ کو سنجیدہ ہونا پڑا۔

"ہفتے میں دو بار جاتا جو ہوں آفس۔" اُسکے انداز پر ماہ پارہ کا جی چاہا ایک رکھ کر لگائیں اُسکو۔

"تمہاری اِن ہی حرکتوں کی وجہ سے سارا بزنس سُبکتگین نگل جائے گا۔" ماہ پارہ کا لہجہ تیز ہوا۔

"وہ سب کچھ بہت پہلے چھوڑ چُکے ہیں۔ اُنکو بزنس اور اِس گھر میں کوئی دلچسپی نہیں۔" حمزہ ہمیشہ کی طرح اُسکا دفاع کرنا نہیں بُھولا جبکہ اُن ماں بیٹیوں کی نظروں کا تبادلہ ہوا۔

"سُبک کی نہیں تمہاری بات ہو رہی ہے تو اُسی پر رہو۔" نادیہ نے ناگواری سے بتایا۔

"کس سے کروائیں گی ویسے۔ آپکے سرکل میں ایک بھی ڈھنگ کی لڑکی نہیں۔" حمزہ نے ناگواری سے سَر جھٹکا مگر ماں کو مُسکراتے دیکھ کر اُسکے اندر خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کہیں آپ اپنی دوست کی بیٹی کم بھانجی کو تو نہیں سوچ رہیں۔بُھول کر بھی ممی اِیسا مت سوچنا۔"حمزہ تو جیسے ہتھے سے ہی اُکھڑ گیا۔

"تم اور ہالہ دونوں عقل سے پیدل ہو اِس لیئے تم دونوں کا سوچا نہیں جا سکتا۔"فلک کے لُقمہ لگانے پر حمزہ نے اُسے دانت پیس کر دیکھا۔

"سُبک بھائی اُسے ابھی بھی پسند کرتے ہوں گے اور میں نہیں چاہتا کہ جِس مُحبت کے لیئے میرا کسی کے آگے نہ جُھکنے والا بھائی اُس ہالہ کے سامنے گُھٹنوں کے بَل بیٹھا تھا اُس پر میں نظر رکھوں۔"حمزہ کے سنجیدگی سے کہے جانے پر ماہ پارہ نے افسوس سے اُسکو دیکھا جِس پر اللہ جانے سُبکتگین نے کیا جادو کر رکھا تھا۔

"اَب دیکھا نہیں کیسے کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے۔زہر سے زیادہ بُری لگتی ہے ہالہ اُسکو۔"نادیہ نے اُسکو جیسے یاد دِلانا چاہا۔

"اور سُبک خود تک بُھول بھال گیا ہو گا اُس عزت افزائی کے بعد کہ کبھی اُسکو ہالہ سرور سے مُحبت تھی۔"فلک نے کہتے ہوئے نادیہ کو بھی ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

"بکواس کرو الو جِتنی مرضی۔"حمزہ نے تاسف سے کہا۔

"لڑکی کا تو سُن لو کہ کِس کی قسمت پُھوڑنے کا سوچ رہی ہیں ممی تم جیسے فلرٹ کے ساتھ۔"نادیہ کہاں بعض آنے والوں میں سے تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جی! عرض کریں آپ جیسے دانشور اور صاحبِ کردار لوگوں نے کِس کو پسند کر لیا مُجھ جیسے خطاکار اور سیاہ کار کے لیئے۔" حمزہ کے طنزیہ انداز پر نادیہ اور فلک نے مُسکراہٹ دبائی۔ اَبھی اُس تنگ ذہن کی لڑکی کا نام سُنتے ہی اِس کی ساری پُھوں پھاں جھاگ کی طرح بیٹھنی تھی۔ وہ دونوں جانتی جو تھیں اپنے بھائی کی پسند اور حرکتوں کو۔

"کون ممی؟" اُن دونوں کو چھوڑ کر اُس نے ماہ پارہ کو دیکھا۔

"گُلِ لَیلیٰ!" ماہ پارہ کی مُسکراتی اطلاع پر حمزہ ہونق ہوا۔ اُسکے پلے کچھ نہیں پڑا کیونکہ وہ یہ نام پہلی بار سُن رہا تھا۔

"کون، گُلِ لَیلیٰ؟" وہ واقعی نہیں جانتا تھا اِس نام کی لڑکی کی۔

"وہی فلوریسٹ جِس نے اُس دِن نادیہ کو سب کے ساتھ بیٹھنے سے اِنکار کیا تھا۔" فلک کی تفصیل پر نادیہ نے نخوت سے اُسکو دیکھا جبکہ حمزہ نثار صوفے سے اُچھل کر ماں کے برابر آ کر بیٹھا۔

"وہ خوبصورت سی لڑکی؟" اُسکی نشاندہی پر فلک اور نادیہ نے آنکھیں پھاڑ کر جبکہ ماہ پارہ نے چونک کر اپنے بیٹے کی چمک اُٹھتی آنکھوں کو دیکھا۔

"کہاں سے خوبصورت ہے؟" نادیہ تو اندر تک جَل بُھن گئی تھی اُس برجستہ تعریف پر۔

"ہر لحاظ سے۔ تم سے تو کروڑ درجے۔" حمزہ نے چہرہ پھیر کر زُبان چڑھائی۔

"کتنے کمینے ہو تم حمزہ۔ ہماری تو کبھی اِیسے تعریف نہیں کی۔" فلک کی بے تُکی راگنی پر جہاں نادیہ نے اُسکو تلملا کر دیکھا وہیں حمزہ کی ہنسی نکل گئی۔

"بہنوں کی تعریف کون کرتا ہے۔" اُس نے بات چُٹکیوں میں اُڑا دی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سُبک تو اُس دِن بابا کے سامنے ہماری کر رہا تھا۔" فلک کی بات پر نادیہ اور ماہ پارہ نے بیک وقت چونک کر اُسکو دیکھا۔

"بتائیں نہ ممی! واقعی میں وہی حسین لڑکی؟" ماں کی توجہ کو پھر اہم موضوع کی جانب مبذول کروایا گیا۔

"ہاں وہی! سوچ رہی ہوں کیسے بات چلاؤں؟" ماہ پارہ کی تصدیق پر حمزہ "یس" کا نعرہ مار کر سیدھا ہوا جبکہ نادیہ بھی پچھلی کیفیت بُھول کر اُسکی بے صبری اور جُوش پر خفگی سے اُسے گھورنے لگی۔

"اُس مغرور لڑکی سے اگر تم نے شادی کی نہ تو میں ساری زندگی ناراض رہوں گی تم سے۔" اُٹھ کھڑی ہوتی ناریہ کا لہجہ تیز ہوا۔

"اچھا! اَب تو لازمی کروں گا۔" اُسکے پھر سے برجستہ انداز پر نادیہ نے تیزی سے کُشن اُٹھا کر ماں کی جانب پوری یکسوئی سے متوجہ حمزہ کے مُنہ پر دے مارا۔ کراہ کر پیچھے ہوتے حمزہ کی دانت پیسنے کی باری تھی کیونکہ نادیہ وہاں سے بروقت واک آؤٹ کر چکی تھی۔

"اسلام و علیکم!" گُلِ لَیلیٰ پُھولوں کو پانی دینے میں مصروف تھی تبھی سلام کی آواز پر چونک کر اُوپر دیکھا۔ سامنے ماہ پارہ بیگم کو دیکھ کر وہ اندر تک کراہ کر رہ گئی۔

"وعلیکم اسلام! کونسا بُکے چاہیئے آپ کو؟" پُروفیشنلی مُسکرا کر کہتی گُلِ لَیلیٰ نے اُنکو ٹھٹکایا اور پھر ماہ پارہ مُسکرا کر آگے بڑھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں تم سے معذرت کرنے آئی ہوں۔" اُنکے نرم انداز پر گُلِ لَیلیٰ نے چونک کر سپرے کرنے والی بوتل کاؤنٹر پر رکھی اور اُنکو دیکھا۔

"جی! معذرت کیسی؟" اُسے واقعی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"اُس دِن نادیہ تمہیں فیملی گیدرنگ میں لے گئی، اُسکے لیئے۔" ماہ پارہ نے بغور اُسکے کھِلتے چہرے کو دیکھا۔

"معذرت کی کوئی بات نہیں۔ آپ میری کلائینٹ ہیں۔ اِیسی غلط فہمی ہو سکتی ہے۔" اُسکے نرم انداز میں تکلف صاف محسوس کیا جا سکتا تھا۔

"پِھر بھی میں نہیں چاہتی کہ ہمارے درمیان تکلف آئے کیونکہ تم آفرین کی بیٹی ہو۔" اُنکے حلاوت بَھرے انداز میں کچھ اور بھی تھا جسے گُلِ لَیلیٰ نے صاف محسوس کر لیا۔

"تمہارا گھر کہاں پر ہے؟" اُسکی خاموشی پر اُنہوں نے سوال کیا۔

"قریب ہی۔" گُلِ لَیلیٰ کا انداز صاف پہلو تہی کرنے والا تھا اور ماہ پارہ نے کوئی کچی گولیاں تو نہیں کھیلی تھیں۔

"میں چاہ رہی ہوں کہ تمہارے بابا سے آفرین کی تعزیت کر لوں۔ جامعہ میں ہم بہت اچھے ٹرمز پر تھے۔" گُلِ لَیلیٰ بامُشکل مُسکرائی۔ اُسکو زبردستی گلے پڑنے والے لوگ سخت ناپسند تھے۔

"اِسکی ضرورت نہیں میم۔" اُس نے سہولت سے اِنکار کیا حالانکہ اُسے یوں تکلف سے جواب دینا اچھا نہیں لگ رہا تھا مگر وہ بابا کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہیں نہیں پسند تو اوکے۔ میں چلتی ہوں۔" ماہ پارہ نے لہجے میں مایوسی سمیٹ کر کہا اور آہستگی سے پلٹی مگر لَیلیٰ کا اُنکو روکنے کا کوئی اِرادہ نہیں تھا۔

"دروازے تک چھوڑنے بھی نہیں آسکتی؟" پلٹ کر اُنکے پوچھے جانے والے سوال پر لَیلیٰ نے اَنجُھنبے سے اُنکو دیکھا اور پِھر گہرا سانس لے کر آگے بڑھتے ہوئے شیشے کا دروازہ دھکیل کر ماہ پارہ بیگم کو نکلنے کا راستہ دیا۔ بوتیک کے سامنے کھڑے ہو کر اُن سے الوادعی کلمات کہنے کے لیئے کھڑا ہونا پڑا۔ اُس سڑک سے گُزرتی جیپ میں بیٹھے سُبکتگین کی سَرسِری نظر وہاں گئی اور پِھر اُس نے چونک کر بریکس لگائیں۔ ماہ پارہ کو پہچاننے میں اُسے کوئی مُشکل نہیں ہوئی مگر وہ اِس وقت مُسکرا کر سامنے کھڑی سنجیدہ لڑکی سے کچھ کہتے ہوئے سُبکتگین کو ٹھٹکا گی۔ سوچتی سیاہ نظریں گُلِ لَیلیٰ کے سنجیدہ چہرے کو دیکھنے لگیں جہاں غیر آرام دِہ ہونے کا تاثر صاف نمایاں تھا۔ چند پَل یونہیں دیکھتا رہا مگر اِس سے زیادہ نہیں دیکھ سکتا تھا تبھی جیپ کا دروازہ کھول کر باہر نکل کر تیز قدموں سے بوتیک کی جانب بڑھا۔

"گُلِ لَیلیٰ!" جانی پہچانی پُکار پر گُلِ لَیلیٰ کے ساتھ ماہ پارہ نے بھی چونک کر دیکھا اور پِھر سامنے سنجیدگی سے کھڑے سُبکتگین حیدر کو دیکھ کر ماہ پارہ دنگ ہوئیں جبکہ گُلِ لَیلیٰ، تحیر زدہ کیونکہ یوں بُلائے جانے کی توقع وہ اُس شخص سے نہیں رکھتی تھی۔

"اسلام و علیکم!" ماہ پارہ کو نظر انداز کر کے اُس نے لَیلیٰ کو چونکا دیا۔

"و۔۔۔ وعلیکم اسلام! آپ۔۔۔؟" اُسکو حیرانگی کے سبب سمجھ نہیں آئی کہ پوچھے کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم۔۔۔جانتی ہو سُبک کو؟" ماہ پارہ نے ٹھنکتے ماتھے کے ساتھ تیز لہجے میں پوچھا۔ اُنکے لہجے کی ناگواری لَیلیٰ سے چُھپی نہیں رہی تھی۔

"جی! تبھی تو میں اِنکو یہاں دیکھ کر آیا ہوں۔ آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" ماہ پارہ کو سختی سے جواب دے کر اُس نے ہَک دَق کھڑی گُل لَیلیٰ کو دیکھا۔ وہ سمجھ رہا تھا اُسکی حیرانگی کو۔

"م۔۔۔میرا بوتیک ہے یہ۔" چہرہ پھیر کر اُس نے شیشے کے سٹور کی جانب اِشارہ کیا جبکہ سُبکتگین نے چہرہ اُٹھا کر اُس شیشے کے بنے، خوبصورتی اور پھولوں سے آراستہ سٹور کے بورڈ کو دیکھا۔ رنگ برنگے پھولوں کی بیلوں کی مدد سے اُردو میں محض 'گُلِ لَیلیٰ' کنندہ تھا۔ لمحے بَھر کو سیاہ آنکھوں میں ستائش اُتری اور پھر وہ لمحہ آیا اور دبے پاؤں گُزر گیا۔

"ہمم! آپ گئیں نہیں ابھی تک؟" چہرہ پھیر کر مشکوک نظروں سے دونوں کو دیکھتی ماہ پارہ بیگم سے سوال کرتے ہوئے اُس نے اُنہیں اندر تک تلملانے پر مجبور کر دیا۔

"جا رہی ہوں مگر تمہیں بھی جانا چاہیئے۔" اُنکے سخت ناگوار لہجے کو بھاؤ نہیں دیا گیا مگر لَیلیٰ نے ضرور اُن دونوں کے درمیان نفرت اور تناؤ کو محسوس کر لیا تھا تبھی وہ پلٹتی مگر سُبکتگین حیدر کی آواز نے اُسکے قدم زنجیر کر دیئے۔

"مُجھے لَیلیٰ سے بات کرنی ہے۔ آپ کو جانا چاہیئے۔" آرام سے اُنکا سکون برباد کر کے اُس نے اپنی جانب تحیر سے دیکھتی لَیلیٰ کو ٹھٹکا دیا۔ وہ فرسٹ نیم ٹرمز پر کب، کیسے اور کیوں آ گیا؟ اُنکے درمیان تو بَلا کی اجنبیت اور ناپسندیدگی تھی۔ ماہ پارہ نے ایک نظر لَیلیٰ کو دیکھا جو سُبکتگین کو دیکھ رہی تھی اور پھر ناگواری سے سَر جھٹک کر تیزی سے پلٹی۔ اُسے سُبکتگین حیدر سے پہلے پہلے کچھ کرنا تھا۔ اِس لڑکی کو اِتنے کم وقت میں خود سے بے تکلف کر کے گھیرنا آسان

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

نہیں تھا۔ اُنہیں کچھ اور سوچنا ہو گا۔ ماہ پارہ کو گاڑی کی جانب بڑھتے دیکھ کر سُبکتگین نے آگے بڑھ کر بوتیک کا دروازہ باہر کی جانب کھولا جبکہ لَیلیٰ نے نا سمجھی سے اُسکو دیکھا اور پھر گاڑی سے اُنکو گھورتی ماہ پارہ کو دیکھ کر سَر جھٹکتے ہوئے دروازہ کھول کر مُنتظر کھڑے اَسیسٹنٹ کمشنر کے پاس سے گُزر کر اندر بڑھی اور وہی پھر سے کوئی خوشبو کا جھونکا تھا جِس نے سُبکتگین کے چٹختے اعصاب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تبھی اُسکو بروقت آنکھیں بند کرنی پڑیں۔ اُسکو آنکھیں بند کرتے دیکھ کر وہ جو ٹھٹکی تھی، اپنے پیچھے اندر آتے دیکھ کر ناگواری سے اُسکو گھورا جو سنجیدگی اور سختی سے پلٹ کر دُور جاتی گاڑی کو دیکھنے لگا تھا۔

"یہ کیا بدتمیزی تھی؟" لَیلیٰ کے سخت سوال مانگتے لہجے پر سُبکتگین گہرا سانس لے کر پلٹا۔ اُسکو خود بھی معلوم نہیں تھا کہ اُس نے یہ حرکت کیوں کی؟ شاید اُسے ماہ پارہ بیگم کو وہاں کھڑے دیکھ کر خطرے اور سازش کا احساس ہو گیا تھا۔

"کونسی بدتمیزی؟" اُس مطمئن انداز پر لَیلیٰ ہک دَق رہ گئی۔ یہ پورا خاندان شاید پاگل تھا۔

"میری آپ سے اِیسی کوئی بے تکلفی نہیں کہ آپ مُجھے یوں مُخاطب کریں۔" اُس ناگوار لہجے پر سُبکتگین نے بغور اُس مہرون حجاب کے ہالے میں لپٹے گندمی، پُرکشش چہرے کو دیکھا جِس میں اپنی جانب پوری قوت سے کھینچنے کی طاقت تھی۔

"اپنی والدہ کو بھی بتا دیجیئے گا کہ مُجھے اُنکی بے تکلفی پسند نہیں۔" دوٹوک کہتے ہوئے صاف ایک لکیر کھینچ دی گئی۔

"وہ عورت میری ماں نہیں ہے۔" اُس بات میں سُبکتگین حیدر کو یہی قابلِ اعتراض لگا۔ اُس نے جبڑے سختی سے بھینچ لیئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"وہ آپ کا ذاتی مسئلہ ہے لیکن مُجھے اِیسی بے تکلفی سخت ناپسند ہے۔" ایک بار پھر باور کروایا۔

"بہتر! حسن انکل کیسے ہیں؟" بات رفع کر کے اُسکے باپ کا پوچھتے ہوئے اُن پتھر اور برف جیسے چہرے اور سَرد آنکھوں کا تاثر جِس تیزی سے تبدیل ہوا وہ گُلِ لَیلیٰ کو ششدر کر گیا۔ یہی تاثرات اُس نے اپنے باپ کے چہرے پر دیکھے تھے۔

"اللہ کا شُکر!" اُسے یاد آگیا کہ یہی واحد اجنبی ہے جِس سے اُسکے بابا کو مُحبت ہو گئی ہے اِسی لیئے تحمل سے جواب دیا۔ اثبات میں سَر ہلاتے سُبکتگین نے ایک طائرانہ نگاہ اُس ماورائی سے دِکھتے، آنکھوں کو تراوہٹ پُہنچاتے فلوریسٹ بوتیک کو دیکھا۔ ہر طرف رنگارنگ خوشبوؤں کی وہی مہک پھیلی ہوئی تھی جو ابھی کچھ دیر پہلے اُس نے اپنے قریب سے گُزرتی لڑکی سے محسوس کی تھی۔ وہ رنگ آنکھوں کو ٹھنڈک پُہنچنے والے تھے مگر سُبکتگین کی آنکھیں سُرخ ہونے لگیں۔ ایک ناگوار نظر اُن خوشبو بکھیرتے پُھولوں کو دیکھ کر اُس نے گُلِ لَیلیٰ کو دیکھا جو خود بھی اُن سب کا مہکتا ہوا حصہ معلوم ہو رہی تھی۔

"کیا بات کرنی ہے آپ نے؟" اُسکے سوال پر سُبکتگین نے نظروں کا زاویہ بدل کر شیشے کے پار دیکھا جہاں بادل نے برسنے کا عمل شروع کر دیا تھا۔

"کونسی بات؟" اُسکے اَنجان بننے پر لَیلیٰ سنجیدگی سے یوں اُسکے مُقابل آئی کہ برستی بارش پسِ مَنظر میں چلی گئی۔

"آپ سب کے ساتھ کوئی دماغی مسئلہ ہے؟" چونکتے سُبکتگین نے بغور اُن بادامی آنکھوں کو دیکھا جِن کی گہرائی برمودہ تکون سے کہیں زیادہ گہری اور مُہلک تھی۔ کہکشاؤں کی طرح چمکتی آنکھوں کے اُس پار اُٹھتا وہ بھنور سُبکتگین کی نظروں سے پوشیدہ نہیں رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کہہ سکتی ہو۔" اُسکو اپنی ہستی کا بیڑہ اِس گہرائی میں غرق نہیں ہونے دینا تھا تبھی پلٹ کر چلتے ہوئے ریک میں نفاست سے رکھے، مہکتے ہوئے پُھولوں کو دوزیدہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ چند لمحے تک لَیلیٰ اُسکے جانے کا اِنتظار کرتی رہی اور پِھر سُبکتگین اُسکی بے چینی محسوس کر کے تیز قدموں سے پلٹا اور سٹور کا دروازہ دھکیل کر باہر نکلا۔ تیز برستی بارش پر اُس نے تیزی سے گِرتی بوچھاڑ سے گیلی ہوتی چادر دُرست کی اور اِس سے قبل آگے بڑھتا، اُسکے اوپر گِرتی بارش تھم گئی۔ چونک کر اُس نے سامنے تابڑ توڑ برستی بارش میں کھڑی جیپ کو دیکھ کر چہرہ اُٹھایا اور پِھر سَر پر تَنی ٹرانسپیرنٹ چھتری پر چونک کر اُس چھتری کو تھام رکھے چہرے کو دیکھا۔

"یہ لے جائیں۔" ایک ہاتھ سے سٹور کا دروازہ کھولے، دوسرے سے گُلِ لَیلیٰ آگے کو ہو کر اُس پر چھتری تانے کھڑی تھی۔ تیز ہوا سے اُس کی شال کا سِرا سُبکتگین حیدر کے چہرے سے ٹکرایا اور وہی خوشبو، وہی مہکار ایک بار پِھر اُس چہرہ جُھکا کر اُن بادامی متفکر آنکھوں کو دیکھتے شخص کے گِرد گھیرا تنگ کرنے لگی۔ اُس نے ایک بار پِھر سختی سے آنکھیں میچ لیں اور گُلِ لَیلیٰ یونہی ناسمجھی سے اُسکو دیکھنے لگی جسکے چہرے کے تاثرات یک دَم اُس بارش کی طرح لہو جما دینے والے ہونے لگے تھے گہرا سانس لے کر وہ چند قدم پیچھے ہوا اور اُسی تیزی سے لَیلیٰ دروازہ چھوڑ کر آگے آئی۔ فضا میں یک دَم مدہم سے وِنڈ چائم کی آواز گونجی اور پِھر گُلِ لَیلیٰ کا عکس شفاف شیشے میں واضح ہوا اور اُسی عکس میں گُلِ لَیلیٰ نے چھتری کا دَستہ، جُھک کر سُبکتگین حیدر کے ہاتھ میں تھما دیا۔

✓ عجیب حادثہ ہُوا، عجیب سانحہ ہُوا

میں زندگی کی شاخ سے ہَرا بَھرا جُدا ہُوا

وہ خدوخال دیکھ کر سبھی کے ہوش اُڑ گئے

یہ نہیں کہ صِرف آئینہ حواس باختہ ہُوا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کوئی بھی باادب نہیں، کوئی بھی بے اَدب نہیں

کسی کا سَر جُھکا ہُوا، کسی کا سَر کٹا ہُوا

ہَوا چلی تو اُسکی شال میری چھت پر آ گری

یہ اُس بدن کے ساتھ میرا پہلا رابطہ ہُوا

کِس نے اِس طرح چُھوا، بَدن میں جان پڑ گئی

میں پتھروں کے درمیان، خُدا سے آشناء ہُوا۔۔۔

(ضیاء مذکور)

* * * * * * *

حسن صاحب کے بے حد اِصرار کے بعد بالآخر سُبکتگین پندرہ دِن بعد اُنکے گھر پر تھا۔ اِس سے قبل اپنے اور اُنکے کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے وہ حسن صاحب سے آفس میں ہی مِلتا تھا۔ اِن پندرہ دِنوں میں دوبارہ اُسکا سامنا گُلِ لَیلیٰ سے نہیں ہوا۔ دُور سے، سَرسری، سڑک سے گُزرتے ہوئے وہ اُسے کہیں نہ کہیں نظر آجاتی تھی۔ یہ کوئی اِتنی بڑی بات نہیں تھی کہ سُبکتگین حیدر اِس پر دھیان دیتا۔ ڈرائینگ روم کے بجائے حسن صاحب اُسکو لے کر اپنی سٹڈی میں آ گئے تھے۔ لَیلیٰ گھر پر نہیں تھی مگر وہ پھر بھی حفظِ ماتقدم کے طور پر سب کچھ اُس سے مُخفی رکھنا چاہتے تھے۔

"میرے خیال سے وہاں آپ کا اکیلے جانا ٹھیک نہیں ہے۔" حسن صاحب کی اِطلاع پر سُبکتگین نے سنجیدگی سے اُنکو سمجھانا چاہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بیٹا مسئلہ میرے اکیلے جانے کا نہیں ہے۔ اَب تک تو اُنکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں ہی آخری انسان ہوں جو سجاد سے مِلا تھا۔" اُنکے کہے جانے پر سُبکتگین نے غور سے اُنکو دیکھا۔ اُنکے چہرے پر اپنے بجائے اپنی اور اُس مرحوم شخص کی اولاد کی فکر رقم تھی۔

"میں نہیں چاہتا کہ سجاد کی فیملی کو میرے کسی بھی عمل کو بُھگتنا پڑ جائے۔ اُنکا غم تو ابھی بھی تازہ ہو گا۔" سُبکتگین کچھ سوچ کر آگے ہوا۔

"آپ کے جانے کے بعد ممکن ہے وہ آپکی بیٹی کو ٹارگٹ کریں جیسے سجاد احمد کی بیٹی کو کیا تھا۔" سُبکتگین نے وہی خدشہ اُنکے سامنے رکھا جسکے زیرِ اثر وہ کئی مہینے سے ہچکچا رہے تھے۔

"میں نہ اپنی بیٹی کو ساتھ لے جا سکتا ہوں، نہ پیچھے چھوڑ سکتا ہوں۔" کچھ دِنوں سے جو اُنہیں ہمت مِلی تھی وہ نئے سِرے سے مُنہدم ہونے لگی۔

"میں اِس میں آپکی مدد کر سکتا ہوں۔" کسی فیصلے پر پُہنچ کر سُبکتگین نے حسن صاحب کو چونکا دیا۔

"کیا۔۔۔ کیسے؟" وہ واقعی نہیں سمجھے تھے۔

"بس آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کو پریشان نہیں ہونے دوں گا۔" اُنکی جانب دیکھ کر نرمی سے کہتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا جبکہ حسن صاحب نے چہرہ اُٹھا کر ناسمجھی سے اُسکو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں چلتا ہوں۔ کچھ ضروری کام ہے۔" وہ اُنکو کسی بھی قِسم کی وضاحت دیئے بغیر سٹڈی کا دروازہ کھول کر چلا گیا مگر پھر کوئی بوجھ سا تھا جو حسن صاحب کو اپنے سینے سے ہٹتا محسوس ہونے لگا۔ نہ جانے کیسی کشش، کونسی اُنسیت تھی جو اُنکو سُبکتگین حیدر سے محسوس ہوتی تھی۔

لَیلیٰ نے جیسے ہی دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا، دوسری جانب سے دباؤ دیئے جانے پر وہ چونک کر پیچھے ہوئی اور پھر دروازہ کھول کر نکلتے سُبکتگین کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ صِرف ایک لمحے کے لیے سُبکتگین حیدر کی نظر اُٹھ کر ٹھہری، دوسرے ہی پَل نظروں کا زاویہ بدل کر وہ اُسکے برابر سے، فاصلہ رکھ کر تیز قدموں سے نکل گیا۔ لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر اُسکو حیرانگی سے دیکھا جو اِیسے گُزر کر گیا تھا جیسے اُسے جانتا تک نہ ہو۔ عجیب سَر پِھرا شخص ہے بھئی! سَر جھٹک کر لَیلیٰ نے اندر قدم رکھا اور پِھر پیچھے لکڑی کا آبنوسی دروازہ بند کر دیا۔

"میں جانتا ہوں آپ کو بار بار بُلایا جانا نہیں پسند۔" حمزہ کے لہجے کے تاسف پر سُبکتگین نے بامُشکل مُسکرا کر نفی میں سَر ہلایا۔

"ممی میری شادی کرنے کے پلان بنا رہی ہیں۔" حمزہ کی اگلی بات پر سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا جِسکی آنکھیں جُوش اور شرارت سے چمکنے لگیں تھیں۔ سُبکتگین حیدر کا ٹھٹکنا جائز تھا۔ حمزہ جیسا لاُبالی، رنگین مزاج کا لڑکا کیسے چُھری تلے آ گیا؟

"چلو! بد دُعاؤں کا سلسلہ تو ختم ہو گا۔" سُبکتگین کے کہے جانے پر حمزہ ڈھٹائی سے ہنس دیا۔

"پوچھیں گے نہیں کِس سے؟" سَر کُھجا کر اُس نے مُسکراہٹ دبا کر پوچھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بتانا چاہتے ہو تو۔۔۔" اُس نے نرمی سے بات ادھوری چھوڑ دی اور حمزہ جیسے اِسی اِشارے کا مُنتظر تھا۔ تیزی سے سیدھا ہوا۔

"وہی۔۔۔ یار بھائی! میں نام بُھول گیا۔ ہاں! وہ پُھولوں والی لڑکی۔" حمزہ کے یاد دِلائے جانے پر سُبکتگین کے چہرے کے تاثرات تیزی سے بدلے۔

"گُلِ لَیلیٰ!" اُسکے ہونٹوں سے بے ساختہ مدہم سا پِھسلا جبکہ حمزہ نے بھائی کے بدلتے تاثرات اور چہرے کی سنجیدگی پہلی بار محسوس کی ورنہ سُبکتگین حیدر کے چہرے سے کچھ بھی، کبھی بھی اخذ کرنا ناممکن تھا۔

"ہاں، گُلِ لَیلیٰ! ممی بتا رہی تھیں کہ آپ جانتے ہیں اُسکو۔" حمزہ کے انداز میں پِھر سے دبا دبا جُوش اُبھرنے لگا۔ وہ اُس دلکش لڑکی کے بارے میں کچھ نہ کچھ جاننا چاہتا تھا۔

"بات آگے بڑھی؟ حسن انکل نے تو اِس بارے میں کچھ نہیں بتایا۔" اُس نے پُرسوچ انداز میں کہتے ہوئے اپنی سیاہ داڑھی سہلائی جبکہ حمزہ نے ناسمجھی سے اُسکو دیکھا۔ اُس نے پہلی بار سُبکتگین حیدر کو کسی شخص کا نام یوں عزت اور احترام سے لیتے سُنا تھا۔

"حسن انکل؟" حمزہ کے سوال پر وہ اپنے کسی خیال سے چونکا۔

"وہ ڈائری والے؟" حمزہ کے کان کھڑے ہو گئے جبکہ چونکتے سُبکتگین نے اثبات میں سَر ہلایا۔

"گُلِ لَیلیٰ کے بابا۔ خیر! وہ تمہارے نئے ایڈونچر یا وقت گُزاری کے لیے نہیں ہے، حمزہ۔" سُبکتگین نے بے حد سنجیدگی سے کہتے ہوئے حمزہ کو حیران کر دیا۔ آج تک سُبکتگین نے اُسکو کبھی اِیسا کچھ نہیں کہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپ اپنے بھائی کو کیا نہیں جانتے؟" حمزہ کے نروٹھے انداز پر سُبکتگین نے بغور اُسکے لاابالی پَن کو دیکھا۔

"جانتا ہوں اِس لیے کہا ہے۔" اطمینان نے کہتے ہوئے اُس نے حمزہ کو دانت پیسنے پر مجبور کر دیا۔

"یار بھائی! آج سے پہلے تو آپ نے کبھی کچھ نہیں کہا۔۔۔ کہیں آپ۔۔۔" اُسکے ادھورے جملے پر سُبکتگین نے گھور کر سخت نظروں سے اُسے دیکھا۔

"فضول بات نہ کرنا۔ آج تک اِس لیے نہیں کہا کیونکہ وہ سب لڑکیاں اپنے شوق اور مرضی سے، تمہیں جانتے ہوئے تم سے ملتی جُلتی رہیں مگر گُلِ لَیلیٰ کا اِیسا معاملہ نہیں ہے۔" سُبکتگین کی تفصیل پر حمزہ نے اُچُھنبے سے اپنے بھائی کو دیکھا جو پہلی بار اِتنی تفصیل سے وضاحت کر رہا تھا۔ اُسکا چونکنا، مشکوک ہونا جائز تھا۔

"اچھا اگر میں سیریس ہو جاؤں تو کیا آپ میری مدد کریں گے؟" کچھ سوچ کر حمزہ نے سنجیدگی سے سوال کیا مگر سُبکتگین کے چہرے کے سخت تاثرات نہیں بدلے۔

"تم اُسے تحفظ دے سکتے ہو؟" سُبکتگین کے مُختلف سے سوال پر حمزہ نے ناسمجھی سے اُسکو دیکھا۔ وہ اُس ڈائری والے **'حسن انکل'** کی بیٹی تھی تو کیا اِس لیے سُبکتگین اِتنا سنجیدہ تھا؟

"کیوں اُسکو کوئی مشکل یا خطرہ ہے؟" حمزہ کے سوال پر سُبکتگین نے گہرا سانس لیا۔

"عورت مُشکل یا خطرے میں نہ بھی ہو تب بھی مَرد کا فرض ہے اُسکو ہر قدم پر تحفظ فراہم کرنا۔" سُبکتگین کا انداز مزید سنجیدہ ہوتا گیا۔ اُسے حمزہ سے اِیسے بے وقوفانہ سوال کی اُمید نہیں تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بھئی! میں اپنا خیال کرتا ہوں کافی ہے۔" حمزہ نے بے پرواہی سے کندھے اَچکائے۔ سُبکتگین کو پہلی بار حمزہ کی بے پرواہی اچھی نہیں لگی۔ وہ اِتنا بھی کم عُمر نہیں تھا لیکن بے جا لاڈ پیار نے اُسکو لاپرواہ کر دیا تھا۔ سُبکتگین نے تاسف سے سَر جھٹکا۔

"مدد چاہیئے کوئی تو اپنی ممی سے لینا۔ اُنکی سروس بہت کوئیک ہے۔" سُبکتگین اُسکو کہہ کر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"میں چلتا ہوں۔" پلٹے بغیر کہہ کر وہ تیز قدموں سے سیڑھیاں اُترتا چلا گیا جبکہ حمزہ نے حیرت بَھری ناسمجھی سے اُسکو جاتے دیکھا جو ہمیشہ کی طرح اُسکا شانہ تھپتھپا کر، مُسکرا کر نہیں گیا تھا۔ کمرے سے نکلتی ماہ پارہ کی نظر سیڑھیاں اُترتے سُبکتگین تک گئی اور پھر کچھ سوچ کر تیز قدموں سے اُسکے پیچھے آئی۔

"سُبک؟" اُسکی آواز پر سیڑھیاں عبور کر کے بغیر رُکے اُسے دروازے کی جانب بڑھتے دیکھ کر ماہ پارہ نے تلملا کر مُٹھیاں بھینچیں۔

"سُبک! ضروری بات کرنی ہے تم سے۔" ماہ پارہ تیز قدموں سے اُسکے عقب میں آئی جبکہ سُبکتگین نے لکڑی کا دروازہ کھول کے پلٹ کر ماہ پارہ کو دیکھا۔

"تم کب سے جانتے ہو لَیلیٰ کو؟" اُنکے بے تکلف سوال پر سُبکتگین کے چہرے پر جو ناگواری چھائی وہ ماہ پارہ کی جہاندیدہ نظروں سے پوشیدہ نہیں رہی۔

"حمزہ نے تمہیں بتایا تو ہو گا۔ مُجھے بڑی اچھی لگی ہے لڑکی، حمزہ اور۔۔۔" اُسکو خاموش دیکھ کر اُسے ہی سلسلہ کلام آگے بڑھانا تھا کیونکہ مطلب اُسکا اپنا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"مقصد کی بات کریں۔" اُنکی وضاحت کو کاٹ کر اُس نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں آفرین کی تعزیت کرنا چاہتی ہوں احمد بھائی سے۔" ماہ پارہ کے الفاظ پر سُبکتگین نے چونک کر اُنکو دیکھا۔ وہ اُس بے تکلفی پر نہیں ٹھٹکا تھا۔ اُسے ماہ پارہ بیگم کی خوب سمجھ آرہی تھی مگر ماہ پارہ، حسن صاحب اور آفرین حسن کو کیسے جانتی ہے؟

"تمہیں معلوم نہیں ہو گا کہ آفرین میری یونیورسٹی فیلو تھی۔" اُسکے تاثرات میں کچھ اِیسا تھا کہ دو قدم پیچھے ہو کر ماہ پارہ کو وضاحت کرنا پڑی۔

"اگر آپ تمہید سے میرا وقت ضائع کرنا چاہتی ہیں تو۔۔۔" جملہ ادھورا چھوڑ کر جیسے ہی کُھلے دروازے سے باہر نکلنے لگا، ماہ پارہ تیزی سے آگے بھاگ کر آئی۔

"تم میری مُلاقات کرواؤ گے احمد بھائی سے۔" اُنکے اصل مُدعے پر سُبکتگین نے گہرا سانس لیا۔ اَب آئی تھی نہ بلی تھیلے سے باہر۔ اُن کے پاس وقت کم تھا تبھی وہ سُبکتگین جیسے دُشمن تک سے کام نکلوانے آگئی تھی یا یہ بھی کوئی اُنکی نئی سازش تھی۔

"اور میں اِیسا کیوں کروں گا؟" اُنکی دھونس پر اُس نے سخت نظروں سے ماہ پارہ کو دیکھا۔

"کیونکہ تم حمزہ کا خیال کرتے ہو۔" ساری انا مار کر اُسے بامُشکل مُسکرانا پڑا۔

"اور حمزہ کو اچھی طرح بھی جانتا ہوں۔" اُسکے انداز میں کچھ اِیسا تھا کہ ماہ پارہ اندر تک جل کر خاک ہو گئیں۔ مجال ہے جو وہ طنز کرنے سے بعض آجائے کبھی کم بخت، کمینہ۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جتنی گالیاں دے سکتی ہیں، دے لیں مگر مُجھے اپنے ذاتی مسئلوں میں مت گھسیٹیں، یہی بہتر ہے۔" ٹھنڈے ٹھار انداز میں ماہ پارہ بیگم کو حد بتائی گئی اور اُنکا چہرہ تیزی سے سُرخ ہوا۔ سُبکتگین اُنکے چہرے پر نگاہ ڈال کر تیز قدموں سے آگے بڑھا۔

"پھر میں یہی سمجھوں گی کہ تم گُلِ لَیلیٰ کے ساتھ ایموشنلی اِنولو ہو۔" ماہ پارہ کے اگلے الفاظ پر سُبکتگین حیدر اندر تک ساکن ہوا اور پھر مُٹھیاں بھینچ کر لہو جما دیتی نظروں سے ماہ پارہ بیگم کو پلٹ کر دیکھتے ہوئے اُنکا لہو سَرد کر دیا۔

"پھر تو آپ کو یہ بھی سمجھ جانا چاہیئے کہ جہاں سُبکتگین حیدر ایموشنلی اِنولو ہو جائے وہاں کسی دوسرے کو نظر اُٹھا کر نہیں دیکھنے دیتا۔" کڑے انداز میں بہت کچھ باور کروا کر ماہ پارہ بیگم کی سماعتوں پر عذاب اُتار کر وہ تیز قدموں سے پاتھ وے کے زینے عبور کر کے اپنی جیپ کی جانب بڑھ گیا جبکہ ہک دَق رہ جاتی ماہ پارہ بیگم، ششدر چہرے کے ساتھ وہیں جمے قدموں کے ساتھ شل سی کھڑی رہ گئیں۔ اُسے سُبکتگین سے اِیسے الفاظ کی اُمید نہیں تھی۔ وہ یوں آسانی سے اپنی کمزوری، اپنی شکست، اپنے جذبات کیسے آشکار کر سکتا تھا؟ اُس جیسا پھُونک پھُونک کر قدم اُٹھانے والا، دوست اور دُشمن میں واضع فرق رکھنے والا کیسے؟؟؟ کہیں وہ اُنکو دھمکی، کوئی چیلنج تو نہیں دے کر گیا؟ اگر اِیسا تھا تو ماہ پارہ، سُبکتگین حیدر کو اِس بار مُنہ کے بَل گِرا کر دَم لے گی۔ اِس بار بھی وہ مات نہیں کھائی گی۔

بیل کی آواز پر حسن صاحب دروازے تک گئے اور پھر کچھ دیر کے بعد اُنہوں نے دروازے کی دَرز سے باہر دیکھا۔ گُلِ لَیلیٰ ابھی گئی تھی اور یوں بیل کی آواز اُنکے لیے کسی خطرے کی گھنٹی سے کم نہیں تھی۔ سامنے نا آشناء سی عورت کو دیکھ کر چونکے اور پھر کچھ سوچ کر دروازہ کھول دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اسلام و علیکم، احمد بھائی!" اُس عورت کے یوں بے تکلف سے انداز پر اُنہوں نے چونک کر اُسکے ہاتھوں میں موجود پھولوں اور پَھلوں کی ٹوکریوں کو دیکھا۔

"جی، وعلیکم اسلام! میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔" اُنکے انداز پر ماہ پارہ آہستگی سے مُسکرا دی۔

"آپ نہیں جانتے مگر میں نے آفرین سے آپ کا بہت ذکر سُنا تھا۔ میں ماہ پارہ ہوں، آفرین کی یونیورسٹی فیلو۔" اُنکے تعارف پر احمد صاحب کا ماتھا ٹھنکا۔ اُنکو بے ساختہ لَیلیٰ کی بات یاد آئی کہ کیسے اُسے وہ خاتون بہت بے تکلف لگی تھیں۔

"میں آپ سے آفرین کی تعزیت کرنے آئی ہوں۔" پھُول اور پَھلوں کی ٹوکری اُنکی جانب بڑھاتے ہوئے اُس نے اپنا تعارف کروایا مگر احمد حسن صاحب یونہی سنجیدگی سے اُس بے تکلفی کو دیکھتے رہے۔

"آپ سُبکتگین کو تو اچھے سے جانتے ہوں گے۔ میں اُسکی ماں ہوں۔" اُنکو ٹس سے مَس نہ ہوتے دیکھ کر ماہ پارہ نے مُسکرا کر مزید کہا جبکہ اُسکے نام پر احمد صاحب کے تاثرات تیزی سے تبدیل ہوئے۔ اُنہوں نے چونک کر اُس عورت کو دیکھا اور پھِر بے ساختہ چند قدم پیچھے ہوئے۔

"بہت معذرت بہن! آپ کو پہلے بتانا چاہیئے تھا۔" اُس آؤ بھگت اور نرم ہوتے لہجے پر اندر سے تنفر کا شکار ہوتی ماہ پارہ نے بامُشکل مُسکرا کر اندر قدم رکھا۔

"لَیلیٰ گھر پر ہے؟" اُنکو ٹوکرے پکڑا کر ماہ پارہ نے مُسکرا کر سوال کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"وہ بوتیک گئی ہے۔" لکڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اُنہوں نے نرمی سے کہا اور پھر اندر صوفے پر بیٹھنے کا کہہ کر خود تیز قدموں سے کچن کی جانب بڑھ گئے۔ ماہ پارہ نے پرس ٹیبل پر رکھ کر نفاست اور خوبصورتی سے آراستہ اُس گھر کو دیکھا جو لکڑی سے بنا ہوا قدرے پُرانا مگر اچھی طرح سنبھال کر رکھا گھر تھا۔

"یہ لیں!" اُنکے سامنے ٹرے رکھتے ہوئے خود وہ دوسرے صوفے پر بیٹھ گئے جبکہ ماہ پارہ نے حیرت سے کم وقت کے باوجود تیار کیئے جانے والے لوازمات کو دیکھا جِس میں چائے، کولڈ ڈرنک، قہوے کے ساتھ ڈرائی فروٹس، بسکٹ، سموسے، نگٹس، کباب اور نہ جانے کیا کچھ وہ دس منٹ کے اندر اندر اُٹھا لائے تھے اور یقیناً یہ سب عزت آفرین کی کلاس فیلو ہونے کے سبب سے اُنکو نہیں مَل رہی تھی۔

"ارے، احمد بھائی! اِس تکلُف کی کیا ضرورت تھی۔" اُنہوں نے کولڈ ڈرنک کا گلاس اُٹھاتے ہوئے مُسکرا کر کہا۔

"میں معذرت چاہتا ہوں کہ جلدی میں یہی کر سکا حالانکہ آپ سُبکتگین کی والدہ ہیں۔" اُن کے نرمی سے کہے جانے پر ماہ پارہ نے ٹھٹک کر اُنکو دیکھا تو یعنی اُنکی اور سُبکتگین کی اِتنی بے تکلفی ابھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ اُنکو یہ بتاتا کہ اُسکی سگی ماں نہیں بلکہ سوتیلی ماں ہے۔ جب تک سُبکتگین خود نہیں بتا دیتا وہ اِس بات کو اپنے فائدے کے لیے اِستعمال کر سکتی تھی۔

"سُبکتگین سے آپکے بارے میں ہم سب نے کافی سُن رکھا ہے اور پھر لَیلیٰ سے مِل کر مُجھے اِحساس ہوا کہ کچھ لوگوں سے آپکی مُلاقات رَب کی جانب سے اِشارہ ہوتی ہے۔" اُنکی بات پر احمد احمد صاحب نے چہرہ اُٹھا کر اُنکو تحیریوں سے دیکھا جیسے یقین نہ آیا ہو مگر ماہ پارہ اُنکی جانب متوجہ نہیں تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"مُجھے آفرین کی وفات کا سُن کر بہت دُکھ ہوا۔ وہ ایک اچھی اور نیک رُوح تھی۔ اللہ پاک اُسکی مغفرت کرے، آمین۔" اِس سے قبل احمد حسن صاحب اُن سے آمد کا مقصد پوچھتے، اُنہوں نے تیزی سے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"ثم آمین! جذاک اللہ، بس نیک روحیں یونہی جلدی بُلالی جاتی ہیں۔" احمد صاحب نے چہرہ جُھکالیا۔ آفرین کا ذکر، اُسکا غم دِل کو ہمیشہ سوگوار کر دیتا تھا۔

"سہی کہہ رہے ہیں آپ لیکن اللہ نے آپکو آفرین کا متبادل دیا ہے لَیلیٰ کی شکل میں۔ ہو بہو لَیلیٰ کی کاپی ہے۔ میں تو پہلی مُلاقات میں حیران رہ گئی تھی اِتنی مشابہت پر۔" ماہ پارہ کے کہے جانے پر احمد صاحب بے ساختہ مُسکرا دیئے۔

"یہ تو آپ نے ٹھیک کہا۔" وہ ماہ پارہ بیگم کی طرح لمبی گفتگو میں نہیں پڑ رہے تھے۔

"آپکی اکلوتی اولاد ہے لَیلیٰ اور باقی خاندان؟" اُنکے اگلے سوال پر احمد صاحب کا چہرہ سنجیدہ ہوا۔

"جی! باقی سب دوسرے شہر میں ہوتے ہیں۔" اُنہوں نے شہر کا نام بتانا مُناسب نہیں سمجھا۔

"اُو! پھر تو آپ لَیلیٰ کے لیے بہت فکر مند رہتے ہوں گے۔" اُنکی اگلی بات کچھ اِیسی تھی کہ احمد حسن چونک گئے۔

"فکر مند تو سارے والدین رہتے ہیں۔" اُنہوں نے نرمی سے جواب دیا۔

"یہ تو بالکل سہی کہا آپ نے۔ میرا ایک اور بیٹا حمزہ ہے اور بس میں اُسکی شادی کے لیے بہت فکر مند ہوں۔" اُنکی اگلی بات پر احمد صاحب کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ جیسے بات سمجھنے لگے تھے لیکن اگر اِیسا تھا تو اُنہیں سُبکتگین کی پرواہ ہونی چاہیئے کیونکہ وہ اُنکا بڑا بیٹا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپکی لَیلیٰ میرے حمزہ کی ہی ہم عُمر ہو گی۔ صاف بات کروں گی بھائی صاحب۔ مُجھے لَیلیٰ دیکھتے ساتھ ہی اپنے حمزہ کے لیے پسند آگئی ہے۔" اُنکی اگلی بات گو وہ سمجھ رہے تھے مگر پھر بھی اُنکے لیے کسی دھماکے سے کم نہیں تھی۔

"یہ مت کہیئے گا کہ ہماری جان پہچان نہیں ہے۔ آفرین سے میرا پُرانا رشتہ ہے۔ پھر لَیلیٰ سے میری اور سُبکتگین سے آپکی بہت اچھی سلام دُعا ہے۔ انکار مت کیجئے گا۔" ماہ پارہ کے افسردہ لہجے پر احمد صاحب کو سنجیدہ ہونا پڑا۔ ٹھیک ہے وہ لَیلیٰ کے لیے پریشان رہنے لگے تھے مگر یہ رشتہ بالکل غیر متوقع تھا یا شاید اُنہی کچھ اور اُمید تھی۔۔۔

"دیکھیں! میں اِس بارے میں آپکو ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن آپ نے ہمیں عزت دی اُسکے لیے بہت شُکریہ۔" اُنکو پھر بھی نرمی سے ٹالنا ہی تھا کیونکہ گُلِ لَیلیٰ ویسے ہی ہنگامہ کھڑا کر دیتی۔

"آپ اچھی طرح سوچ لیں، لَیلیٰ سے پوچھیں۔ میں آپکی حمزہ سے مُلاقات کرواؤں گی تو آپ کو فیصلہ لینے میں بہت آسانی ہو گی۔۔۔" ماہ پارہ بیگم تو جیسے ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہ رہی تھی۔ جلدی اور پریشانی میں وہ خود تھے جبکہ ماہ پارہ بیگم کی جلدی اُنکو واقعی سمجھ نہیں آئی۔ دِکھنے میں اِتنی عُجلت پسند لگ نہیں رہی تھیں تبھی تو احمد حسن اُلجھن کا شکار ہونے لگے۔

"آپ پلیز! کچھ لیں۔" بامُشکل مُسکرا کر اُنہوں نے ٹرے ماہ پارہ بیگم کی جانب دھکیلی۔

"بھائی صاحب! آپ یقین جانیں میں بہت آس اور مُحبت سے آئی ہوں۔ مُجھے لَیلیٰ، اپنے حمزہ کے لیے بہت پسند آئی ہے اور یقین جانیں اگر آفرین زندہ ہوتی تو مُجھے سو فیصد یقین ہے وہ بغیر سوچے، میری دوستی، خاندان اور کردار کو سامنے رکھ کر مثبت فیصلہ سُنا دیتی۔" وہ لفظوں کی کھلاڑی تھی۔ اُسے لفظوں اور لوگوں کے ذہنوں سے کھیلنا خوب

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

آتا تھا تبھی تو تاک کر عین نشانہ سہی جگہ پر مارا۔ آفرین کے نام پر احمد صاحب نے چونک کر اُنکو دیکھا۔ کیا یہ مدد اللہ کی جانب سے بھیجی گئی تھی؟ کیونکہ اُنکی آفرین شاید جانتی ہو گی کہ وہ کِس مشکل اور پریشانی میں گرفتار ہیں۔

"میں لَیلیٰ سے بات کر کے ہی کچھ کہہ سکتا ہوں۔" سَر جھٹک کر اُنہوں نے آہستگی سے کہا جبکہ ماہ پارہ تیر نشانے پر لگتے دیکھ کر مُسکرا کر اُٹھ کھڑی ہوئیں۔

"پھر میں اِجازت لوں گی اور سُبک سے آپکے جواب کے بارے میں پوچھتی رہوں گی۔" اُنکو سوچ میں گُم ہوتے دیکھ کر ماہ پارہ نے چونکا دیا۔ احمد صاحب فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے مگر کچھ کہا نہیں۔

"مُجھے اِجازت، بھائی صاحب؟" مُسکرا کر اُنہوں نے بے حد حلاوت سے پوچھا۔

"خیر سے جائیں، جزاک اللہ۔" نرمی سے کہہ کر وہ دروازے کی جانب بڑھے جبکہ ماہ پارہ چہرے پر فتح کی مُسکراہٹ سجائے اُنکے پیچھے۔ ماہ پارہ کو یقین تھا کہ اُسکو زیادہ اِنتظار نہیں کرنا پڑے گا جواب کے لیے۔

آج اُسکو بابا نے پہلی بار جلدی آنے کا کہا تھا اِسی لیے بوتیک وقت پر بند کر کے، بیگ کندھے پر ڈالے وہ تیز قدموں سے اپنے گھر کی جانب جا رہی تھی تبھی اُسکی نظر سڑک کنارے جنگل کو جاتے راستے کی جانب گئی اور پھر لَیلیٰ حیرت کی زیادتی سے ٹھہر گئی۔ بادامی آنکھیں اپنے اصل حُجم سے کئی گُنا پھیل کر اُس مَنظر کو دیکھنے لگیں جہاں وہی اَسیسٹنٹ کمشنر کسی شخص کو بُری طرح مار رہا تھا۔ ہونٹوں پر ہاتھ رکھے وہ چند لمحے وہیں کھڑی رہی۔ اُسکو اپنی حیرت کی شدید زیادتی کی خود تک سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ سَر جھٹک کر لَیلیٰ تقریباً بھاگتے ہوئے اُس جانب بڑھی اور سُبکتگین حیدر کا فضا میں اُٹھتا ہاتھ اِس سے قبل زخموں سے چُور مُقابل شخص پر پڑتا، اُس نے آگے بڑھ کر اُسکا بازو پکڑ لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"معاف کر دیں۔ اَب اِیسا نہیں ہو گا، اے-سی صاحب!" مُقابل نے چہرہ ہاتھوں میں ڈھک کر گُھگیا کر مِنت کی جبکہ سُبکتگین نے جھٹکے سے چہرہ پھیرا۔

"کیا کر رہے ہیں آپ؟" انجان آواز پر مُقابل شخص نے سَر اُٹھایا اور اُس اَسیسٹنٹ کمشنر کو حیران، محو اور اِرد گرد سے غافل دیکھ کر اُٹھ کر لڑکھڑاتے ہوئے بھاگ کھڑا ہوا۔ اپنی نیند میں بھی اِرد گرد سے غافل نہ رہنے والے سُبکتگین حیدر کو اُس کمینے کے جانے کی خبر نہیں ہو سکی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" بے خبر کر دیتی حیرت سے نکل کر اُس نے سنجیدگی سے سوال کیا۔ لَیلیٰ نے اُسکا فضا میں مُعلق ہاتھ نیچے کیا مگر اَب بھی اُسکی گرفت سُبکتگین حیدر کی کلائی پر تھی۔

"آپ اِیسے کِس طرح کسی پر سب کے سامنے ہاتھ اُٹھا سکتے ہیں؟" لَیلیٰ نے اُس سے کہیں زیادہ سنجیدہ حیرت سے کہا۔ وہ واقعی اندر تک ششدر ہوئی تھی سُبکتگین حیدر کی جارحیت دیکھ کر۔ کیا اُسکا پہلا تاثر سہی تھا؟

"تم یہاں کیا کر رہی ہو، گُلِ لَیلیٰ؟" اَب کے اُن سُرخ ہوتی آنکھوں اور خون جما دیتے لہجے میں اِیسی ٹھنڈک تھی کہ لَیلیٰ نے نا سمجھی سے اُن کرخت تاثرات کو دیکھا۔ لَیلیٰ کی گرفت اُسکے بازو پر ڈھیلی ہوئی اور پھر سُبکتگین نے ایک جھٹکے سے اپنا بازو اُسکی کمزور گرفت سے آزاد کروا کر وہاں دیکھا جہاں سے منحوس شخص بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

"تمہاری وجہ سے وہ گھٹیا، کمینہ، الو کا پٹھا۔۔۔" مُٹھیاں بینچ کر اُس نے چہرہ پھیرا اور پھر گُلِ لَیلیٰ کے پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھ کر بامُشکل گالیوں کا سلسلہ روکا۔

"کیا کر دیا ہے اُس آدمی نے اِیسا؟" لَیلیٰ کے سوال پر سُبکتگین نے نگاہوں کا زاویہ تیزی سے بدلا۔

"جب معلوم نہ ہو تو بیچ میں نہیں کودتے۔" اُسکے طنز نے لَیلیٰ کو دانت پیسنے پر مجبور کر دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اگر وہ غلطی پر تھا بھی تب بھی آپ کو یوں چوک میں اُسکے ساتھ اِیسا سلوک نہیں کرنا چاہیئے تھا۔" گُلِ لَیلیٰ کی اگلی بات پر سُبکتگین نے کڑی نظروں سے اُسکو دیکھا جو اُس سے ذرا دبنے کو تیار نہیں تھی۔

"تو اَب تم مُجھے بتاؤ گی کہ مُجھے کیا کرنا چاہیئے، ہاں؟" سخت لہجے میں کہتے ہوئے وہ اُسکی جانب بڑھا مگر لَیلیٰ نے اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹائے۔

"بالکل بتاؤں گی کیونکہ آپکا طریقہ غلط ہے۔ آپ کا کام اپنے علاقے میں امن قائم رکھنے کا ہے یا دہشت پھیلانے کا؟" چہرہ پھیر کر اُس نے سڑک سے گُزرتے لوگوں کو ایک نظر دیکھ کر سختی سے کہا۔

"تمیز سے، گُلِ لَیلیٰ!" اِس بار شہادت کی اُنگلی اُٹھائے بغیر جِس کُھردرے لہجے میں تنبیہہ کی گئی، وہ لہو خُشک کر دینے والا تھا مگر اُسکے سامنے گُلِ لَیلیٰ تھی۔

"تمیز سے آپ رہیں۔ کیوں سب کو باتیں بنانے کا موقع دے رہے ہیں۔" اُسکی اگلی بات کچھ اِیسی تھی کہ سُبکتگین نے بے اِختیار بغور اُسکو دیکھا جو تفکر سے اُسکی جانب ہی متوجہ تھی۔ اُن بادامی آنکھوں کے تفکر پر لمحے بَھر کے لیے سُبکتگین حیدر کے اِرد گرد شور مچاتی، چلتی پِھرتی دُنیا ٹھہر گئی مگر ٹھہراؤ لمحے بَھر کا، عارضی تھا۔

"میں بابا کو بھی بتا سکتی ہوں۔" اُن تاثرات پر لَیلیٰ نے نہ صِرف نظریں پھیر کر تیزی سے کہا بلکہ جانے کو مُخالف سِمت پلٹی اور اُسی تیزی سے سُبکتگین نے آگے کو جُھک کر اُسکے کندھے پر موجود پیک بیگ کی سٹریپ مضبوطی سے جھکڑ کر اُسکو اپنی جانب کھینچا اور گُلِ لَیلیٰ پھیلتی آنکھوں سے پلٹ کر حیرانگی سے اُسکو دیکھنے لگی جِسکا سنجیدہ چہرہ اُسکی نظروں کے عین سامنے پَلک جھپکتے آگیا تھا۔ فاصلہ مُٹھی بَھر باقی رہ گیا تبھی بادامی آنکھیں لرز کر اُن پتھریلے، نفاست سے تراشے گئے نقوش کو دیکھنے لگیں اور کہیں دِل نے بے حد آہستگی سے کروٹ بدلی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"گُلِ لَیلیٰ!" سُبکتگین حیدر نے وہ نام بے حد آہستگی سے، نرم تنبیہہ سے، بعض رہتے انداز میں لیتے ہوئے گُلِ لَیلیٰ کی دَھڑکن لمحے بَھر کو مُنتشر کر دی۔ وہ نام لینے کا انداز عجیب ماورائی سے تھا تبھی سُبکتگین حیدر کی حِس شامہ سے وہی مخصوص پُھولوں کی خوشبو ٹکرائی جو بہار کی آمد کا عندیا دیتی تھی۔ بے ساختہ آنکھیں بند کر کے اُسے تیزی سے پیچھے کو ہونا پڑا جبکہ گُلِ لَیلیٰ کے گِرد گھیرا تنگ کرنے کو تیار فُسوں نے اپنے پَر بھی تیزی سے سمیٹ لیے۔ دِل دھڑکنے کے عمل کو انوکھی رَمز پر دھڑکنے کی مُہلت نہیں مِل سکی۔ سُبکتگین حیدر نے اُن خالی ہاتھوں کو دیکھا جِن میں اُس دِن کی طرح پُھول نہیں تھے جب اُس پر برستی بارش میں چھتری تانی گئی تھی۔

✓ پھر یوں ہوا کہ اُسکو تمنائی کر لیا

میری طرف جو چشمِ تماشائی آئی تھی۔۔۔

"آپ۔۔۔ آپ۔۔۔ کِس قدر بد تمیز ہیں۔" بوکھلاہٹ اور لرزاہٹ سے اُس نے بامُشکل کہتے ہوئے سُبکتگین حیدر کے مَر چُکے، دَب چُکے، دفن ہوئے شوق کو ہوا دے دی اور غافِل رہی۔ سُبکتگین حیدر کو پہلی بار بد تمیز کہلایا جانا ناگوار نہیں گُزرا۔ یہ تعجب انگیز تھا، انہونی تھی۔

"معذرت! حسن انکل سے کچھ مت کہنا۔" چند قدم پیچھے ہو کر اُس نے نرمی سے، آہستگی سے کہتے ہوئے گُلِ لَیلیٰ کو تحیر زدہ کر دیا۔ نا سمجھی سے اُس نے اُن سیاہ آنکھوں کی چمک کو دیکھا۔ اُسے بابا سے اِتنے کم وقت میں مُحبت اور عقیدت کیسے ہو گئی تھی؟

"نہیں بتاتی لیکن آپ کو اپنے رویئے پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔" اُسکے کہے جانے پر سُبکتگین نے بے ساختہ اَثبات میں سَر ہلایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نظر ثانی کروں گا۔" اُسکے یک دَم یوں کہے جانے پر لَیلیٰ کی دَھڑکن ٹھہر گئی۔ مزید کچھ کہے بغیر وہ لرز کر پلٹی۔ اُسے مزید یہاں نہیں ٹھہرنا تھا۔ وہ مزید یہاں نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ سُبکتگین حیدر کی سیاہ، گہری آنکھیں اُسکو تب تک جاتے دیکھتی رہیں جب تک وہ نظروں سے اوجھل نہیں ہو گئی۔ اُسکے اوجھل ہوتے ہی ماحول میں پچھلا تناؤ، پہلی سی سختی اور جبر دبے قدموں دوبارہ سے لوٹ آیا۔ بہار کے پُھولوں کی خوشبو وہ اپنے ساتھ لے کر ایک بار پھر جا چُکی تھی۔ سُبکتگین حیدر کو اُس کثافت پر گہرا، تھکان بَھرا سانس لے کر چہرہ اُٹھا کر آسمان کو دیکھنا پڑا۔ جا چکی عورت وہی گُلِ لَیلیٰ تھی جسکے ساتھ اُس نے بچپن کے بہت اچھے دِن گُزارے تھے مگر یہ بتانے کی ہمت خود میں کیسے لاتا؟ اُسکے اندر اِتنی اخلاقی جُرأت باقی نہیں رہی تھی کہ حسن صاحب کو بتا سکتا۔

✓ آگہی ہو بھی تو حاصل نہیں کچھ اِس کے سِوا

کہ غمِ عِشق، چراغِ تہہ داماں ہو جائے

زندگی اور پریشاں ہو جائے۔۔۔

(ن-م-راشد)

"کیا بات ہے بابا؟ کوئی پریشانی ہے کیا؟" لَیلیٰ کے متفکر سوال پر احمد صاحب نے چونک کر اُسکو دیکھا اور پھر بامُشکل مُسکرائے۔

"نہیں بیٹا!" اُنکا انداز لَیلیٰ کو کہیں سے بھی نارمل نہیں لگا تبھی وہ پریشانی سے اُٹھ کر اُنکے برابر آ کر بیٹھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟ آپ نے کھانا بھی سہی سے نہیں کھایا۔" اُسکے لہجے کی پریشانی پر احمد صاحب نے چہرہ پھیر کر اُسکے خوبصورت، گُلاب کی طرح کِھلے چہرے کو دیکھ کر نگاہ چُرائی۔ کیا وہ اِس بیٹی کو اندھیرے میں رکھ کر کراچی اکیلے جاسکتے تھے؟ بیٹی کی زندگی اُنہیں خود غرضی پر اُبھارنے لگی۔

"اِیسا کچھ نہیں۔ بس بُھوک نہیں تھی۔" اُنہوں نے اُسکے ہاتھ کو نرمی سے تھپتھپایا مگر لَیلیٰ کو تسلی نہیں ہوئی۔

"آپ مُجھ سے باتیں چُھپانے لگے ہیں، بابا۔" اُسکے اُداسی سے کہے جانے پر احمد صاحب کا دِل کسی نے گویا مُٹھی میں لے کر مَسل دیا۔

"میں تم سے کیا چُھپا سکتا ہوں، بیٹا۔" اُنہوں نے لَیلیٰ سے زیادہ جیسے خود کو تسلی دی۔

"کراچی سے یہاں یوں اچانک آنے کی وجہ، دو دِن کی خاموشی اور پھر اُس اے-سی سے اپنے اِتنے گہرے رشتے کی وجہ کا نہیں بتایا؟" لَیلیٰ کے توقف اور جِھجھک سے کہے جانے پر احمد صاحب نے گہرا سانس لیا۔

"بس! تمہاری شادی کرنے کا سوچ رہا تھا۔" اُنکے اچانک سے کہے جانے پر لَیلیٰ نے اُنکو اَنجُھنبے سے دیکھا اُنہوں نے اے-سی والی بات صاف نظر انداز کر دی تھی یوں جیسے اُسے بتانا نہ چاہتے ہو۔

"میری شادی؟" اُسکی حیرت پر وہ بے ساختہ مُسکرا دیئے۔

"کیوں؟ تم نے نہیں کرنی؟" اُنہوں نے مُسکراہٹ دبا کر سوال پوچھا۔

"کروں گی مگر ابھی آپ کے ساتھ ایک لمبا عرصہ گُزارنا ہے تو بُھول جائیں کہ میں آپ کی جان چھوڑوں گی آسانی سے۔" اُسکے مصنوعی دھونس پر احمد صاحب بے ساختہ ہنس دیئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہاری شادی ہو گی تو میں تمہارے مقدس فرض سے سبکدوش ہو جاؤں گا، بیٹا۔" جب بولے تو اُنکا لہجہ اِتنا سوگوار تھا کہ لَیلیٰ نے پریشانی سے اُنکا چہرہ دیکھا جو کسی گہری سوچ اور خدشات کی کُھلی غمازی کر رہا تھا۔

"ہو جایئے گا سبکدوش مگر مُستقبل قریب میں، ابھی نہیں۔" اُنکا ہاتھ تھام کر اُس نے نرمی سے تھپتھپایا تو وہ بامُشکل مُسکرا دیئے۔

"کیسے لڑکے سے شادی کرنی ہے میری بیٹی نے؟" اُنکے سوال پر لَیلیٰ کی ہنسی بے ساختہ تھی۔

"لڑکا۔۔۔ بابا سیریسلی! مَرد کہیں کیونکہ میں ایک عورت ہوں لڑکی نہیں۔" اُسکے احتجاج پر احمد صاحب نے شفقت سے اُسکو دیکھا۔

"میری بیٹی ابھی کہاں سے عورت ہو گئی؟" احمد صاحب کے خفا ہوتے لہجے پر لَیلیٰ نے ہنس کر اُنکو دیکھا۔

"لڑکی اٹھارہ سال کی ہوتی ہے اور پھر شناختی کارڈ بنتے ہی لڑکا / لڑکی نہیں مَرد / عورت کا خانہ ہوتا ہے تو میں عورت ہوئی نہ۔" اُسکے طویل مُدعے پر احمد صاحب سَر اثبات میں ہلا کر مُسکرانے لگے۔ اُنکی بیٹی تھی ہی اِیسی۔ اُسکے ساتھ کوئی بھی غم، غم نہیں رہتا تھا۔ پریشانی فنا ہو جاتی تھی۔

"پسند تو بتاؤ اپنی تاکہ میں ویسا ہی مَرد نظر میں رکھوں۔" اُنہوں نے مُسکرا کر دُرستگی کی جبکہ لَیلیٰ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"اللہ! آپ کو معلوم بھی ہے جہاں آپ، جب کہیں گے وہیں آنکھیں بند کر کے کر لوں گی شادی۔" اُسکے برجستہ کہے جانے پر احمد حسن کتنی ہی دیر تک اُسے دیکھتے رہے۔

"جہاں، جب کہوں گا؟" اُنکے سوال پر لَیلیٰ نے اُنکی سنجیدگی کو فوراً بھانپ لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جب کہیں گے فوراً۔ آزمائش شرط ہے۔ مُجھے آپ کی پسند پر پورا اعتبار ہے۔ آپ کی اور میری پسند ایک جیسی ہو گی، لکھوالیں مُجھ سے۔" لَیلیٰ نے بڑے مزے سے کہتے ہوئے اُنکے دِل کو جہاں کسی بوجھ سے آزاد کیا تھا وہیں سوگوار کر دیا۔ وہ کتنی ہی دیر تک اُسکے بے خبر، چمکتے چہرے کو دیکھتے رہے۔

"کیسا مَرد ہونا چاہیئے؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد احمد صاحب نے آہستگی سے پوچھتے ہوئے لَیلیٰ کو حیران کر دیا۔ وہ تو سمجھی مزاق میں بات ہو رہی ہے مگر۔۔۔۔

"ہمم! مُجھے سوچنے دیں۔" مصنوعی پُر سوچ انداز میں کہتے ہوئے اُس نے ٹھوڑی پر اُنگلی ٹِکائی اور تبھی اُسکے ذہن کے پردے پر کسی کا مدہم، بے حد دُھندلا مگر واضح عکس لہرایا۔

"گُلِ لَیلیٰ!" وہ مدہم، فُسوں پُھونکتا، نرم تنبیہہ کرتا لہجہ اُسکے گِرد گونجا۔ گھبرا کر جِس تیزی سے سَر جھٹک کر اُٹھ کھڑی ہوئی، احمد صاحب نے چونک کر اُسکے رنگ بدلتے چہرے اور بوکھلاہٹ کو دیکھا اور پِھر اپنی بیٹی کے تاثرات پر چونک گئے۔

"کوئی ذہن میں آگیا کیا؟" اُنکے سوال پر لَیلیٰ نے بوکھلا کر اُنکو دیکھا۔

"ن۔۔۔ نہیں بابا، اللہ کی قسم۔۔۔۔ میری پسند اِیسی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔ توبہ اَستغفار!" کانپ کر اُس نے دونوں کانوں کو حقیقتاً ہاتھ لگاتے ہوئے احمد صاحب کو چوکنا کر دیا۔

"کیسی پسند نہیں ہو سکتی؟" اُسکے تیز، بُوکھلاتے لہجے نے اُنکو واقعتاً حیران کر دیا۔ لَیلیٰ تیزی سے دوبارہ اُنکے برابر بیٹھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بابا! مُجھے بد تمیز، اُونچی آواز میں بات کرنے والے، سخت اور خراب لہجے والے لوگ بالکل نہیں پسند۔ مُجھے نرم طبیعت، خوش گُفتار اِنسان پسند آتے ہیں جو گالیاں کم دیں۔۔" اپنے باپ سے زیادہ اُس نے جیسے خود کو باور کروایا تھا اور یہ صاف ظاہر تھا کہ اُسکی پسند واقعی اِیسی نہیں۔ وہ دِل کے ٹھہرنے کی وجہ شاید اچانک سے، کسی اجنبی کو قریب دیکھنا ہی تھا جبکہ اُسکی لمبی نشاندہی پر احمد حسن گہرے مَلال سے کہیں اندر تک مایوس ہو گئے۔

"ٹھیک ہے! میں نظر میں رکھوں گا۔" اُنہوں نے بامُشکل مُسکرا کر اُسکا گال تھپتھپایا جبکہ لَیلیٰ ہلکے پُھلکے ہوتے اعصاب کے ساتھ وہیں بیٹھ کر اُن سے باتوں میں لگ گئی اور پھِر یوں ہوا کہ اگلے دو دِن وہ کاموں میں مصروف رہ کر دِل کے پہلی بار یوں ٹھہرنے کی وجہ بُھول بھال گئی۔ بوتیک میں خوبصورت، تر و تازہ پُھولوں کی تراش خراش کرتے ہوئے اُسکے چہرے پر بڑی بَھلی سے مُسکراہٹ تھی تبھی وِنڈ چائم کی آواز آئی اور سَر اُٹھائے بغیر اُس نے، "اسلام و علیکم۔۔" کہا۔ لمحے بھر کی خاموشی پر اُس نے آہستگی سے چہرہ اُٹھایا اور پھِر اُسکی مُسکراہٹ تیزی سے سِمٹی سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر۔

"وعلیکم اسلام!" اُس مُسکراہٹ کو معدوم ہوتے دیکھ کر وہ چونک کر کاؤنٹر کی جانب بڑھا اور پھِر ٹرانسپیرنٹ چھتری کاؤنٹر ٹاپ پر رکھ دی۔

"تمہاری چھتری۔" چونک کر لَیلیٰ نے چھتری کو دیکھ کر سامنے کھڑے سُبکتگین حیدر کو دیکھا جو آج بھی سیاہ قمیض شلوار میں ملبوس تھا۔ اُسے سُبکتگین حیدر کے "تم" تک پُہنچنے کی اطلاع نہیں مِل سکی۔

"تھینک یو۔۔!" لَیلیٰ کو چھتری اُٹھاتے دیکھ کر اُس نے آہستگی سے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"واپسی کی ضرورت نہیں تھی۔ یہاں اور ہیں۔" اُس نے کہنے کے ساتھ شیشے کے دروازے کی سمت اِشارہ کیا جبکہ سُبکتگین کی نگاہ بے ساختہ وہاں تک گئی جہاں ایک ڈبے میں پانچ، چھ کے قریب مُختلف رنگوں کی چھتریاں پڑی تھیں۔ یہ ہر آنے جانے والے گاہک کے لیے بارش کی صورت حال سے بچنے کے وجہ سے رکھی گئیں تھیں۔ اُس کی نظریں آہستگی سے واپس پلٹ کر اُس بوتیک کو دیکھنے لگیں جہاں بہار اُتری ہوئی تھی۔ خاموشی کا وقفہ طُول پکڑنے لگا۔ لَیلیٰ نے ناسمجھی سے اُسکو دیکھا جو اُسکے علاوہ ہر شے کو نظر میں رکھے ہوئے تھا۔

"آپ۔۔۔ چھتری واپس کرنے آئے تھے؟" لَیلیٰ کے سوال پر اُس نے چونک کر لَیلیٰ کو دیکھا۔ اب وہ اُسے کیا بتاتا؟؟؟

"آ۔۔۔ نہیں! پُھول لینے۔" بروقت اُسکے ہونٹوں سے بے ساختہ پِھسلا۔ لَیلیٰ کی آنکھیں تعجب سے پھیلیں اور سُبکتگین حیدر کو اُس عمیق گہرائی سے نگاہ چُرا لینی پڑی۔

"آپ کو تو پُھول ناپسند ہیں۔" اُس نے اُسی حیرانگی سے کہا جو چہرے پر رقم تھی۔ وہ کوئی اپنے پُھولوں کے ساتھ کیا گیا ظالمانہ سلوک بُھولی تو نہیں تھی جبکہ اُن تاثرات پر سُبکتگین حیدر کو لگا اُسکا وجود کسی اَن دیکھی طاقت کی پوری قوت سے اُن بادامی، برمودہ تکونی آنکھوں کی جانب دھکیلا گیا ہو۔

"کسی اور کے لیے۔" اُس بات کی، اُس حیرت کی اُس سے نفی نہیں ہو سکی جبکہ وہ خود اپنی وہاں موجودگی پر، اپنی زُبان کے برجستہ بہانے پر، اپنی محویت پر، اپنے وجود کے ناقابلِ مزاحمت ہونے پر سراپا حیرت، اِیستادہ تھا۔

"کونسے پُھول!" سَر ہلا کر لَیلیٰ نے پلٹ کر کرسی پر پڑا ایپرن اُٹھا کر پہنتے ہوئے اُسکو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"لیونڈر!" دونوں کے ہونٹوں سے ایک ساتھ نِکلا اور پھر لَیلیٰ نے چہرہ اُٹھا کر اُسکو دیکھا اور بے ساختہ ہنس دی۔ یہ پہلی بار تھا کہ وہ اپنے بابا کے علاوہ کسی اور کے سامنے پورے دِل سے ہنس رہی تھی۔ سامنے کھڑے سُبکتگین حیدر کے سینے پر باندھ رکھے ہاتھ بے دَم ہو کر پہلو میں آ گرے۔ وہ مُسکراہٹ اِتنی بے رِیا، شفاف اور حسین تھی کہ سُبکتگین حیدر کی پُھولوں کی بہار سے مبرا، بے رونق زندگی میں مہکار کا جھونکا سا چَل پڑا۔ وہ جِس تلاش کے سفر میں اَزلوں سے سَرگرداں، اِدھر اُدھر لاحاصل بَھٹک رہا تھا، وہ تلاش اُسی پَل، اُسی لمحے مہکتے پُھولوں کی بہار کے بیچ تمام ہو گئی۔ یہ وہی ہنسی تھی جو اُسکے ذہن و دِل پر اَب تک نقش تھی۔

✓ کہکشاں سے پَرے،

آسماں سے پَرے،

رہگزارِ زمان و مکاں سے پَرے

تُجھ کو ہر حال میں ڈھونڈنا تھا مُجھے

یہ زمین کا سفر تو بہانہ ہُوا۔۔۔

"لگتا ہے آپ کو بھی لیونڈر پسند ہیں۔" اُسکی محویت اور لاحاصل تلاش کے تمام ہونے سے بے نیاز، اُس نے نرمی سے پوچھا جبکہ سُبکتگین حیدر جیسے کسی گہرے، خوشبودار کرتے اِحساس سے بے اِختیار چونک کر نکلا۔

"مُجھے پُھول پسند نہیں۔" نظروں کا زاویہ بدل کر اُس نے واضع کیا جبکہ لَیلیٰ نے چہرہ اُٹھا کر اُسکو دیکھا جو چہرہ پھیرے شیشے کی گلاس وال سے باہر دیکھنے لگا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ماہ پارہ نے لیونڈرز کا بُکے تم سے لیا تھا؟" یاد آنے پر اُس کو ایک بار پھر چہرہ پھیرنا پڑا جبکہ لَیلیٰ جو کہ نفاست سے پُھولوں کی ریپنگ کر رہی تھی، ٹھہری۔

"تو وہ آپ کے لیے تھے۔" اُسے اندازہ نہیں تھا کہ سُبکتگین حیدر اپنی ماں کو نام سے پُکارتا ہے۔

"پھر تو مُجھے تم سے معذرت کرنی چاہیئے۔" نظریں جُھکا کر کاونٹر پر رکھے اُن آنکھوں کو تراوہٹ پُہنچاتے پُھولوں کو دیکھ کر اُس نے آہستگی سے کہا جبکہ لَیلیٰ کے ہاتھوں کی حرکت تھمی، ذہن میں جمع تفریق ہوئی اور پھر اُس نے جھٹکے سے سَر اُٹھایا۔

"یا اللہ! آپ۔۔۔ آپ نے اُن معصوم پُھولوں کو بھی نہیں بخشا۔" قینچی کاؤنٹر پر پٹخ کر اُس نے جِس افسوس، جِس گلوگیر لہجے میں کہا اُس پر سُبکتگین حیدر کے دِل کی دھڑکن ٹھہر گئی اور یہ اُس بدتمیز، بدمعاش، بدتہذیب، بے رنگ اور بدذوق شخص کی تینتیس سالہ زندگی میں دوسری بار ہوا تھا۔ پہلی بار بھی برسوں پہلے اِسی مَلال نے اُسکے قدم زنجیر کیئے تھے۔

"معذرت!" بے ساختہ بوکھلا کر دونوں ہاتھ مفاہمتی انداز میں اُٹھا کر جِس تیزی سے وہ پیچھے ہوا، اُس پر لَیلیٰ نے حیرت سے اُسکو دیکھا۔ اُس چہرے کے تاثرات پہلے جیسے پتھر، لہو جما دیتے نہیں رہے تھے۔ وہ تاثرات اِتنے مُلائم، اِتنے نرم اور معصومانہ تھے کہ لَیلیٰ کا دِل نہ جانے کیوں مُسکرا دیا۔

"پُھولوں کے ساتھ اِیسا سلوک نہیں کرتے، سُبکتگین!" اُس نے اپنے نرم، مُسکراتے لہجے کو اِس بار خود بھی سُنا جبکہ سُبکتگین حیدر یوں اپنا نام بے جھجک، نرمی سے، مُسکراہٹ سے لیے جانے پر عُمر بَھر کے لیے تھم گیا اور عین اُسی لمحے تسخیر ہو گیا مگر اُس مضبوط قلعے کو فتح کر لینے والی بے خبری سے پُھولوں کے بُکے کو تیار کر کے اپنے چہرے کے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

قریب لے جا کر سُونگھ رہی تھی۔ خوشبو کا اِحساس ہوتے ہی بے ساختہ مُسکرائی اور سُبکتگین حیدر کی دَھڑکنیں سَرپٹ اِیسے دوڑنے لگیں جیسے کسی اڑیل گھوڑے کی لگام اُسکے سخت گیر مَالک کے ہاتھ سے چُھوٹ گئی ہو اور گھوڑا اُس مَالک کی سختی سے خائف پوری جان کا زور لگا کر بے لگامی سے دوڑ پڑا ہو اور پِھر سُبکتگین حیدر نے زمانے سے بے نیاز ہو کر، ساری اذیتیں اور اپنا سیاہ ماضی بُھلا کر خود کو بہت آہستگی سے مُسکراتے پایا اور اُس ایک زمانے بعد اُبھرتی مُسکراہٹ نے ہر شے کو ہیچ کر دیا۔

✓ پایا جو مُسکراتے ہوئے کہہ اُٹھی بہار

جو زخم پچھلے سال لگائے تھے، بَھر گئے؟

(بشیر بدر)

گھر سے نکلنے سے قبل احمد صاحب نے سُبکتگین کو کال کر کے سیل فون کان سے لگا کر دروازہ بند کیا اور تبھی اُنکی کال اُٹھالی گئی۔ جب سے اُسے معلوم ہوا تھا کہ احمد حسن وہی ہیں، وہ اُنکی پہلی بیل پر کال اُٹھالیتا تھا۔ احمد صاحب بے ساختہ مُسکرا دیئے۔ وہ اُنکا دِل اپنی جانب پوری قوت سے کھینچتا تھا اور وجہ جیسے کہیں اُنکا دِل اُنہیں دینے لگا تھا۔ بغیر وجہ کے وہ کیسے کسی انجان پر بھروسہ کر سکتے تھے، وہ یقیناً وہی تھا جسکو وہ نہ جانے کہاں کہاں تلاشتے رہے تھے۔

"ہاں بھئی! لڑکے کیسے ہو؟" اُنکے خوشدلی سے پوچھے جانے پر سُبکتگین کے چہرے کو مُسکراہٹ نے چُھو لیا۔ آخری فائل پر دستخط کر کے اُس نے آرام سے ریوالونگ چیئر کا رُخ شیشے کی قد آدم کھڑکی کی جانب کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"لڑکا نہیں مَرد کہیں۔" اُسکے مُسکراتے انداز پر احمد حسن صاحب کے بڑھتے قدم ٹھہر گئے۔ اُنکی سماعتوں میں اُسی کا برسوں پُرانا لہجہ گونجا جِسکا عکس سُبکتگین حیدر میں تلاش رہے تھے اور وہ غلط بھی تو نہیں تھی لیکن شاید سُبکتگین نے اُنکو سِرے سے پہچانا ہی نہیں تھا۔

"کبھی دیکھا ہے آپ نے تینتیس سال کا لڑکا؟" اُسکی مُسکراتی وضاحت پر احمد صاحب چونک کر مُسکرا دیئے۔ ماضی کی یاد تابناک تھی مگر اُداس کر دینے والی۔

"میرے لیے تو تم میرے بیٹے کی طرح ہو۔" اُنکی پُر شفقت بات پر سُبکتگین کے چہرے کو سوگواریت چُھو گئی۔ وہ ذرا نہیں بدلے تھے۔ اُنہیں یوں مہربان اور نچھاور ہونے کی عادت اَب بھی تھی۔

"کسی اور کے سامنے اِس مَرد کو لڑکا مت کہہ دیجیئے گا۔" اُسکے پُر مزاح انداز پر احمد حسن صاحب کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"تم نے بالکل لَیلیٰ جیسی بات کہی۔" اُنکی اگلی برجستہ بات پر گُھومتی ریوالونگ چیئر یک دَم تھم گئی۔

"آپکی بیٹی نے سُن لیا تو میری خیر نہیں۔" اُس نے جِس طرح جُھرجُھری لے کر بے ساختہ کہا، دوسری جانب احمد صاحب پہلے ٹھٹکے اور پِھر ہنستے چلے گئے۔

"تم کب سے ڈرنے لگ گئے کسی سے؟" اُنکے مُسکراتے سوال پر سُبکتگین کو سنبھلنا پڑا۔

"وہ کسی نہیں آپ کی بیٹی ہے۔" چہرہ جُھکا کر اُس نے ٹیبل پر موجود پیپر ویٹ کو اُٹھاتے ہوئے آہستگی سے کہا جبکہ دوسری جانب احمد حسن صاحب مُسکرا دیئے۔ سُبکتگین حیدر ذرا نہیں بدلا تھا۔ بے شک وہ خود کہتا رہے، سارا زمانہ کہتا رہے مگر اُنکو اُس میں اَب بھی اُسی مِلنسار، خوش اِخلاق اور نرم گُفتار سُبکتگین حیدر کی جھلک مِلتی تھی جو ہر نماز

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

پڑھنے کے لیے اُنکے ساتھ مسجد کی جانب مکمل شوق سے جاتا تھا۔ کیا وہ اُسے بتا سکتے تھے کہ اُنہوں نے اُسکو پہچان لیا ہے؟ کیا اُسکے ماضی کے زخم کُرید سکتے تھے؟؟

"آپ پھِر آفس آرہے ہیں؟" اُنکی خاموشی پر اُس نے سوال کیا۔

"ہمم! تمہارے مشورے کی بابت سوچا ہے مگر میں تمہیں مُشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا، بیٹا۔" اُنکی بات پر سُبکتگین کرسی چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

"بے فکر رہیں آپ۔ میری صحت پہ اِس سب سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔" اُسکے مُطمئن انداز پر احمد صاحب کا دِل دُکھا۔

" آپ نے میری نیک نامی کے قصّے تو سُن ہی لیے ہوں گے۔ میری بدمعاشی کے جھنڈے خیبر میں آپکو ہر جگہ گڑے نظر آئیں گے۔" اُسکے تسلی دینے کا انداز بھی سفاک تھا۔

"اگر آپ مُجھ پر بھروسہ کریں گے تو کسی کی ہمت بھی نہیں ہو گی آپ پر اُنگلی اُٹھانے کی۔" اُسکی اگلی بات پر احمد صاحب نے گہرا سانس لیا۔ اِس مُشکل وقت میں جب سوچنا اور فیصلے لینے بے حد کھٹن تھا، اِیسے میں سُبکتگین کا مِل جانا، ہونا اُنکے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھا۔

"مُجھے تم پر مکمل بھروسہ ہے اور مُجھے یقین ہے تم میرا بھروسہ کبھی نہیں توڑو گے۔" اُنکے مانتے انداز پر وہ جو مُسکرایا تھا اُنکی اگلی بات نے اُسکی مُسکراہٹ چھین لی۔ اُس نے ابھی اُنکو بتایا نہیں تھا کہ سُبکتگین کیا کرنے والا ہے، اُسکے کیا اِرادے ہیں اگر بتا دیتا تو وہ اُسکی شکل تک دیکھنا پسند نہیں کریں گے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اِتنی اُمید مت لگائیں مُجھ سے۔ میں اُمیدوں پر پورا نہیں اُترتا۔" اُس مدہم لہجے پر احمد صاحب ٹھٹک اُٹھے۔ اُسکے لہجے میں کچھ اِیسا تھا کہ اُنکا دِل کسی پریشانی کی لپیٹ میں آنے لگا۔ کہیں وہ اُسے بڑی مُشکل، کسی آزمائش میں مُبتلا نہ کر دیں۔

"پھر مُلاقات ہوتی ہے آپ سے۔" آدم کو آفس میں آتے دیکھ کر اُس نے اُنکو کہہ کر کال مُنقطع کر دی جبکہ وہ کتنی ہی دیر تک سیل فون کان سے لگائے کھڑے رہ گئے۔ مسئلہ یہ تھا کہ اِس دُنیا میں سب سے زیادہ سُبکتگین حیدر اور اُسکے ماضی کو کوئی اچھے سے جانتا تھا تو وہ احمد حسن تھے۔

"کہاں جا رہی ہو نادیہ؟" کمرے سے نِک سُک سے تیار ہو کر نکلتی نادیہ کو دیکھ کر ماہ پارہ تیز قدموں سے اُس تک آئی جسے روکے جانا سخت ناگوار گُزرا تھا۔

"بتایا تو تھا فرینڈز زری یونین۔" اُسکی اطلاع پر ماہ پارہ نے دیوار گیر گھڑی پر وقت دیکھ کر اُسکے کپڑوں کو دیکھا۔

"اِس حُلیے میں باہر جاؤ گی؟" ماں کی سختی پر نادیہ کے ماتھے پر بل پڑنے لگے۔

"آپ کو کوئی احتراز ہے؟" ضبط کر کے تحمل سے پوچھا۔ ظاہر ہے اُسے باہر جانا تھا اور ممی سے بنا کر رکھنا بہت ضروری تھا۔

"تمہارے باپ یا سُبک نے دیکھ لیا نہ تو خیر نہیں ہے تمہاری۔ پچھلی بار کی بے عزتی بُھول گئی ہو۔" اُسکا متفکر لہجہ باور کرواتا ہوا تھا جبکہ نادیہ نے طیش سے پیر پٹخا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بابا کو کوئی مسئلہ نہیں ہے مگر اللہ جانے اِس سُبک کو کیا تکلیف ہے جو ہمارے ہر معاملے میں ٹانگ اَڑاتا ہے۔" نادیہ کے جُھنجھلائے ہوئے انداز کو نظر انداز کر کے ماہ پارہ نے ہال کی جانب ایک نظر دیکھا۔

"اگر جانا ہے تو سہی کپڑے پہن کر آؤ۔ میں فلحال سُبک سے بگاڑنا نہیں چاہتی۔" ماہ پارہ کے سخت لہجے پر نادیہ نے مُنہ کے زاویے بگاڑ لیے۔

"آپ کو کیا لگتا ہے آپ کی سیاست کی وجہ سے میں اپنی زندگی کا ہر فیصلہ اُس جنگلی، بدمعاش کے ہاتھ میں دے دوں گی؟ نو، نیور۔" نادیہ کا انداز خود سَر تھا۔ ماہ پارہ نے بغور اُسکے میک اَپ اور غصے کے تحت سُرخ ہوتے چہرے کو دیکھا۔

"مت بُھولو کہ اُس جنگلی اور بدمعاش کی وجہ سے ہی تم کامران اور اُسکے دوستوں کے ہاتھوں سے بچی تھی۔" ماہ پارہ کی یاددہانی پر اُس نے ماں کو غصیلی نظروں سے دیکھا۔

"آپ میری سائیڈ ہیں یا اُس بدمعاش کی سائیڈ؟" اُسکے بچگانہ پَن پر ماہ پارہ کا جی چاہا اپنا سَر پیٹ ڈالیں۔

"فلحال تو میں تمہارے ساتھ بھی نہیں ہوں۔ اپنے یہ سارے سیر سپاٹے حمزہ کے رشتے کے بعد کرتی رہنا۔" ماہ پارہ کے کڑے انداز پر نادیہ ماں کو دیکھ کر رہ گئی۔

"حمزہ کے علاوہ ہم بھی آپ کی ہی بیٹیاں ہیں۔" وہ ہمیشہ کی طرح تپ کر یاددہانی کروانا نہ بُھولی۔

"جانتی ہوں تبھی تم سب کے لیے کر رہی ہوں۔ حمزہ کی شادی نہیں کی تو ہم سڑک پر آجائیں گے بے وقوف لڑکی۔" ماہ پارہ نے اُسکو سخت نظروں سے دیکھا جبکہ نادیہ چونک گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ابھی اندر جاؤ۔ تمہارے بابا سے میں نے حمزہ کے رشتے کی بات کر لی ہے وہ سُبک سے بات کرنا چاہتے ہیں۔" ماہ پارہ کی اگلی بات پر نادیہ نے گہرا سانس لے کر سَر جھٹکا۔

"اللہ جانے کب جان چُھوٹے گی اِس سُبک نامی مُصیبت سے۔" تنفر سے بڑبڑا کر بیگ ایک جھٹکے سے اُتارتے ہوئے وہ پیر پٹخ کر کمرے کی جانب واپس بڑھ گئی جبکہ ماہ پارہ نے سُکھ کا سانس لیا۔ نادیہ ٹیڑھی کھیر تھی فلک کی نسبت۔ ماہ پارہ سَر جھٹک کر ہال کمرے کی جانب بڑھی جہاں سُبکتگین، حمزہ اور نثار حیدر بات کرنے کے لیے بیٹھے تھے۔

"حمزہ کا معاملہ ہے تو حمزہ سے پوچھا جانا چاہیئے۔" ایک گھنٹے کی خاموشی کے بعد سُبکتگین کے کہے جانے پر نثار حیدر نے اُسکو دیکھا جِسکی سنجیدگی پتھروں میں دراڑ ڈال سکتی تھی۔

"ماہ پارہ بتا رہی تھی تم لڑکی کی فیملی کو جانتے ہو۔" نثار حیدر کے اگلے استفسار پر سُبکتگین کو بے چینی گھیرنے لگی مگر وہ اُس بے چینی کو کوئی نام نہیں دینا چاہتا تھا۔ جو اُسکے اِرادے تھے اُسکے بعد اِیسی بے چینی کی کوئی گُنجائش نہیں تھی۔

"حمزہ تم۔۔۔ تمہارا کیا دِل ہے؟" باپ کے سوال کو نظر انداز کر کے اُس نے برابر بیٹھے حمزہ سے آہستگی سے پوچھا۔

"بھئی لڑکی بہت خوبصورت ہے سُبک بھائی۔ میرے دوستوں میں ٹور بَن جائے گی۔" حمزہ کی اگلی بات کچھ اِیسی تھی کہ سُبکتگین کے چہرے کا جِس طرح رنگ بدلا، دروازے کے پاس ٹیک لگا کر کھڑی ماہ پارہ تیزی سے سیدھی ہوئی۔ اُسکو بے اِختیار سُبک کی اُس دِن کی بات یاد آئی جو اُس نے لَیلیٰ سے اُسکی ایموشنل اِنولومنٹ کے جواب میں کہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بیہویور سیلف، حمزہ!" سُبکتگین کے سخت لہجے میں کچھ اِیسی ناپسندیدگی تھی کہ نثار حیدر تو چونکے ہی، حمزہ نے بھی چہرہ پھیر کر حیرانگی سے سُبکتگین کے چہرے کو دیکھا جہاں پہلی بار کوئی اِیسا تاثر تھا جسے صاف پڑھا جا سکتا تھا۔ شدید ناگواری اور ناپسندیدگی کا تاثر۔

"تمہاری شادی کی بات ہو رہی ہے، مزاق کی نہیں۔" اُسکے سخت لہجے پر ماہ پارہ کا ماتھا ٹھنکا اور پھر کچھ سوچ کر وہ قدم قدم آگے بڑھی۔

"ناسمجھ ہے یہ ابھی سُبک۔" ماہ پارہ کی دخل اندازی ہمیشہ کی طرح اُسے ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔

"ناسمجھ ہے تو شادی کے بجائے عقل دِلائیں کہ اپنی عورت کو مَردوں کے مجمعے میں نہیں گھسیٹتے۔" اُسکے سخت لہجے میں کچھ اِیسا باور کرواتا انداز تھا کہ نثار حیدر کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا گویا اُنکے جسم سے خون کا آخری قطرہ تک نچوڑ لیا گیا ہو۔ حمزہ حیرانگی کے سبب کچھ کہہ نہیں سکا۔ اُسے سُبکتگین سے اِیسے رویئے کی اُمید نہیں تھی۔ وہ بہت کالم، کمپوز اور سب کے معاملات سے لاپرواہ رہنے والا شخص تھا۔

"اِسی لیے تو لَیلیٰ کا اِنتخاب کیا ہے اِسکے لیے۔ وہ ہمارے سرکل میں مُوو کر سکے گی بغیر کسی جھجھک کے۔" ماہ پارہ نے مُسکرا کر کہا جبکہ سُبکتگین بے زار ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ چہرہ پھیر کر اُس نے ایک سخت نظر اپنے باپ کے اُڑے چہرے کو دیکھ کر حمزہ کا شانہ تھپکا۔

"اپنی مرضی کرو، حمزہ۔" سُبکتگین کے لہجے کی نرمی پر حمزہ کے چہرے کی رنگت بحال ہوئی اور پھر مُسکرا دیا۔

"تم ہمارے ساتھ لَیلیٰ کے گھر جا رہے ہو نہ رشتہ لے کر؟" پاس سے گُزرتے سُبکتگین سے ماہ پارہ نے نرمی سے پوچھا۔ سُبکتگین کے قدم ایک پَل کو ٹھہرے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نہیں۔۔!" لفظی اِنکار کہہ کر وہ مضبوط قدموں سے آگے بڑھ گیا جبکہ ماہ پارہ نے چہرہ پھیر کر اُس کو دُور جاتے پُرسوچ نظروں سے دیکھا اور پِھر صوفے پر نثار حیدر کے برابر آ بیٹھی۔

"آپ کیا سوچنے لگے؟" ماہ پارہ کی پُکار پر اُنہوں نے بے طرح چونک کر چہرہ پھیرا۔

"سُبک چلا گیا؟" اُنکے برجستہ سوال پر ماہ پارہ انداز تک تِلملا گئی۔

"کل ہم حمزہ کا رشتہ لے کر جا رہے ہیں لَیلیٰ کے گھر۔" ماہ پارہ کی اگلی حتمی بات پر اُن دونوں باپ بیٹا نے حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تمہیں جلدی کِس بات کی ہے؟" نثار حیدر کو واقعی ماہ پارہ کی عُجلت سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ پہلے وہ سُبکتگین کی شادی کے پیچھے پڑی رہتی تھی اور اَب حمزہ۔

"کیوں، آپ نہیں چاہتے حمزہ سہی عُمر میں شادی کرے؟" اُنکے طنز پر نثار حیدر نے گہرا سانس لیا۔

"پہلے سُبک کی ہونی چاہیئے۔" نثار حیدر کی بات پر حمزہ نے مُسکراہٹ دبائی۔

"اُسکی بعد میں ہوتی رہے گی اور کون پاگل لڑکی اُس سے شادی کرنا چاہے گی۔" ماہ پارہ کی سخت بات پر نثار حیدر کے ماتھے پر شِکنیں بچھنے لگیں۔ وہ اُنکی کئی عرصے پہلے کی گئی عزت افزائی پر کم ہی اُنکے سامنے سُبکتگین کے معاملے میں زُبان کھولتی تھی مگر یہ بات اُنکے لیے ہمیشہ ایک تمانچے کی طرح ہوتی تھی۔

"نہیں! میں غیر جانبداری سے بات کر رہی ہوں نثار۔ آپ خود اچھی طرح اپنے بیٹے کے مزاج، اُسکے کارنامے اور تابناک ماضی کو جانتے ہیں۔" ماہ پارہ نے جیسے اُنہیں آئینہ دیکھانے کی کوشش کی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اور مُجھے سمجھ نہیں آتی جب آپ اُسکو عاق کرنے کا کہہ چُکے ہیں تو پیپر ورک کرواتے کیوں نہیں؟" ماہ پارہ کو تو جیسے دِل کی بھڑاس نکالنے کا موقع مِل گیا تھا۔

"ممی!" حمزہ کی پُکار پر اُس نے گھُور کر حمزہ کے بُرا مناتے انداز کو دیکھا۔

"کچھ غلط کہہ رہی ہوں میں؟" آخر میں اُس نے دونوں باپ، بیٹا کو جیسے نظریں چُرانے پر مجبور کر دیا۔

"بات پُرانی ہو گئی ہے اِسکا یہ مطلب نہیں لوگ بُھول چُکے ہیں۔" نثار حیدر کا چہرہ اُس بات پر پھیکا پڑا۔ کاش وہ اپنے بیٹے کی زندگی کی کتاب کے سیاہ ورق پھاڑ کر پھینک دینے پر قادر ہوتے۔

"کل ہم جا رہے ہیں حمزہ کا ہاتھ مانگنے اور اگلے ہفتے اُسکی منگنی کروانی ہے میں نے۔ یہ آپ باپ، بیٹا اپنے دماغ میں اچھی طرح بِٹھا لیں۔" سختی سے کہہ کر وہ ایک جھٹکے سے اُٹھی اور پھر پیر پٹخ کر تیز قدموں سے ہال کمرے سے نِکل گئی۔

"تم کیا کہتے ہو اِس بارے میں؟" وقفے کی خاموشی کے پوچھے جانے والے سوال پر حمزہ نے چہرہ اُٹھا کر باپ کے سنجیدہ مگر متفکر چہرے کو دیکھا۔

"بابا! کبھی کرنی ہی ہے تو ابھی کیوں نہیں۔ مُجھے کوئی مسئلہ نہیں۔" حمزہ کی وضاحت پر نثار حیدر نے اثبات میں سَر ہلایا۔

"سُبک کے جاننے والے ہیں تو لڑکی سے تمیز، تہذیب سے پیش آنا۔۔۔" اُنکی ہدایت پر صوفے سے اُٹھتا حمزہ ایک پل کو ٹھٹکا اور پھر سَر اثبات میں ہلا کر ہال کمرے سے باہر نکل گیا۔ پیچھے نثار حیدر اپنی کبھی نہ ختم ہونے والی سوچوں اور احساسِ جُرم کے ساتھ اکیلے رہ گئے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

---

بوتیک کے لیے ضروری سامان لے کر جِس وقت وہ نکلی تبھی اُسکی نظر ایک لڑکی تک گئی جو ہراساں نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے جیسے کسی مدد کی متلاشی تھی۔ لَیلیٰ نے کچھ سوچ کر اُسکی جانب قدم بڑھائے اور تبھی ایک لڑکے کو اُسکی جانب بڑھتے دیکھ کر ٹھہر گئی جو اُسے چھیڑ رہا تھا، ہراساں کر رہا تھا۔ ناگواری چہرے پر سجا کر وہ تیز قدموں سے اُس جانب بڑھی۔

"کیا مسئلہ ہے بھائی صاحب؟" اُسکی جانب پُشت کیئے کھڑا شخص پُکار پر چونک کر پلٹا اور لَیلیٰ کی آنکھیں اَچُھنبے سے چھوٹی ہوئیں۔ یہ وہ لڑکا تھا جو اُس دِن سُبکتگین حیدر سے مار کھا رہا تھا اور واقعی لَیلیٰ کو بغیر جانے بیچ میں نہیں کودنا چاہیئے تھا۔ اُس شخص نے بھی لَیلیٰ کو پہچان لیا تھا تبھی مُسکرا کر اُسکی جانب بڑھا۔

"آپ جائیں۔" لَیلیٰ نے اُس خوفزدہ لڑکی کو جانے کا کہہ کر اُسکی جان میں جان ڈال دی اور تیزی سے پیچھے کو بھاگ گئی۔

"ارے زہے نصیب! تم تو وہی ہے جِس پر میں پہلی نظر میں۔۔۔" وہ مُسکراتے چہرے کے ساتھ اِس سے پہلے بکواس طویل کرتا، لَیلیٰ نے سخت نظروں سے اُسے گھورا۔

"بکواس کرنے کے بجائے راستے سے ہٹو۔" اُسکے کڑے انداز پر پہلے وہ شخص چونکا اور پِھر ہنس دیا۔

"ہم تو غلام ہیں آپ کے۔" مؤدبانہ جُھک کر کہا گیا مگر لَیلیٰ اُسکی سُنے بغیر آگے نکل گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سامان مُجھے پکڑاؤ۔" اُسکے ساتھ چلتے ہوئے اِیسے دوستانہ انداز میں کہا گیا جیسے نہ جانے کب کا یارانہ ہو۔ بغیر جواب دیئے لَیلیٰ خاموشی قدموں سے آگے بڑھتی رہی۔ رش والی جگہ سے نکل کر جیسے ہی گلی کی جانب بڑھی، وہ شخص تیزی سے اُسکے سامنے آیا۔ لَیلیٰ نے قدم روک کر خون خوار نظروں سے اُسکو دیکھا۔

"شرافت کی زُبان سمجھ نہیں آرہی نہ۔" لَیلیٰ کو دیکھتے ہوئے جیسے اُس نے ٹون بدلی، لَیلیٰ پہلی چونکی اور پِھر تمسخر سے ہنس دی۔

"آگئے اوقات پر۔" طنزاً کہہ کر وہ برابر سے گُزرنے لگی۔

"تیری تو۔۔۔" تلملا کر اِس سے قبل لَیلیٰ کا ہاتھ پکڑتا، پلٹ کر لَیلیٰ نے وہ سامان والا شاپر اُسکے مُنہ پر دے مارا۔

"شرم نہیں آتی راہ چلتی لڑکیوں کو تنگ کرتے ہوئے۔" بغیر ڈرے وہ جِس طرح سے غُرائی، جھٹکا کھا کر پیچھے ہوتے شخص نے سُرخ پڑتے چہرے سے اُسکو دیکھا اور تیزی سے اُسکی جانب آیا۔ چند لمحے یونہی لَیلیٰ کو کینہ توز نظروں سے گھورتا رہا اور پِھر اُسکا ہاتھ فضا میں اُٹھا مگر لَیلیٰ کے چہرے کو لگنے سے قبل ہی پیچھے سے کسی نے اُسکے سر پر تھپڑ مارتے ہوئے آگے کو کراہ کر جُھکنے پر مجبور کر دیا۔ لَیلیٰ بوکھلا کر بے ساختہ چند قدم پیچھے ہوئی اور تبھی اُسکی نظر اُس شخص کے عقب میں پتھر جیسے تاثرات کے ساتھ کھڑے سُبکتگین حیدر تک گئی۔ اُس سُنسان راہ گُزر پر اُس شناسا چہرے کو دیکھ کر کہیں دِل میں طمانیت کا اِحساس جاگا تھا مگر گُلِ لَیلیٰ نے خود کو بیگانہ رکھا۔ گالیاں بکنے کو تیار اُس شخص نے جیسے ہی پیچھے دیکھا، سُبکتگین حیدر کو دیکھ کر دانت پیس لیے۔

"ابھی بھی سروس کی ضرورت ہے، ہے نہ؟" لَیلیٰ کو نظر انداز کیئے اُس نے سختی سے اُسکو کہا جو تلملا کر تیز قدموں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر اُسے جاتے دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" لَیلیٰ کے سوال پر اُس نے اُسی سنجیدگی سے چہرہ پھیرا۔

"میں نے سوال پوچھا ہے؟" اُسکے تڑختے لہجے پر لَیلیٰ ہونق ہوئی۔ اُسے اِیسے ناگوار، سخت انداز کی اُمید نہیں تھی۔

"جی؟" اُسکے لہجے کی ناگواری پر اُس نے حیرت سے سُبکتگین کو دیکھا جو کچھ کہے بغیر اُسکے برابر سے ہو کر آگے بڑھ گیا۔

"میں نے آپ سے اُس دِن بدتمیزی کی۔ اُسکے لیے معذرت۔" دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں مَسل کر اُس نے پیچھے آہستگی سے کہہ کر سُبکتگین کے بڑھتے قدم روک دیئے۔ وہ جانتا تھا کہ کِس دِن کی بابت کہا جا رہا ہے۔

"اِس کی ضرورت نہیں۔" پلٹے بغیر مُختصراً کہا گیا۔

"میں جہاں غلط ہوں وہاں تسلیم کرتی ہوں اور پھر آپ بابا کے۔۔۔" وہ جو نرمی سے اپنی بات کہہ رہی تھی، سُبکتگین کے پلٹنے پر اُسکی قوتِ گویائی سَلب ہو گئی۔ اُن سیاہ آنکھوں میں وہی اول دِن والا اِیسا ٹھنڈا، خون جما دینے والا تاثر تھا کہ گُلِ لَیلیٰ کا دِل اندر تک کانپ گیا۔ وہ آنکھیں ویسی نہیں رہی تھیں جیسی اُس دِن بوتیک میں تھیں، جیسی اُس دِن گُلِ لَیلیٰ کا نام آہستگی سے، نرمی سے پُکارتے ہوئے ہو گئیں تھیں۔

"میرا آپ کے بابا سے واسطہ ہے آپ سے نہیں سو مُجھے مائینڈ مت کریں۔" بے تاثر مگر تمیز دار انداز میں کہہ کر وہ شل رہ جاتی گُلِ لَیلیٰ پر نگاہِ غلط ڈالے بغیر پلٹ کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ **'تم'** سے **'آپ'** پر واپس آنے کی مُدت اِتنی ہی مُختصر تھی۔

"واہ! یہ کیا تھا؟" گہرا سانس لے کر اُس نے سَر جھٹکا۔ کوئی کثافت تھی جو وجود پر طاری ہونے لگی۔ عجیب دُھوپ، چھاؤں سا شخص تھا وہ جو اُسکی نظروں سے اوجھل ہو چُکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

---

رات کے اندھیرے میں ستاروں سے مبرا آسمان کو دیکھتے ہوئے، بالکونی میں کھڑے سُبکتگین حیدر نے گہرا سانس لے کر سَرد ہوتے وجود کے گِرد سیاہ چادر دُرست کی۔ عجیب سی کیفیت کا کوئی سِرا اور سبب نہیں مِل رہا تھا۔

"تمیز سے آپ رہیں۔ کیوں سب کو باتیں بنانے کا موقع دے رہے ہیں؟" اندھیری رات میں کوئی مدہم، لہجہ گُونج کر ہر سُو بِکھرنے لگا۔

"آپ۔۔۔ آپ کِس قدر بد تمیز ہیں۔" کانپتی، لرزتی آواز پر سُبکتگین نے بے اِختیار آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا۔ بند آنکھوں کے اُس پار وہ چہرہ، اُسکا ایک ایک نقش کسی گہرے راز کی مانند آشکار ہونے لگا۔ بے یقینی اور خوف سے پھیلی بادامی آنکھیں، نیم وَا ہونٹ، گُلابی ہوتے عارض۔ وہ اپنی نظر کی اِس قدر باریکی پر ششدر ہونے لگا۔ اُس چہرے کا یوں واضع ذہن پہ ثبت رہ جانا، عجیب معمہ بن رہا تھا۔ اُس مہکار کا اُسکے گِرد پھیل جانا ٹھیک نہیں تھا۔ وہ خود کو، اپنے ماضی کو یاد رکھے ہوئے تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اُسکے گناہ اعمال سے مَر کر بھی سکت نہیں ہو سکتے۔

"میں بابا کو بھی بتا سکتی ہوں۔" سُبکتگین حیدر کو مُٹھیاں بینچ کر آنکھیں کھول لینی پڑیں۔ وہ غلط وقت پر اُسکے ذہن پر نقش ہو رہی تھی۔

"یا اللہ! آپ۔۔۔ آپ نے اُن معصوم پھُولوں کو بھی نہیں بخشا۔" اُس گلوگیر صدمے پر سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر کُھلی قد آدم کھڑکی سے اندر جھانکا جہاں کھڑکی کے بالکل قریب میز پر مُرجھاتے پھُولوں کا گلدستہ احتیاط سے رکھا تھا۔

"آپ کو بھی پھُول پسند ہیں؟" اُس سوال پر وہ پلٹ کر اندر کمرے میں آیا اور چہرہ جُھکا کر اپنا اصل رنگ کھوتے پھُولوں کو دیکھا اور پِھر ہاتھ بڑھا کر اُنکی بدرنگ ہوتی پتیوں کو آہستگی سے چُھونے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"لگتا ہے آپ کو بھی لیونڈر پسند ہیں۔" جُوش سے کہی گئی بات میں اِشتیاق دَر آیا جبکہ سُبکتگین نے کرنٹ کھا کر اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ وہ زمانے گُزر جانے کے باوجود ویسی ہی تھی مگر سُبکتگین حیدر ویسا نہیں رہا تھا۔

"آپ کو تو پھول ناپسند ہیں۔" وہ لہجہ جیسے بصارت رکھتا تھا۔ اُسکے ہر عمل پر نگاہ رکھے ہوئے تھا۔ سُبکتگین حیدر نے جُھنجھلا کر اُس گلدستے کو بے زاری سے اُٹھایا اور پھر چند قدم دُور پڑے ڈسٹ بن کو پاؤں مار کر کھولا اور دوسری سوچ آنے سے قبل اندر پھینکنے لگا۔

"پھولوں کے ساتھ اِیسا سلوک نہیں کرتے، سُبکتگین۔" ہوا میں لہرا کر رکھے گئے ہاتھ کو جیسے کسی نرم مگر مضبوط گرفت نے جکڑ لیا تھا۔

"کیا مُصیبت ہے۔" سَر جھٹک کر اُس نے پوری قوت سے وہ گلدستہ اُٹھا کر ٹیبل پر پھینکا۔ کتنی ہی سُوکھ چُکی، بے رنگ پتیاں کمرے میں چار سُو اُڑ کر بِکھر گئیں مگر وہ مخصوص مہکار یہاں کہیں بھی نہیں تھی۔

"پھر تو آپ کو یہ بھی سمجھ جانا چاہیئے کہ جہاں سُبکتگین حیدر ایموشنلی اِنولو ہو جائے وہاں کسی دوسرے کو نظر اُٹھا کر نہیں دیکھنے دیتا۔" اپنے الفاظ یاد آتے ہی اُسکا جی چاہا سب تہس نہس کر دے۔

"لعنت ہو تم پر، سُبکتگین!" کراہ کر مُٹھی قریبی دیوار پر مار کر اُن الفاظ کا گلا گھوٹنا چاہا جنہیں برجستگی سے ادا کرتے ہوئے اُس نے پاؤں پر خود کُلہاڑا مار ڈالا تھا۔

✓ حرفِ تازہ خُوشبو میں لکھا چاہتا ہے

باب اِک اور مُحبت کا کُھلا چاہتا ہے

اِک حجاب تہہِ اِقرار ہے مانع ورنہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

گُل کو معلوم ہے کیا دَستِ صبا چاہتا ہے

ریت ہی ریت ہے اِس دِل میں مُسافر میرے!

اور یہ صحرا تیرا نقشِ کفِ پا چاہتا ہے

یہی خاموشی کئی رنگ میں ظاہر ہو گی

اور کچھ روز کہ وہ شوخ کُھلا چاہتا ہے

ایک لمحے کی توجہ نہیں حاصل اُس کی

اور یہ دِل کہ اُسے حد سے سِوا چاہتا ہے

رات کو مان لیا دِل نے مُقدر لیکن

رات کے ہاتھ میں اَب کوئی دِیا چاہتا ہے

تیرے پیمانے میں گردش نہیں باقی، ساقی!

اور تیری بزم سے اَب کوئی اُٹھا چاہتا ہے۔۔۔

* * * * * * *

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

السلام علیکم احباب۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کرکے ہی پبلش کیا جاتا ہے چُوک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے "ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Nkd (ZT) (UserName: Novelskiduniya77)

Youtube Channel: Novels Ki Dunya (NKD) Official

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے Blue الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے شکریہ۔۔۔۔

"کون آرہا ہے رشتے کے لیئے؟" برتن رکھتے لَیلیٰ کے ہاتھ تھمے۔ اُسے لگا شاید سُننے میں کوئی مسئلہ ہوا ہو۔

"آفرین کی کلاس فیلو، اپنے بیٹے کے لیئے۔" اُنکی دُہرائی گئی بات پر اُس نے ناسمجھی سے اُنکو دیکھا۔

"حمزہ نثار حیدر، سُبکتگین کا بھائی۔" اُنکی وضاحت پر لَیلیٰ کے چلتے ہاتھ لمحے بَھر کو ٹھہرے، آنکھوں کے سامنے سُبکتگین حیدر کا پتھر، بیگانہ چہرہ لہرایا اور پِھر وہ اُن تک آئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اور آپ نے کیا جواب دیا؟" اُسکو اپنے باپ کا انداز مشکوک لگ رہا تھا۔

"آج آرہے ہیں وہ لوگ باقائدہ رشتہ لے کر۔" اُسکو دیکھے بغیر اُنہوں نے آہستگی سے کہہ کر لَیلیٰ کو سُن کر دیا۔

"بابا! کیا کہہ رہے ہیں؟ ہم۔۔۔ ہم یہاں رشتے داریاں بنانے کے لیئے نہیں آئے۔" اُسکو سمجھ نہیں آئی کہ کیا کہے۔

"جانتا ہوں مگر دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ سُبکتگین میرا دیکھا بھالا ہے۔" اُنکی اگلی بات پر لَیلیٰ کا سانس تھم گیا۔ جی چاہا اپنا سَر دیوار سے دے مارے۔

"یا اللہ! بابا ہمیں ایک مہینہ ہوا ہے مُشکل سے یہاں آئے ہوئے اور آپ اِیسے بات کرتے ہیں جیسے برسوں سے جانتے ہوں اُس۔۔۔ اَسیسٹنٹ کمشنر کو۔" وہ جو تیزی سے کہے جا رہی تھی، ایک پَل کو ٹھہری۔ وہ اُسکے لیئے ایک مہینہ ہونے کے باوجود اَسیسٹنٹ کمشنر ہی تھا۔ اُس ایک بے زار سخت نظر اور **'آپ'** نے پھر سے اُسی پہلے تاثر کی فضا کو بحال کر دیا تھا۔

"میں برسوں سے ہی جانتا ہوں سُبکتگین کو۔" احمد صاحب کے ہمدہم لہجے پر لَیلیٰ تحیر میں مُبتلا ہوئی مگر پھر سَر جھٹکا۔ اصل بات اَسیسٹنٹ کمشنر سُبکتگین حیدر سے اُنکی جان پہچان کی نہیں ہو رہی تھی۔

"آپ کے سُبکتگین کو معلوم ہے؟" لمحے کے توقف کے بعد اُسکے سوال پر گہری سوچ میں جاتے احمد صاحب نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا۔

"گھر سے معلوم ہو گیا ہو گا۔ میری مُلاقات نہیں ہو سکی۔ حمزہ آخر بھائی ہے اُسکا۔" اُنکے سادے سے انداز پر لَیلیٰ اُنہیں دیکھ کر رہ گئی۔ لمحے بھَر کو کوئی سوچ لہرائی کہ کہیں اِسی وجہ سے تو وہ اُس سے اِتنی بے مروتی سے تو نہیں پیش آیا پھر خود ہی اپنی سوچ پر لعنت بھیج دی کہ کونسا پہلے کوئی اُسکے بہت خوشگوار تعلقات تھے اُس اے-سی سے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سوتیلا بھائی ہے وہ۔ سوتیلی ماں سے نہیں بنتی، تو بھائی سے خاک بنے گی اور اگر بنتی ہے بھی تو ہم کیسے یقین کریں۔" اُسکے یک دَم تیز ہوتے انداز پر احمد صاحب ٹھٹھکے۔ پہلے یوں سُبکتگین کے ذکر پر ریکٹ نہیں کرتی تھی۔ اَب اِتنی ناگواری اور غصّہ کیوں تھا؟

"جھگڑا ہوا ہے کیا سُبکتگین سے؟" احمد صاحب کے سوال پر لَیلیٰ تو گویا ہتھے سے ہی اُکھڑ گئی۔

"بابا! میرا کیوں کسی غیر اِنسان سے جھگڑا ہونے لگا۔" وہ تو جیسے بَھری بیٹھی تھی۔

"اچھا! تم اِیسے کرو ایک بار مِل لو حمزہ سے۔" احمد صاحب کی اگلی بات پر اُس کو فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی۔ چند لمحے تک اُس سے کچھ کہا تک نہیں گیا۔

"بابا آپ۔۔۔ آپ کو اِتنی جلدی کیوں ہے؟" عاجز آکر اُس نے نرمی سے پوچھا۔

"تم نے خود کہا تھا جب، جِس مرضی سے کروائی جائے۔ آزمائش شرط ہے۔" اُنکی بات پر لَیلیٰ نے اپنا دُکھتا سَر سہلا کر اُنکو دیکھا جِنکی آنکھوں میں سنجیدگی کے ساتھ بے بسی تھی اور بس لمحہ لگا اور فیصلہ ہو گیا۔

"ٹھیک ہے! آپ ہاں کر دیں مگر مُجھے کسی سے نہیں مِلنا۔ آپ دیکھ لیں سب کو۔" اُنکو دیکھے بغیر کہہ کر وہ تیز قدموں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ کمرے کا دروازہ بند کر کے اُس نے جوتے خفگی سے اُتار کر دُور پھینکے۔

"بد تمیز!" صوفے پر دَھپ سے بیٹھ کر کشن اُٹھا کر وہ تیز آواز میں بڑبڑائی۔

"**نظر ثانی کروں گا۔**" سماعتوں میں مؤدب ہو کر تسلیم کرتا لہجہ گونجا تو اُس نے نخوت سے کُشن دوسرے صوفے کی جانب اُچھال دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم یہاں کیا کر رہی ہو، گُلِ لَیلیٰ؟"

"تمیز سے، گُلِ لَیلیٰ۔"

"مُجھے پُھول پسند نہیں۔"

"گُلِ لَیلیٰ! "

سَر جھٹک کر وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"دوبارہ میرا نام لیا تو خیر نہیں ہے۔" دِل میں اُسکو اچھی طرح سُنانے کا مُصمم اِرادہ کر کے بیڈ پر آ کر بیٹھی۔ اُسے خود سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اِتنا غصّہ کِس بات پر آ رہا ہے؟

"مُجھے پُھول پسند نہیں ہیں، ہونہہ۔" اُسکی نقل اُتار کر اُس نے بیڈ پر پڑا کشن سائیڈ پر رکھا اور خود دراز ہو گئی۔ اندر چلتی جنگ کو تھمنے کو کچھ وقت درکار تھا، بس تھوڑی سی دیر۔

"آپ کو میرے بیٹے سے شکایت نہیں ہو گی۔" کچھ دیر پہلے ہی ماہ پارہ اپنے شوہر اور بیٹے حمزہ کے ساتھ رشتے لے کر آئی تھی اور دو دِن بعد جواب کا سُن کر وہ لوگ واپس چلے گئے تھے۔ لَیلیٰ اپنی بوتیک سے اُس سارے وقت واپس نہیں آئی تبھی ٹھیک دو گھنٹے بعد ماہ پارہ کی پھِر سے کی جانے والی کال نے اُنکو چونکا دیا۔ اُنکی اِس قدر جلدی پریشانی میں مُبتلا کر دینے والی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اِنشاءاللہ! لیکن ابھی آپ ہمیں سوچنے کا وقت دیں۔" نرمی سے کہہ کر جِس وقت اُنہوں نے کال مُنقطع کی اُسی وقت لکڑی کا دروازہ کھول کر لَیلیٰ اندر داخل ہوئی۔

"اسلام و علیکم، بابا!" اُسکی آواز پر احمد صاحب نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا۔

"وعلیکم اسلام! اِدھر آؤ بیٹا۔" اُنکے کہے جانے پر لَیلیٰ کمرے میں جانے کے بجائے پیک بیگ ٹیبل پر رکھ کر اُنکے برابر صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔

"آج آئی تھی سُبکتگین کی فیملی۔" اُنکی بات پر لَیلیٰ نے ٹھٹک کر اُنکو دیکھا۔

"حمزہ کی فیملی کہیں۔ آپ تو اِیسے کہتے ہیں جیسے سُبک۔۔۔ اچھا، کیا کہہ رہے تھے وہ لوگ؟" وہ جو روانگی سے کہنے لگی تھی، ٹھہر کر اُنکو دیکھنے لگی جنہوں نے اُچُھنبے سے بغور اُسکو دیکھا۔

"وہ لوگ جلدی میں ہیں۔" احمد صاحب کے کہے جانے پر لَیلیٰ نے اُنکے چہرے کے نا سمجھ میں آنے والے تاثرات کو پریشانی سے دیکھا۔

"مُجھے تو آپ بھی جلدی میں لگ رہے ہیں۔" لَیلیٰ کے سنجیدہ انداز پر اُنہوں نے چہرہ اُٹھا کر اُسکو دیکھا اور پھیر چہرہ جُھکا لیا۔

"مُجھے کسی بہت ضروری کام سے واپس کراچی جانا ہے۔" اُنکو بالا آخر کہہ دینا پڑا۔

"تو ٹھیک ہے ہم۔۔۔"

"صِرف میں۔۔۔ تمہیں نہیں لے کر جا سکتا وہاں۔" اُنہوں نے لَیلیٰ کی بات تیزی سے قطع کی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اچھا! کتنے دِن کے لیئے جانا ہے آپ نے؟" بہت تحمل سے سوال کیا۔

"کچھ معلوم نہیں۔" اُنکی اگلی بات پر اُسکا سَر دُکھنے لگا۔

"معلوم نہیں یا آپ مُجھے بتانا نہیں چاہتے، بابا۔" اُسکے تیز لہجے پر احمد صاحب نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا۔ اُس نے اِس ایک مہینے میں بڑے ضبط سے کوئی سوال نہیں پوچھا تھا کہ شاید وہ اُسے خود بتا دیں مگر احمد صاحب کا اُسے پریشان کرنے کا کوئی اِرادہ نہیں تھا۔

"معلوم نہیں ہے بیٹا۔ اِسی لیئے تمہاری شادی کرنا چاہتا ہوں۔" اُنکی اگلی تمہید پر لَیلیٰ کو خفگی گھیرنے لگی۔

"اور یہ سوچ آپ کے ذہن میں آئی کہاں سے؟" وہ تو جُھنجھلا کر رہ گئی اِس ساری عجیب سی صورتحال سے۔

"سُبکتگین نے کہا ہے وہ سب سنبھال لے گا۔ تم پریشان نہ ہو۔ اُس نے مُجھے کہا تھا کہ کوئی حل نکل آئے گا اور۔۔۔" اُنکی بات پر لَیلیٰ کا ماتھا ٹھنکا اور پھر ناگواری سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"تو یہ آپ کو مشورہ اے-سی صاحب دے رہے ہیں۔ اُنکے کہنے پر حمزہ کا رشتہ آیا ہے؟" لَیلیٰ کو تو جیسے آگ لگ گئی تھی۔ خود دوسروں کو اوقات میں رکھنے والا شخص کیسے کسی اور کی ذاتی زندگی میں دخل دے سکتا ہے۔

"اُس نے جِس دِن مُجھے کہا تھا اُس سے اگلی دِن ہی ماہ پارہ بہن رشتہ لے کر آئیں تو شاید۔۔۔" اُنکی بے خبری پر لَیلیٰ نے تاسف سے گہرا سانس لیا۔

"ماہ پارہ بہن۔۔۔ شاید۔۔۔" اُسے واقعی اپنے بابا کی کراچی آنے کے بعد سے سمجھ نہیں آرہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپ نے مُجھے کہا تھا کہ یہاں کسی سے زیادہ رشتے داریاں نہ بناؤ اور خود آپ نے بہن بھی بنالی۔" وہ اِس طرح سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی مگر اپنے اُس باپ کو پریشان دیکھنا جِس نے اُس سے کبھی کچھ بھی نہ چُھپایا ہو، جِس نے ہمیشہ خود پر، اپنی خوشیوں پر اکلوتی بیٹی کو ہمیشہ ترجیح دی ہو۔

"بابا! کوئی بات ہے تو آپ مُجھے بتا سکتے ہیں۔" لمحے کے توقف کے بعد اُس نے پِھر سے ایک کوشش کرنی چاہی۔

"اگر تم نے میری بات نہیں ماننی تو بتا دو۔" اُنکی سنجیدہ بات پر وہ کتنی دیر تک اُنکا چہرہ دیکھے گئی۔

"مان چُکی ہوں بابا مگر آپ کو مُجھے سمجھانا چاہیئے کہ ہم اچانک سب چھوڑ کر کراچی سے یہاں کیوں آئے؟ کیوں مُجھے منع کر کے خود آپ اُس خاندان پر بھروسہ کر رہے ہیں؟ کیوں آپ کو میری شادی کی جلدی ہے؟ کیوں آپ میرے بغیر کراچی واپس جانا چاہتے ہیں؟؟" اُسکے ہر سوال پر احمد حسن کا دِل گُھٹنے لگا۔ وہ جانتے تھے کہ گُلِ لَیلیٰ فطرتاً دِل میں بات رکھنے والی نہیں ہے۔ جو محسوس ہوتا، جو کہہ دینا ضروری ہوتا اُس پر سوچ بچار کر کے وہ وقت ضائع نہیں کرتی اور پِھر یہاں تو معاملہ ہی دوسرا تھا۔ اپنے باپ کے معاملے میں جتنی وہ بے صبری تھی اُس نے ایک مہینے اُنکے کچھ بتائے جانے کا اِنتظار کر کے تاریخ رقم کی تھی لیکن احمد صاحب اُسے بتا کر اُسی طرح مجبور نہیں ہو سکتے جِسطرح سجاد ہو گیا تھا۔ اُنہیں زہر کا یہ گھونٹ پینا ہی تھا چاہے اُنکی لاڈلی، محبوب بیٹی اُن سے بدگُمان ہو کر دُور ہو جائے۔ اُنکو یوں خاموش بیٹھا دیکھ کر لَیلیٰ نے گہرا سانس لے کر سَر پر پہنا حجاب ایک جھٹکے سے کھولا اور تیزی سے اپنے کمرے کی جانب پلٹی۔

"اِسی ہفتے کی تاریخ دے دیں اُن لوگوں کو۔" سنجیدہ، بے تاثر لہجے میں کوئی جذبے نہیں تھے۔ اُنہیں یوں حیران، کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

احمد حسن نے چند لمحے کے لیئے سوچا اور پھر سیل فون نکالا۔ دِل میں جو ایک آس تھی، اُنکو کچوکے لگانے لگی مگر اپنے ساتھ وہ اپنے دو پیارے رشتوں کو مُصیبت میں نہیں ڈال سکتے تھے۔ نثار حیدر کا خاندان اثر رسوخ والا تھا اور وہ یقیناً اُنکی بیٹی کا خیال رکھ سکتے تھے پھر چاہے اُنکی بیٹی ناراض ہو کر اُن سے کبھی بات نہ کرے۔

"اسلام و علیکم! جی میں نے اِسی لیئے کال کی ہے۔ ہمیں رشتہ منظور ہے۔ آپ کسی دِن بھی تاریخ رکھنے آسکتے ہیں۔" اُنکے مثبت جواب پر صوفے پر اطمینان سے بیٹھی ماہ پارہ چونک کر جُوش سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اُنہیں تو لگا تھا کہ سُبکتگین اُنکے کام میں رکاوٹ ڈالے گا۔

"بہت شُکریہ، بھائی صاحب! ہم بس جلد سے جلد کوئی تاریخ رکھتے ہیں۔" مُسکرا کر کہتے ہوئے اُس نے جلدی جلدی کال مُنقطع کی اور پھر تیز قدموں سے ہال کمرے کی جانب بڑھی جہاں کچھ دِن سے سُبکتگین حیدر کو طوعاً و کرہاً لگاتار آنا پڑ رہا تھا۔

"ایک بہت خوشی کی خبر ہے سب کے لیئے۔" ماہ پارہ کی کھنکتی آواز پر سب نے چہرہ اُٹھا کر اُنکو دیکھا جبکہ سُبکتگین یونہی خاموشی سے چہرہ جُھکائے سیل فون پر مصروف رہا۔

"کیسی خبر؟" اُنکے طویل ہوتے وقفے پر حمزہ اور نثار صاحب نے بیک وقت پوچھا۔ ماہ پارہ نے مُسکرا کر سُبکتگین حیدر کی بے پرواہی دیکھی۔

"گُلِ لَیلیٰ نے ہاں کر دی ہے رشتے کے لیئے۔" ماہ پارہ کی اطلاع پر حمزہ نے مُسکرا کر ماں کو دیکھا جبکہ نثار حیدر نے بے اِختیار چہرہ پھیر کر اُن سب سے لاپروہ اور بے نیاز ہو کر بیٹھے اپنے بیٹے کو دیکھا جسکی تیزی سے سکرین پر چلتی اُنگلیاں ساکن ہوئیں۔ ماہ پارہ نے نثار حیدر کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا مگر تب تک وہ آگہی کا لمحہ سُبکتگین حیدر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

پر آکر گُزر چُکا تھا۔ اُسکو یونہی ٹُھس اور بے گانہ دیکھ کر ماہ پارہ کو حیرت گھیرنے لگی۔ فلک نے چہرہ پھیر کر نادیہ کو دیکھا جِسکا چہرہ خفگی اور نفرت سے سُرخ ہو رہا تھا۔ اُسکا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ گُلِ لَیلیٰ کا گلہ دبا دیتی۔

"کب کی تاریخ رکھنی ہے؟" نثار حیدر کو ماہ پارہ کی سُبکتگین پر ٹِکی نظریں دیکھ کر کھنکھار کر کہنا پڑا۔

"احمد بھائی کہہ رہے تھے کہ جلد ہی۔" ماہ پارہ کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔

"اُنکو کِس بات کی اِتنی جلدی ہے؟" فلک کے سوال پر نادیہ نے ٹھٹک کر چہرہ پھیرا۔

"ہماری طرح اُنکی بھی کوئی ریزنز ہوں گی۔" ماہ پارہ کے برجستہ کہے جانے پر سُبکتگین حیدر نے پہلی بار چہرہ اُٹھا کر اُنکو دیکھا۔ اُس نے خود کو بڑی دِقتوں سے کچھ بھی کہنے سے قابو میں رکھا۔

"یس بھائی!" حمزہ کے پُرجوش انداز پر اُس نے چہرہ پھیر کر حمزہ کے چمکتے، مُسکراتے چہرے کو بغور دیکھا۔ وہ چاہ کر بھی اُسے مُبارک نہیں دے سکتا تھا۔ اُسکے خیال میں احمد صاحب کا مثبت جواب نہیں تھا۔ اُس نے تو کوئی اور قیامت برپا کرنی تھی اور اَب یہ سب؟ حمزہ کی موجودگی سے کیا وہ اپنی سب کچھ تلپٹ کرتی سوچ کو عملی جامہ پہنا سکے گا؟ کچھ کہے بغیر حمزہ کا شانہ تھپتھپا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ لوگوں کا مسئلہ حل ہو گیا ہے اِس لیئے مُجھے اِس معاملے میں مزید اِنولونہ کیا جائے۔" ماہ پارہ اور نثار حیدر پر ایک نظر ڈال کر کہتے ہوئے سُبکتگین ہال کے دروازے کی جانب بڑھا جبکہ حمزہ کے چہرے کا سارا جُوش ماند پڑ گیا۔ ماہ پارہ نے بغور حمزہ کے اُترتے چہرے کو دیکھا اور پھر بے اِختیار تاسف سے نفی میں سَر ہلا کر رہ گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

مارے باندھے تیار ہو کر وہ اُن لوگوں کے نرغے میں بہت سنجیدگی اور خاموشی سے بیٹھی تھی مگر اپنے اوپر عین سامنے بیٹھے شخص کی نظریں صاف محسوس کر رہی تھی۔ وہ نظریں غیر آرام کرنے والی تھیں۔ جب ایک گھنٹے تک طویل وہ ڈھٹائی سے اُسے تاڑ تا رہا، گُلِ لَیلیٰ کو چہرہ اُٹھا کر سخت نظروں سے دیکھنا ہی پڑا۔ اُسکی سخت، ناگوار نظروں کو بھانپ لینے کے باوجود وہ جیسے آنکھ مار کر مُسکرایا، لَیلیٰ کا خُون اُبلنے لگا۔ ضبط سے نظریں پھیر کر اپنے مُسکراتے بابا کو دیکھا جو بہت دلجمعی سے نثار حیدر سے گفتگو سے مصروف تھے۔

"کیا ہوا؟ کوئی مسئلہ ہے؟" اُسکے چہرے سے ناگواری صاف پڑھی جا سکتی تھی تبھی ماہ پارہ نے اُسکی جانب جُھک کر آہستگی سے پوچھا۔

"اپنے بیٹے کو سمجھا لیں آپ۔" اُس سنجیدہ تنبیہہ پر ماہ پارہ لمحے بَھر کے لیئے ہَک دَق رہ گئی اور پِھر چہرہ اُٹھا کر حمزہ کو دیکھا جو اُسے ابھی تک گھُورتے ہوئے مُسکرا رہا تھا۔ لَب بینچ کر ماہ پارہ نے لَیلیٰ کو دیکھا جِس نے بغیر کسی لحاظ کے تڑخ کر کہا تھا اور پِھر اُٹھ کھڑی ہو کر حمزہ کی جانب آئی۔

"بات سُننا میری حمزہ۔" اُسکے کندھے کو تھپک کر ماہ پارہ نے سنجیدگی سے باہر آنے کا اُسے اِشارہ کیا جبکہ حمزہ نے چہرہ اُٹھا کر ماں کے چہرے کی سنجیدگی کو نا سمجھی سے دیکھا جو اُسکو کہہ کر باہر صحن میں جا رہی تھیں۔ فلک اور نادیہ نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھ کر لَیلیٰ کو دیکھا جو سنجیدگی سے اپنے باپ کے مُسکراتے چہرے کی جانب متوجہ تھی۔

"کیا ہوا امی!" حمزہ کی عقب سے آتی آواز پر ماہ پارہ نے اُسکو بازو سے گھسیٹ کر اپنی جانب کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کچھ دیر کے لیئے اپنی چھچھوری حرکتوں سے پرہیز کرو۔ تمہاری وجہ سے میرا پلان خراب ہوا تو دور کھ کر لگاؤں گی۔" ماں کو غُراتے دیکھ کر وہ ناسمجھی سے پیچھے ہوا۔

"میں نے کیا کر دیا ہے؟" اُس واقعی جیسے سمجھ نہیں آئی اِس بے موقع گولاباری کی۔

"لَیلیٰ نے مُجھ سے کہا کہ اپنے بیٹے کو سمجھا لیں۔" اُنکے سخت لہجے پر حمزہ حیران ہوا۔

"کیوں بھئی! میں نے کیا کر دیا ہے؟" اُسکے لاپروہ سوال پر ماہ پارہ کا دِل کیا ایک رکھ کر لگا دیں۔ وہ لگا بھی دیتی اگر جو اپنے گھر ہوتے۔

"ایک گھنٹے سے بے شرموں کی طرح گُھور رہے ہو اُسکو تو یہی کہنا تھا نہ اُس نے" ماہ پارہ کی تلملاہٹ پر حمزہ ٹھٹکا اور پھر ہنس پڑا۔

"اِس لیئے اُس نے آپ سے اِیسا کہا۔ واہ! لڑکی تو بڑی مُنہ زور ہے۔" اُسکی بے قابو زُبان پر ماہ پارہ نے اُسکے بازو کو جھٹک کر چھوڑا۔

"اپنے باپ کو دیکھا ہے نہ تم نے۔ کِس قدر خوش ہیں لڑکی اور اُسکی فیملی سے سو اگر تم انسان کے بچے نہ بنے تو میں نے اِس رشتے کو یہیں ختم کر دینا ہے۔" ماہ پارہ کی تنبیہہ پر اُسکی مُسکراہٹ تیزی سے اُڑی۔

"اچھا ممی! نہیں دیکھتا۔ یار! اَب حُسن سامنے ہو تو کون کافر نہیں دیکھے گا۔" حمزہ کے الفاظ پر ماہ پارہ نے پلٹ کر کُھلے دروازے کو دیکھا۔

"تمہارے باپ نے تمہیں کیا کہا تھا کہ تمیز اور تہذیب سے رہنا کہ یہ لوگ سُبکتگین کے جاننے والے ہیں۔" اُنکی یاد دہانی پر حمزہ نے سَر جھٹکا اور پھر سنجیدہ ہوا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ٹھیک ہے! نہیں دیکھتا مُحترمہ۔ باتیں تو دیکھو ذرا میڈم کی۔" نخوت سے سَر جھٹک کر وہ ماں کو کچھ اور کہنے کا موقعہ دیئے بغیر واپس اندر کی جانب بڑھ گیا۔ گہرا سانس لے کر ماہ پارہ بھی تیزی سے اُسکے پیچھے آئیں اور پِھر حمزہ نے واقعی شرافت سے اُسکو دوبارہ نہیں دیکھا جِسکی وجہ سے کم اَز کم گُلِ لَیلیٰ نے سُکھ کا سانس لیا۔ اُسے تو لگا تھا وہ اپنے بھائی کی طرح۔۔۔۔ سر جھٹک کر اُس نے اپنی سوچ کو جھٹکا۔

"تو بھائی صاحب! انگھوٹی پہنا دوں میں؟" بیگ سے مخملی نیلے رنگ کی ڈبیا نکال کر ماہ پارہ نے لَیلیٰ کے برابر بیٹھتے ہوئے نثار حیدر سے باتوں میں مصروف احمد صاحب کو ٹھٹھکا دیا۔ اُنہوں نے چہرہ پھیر کر سنجیدگی سے بیٹھی لَیلیٰ کو دیکھا اور پِھر لَیلیٰ کی نظر اپنے باپ کے متفکر چہرے سے ٹکرائی تو آہستگی سے مُسکرا کر اُس نے اثبات میں سَر ہلا کر احمد صاحب کے کھنچتے اعصاب بہتر کر دیئے۔

"جی بھابھی! بسم اللہ کریں۔" اُنکے کہے جانے پر حمزہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

"انکل اگر آپ اجازت دیں تو میں لَیلیٰ کو انگھوٹی پہنانا چاہتا ہوں۔" حمزہ کی مُداخلت پر احمد صاحب اور لَیلیٰ نے ٹھٹک کر اُسکو دیکھا جو بہت نرمی سے دونوں ہاتھ مودب انداز میں باندھ کر کھڑا مُسکرا رہا تھا۔

"آ۔۔۔ پہنا لیں۔" اُنکے جھجھک کو خاطر میں لائے بغیر حمزہ آرام سے فلک کو سائیڈ پر کر کے یوں لَیلیٰ کے برابر آ کر بیٹھا کہ احمد حسن صاحب کے دیکھنے میں رکاوٹ مانع ہو گئی۔ اپنی ماں کے ہاتھ میں موجود ڈبے سے نفیس ڈائمنڈ کی رنگ لے کر اُس نے لَیلیٰ کو سنجیدہ نظروں سے دیکھا اور پِھر اپنا ہاتھ اُسکی جانب بڑھایا۔ لَیلیٰ نے چہرہ اُٹھا کر قدرے سائیڈ پر ہو کر اپنے باپ کو اِجازت کے لیئے دیکھا تو اُنہوں نے آنکھوں سے جیسے اُسے اِجازت دے دی۔ ساری منفی سوچوں کو پسِ پُشت ڈال کر اُس نے اپنا بائیاں ہاتھ مُنتظر پھیلے حمزہ نثار حیدر کے ہاتھ میں دے دیا۔ مُسکرا کر حمزہ نے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

انگوٹھی جیسے ہی اُسکی انگلی میں پہنائی، دونوں کو اندازہ ہو گیا کہ انگھوٹی تنگ ہے اور لَیلیٰ کے سائیز کی نہیں ہے مگر واپس اُتارنے کے بجائے حمزہ نے سختی سے انگھوٹی کو آگے دکھیل کر لَیلیٰ کو چونکا دیا۔ تکلیف کا احساس جِلد چھلنے کے سبب اِتنا شدید تھا کہ اُس نے لَب سختی سے بینچ لیئے اور پھر حمزہ نے مزید سختی سے وہ انگھوٹی اُسکی اُنگلی میں پہنا دی۔ مُسکرا کر جِس پَل وہ پیچھے ہوا، لَیلیٰ تکلیف بُھول کر آہستگی سے اپنے باپ کو دیکھ کر مُسکرائی اور پھر ہاتھ میں پہنی انگھوٹی والا ہاتھ ہوا میں لہرا کر اُنکو دکھاتے ہوئے مُسکرانے پر مجبور کر دیا۔ وہ اپنے محبوب اور عزیز باپ کو پریشان نہیں کر سکتی۔ وہ پوری دُنیا کو ناراض کر سکتی تھی، پوری دُنیا سے ناراض ہو سکتی تھی مگر اپنے باپ سے نہیں جو اُسکے لیئے ماں سے بڑھ کر ثابت ہوئے تھے۔ گُلِ لَیلیٰ کو اپنا عزیز اَز جان باپ سے اِتنی ہی مُحبت تھی کہ اُنکی ناراضگی پر پوری دُنیا کو آگ لگا سکتی تھی۔

حمزہ نے چہرہ پھیر کر اُسکے مُسکراتے چہرے کو دیکھا اور ٹھٹک گیا۔ اُس نے تو وہ انگھوٹھی اِتنی سختی سے اُس لڑکی کو بہت کچھ باور کروانے کے لیئے سختی سے پہنائی تھی۔ اُن سخت نظروں پر لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا اور پہلے والی مُسکراہٹ کے بجائے اُن آنکھوں میں اِیسی سنجیدگی اور تنفر تھا کہ حمزہ نثار ٹھٹک گیا۔ وہ اِتنی آسانی سے دَب کر رعب میں آجانے والی لڑکی نہیں لگ رہی تھی۔ یہ لڑکی ٹیڑھی کھیر ثابت ہونے والی تھی۔

"میری گُل کا خیال رکھنا۔ بہت نازوں سے، پُھولوں کی طرح پالا ہے۔" احمد صاحب کی بات پر لَیلیٰ کی آنکھوں کی سطح بھیگنے لگی۔

"بے فکر رہیں انکل! آپ کی بیٹی کو ایک کھرونچ نہیں آنے دوں گا۔" حمزہ کے جواب پر لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر اُسکو بے تاثر چہرے سے دیکھا۔ وہ اِس لڑکے کو اچھی طرح سمجھ گئی تھی۔ سہی کہتے ہیں پہلا تاثر آخری ہوتا ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

✓کیوں بے سبب بھنور کو بُرا جانتے ہیں ہم

مَلاح سے ہو سکتا ہے چپُو نہ چلا ہو

ہو سکتا ہے وہ بات سے کر لیتا ہو شِکار

ہو سکتا ہے وہ جال کبھی پھینکتا نہ ہو۔۔۔

(نعمان نویس)

"مُبارک نہیں دو گے تم؟" اُنکے سوال پر صوفے پر بیٹھتا سُبکتگین ٹھٹک گیا۔ اُسکی پانچ دِن بعد اُن سے مُلاقات ہو رہی تھی وہ بھی آفس میں۔ احمد حسن صاحب تو لَیلیٰ کی دُعائے خیر میں مصروف رہے جبکہ سُبکتگین کو اپنے بہت سے کام تھے اِسی لیئے وہ نہ دُعائے خیر پر اپنے خاندان کے ساتھ اُنکے گھر آیا اور نہ بعد میں مُبارکباد دینے۔ اُنہوں نے اُسکا اِن پانچ دِن میں جِتنا اِنتظار کیا تھا وہ بتا نہیں سکتے تھے کیونکہ اُنکو یقین ہو گیا تھا کہ سُبکتگین حیدر نے اُنکو نہیں پہچانا۔

"کِس چیز کی مُبارکباد؟" اُسکے لاعلم سوال پر احمد صاحب چونک کر اپنے خیالات سے نکلے۔

"لَیلیٰ کی دُعائے خیر کی۔" اُنکے کہے جانے پر سُبکتگین نے یوں سَر ہلایا جیسے یاد آ گیا ہو۔ جیسے وہ اِن پانچ دِنوں میں بُھولے بیٹھا رہا تھا۔

"اُو! بہت مُبارک ہو آپ کو اور گُلِ لَیلیٰ کو۔" اُسکے کہے جانے پر احمد صاحب نے بغور اُسکے چہرے سے کچھ اخذ کرنا چاہا مگر ناکام رہے۔ جو پہچان، جو جذبے اُسکے چہرے پر دیکھنا چاہتے تھے وہ کہیں بھی نہیں تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اپنی فیملی کے ساتھ گھر آتے نہ۔ مُجھے بہت خوشی ہوتی۔" یہ کہنے سے خود کو روک نہیں سکے۔

"معذرت انکل! میں بہت مصروف تھا ویسے بھی میں فیملی گیدرنگز یا فنکشنز وغیرہ میں شرکت کر کے ماحول خراب نہیں کرتا۔" اُسکی مدلل وضاحت پر اُنہوں نے اُسکی سنجیدگی کو دیکھا۔

"سب خیریت ہے نہ بیٹے؟" مُختصر خاموشی کے بعد پوچھے جانے والے سوال پر سُبکتگین نے چونک کر چہرہ اُٹھایا۔ چند لمحے وہ اُنکے مہربان اور نرم سے چہرے کو دیکھے گیا اور پھر اُسے بے ساختہ مُسکرا دینا پڑا۔

"کب جانا ہے آپ نے پھر کراچی؟" نرمی سے اُنکے سوال کو نظر انداز کر کے سوال آیا۔

"اگلے مہینے۔" اُنہوں نے مزید کُریدنے کے بجائے جواب دیا تو سُبکتگین نے کچھ سوچ کر سر ہلایا۔

"ہمم! میرا سیکرٹری، آدم ثقلین آپ کے ساتھ جائے گا۔ کوئی بھی مسئلہ ہو آپ نے مُجھے بغیر کسی جھجک کے اطلاع کرنی ہے۔" اُسکے دلاسے میں جو اپنائیت اور فکر تھی اُس پر وہ کتنے ہی پل اُسکا چہرہ دیکھے گئے۔ سُبکتگین اُنکی نظروں کی محویت پر چونک گیا۔

"کیا ہوا؟ اِیسے کیا دیکھ رہے ہیں؟" اُسکے سوال پر وہ سنبھل گئے۔

"تمہیں دیکھ کر مُجھے اپنا بیٹا یاد آ گیا۔" اُنکی بات پر سُبکتگین تحیر میں مُبتلا ہوا۔

"آپ کا بیٹا بھی ہے، کہاں؟" اُسکے سوال میں اُلجھن تھی۔ اُنکی تو ایک ہی بیٹی تھی تب۔

"بس کھو گیا مُجھ سے یا شاید میں اُسے یاد نہیں ہوں۔" چہرہ جُھکا کر اُنہوں نے اِس قدر سوگواری سے کہا کہ سُبکتگین اُنکے جُھکے چہرے کو دیکھنے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"یاد ہوتا تو یہ مُصیبت نہ ہوتی۔" اُنکے غمگین انداز پر سُبکتگین حیدر کو اُلجھنا پڑا۔ کیا اُنہوں نے اُسکو پہچان لیا تھا؟ نہیں! اگر پہچانا ہوتا تو کبھی اُس سے غافل نہ رہتے۔ سَر جھٹک کر اُس نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔

"آج شام تمہارے سب گھر والوں کو دعوت دی ہے اگر تم بھی آؤ گے تو میرا غم ہلکا ہو جائے گا۔" اُسکی جانب سے قائم رکھی گئی خاموشی کو اُنہیں ہی توڑنا تھا۔ سُبکتگین کے چہرے پر جو غیر آرام دہ ہونے کا تاثر پھیلا، وہ اُنکی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکا۔

"انکل! میں نہیں آسکتا۔" اُسکے چہرے پر واقعی بے بسی تھی۔

"کیوں نہیں آسکتے؟" اُنکے کڑے سوال پر سُبکتگین ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔

"میں نے آپ کو بتایا نہیں مگر میں اچھے ٹرمز پر نہیں ہوں اپنی فیملی سے۔ الگ رہتا ہوں اور بحالتِ مجبوری سب کے ساتھ مِلتا ہوں۔" اُسکے صاف گُوئی پر احمد صاحب بے طرح چونک اُٹھے۔ اُنکو یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ اپنے خاندان سے دُور ہو گیا ہو گا۔

"بحالتِ مجبوری آجاؤ۔" اُنکے اِصرار پر وہ اُنکے چہرے کی نرمی کو دیکھے گیا۔

"یہ کچھ دِن ہیں جو میں تمہارے اور اپنی بیٹی کے ساتھ گُزارنا چاہتا ہوں پھر نہ جانے کیا ہو؟ کراچی جانا بہت مُشکل ہے میرے لیئے سُبکتگین۔ سمجھ نہیں آرہی کہ لَیلیٰ کو کیسے سمجھاؤں۔" وہ اندر تک مُضمحل اور نڈھال ہو رہے تھے۔

"سمجھانے کی ضرورت ہی کی کیا ہے۔ کچھ بھی بتائے بغیر چلے جائیں۔" اُسکے مشورے پر اُنکو چہرہ اُٹھانا پڑا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اپنوں کو بتائے بغیر نہیں جانا چاہیئے سُبکتگین۔ پیچھے رہ جانے والے پھر ہمیشہ راہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔" اُس بات نے سُبکتگین حیدر کو نظریں چُرانے پر مجبور کر دیا۔ وہ بھی تو اُس جنت سے نکالے جانے کے بجائے بھاگ کر نکل آیا تھا۔

"قربانی تو دینی ہی پڑتی ہے حسن انکل۔ اپنوں کو آگہی کا عذاب دینے سے بہتر خاموشی سے چلے جانا ہوتا ہے۔ کم اَز کم میں آپکی جگہ ہوں تو یہی کروں۔ حق کی تلاش میں کچھ تو کھونا ہی پڑتا ہے۔" اُسکا انداز اِس قدر واضح اور اٹل تھا کہ احمد صاحب نے ٹھٹک کر اُسکے چٹانوں سے بھی زیادہ سخت اور کُھردرے تاثرات کو دیکھا۔

"میں اگر اُسے بتائے بغیر چلا گیا تو لَیلیٰ ناراض ہو جائے گی۔ اُسے پہلے ہی مُجھ سے اِتنی شکایتیں ہیں کہ حد نہیں اور وہ بجا ہے کیونکہ میں جو اُسے ہمیشہ سب کچھ بتاتا تھا، اَب اپنی زُبان نہیں کھول رہا اور سُبکتگین، میری لَیلیٰ کے دِل سے کوئی ایک بار اُتر جائے، دوبارہ نہیں چڑھتا۔" اُنکا لہجہ کچھ اِیسا باور کرواتا ہوا تھا کہ سُبکتگین نے ٹھٹک کر اُنکو دیکھا جو بے حد غور سے اُسے ہی دیکھ رہے تھے۔ اُنکے انداز میں کچھ جتاتا ہوا سا پنہاں تھا اور اِس سے پہلے کہ سُبکتگین سمجھتا، وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں تمہارا اِنتظار کروں گا آج اور مُجھے اُمید ہے تم اِس بار مُجھے مایوس نہیں کرو گے۔" نرمی سے کہہ کر وہ اُسکو یوں ہی حیران، ہکا بکا، نا سمجھی میں ڈوبا چھوڑ کر اُسکے آفس کا گلاس ڈور دھکیل کر باہر چلے گئے۔

"تم نے بوتیک کے لیئے اسیسٹنٹ رکھ لی ہے؟" احمد صاحب کے سوال پر کھانا بناتے اُسکے ہاتھ تھمے۔ چہرہ اُٹھا کر اُس نے کچن کی دیوار کے دروازہ پر کھڑے احمد صاحب کو دیکھ کر اثبات میں سَر ہلایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اَب بو تیک چلانی تو ہے۔ ہر دوسرے دِن بند تو نہیں کر سکتی۔" اُسکے جواب پر وہ سَر ہلا کر پلٹ گئے۔ اُنکو اور بہت سامان لانا تھا۔ کہیں ایک موہوم سی اُمید بھی تھی کہ سُبکتگین شاید آکر اُنکا مان رکھ لے گا۔ لکڑی کا دروازہ بند ہونے کی آواز پر لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر شلف پر بجتے سیل فون کو دیکھا اور پھر بریانی میں چمچ ہلا کر پلیٹ میں کُوئلہ رکھ کر ڈھکن بند کر کے دم لگا کر شلف تک آئی اور حمزہ کا نام دیکھ کر گہرا سانس لیا۔

"اسلام و علیکم!" کال اُٹھا کر اُس نے آہستگی سے کہا۔

"ٹھیک ہوں۔ تمہارے گھر میں سب کیسے ہیں؟" خیریت پوچھے جانے پر اُسکو پوچھنا ہی پڑا۔ وہ شاید بہت ویلا تھا اور اُسے کوئی کام نہیں تھے تبھی بے وقت کال اور میسج کر کے اُسکو بے زار کر رہا تھا اِن تین دِنوں میں ہی۔

"تمہیں میری خیریت بھی پوچھنی چاہیئے۔" حمزہ کے مُسکرا کر کے جانے پر اُس نے سَر ہلایا۔

"تم کیسے ہو؟" وہ ہم عُمر تھا اُسکا اور ویسے بھی اُسے **'آپ'** کہنے کا لَیلیٰ کا کوئی اِرادہ نہیں تھا۔

"میں ٹھیک ہوں لیکن یہ طے ہے کہ تم مُجھے آپ نہیں کہو گی، ہیں نہ؟" اُسکے اِصرار کے باوجود وہ اُسے تم ہی کہہ رہی تھی اِسی لیئے حمزہ نثار کو میٹھا سا طنز کرنا ہی پڑا۔

"تم میرے ہم عُمر ہو حمزہ اور میرے نہیں خیال سے تمہیں **'آپ'** کہنے کا میرے پاس کوئی ریزن ہے۔" لَیلیٰ نے سنجیدگی سے کہہ کر دوسری جانب حمزہ کو ٹھٹکا دیا۔

"آپ کہنے کے لیئے کِس کو ریزن چاہیئے ہوتی ہے؟" اُسکے سوال پر لَیلیٰ کو ہنسی آنے لگی۔ وہ واقعی بہت لاپرواہ سا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"مُجھے چاہیئے ہوتی ہے اور میں وجہ کے بغیر نہیں کہتی خیر تمہاری فیملی شام کتنے بجے آ رہی ہے؟" وہ اُسے باور کروا کر سیدھے مُدعے کی بات پر آئی اور حمزہ خوب سمجھ رہا تھا کہ اُسکی بات کا کیا مطلب ہے۔

"سات بجے اور ذرا اچھا سا تیار ہونا تاکہ مُجھے بھی معلوم ہو کہ میری منگیتر کتنی حسین ہے۔" اُسکی اگلی بات پر لَیلیٰ کا دِل کیا کچھ سخت سا کہہ دے۔

"میں ابھی کھانا بنا رہی ہوں اور اگر تم نے کال نہ کاٹی تو اِسی لہسن پیاز والے حُلیئے میں مُلاقات ہو گی۔" ضبط کر کے بھی وہ اصل بات کہنے سے باز نہیں آئی۔

"میں کام کر رہی ہوں، اللہ حافظ۔" نرمی سے کہہ کر اُس نے سیل فون رکھ دیا۔ اُسے حمزہ کو اُسکی بے وقوفانہ انداز اور بے پرواہی پر کڑوے جواب دے کر اپنے بابا کو یہ ایمپریشن نہیں دینا تھا کہ وہ اُنکی پسند سے راضی نہیں ہے۔ جیسا بھی ہے حمزہ کم اَز کم اُسکو اِیسے لوگوں کو لِمٹس میں رکھنا آتا تھا۔ ہاں کی تھی تو طنز کے بجائے نبھانا ضروری تھا۔ ساری سوچوں کو جھٹک کر تین گھنٹے لگا کر اُس نے سارا کچھ تیار کیا۔ تب تک احمد صاحب بھی بازار سے نہ جانے کیا کچھ اُٹھا لائے تھے۔

"اِتنا کچھ کیوں لے آئے ہیں، بابا؟" اُسکی حیرانگی بجا تھی۔ وہ تو دُعائے خیر پر بھی اِتنا کچھ نہیں لائے تھے۔

"خاص مہمان ہیں بیٹا۔" نرمی سے کہتے ہوئے اُنہوں نے کچن کی دیوار پر لگی گھڑی پر وقت دیکھا۔ بس ایک گھنٹے میں مہمان آنے ہی والے تھے۔

"سب تیار ہے تو تم جا کر تیار ہو آؤ۔ میں بھی نہانے جا رہا ہوں۔" احمد صاحب کہہ کر کمرے کی جانب بڑھے جبکہ وہ سب کچھ ایک نظر دیکھ کر کمرے میں آئی اور بستر پر رکھا لیونڈر کے پُھولوں والے فراک کو ایک نظر دیکھ کر نہانے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کے لیئے چلی گئی۔ دس منٹ بعد اُسکی واپسی ہوئی۔ بال ڈرائیر سے سُکھا کر اچھی طرح باندھ کر اُس نے سَر پر ہلکے جامنی رنگ کا حجاب کیا اور پھر نیچرل سا میک اَپ کر کے ایک نظر آئینے میں نظر آتے عکس کو دیکھا۔ ذرا سی تیاری سے ہی آئینے میں نظر آتا اُسکا عکس نِکھر گیا تھا تبھی بیل کی آواز پر اُس نے چونک کر گھڑی کو دیکھا۔ ابھی تو پچاس منٹ رہتے تھے اُن سب کے آنے میں۔ سر جھٹک کر تیز قدموں سے باہر نکل کر وہ جو کچن میں جانے لگی تھی احمد صاحب کو نہ نکلتے دیکھ کر خود ہی دروازے کی جانب بڑھی۔ چند لمحے کے لیئے مین گیٹ کے آگے کھڑے ہوئے اُس نے وقت لیا اور پھر بغیر پُوچھے چھوٹا دروازہ کھول دیا اور سامنے چہرہ جُھکا کر کھڑے سُبکتگین حیدر کو دیکھ کر ٹھہر گئی۔

✓دَستک میں کوئی دَرد کی خُوشبُو ضرور تھی

دروازہ کھولنے کے لیئے تبھی تو گھر کا گھر گیا۔۔۔

اُسکو گُمان بھی نہیں تھا کہ وہ آئے گا کیونکہ ظاہر ہے جب اپنے بھائی کی دُعائے خیر پر نہیں آسکا۔۔۔ تو بابا اِس لیئے صُبح سے اِتنے پُرجوش تھے۔ ساری تیاری بھی اے-سی صاحب کے لیئے تھی۔ سیاہ قمیض شلوار پر سیاہ ہی کڑھائی والی واسکٹ پُہنے شخص کے پہلو میں گِرے ایک ہاتھ میں لیونڈر کا خوبصورت سا بُکے تھا۔

"اسلام و علیکم!" اُسکو یونہی متوجہ نہ ہوتے دیکھ کر لَیلیٰ کو پُکارنا پڑا ورنہ وہ شاید یہیں کھڑا رہتا ایک بار گھنٹی بجا کر۔ شناسا آواز پر سیاہ گھنی بھنویں اکھٹی ہوئیں، چہرہ اُٹھا اور پھر سانس تھم گیا۔ اُسکے بے دَم ہاتھوں میں موجود لیونڈر کا دلکش رنگ سامنے کھڑی عورت پر اُتر آئے تھے۔ سیاہ گھنی پلکوں والی آنکھیں قدرے سُکڑ کر اُس عورت کو دیکھ رہی تھیں جو ہر بار اُس جیسے مزاج کے شخص کو نئے سِرے سے ورطہ حیرت میں ڈال رہی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کون ہے بیٹا؟" عقب سے آتی احمد صاحب کی سوالیہ پُکار نے دونوں کو چونکا دیا۔ لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر لکڑی کا دروازہ کھول کر نکلتے بابا کو دیکھا۔

"اے-سی صاحب ہیں۔" اُس اطلاع پر سُبکتگین حیدر نے چہرہ جُھکا کر ہاتھ میں تھام رکھے لیونڈر کو دیکھا۔ سارے میں پھیلتی خوشبُو نے سُبکتگین حیدر کے قدموں میں دَم توڑ دیا۔

"ارے بیٹا! مُجھے پُورا یقین تھا تم آؤ گے۔ اندر آؤ۔" اُسکو وہیں جما دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھے جبکہ لَیلیٰ نے پیچھے ہو کر پُرجوش ہوتے اپنے بابا کو جگہ دی۔

"نہیں انکل! مُجھے آفس ضروری کام سے جانا ہے میں بس مُبارکباد دینے آیا تھا اور دعوت سے شرکت پر معذرت۔" مُسکرا کر اُنکی جانب دیکھتے ہوئے اُس نے پُھولوں کا بُکے اُٹھا کر سامنے کرتے ہوئے احمد حسن کو چونکا دیا۔ لیونڈرز! وہ چند لمحے تروتازہ سے اُن پُھولوں کو دیکھتے رہے جو اُنکی بیٹی کو بہت بچپن سے پسند تھے اور یہی پُھول سُبکتگین اُسکو لا کر دیتا تھا۔ اُنکے خیال کی محویت سے بے نیاز سُبکتگین نے بُکے پیچھے کو ہو کر کھڑی لَیلیٰ کی جانب بڑھایا۔

"مُبارک ہو آپ کو۔" مُسکراتے ہوئے جِس طرح وہ اُسے مُبارک باد دے رہا تھا اُس پر گُلِ لَیلیٰ نے ناسمجھی سے اُن سیاہ آنکھوں کو دیکھا جِن میں اِیسا سَرد، ناسمجھ میں آنے والا تاثر تھا کہ وہ اپنی جگہ شل رہ گئی۔

"جذاک اللہ!" اپنی سوچ کی نفی کر کے اُس نے ہاتھ آگے بڑھا کر بُکے تھام لیا۔ اِس سے پہلے کہ وہ پلٹتا، پیچھے آرُکتی گاڑی پر اُس نے چہرہ پھیر کر پیچھے دیکھا اور پھر اندر تک جُھنجھلا گیا۔ گاڑی سے نکلتے ماہ پارہ اور حمزہ نے یقیناً سُبکتگین کو گُلِ لَیلیٰ کی جانب بُکے بڑھاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ حمزہ نے لَیلیٰ کو بُکے قریب لے جا کر سُونگھتے ہوئے چُبھتی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

نظروں سے دیکھا اور پھر سُبکتگین کے چہرے پر نظر پڑتے ہی مُسکرا کر تیزی سے اُسکی جانب آیا۔ سُبکتگین کو گھیرنے کا اِس سے اچھا کوئی موقع نہیں تھا۔

"سُبک بھائی!" اُسکے جُوش سے چلانے پر سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر گہرا سانس لیا اور گُلِ لَیلیٰ سے اُسکے تاثرات مُخفی نہیں رہے تھے۔ وہ جیسے اِس افتاد پر اندر تک تلملا رہا تھا یوں جیسے اُسے یہاں سے بھاگ جانے کی جلدی ہو۔

"ہیلو لَیلیٰ!" بھائی کے گلے میں بازو ڈال کر چہکتے ہوئے اُس نے لَیلیٰ کو سنجیدہ کر دیا۔

"وعلیکم اسلام! کیسے ہو تم؟" بابا جان کی موجودگی میں اُس نے قدرے اپنائیت سے کہا جبکہ سُبکتگین اُس بے تکلف اپنائیت پر نظروں کا زاویہ بدل گیا۔

"میں ہمیشہ کی طرح ہینڈسم!" مُسکرا کر اُس نے پیچھے آتیں فلک اور نادیہ کو طیش دِلا دیا۔ شوخا ہوتا اپنا بھائی دونوں کو زہر لگ رہا تھا۔

"کیسے ہیں انکل؟" لَیلیٰ کی جانب سے خاموشی پر اُس نے مُسکراتے احمد صاحب کو پُکارا جو مُسکرا کر تیزی سے پیچھے ہوئے۔

"اللہ کا شُکر! اندر آجائیں سب۔" لَیلیٰ کے پیچھے ہونے پر اُنہوں نے دروازہ پُورا وَا کیا جبکہ حمزہ کا بازو نرمی سے ہٹا کر سُبکتگین پیچھے ہوا۔ ماہ پارہ اور نثار صاحب مُسکرا کر فلک اور نادیہ کے ساتھ اندر بڑھ گئے۔ لَیلیٰ نے اُن سب کو سلام کر کے ایک سرسری نظر منظر سے نکلنے کو پَر تولتے سُبکتگین پر ڈال کر اپنے بابا کو دیکھا جو تیزی سے باہر نکلے۔

"کل ضروری کام کر لینا بیٹا۔ چلو اندر۔" احمد صاحب کے یوں مُحبت اور لاڈ بھرے انداز پر پر اندر صحن میں کھڑے نثار حیدر، ماہ پارہ، حمزہ، فلک اور نادیہ نے تحیر سے وہاں دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"انکل میں۔۔۔" نادیہ، فلک اور حمزہ کا مُنہ کُھلا ہی مگر نثار حیدر نمک کا مُجسمہ بن کر اُس بیٹے کو دیکھنے لگے جو کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا۔ جو ایک بے لگام گھوڑے کی طرح تھا، جو ہر کسی کو بُری طرح سے دُور دھکیلنے کا ماہر تھا اور اَب اِیسے معصومیت اور بے رِیا انداز میں احمد صاحب کے ساتھ کھنچا چلا جا رہا تھا جیسے وہ بے بس ہو، جیسے اُنکے احترام میں جُھکا جا رہا ہو۔

"اِنکو کیا ہوا ہے؟" سُبکتگین حیدر کے چہرے کے تاثرات پر فلک اور نادیہ نے ششدر ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"نہ کریں حسن انکل۔ بہت کام ہیں سچ میں۔" اُسکے انداز میں اِیسی برجستگی، بے بسی اور معصومیت تھی کہ گُلِ لَیلیٰ بے ساختہ چہرہ جُھکا کر مُسکرا دی اور کسی کی نظر اُس پر نہیں تھی مگر حمزہ نے ضرور اُسکو پہلی بار کُھل کر مُسکراتے دیکھا۔ نثار حیدر کو اپنے دِل میں کوئی شعلہ سا جلتا محسوس ہونے لگا تو اُنہوں نے نظریں پھیر لیں۔ وہ سُبکتگین حیدر کے اِس رُوپ کی توقع مَر کر بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اُس نے جب سے اپنا بچپن، اپنی معصومیت کھوئی تھی وہ پُرانے انداز فراموش کر چُکا تھا۔

"پھر تم نے ہاتھ نہیں آنا۔ لَیلیٰ، بیٹا! باقی سب کو بھی اندر لے کر جاؤ۔" احمد صاحب نے سُبکتگین کا بازو نہیں چھوڑا۔ گھسیٹ کر اُسکو اندر لا کر ہی دَم لیا۔

"نہیں جا رہا کہیں۔" اُنکو نرمی سے آگے جانے کا اِشارہ کر کے اُس نے پیچھے سے دروازہ بند کیا اور بحالتِ مجبوری اُنکے ساتھ اندر کی جانب بڑھا۔ اندر گھر کے ہر سُو کھانے کی لذیذ سی خُوشبُو پھیلی ہوئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"خُوشبُو تو بڑی اچھی آ رہی ہے۔" فلک خود کو کہنے سے روک نہیں سکی تبھی نادیہ کی گُھوری کی بھی پرواہ نہیں کی جبکہ ہال میں سب کے بیٹھتے ہی گُلِ لَیلیٰ کچن میں سے سامان لینے چلی گئی۔

"جاؤ! تم دونوں بھی بہن کی مدد کراؤ۔" نثار حیدر نے اُن دونوں کو وہیں بیٹھا دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

"ارے نہیں! بیٹا بیٹھے رہو۔ سب تیار ہے بس لے کر آ رہی ہے۔" اُنکے منع کرنے کے باوجود نثار حیدر کے اِشارہ پر فلک تیزی سے جبکہ نادیہ مارے باندھے اُٹھ کر کچن کی جانب بڑھ گئیں۔

"پھر بھائی صاحب شادی کی تاریخ کب کی رکھیں؟" ماہ پارہ کے سوال پر احمد حسن جو سُبکتگین کے ساتھ کوئی بات کر رہے تھے، چونک گئے جبکہ سُبکتگین نے چہرہ اُٹھا کر ماہ پارہ کو دیکھا جو اُسکو ہی محضوظ، چیلنج کرتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"کب کی رکھنی چاہیئے، سُبکتگین؟" حسن صاحب کے سوال پر ماحول میں ایک دَم خاموشی چھا گئی۔ سُبکتگین نے بے طرح چونک کر احمد صاحب کو دیکھا۔ نثار صاحب تو اُن دونوں کی بے تکلفی پر ہَک دَق رہ گئے۔

"میں اِس بارے میں کیسے رائے دے سکتا ہوں، حسن انکل؟" وہ اپنے شدید تعجب کو دبا نہیں سکا۔

"تم میرے بیٹے ہو، کیوں نہیں دے سکتے؟" اُنکے یوں بغیر لگی لپٹے کے کہے جانے کی اُمید سُبکتگین کو نہیں تھی۔ وہ بے یقینی سے اُنکے چہرے کے شفیق اور حلیم تاثرات دیکھے گیا۔ کیا وہ سب کے ساتھ اِیسے ہی تھے؟ اور اُسکو بُھول بیٹھے تھے؟؟ یا پھر اُسکی وجہ سے ہی وہ یوں شفقت سے پیش آ رہے تھے سُبکتگین حیدر سے۔ ہال کی خاموشی کو فلک، نادیہ اور لَیلیٰ کی آمد نے توڑا۔ بغیر کچھ کہے سُبکتگین نے اپنا رُخ سیدھا کیا اور تبھی صوفے پر بیٹھی لَیلیٰ پر اُسکی نگاہ گئی۔ وہ اِتنی غیر آرام دہ ہو رہی تھی کہ حد نہیں لیکن کیوں؟ چہرہ پھیر کر اُس نے حمزہ کو دیکھا جو چمکتی، شوخ آنکھوں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سے لَیلیٰ کو دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا۔ اُسے بُرا لگا تھا حالانکہ لگنا نہیں چاہیئے تھا۔ سَر جھٹک کر اُس نے اپنی نظریں پھیر لیں۔

"بہت حسین لگ رہی ہو، لَیلیٰ۔" خاموشی کو حمزہ کی تعریف نے توڑا اور اُس شوخ لہجے میں کچھ اِیسا تھا کہ جہاں لَیلیٰ کے چہرے کا رنگ بدلا وہیں احمد صاحب کے اعصاب جُھنجھلا کر الرٹ ہوئے۔ چہرہ پھیر کر اُنہوں نے حمزہ کے والدین کو دیکھا جو مُسکرا رہے تھے یقیناً اُنہیں حمزہ کا لہجہ اور انداز ناگوار نہیں گُزرا، نہ اُسکی بہنوں کو۔ کہیں دِل میں کوئی سخت چیز اٹکی تبھی اُنہوں نے بے ساختہ سُبکتگین کو دیکھا اور اُس پتھر، سنجیدہ چہرے کی ناگواری نے اُنکو سُن کر دیا۔ اُسے بھی حمزہ کا وہ عجیب لہجہ جیسے محسوس ہو گیا تھا۔

"تھینک یو کہہ دو تعریف پر۔" فلک کے مُسکرا کر کہنے کو لَیلیٰ سِرے سے نظر انداز کر کے اُٹھتے ہوئے پلیٹوں میں لوازمات ڈال کے باری باری سب کو دینے لگی اور حمزہ کی جانب آئی اُس نے مُسکراہٹ دبا کر پلیٹ لیتے وقت اُسکی اُنگلیوں کو آہستگی سے جیسے ہی چُھونے کے لیئے ہاتھ آگے کیا، لَیلیٰ نے بروقت پیچھے کو ہو کر اُسکی پلیٹ ٹیبل پر رکھ دی۔ باقی سب کھانے اور باتوں میں مصروف ہو چُکے تھے مگر سُبکتگین کی نظروں سے وہ منظر پوشیدہ نہیں رہ سکا۔ ٹیبل سے اگلی پلیٹ اُٹھا کر لَیلیٰ سُبکتگین کی جانب بڑھی جو اپنے سیل فون کی جانب متوجہ تھا۔

"ٹیبل پہ رکھ دیں۔" نرمی سے کہتے ہوئے اُس نے سَر نہیں اُٹھایا۔

"ٹھنڈا ہو جائے گا۔ آپ کو کولڈ ڈرنک چاہیئے؟" اُسکے یوں پوچھے جانے پر سُبکتگین کے ہاتھوں کی حرکت تھمی اور اُس نے چہرہ اُٹھا کر اپنی جانب جُھک کر کھڑی مُنتظر گُلِ لَیلیٰ کو دیکھا۔ اُسکے لہجے کی نرمی اور 'آپ' پر تو حمزہ جیسا لاپرواہ اور شوخ لڑکا تک ٹھٹک کر اُنکو دیکھنے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نہیں، جذاک اللہ!" اُن بادامی آنکھوں سے نظر چُھڑا کر اُس نے پلیٹ کو دیکھتے ہوئے ہاتھ بڑھایا۔ نگاہ اُس کے بائیں ہاتھ تک گئی جِس کی چوتھی اُنگلی میں منگنی کی انگھوٹھی تھی۔ دیکھنے میں ہی اُسکی خوبصورتی اور قیمت کا اندازہ ہو رہا تھا مگر صاف دِکھ رہا تھا کہ انگھوٹی اُسکی اُنگلی کے لیئے نہیں تھی مگر زبردستی اُس کی اُنگلی کو چھیل کر پہنائی گئی۔ منگنی کو پانچ دِن ہونے کے باوجود زخم اور خراشیں بہت نمایاں تھیں۔ سُبکتگین حیدر کے گلے میں گلٹی سی اُبھر کر معدوم ہوئی۔ کوئی پُرانا منظر ذہن کے دریچے پر لہرایا اور پِھر اُس نے کنارے سے پلیٹ اُسکے ہاتھ سے لے لی۔ لَیلیٰ خاموشی سے پلٹ کر واپس اپنی جگہ پر جا کر بیٹھی اور خود بھی خاموشی سے کھانے لگی مگر اُسکو اِتنا اندازہ تھا کہ سُبکتگین حیدر نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا تبھی اُسکا سیل فون بجا اور اُٹھ کر ٹیبل پر پلیٹ رکھ کر ہال سے مُلحق پچھلے دالان میں چلا گیا۔ لَیلیٰ نے ایک نظر اَن چُھوئی پلیٹ کو دیکھا اور پِھر اپنی پلیٹ بھی چھوڑ کر باقی برتن سمیٹنے کے لیئے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ میٹھے کے ساتھ اُسے چائے لانی تھی۔ کچن میں چائے تیار کر کے کپوں میں ڈالنے سے قبل بڑے مگ میں چائے ڈال کے چھوٹی سی ٹرے میں رکھتے ہوئے اُس نے کچن کے دالان کی جانب کُھلتے دروازہ کو دیکھا۔ باہر سب عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد پِھر سے نشست لگانے کے لیئے اُٹھ گئے تھے۔ کچھ سوچ کر ٹرے لیئے سیڑھیاں اُتر کے دالان میں آئی اور وہیں اُسکو سُبکتگین حیدر سیل فون کان سے لگا کر ٹہلتا نظر آیا۔ کھٹکے پر پلٹا مگر اُسکو شاید لَیلیٰ کی موجودگی کی اُمید نہیں تھا تبھی حیرت کو بامُشکل دبا کر کال کاٹی اور اُسکی جانب پلٹا جو چائے کا مگ لے کر اُسکی جانب بڑھ رہی تھی۔

"آپ کی چائے!"

"اِس کی کیا ضرورت تھی۔" وہ جو اِنکار کرنے والا تھا، کر نہیں سکا۔ سیاہ مگ اُٹھا کر اُس نے ایک بار پِھر جلتی روشنیوں میں اُسکے بائیں ہاتھ کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپکی انگوٹھی۔۔۔"اُسکے کچھ کہہ کر رُک جانے پہ لَیلیٰ نے ہاتھ سیدھا کر کے مدہم روشنیوں میں جگمگاتی ہیرے کی انگوٹھی سامنے کی۔

"مہنگی ہے نہ؟"اُسکے سوالیہ انداز میں کچھ تھا جسے سُبکتگین نے فوراً محسوس کر لیا۔ تصدیق کیئے بغیر سُبکتگین نے قمیض کی جیب سے کچھ نکال کر اُسکی جانب بڑھایا۔ لَیلیٰ کی نظر اُسکے چہرے سے ہو کر ہاتھ تک گئی۔ وہ اُسکی جانب بینڈیج بڑھائے ہوئے تھا۔ لَیلیٰ نے ناسمجھی سے چہرہ اُٹھایا۔

"انگوٹھی یقیناً تکلیف دے رہی ہو گی۔"اُسکی اگلی بات پر گُلِ لَیلیٰ ساکت رہ گئی۔ دِل کی دھڑکن کو جیسے کسی نے مُٹھی میں جکڑ کر روک دیا۔

✓ جِتنا کوئی پُوچھے اُسے اُتنا ہی بتانا

دامن کوئی پُوچھے تو اُسے چاک نہ کہنا۔۔۔

"ماہ پارہ نے پہنائی ہے؟"اُسکو خموش دیکھ کر اُس نے جُھک کر لَیلیٰ کی آدھی بند مُٹھی میں بینڈیج رکھ کر پوچھا اور گُلِ لَیلیٰ، وہ کسی گہرے خواب سے بیدار ہوئی۔

"نہیں! حمزہ نے۔"اُسکے ہونٹوں سے آہستگی سے پِھسلا اور سُبکتگین حیدر کے چہرے کا رنگ تیزی سے ماند ہوا مگر جیسے اُسے اندر کہیں حمزہ کا نام سُن کر حیرت نہیں ہوئی۔

"اُتار کر حمزہ کو دیں وہ آپکی ناپ کی لا دے گا۔"اُس نے جیسی رائے دی نہ مشورہ تبھی لَیلیٰ اُسے دیکھ کر رہ گئی اور پِھر مُٹھی میں موجود بینڈیج پر گرفت مضبوط کی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"یہ نہیں اُترے گی۔" چہرہ جُھکا کر ہاتھ میں جگمگاتے الماس کو دیکھتے ہوئے اُس نے آہستگی سے کہتے ہوئے سُبکتگین حیدر کی ہستی زنجیر کر دی۔ وہ لہجہ دِل مائل کر دینے پر بضد تھا۔ وہ انداز اَسیر کر لینے والا تھا۔

"سُبکتگین!" احمد صاحب کی آواز بھی اِس بار اُسکو اُس لمحاتی طلسم سے آزاد نہیں کروا سکی۔ لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر کچن کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے اپنے بابا کو دیکھا اور پِھر پلٹ کر ساکت و جامد، سانس روکے کھڑے سُبکتگین کو۔

"آپ۔۔۔ ٹھیک ہیں؟" سُبکتگین کا یوں ساکت ہونا اُسکی سمجھ میں نہیں آسکا جبکہ سُبکتگین گُھٹتے دِل سے نظروں کا زاویہ بدل کر جواب دیئے بغیر اُسکے برابر سے گُزر کر کچن کے کُھلے دروازے کی جانب بڑھا۔

"مُجھے اَب اِجازت دیں، انکل!" کچن کاؤنٹر پر چائے کا بَھرا مگ رکھ کر اُس نے اِتنی سنجیدگی سے کہا کہ حسن صاحب جو اُسے روکنے کا اِرادہ رکھتے تھے، کچھ کہہ نہیں سکے۔

"چلو، خیریت سے جاؤ۔" اُسکا کندھا تھپک کر اُنہوں نے مُحبت سے کہا جبکہ سُبکتگین مُسکرا بھی نہیں سکا۔ اُن سے ہاتھ مِلا کر وہ تیز قدموں سے کچن سے نکل کر ہال کو نظر انداز کیئے راہداری سے نکلتا گیا۔ ہال میں موجود نثار حیدر اور حمزہ نے چونک کر اُسکی عُجلت دیکھی۔

"نماز پڑھ لی آپ نے؟" اندر آتی لَیلیٰ سوال کرتے ہوئے چائے کے مگ تک گئی جو ویسے ہی اَن چُھوا رہ گیا تھا۔ اُسکی خاموش نظروں کے تعاقب میں احمد صاحب نے دیکھا اور پِھر لَیلیٰ کو جو اُس مگ کو اُٹھا کر سِنک تک گئی اور پِھر مگ میں موجود ٹھنڈی چائے سِنک میں اُلٹ دی۔ کپ دُھو کر ریک پر رکھتے ہوئے اُس نے باقی کپوں میں چائے ڈالی اور باہر ہال میں آگئی۔ کچھ دیر بعد کھڑکی سے جیپ سٹارٹ ہونے کی آواز آئی اور پِھر ماحول میں گہرا سکوت چھا گیا۔ سُبکتگین حیدر جا چُکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

---

"مالک!" اپنے خاص مُلازم کی پُکار پر سلیم کیانی نے چہرہ پھیر کر دیکھا اور پھر دروازے میں کھڑے شخص کو اندر آنے کی اِجازت دی۔

"کہو! کیا خبر ہے؟" اُسکے سوال پر کریم داد نے خاکی لفافہ اُسکی جانب بڑھایا جسے چونکتے سلیم کیانی نے تیزی سے لیا اور پھر کھول کر اندر موجود مواد نکالا۔ اُس خاکی لفافے میں کچھ تصاویر تھیں جو آنکھوں کے سامنے کرتے ہی سلیم کیانی کے چہرے کو بڑی مکروہ سی مُسکراہٹ چُھو گئی۔ اُسے سُبکتگین حیدر جیسے شخص سے اِیسی اُمید نہیں تھی مگر پھر بھی جب اِنسان کا زوال شروع ہونے کا وقت آتا ہے تو سب سے پہلے وہ مُحبت میں گرفتار ہوتا ہے۔

"یہ لڑکی کون ہے؟" چھتری تان کر کھڑی لڑکی کو بغور دیکھتے سلیم کیانی نے سوال کیا۔

"ایک ماہ اور ایک ہفتے پہلے کراچی سے یہاں آئی ہے۔ گُل فروش ہے۔ سُبکتگین حیدر کے بڑی قریبی تعلق ہیں اِسکے باپ سے۔" کریم داد کی اطلاع پر سلیم کیانی نے مُسکراہٹ دبائی۔

"گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کا رُخ کرتا ہے اور اِنسان کی موت آتی ہے تو وہ مُحبت میں مُبتلا ہو جاتا ہے۔" مُسکراتے سلیم کیانی کا انداز بڑا مُفصل تھا۔

" میں اُس لڑکی سے مِلنا چاہوں گا جِس نے پُھولوں سے نفرت کرنے والے شخص کو گُل فروش کا مُبتلا کر دیا ہے۔" وہ جیسے اِس صورتحال سے بے حد محضوظ ہو رہا تھا۔ سلیم کیانی اپنی جگہ سے اُٹھا اور پھر کریم داد کو اپنے پیچھے چلنے کا اِشارہ کرتے ہوئے ہال سے نکل کر پورچ میں آیا جہاں اُسکی گاڑی کھڑی تھی۔ کریم داد نے آگے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھولا اور پھر سلیم کیانی کے بیٹھتے ہی دروازہ بند کر کے خود ڈرائیونگ نشست سنبھال لی۔ خاموش ماحول میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

گاڑی کے سٹارٹ ہونے نے اِرتعاش پیدا کیا اور پھر سلیم کیانی کے گھر سے سفید لینڈ کروزر نکل کر جانی مانی سڑکوں پر بھاگتی جارہی تھی تبھی بازار سے قدرے ہٹ کر دُور سے نمایاں ہوتے سٹور کی جانب گاڑی کا رُخ کرتے کریم داد نے بیک ویو مِرر سے سلیم کیانی کو دیکھا۔

"یہ سامنے والا سٹور ہے؟" کریم داد کی نظروں پر سلیم کیانی نے آگے ہو کر خوبصورتی سے آراستہ، پھُولوں کے گملوں سے مزین سٹور کو دیکھا۔

"جی!" گاڑی قدرے بازار کی جانب روکتے ہوئے مُختصر جواب دیا اور پھر نکل کر اُسکے لیے دروازہ کھولا۔ واسکٹ دُرست کر کے سلیم کیانی نے بورڈ پر کنندہ نام کو دیکھا "گُلِ لَیلیٰ!" اور پھر گاڑی یہیں کھڑی کرنے کی ہدایت دے کر خود پیدل تیز قدموں سے سٹور کی جانب بڑھا۔ شیشے کا دروازہ وَا ہونے پر وِنڈ چائم کی آواز آنے پر مصروف گُلِ لَیلیٰ نے چہرہ اُٹھا کر نووارد کو دیکھا۔

"اسلام و علیکم!" چہرہ نیا پا کر اِدھر اُدھر دیکھتے شخص کو اُس نے چونکا دیا۔ گُلِ لَیلیٰ کو دیکھتے ہی سلیم کیانی مُسکرا کر کاؤنٹر تک آیا۔ اُسکی آنکھوں میں ستائش اُترنے لگی۔ گندمی رنگت پر اُسکے پُرکشش نقوش کسی کو بھی امتحان میں ڈال سکتے تھے۔ خاموش، مُسکراتی نظروں پر گُلِ لَیلیٰ کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ اِیسی نظروں کی عادی نہ ہو کر بھی پہچان رکھتی تھی۔

"کیسے پھُول چاہیئے آپ کو؟" خوش اِخلاق لہجہ یک دَم سنجیدہ ہونے پر سلیم کیانی مُسکراہٹ دبا کر آگے ہوا۔

"وہی جو سُبکتگین حیدر خریدتا ہے۔" اُس نام پر لمحے بھر کو گُلِ لیلیٰ ٹھہری۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپ یہاں پھول ہی خریدنے آئے ہیں؟" وہ کوئی بے وقوف عورت نہیں تھی جو اِیسے انداز نہ سمجھتی جبکہ اُسکے کڑے سوال پر سلیم کیانی کا قہقہ نکلا۔

"نہیں! دیکھنے آیا ہوں کہ اِیسا کیا ہے یہاں جو پھولوں سے نفرت کرنے والا شخص یہاں کے بارہا چکر لگا چُکا ہے۔" اُس بات میں کچھ اِیسا تھا کہ گُلِ لَیلیٰ کے دِل کی دَھڑکن مُنتشر ہو گئی۔

"اگر آپ کو پھول نہیں خریدنے تو یہ بکواسیات کہیں اور جا کر کریں۔" سنبھل کر اُس نے بغیر جِھجھکے کڑے انداز میں کہتے ساتھ شیشے کے دروازے کی جانب اِشارہ کیا اور سلیم حیدر اُس لڑکی کے نڈر انداز اور تیور پر مُسکرائے بغیر نہیں رہ سکا اور پھر سَر اثبات میں ہلا کر پلٹ کر شیشے کا وہی دروازہ پار کر گیا جِسکی جانب لَیلیٰ نے اِشارہ کیا تھا۔ ہاتھوں میں موجود پھول کاؤنٹر پر رکھ کر وہ تیز قدموں سے شیشے کی دیوار کے پاس آئی اور پھر اُس شخص کو پیدل جاتے دیکھ کر گہرا سانس لے کر پلٹ کر کاونٹر تک گئی تبھی ٹیبل پر رکھا اُسکا فون بَج اُٹھا۔ ماہ پارہ کا نام دیکھ کر اُس نے گہرا سانس لے کا کال اُٹھالی۔

"اسلام و علیکم! کیسی ہیں آپ؟" پرسوں تو وہ لوگ اُنکے ہاں سے دعوت کے بعد گئے تھے۔

"وعلیکم اسلام! میں بالکل ٹھیک۔ تم اور احمد بھائی کیسے ہو؟" اُنکے بے تکلف انداز اَب لَیلیٰ کو چونکاتے نہیں تھے۔ وہ شروع میں بغیر جان پہچان کے اِیسے بات کرتی تھیں اور اَب تو خیر اُسکی ہونے والی ساس تھیں۔

"اللہ کا شُکر!" مُختصراً کہہ کر جیسے وہ کال کرنے کا مُدعا جاننا چاہتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ہم لوگ دراصل تمہارے سٹور کے قریب والے بازار میں ہیں۔ کچھ ضروری چیزیں لینی ہیں تو نادیہ کہہ رہی ہے کہ تمہیں بُلوالیں۔" پاس کھڑی جیولری دیکھتی نادیہ نے کرنٹ کھا کر اپنی ماں کی بیان بازی پر اُنکو دیکھا جبکہ فلک نے بامُشکل اپنی مُسکراہٹ دبائی۔ وہ جو منع کرنے والی تھی۔ اَسیسٹنٹ کو اندر آتے دیکھ کر چونکی۔

"جی! میں آتی ہوں۔" دکان کام سُن کر اُس نے کال مُنقطع کی۔ ایپرن اُتارتے ہوئے اُس نئی رکھی گئی فلوریسٹ کے پاس آئی جِسکا نام زارا تھا۔

"زارا! میں کام سے جارہی ہوں۔ آپ سب دیکھ لیجئیے گا۔" نرمی سے کہتے ہوئے اُس نے پیک بیگ میں سیل فون ڈال کر کندھے پر لٹکایا۔

"جی میم!" زارا مُسکرا کر کہتے ہوئے کاؤنٹر کی جانب بڑھی جبکہ لَیلیٰ اُسکو الوادع کہہ کر کے سٹور سے باہر نِکل آئی۔ موسم خوشگوار ضرور تھا مگر بازار والی جگہ پر رش دیکھ کر اُسکی طبیعت مُکدرت ہونے لگی۔ سَر جھٹک کر عین سیدھ والی قدرے سُنسان، کم رش والی گلی کی جانب کھڑی سفید رنگ کی لینڈ کروزر کے پاس سے جیسے ہی گُزرنے لگی۔ اُس گاڑی کا عقبی دروازہ تیزی سے کُھلا اور اُسکو سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اندر کھینچ لیا گیا۔ دروازہ بند ہونے پر کانپتے ہاتھوں سے اُس نے لاک ہوتے دروازے کو دھکیلا۔

"کوئی فائدہ نہیں۔" قریب سے آتی تمسخرانہ آواز پر اُس کا دِل پہلی بار خوف سے کانپ اُٹھا۔ حجاب سہی سے دُرست کر کے اُس نے رُخ پھیرا اور کچھ دیر پہلے سٹور میں آنے والے شخص کو دیکھ کر سفید پڑتے چہرے کے ساتھ دروازے سے جا لگی۔ اچانک ہونے والا یہ حملہ اُسکے اعصاب ہلا گیا تھا۔

"تم سے کچھ پوچھنا ہے۔" اُسکو پلٹ کر پھر سے زور آزمائی کرتے دیکھ کر تحمل سے کہا گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"پوچھنے کا یہ کون سا طریقہ ہے۔ گاڑی روکو نہیں تو میں تم لوگوں کا مُنہ توڑ دوں گی۔" اعصاب یکجا کر کے وہ جِس طرح پلٹ کر غُرائی، سلیم کیانی قہقہ لگا کر ڈرنے کی اداکاری کرتے ہوئے پیچھے ہوا۔

"میں نے کہا گاڑی روکو۔" گاڑی کو یونہی چلتے دیکھ کر وہ اِس قدر زور سے چیخی کے گاڑی چلاتے کریم داد کو دہلا دیا مگر وہ دونوں ٹس سے مَس نہیں ہوئے۔

"سُبکتگین سے تمہارا کیا تعلق ہے؟" اگلا سوال اِیسا تھا کہ لَیلیٰ نے کرنٹ کھا کر چہرہ پھیرا۔

"پھر وہی بکواس۔۔۔ جا کر اُس سے کیوں نہیں پوچھتے۔" کانپتے دِل کو سنبھال کر وہ پھر سے غُرائی۔ آنکھوں میں اِتنی بے خوفی تھی کہ لمحے بَھر کو سلیم کیانی چونک گیا۔

"وہ جواب دیتا تو تمہیں یہاں زحمت نہ ہوتی۔" طنز پر لَیلیٰ کا چہرہ سُرخ ہوا۔ وہ انداز عام سی بات میں بھی یک دَم عامیانہ ہو گیا۔

"نظر کیا آیا تم میں سُبکتگین جیسے شخص کو؟ نڈر اور چڑھائی کر دینے والی عورت کیسے مَرد کو بَھا سکتی ہے؟" وہ جیسے واقعی سمجھ نہیں رہا تھا سُبکتگین کے اُس لڑکی کی جانب جُھکاؤ کو۔

"اگر دوبارہ بکواس کی تو میں تمہارا مُنہ توڑ دوں گی۔" کہنے کے ساتھ وہ جیسے ہی آگے ہونے لگی۔ سلیم حیدر نے گُھما کر زناٹے دار تھپڑ اُسکے گال پر جَھڑتے ہوئے لَیلیٰ کی آنکھوں کے گِرد دُنیا گُھما دی۔ چہرہ پوری قوت سے گُھوم کر پیچھے شیشے سے جا لگا جبکہ سلیم کیانی کی انگھوٹی اُسکے گال کو زخمی کر گئی۔ شدید جلن اور ہتک پر اُس نے پوری قوت سے آگے بیٹھے ڈرائیور پر حملہ کیا جبکہ کریم داد مُنہ پر پڑنے والے تھپڑ اور کھنچتے بالوں پر گاڑی کی سپیڈ مزید بڑھا گیا۔ تلملاتے سلیم کیانی نے ایک جھٹکے سے اُس کو پیچھے دھکیلا اور تبھی لَیلیٰ نے اُسکی ناک پر زور سے مُکہ مار کر اُسکی نکسیر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

پھوڑ دی۔ ناک سے خون نکلتا محسوس کر کے اُس نے سخت نظروں سے لَیلیٰ کو دیکھا جو سکون سے پیچھے ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

"میں۔۔۔ اُسکے چھوٹے بھائی کی منگیتر ہوں۔" گال اور ماتھے پر ہوتی تکلیف کو نظر انداز کر کے اُس نے یہ بتانا ضروری سمجھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی اُسکی وجہ سے سُبکتگین حیدر کو کوئی مسئلہ ہو جبکہ اُسکی معلومات پر سلیم کیانی ناک کی تکلیف بُھول کر حیران ہوا۔

"اُس حمزے کی؟" اُسے جیسے لَیلیٰ کی سنجیدگی کے باوجود یقین نہیں آیا تھا۔

"مت کرو یقین۔ خود پوچھ لینا سُبکتگین سے۔" اُسکے انداز کی طمانیت پر سلیم کیانی نے دانت پیسے اور پِھر ناک سے بہتا خون جیسے ہی ہونٹوں تک گیا اُسکا پارہ چڑھ گیا۔

"تیری تو!" تلملا کر پِھر سے پوری قوت کے ساتھ ہاتھ گُھمایا اُسے ایک اور تھپڑ مارنے کے لیئے جبکہ لَیلیٰ نے بروقت دونوں ہاتھ چہرے پر رکھتے ہوئے اُسکی کوشش ناکام کر دی۔ مُٹھی بینچ کر وہ پیچھے ہوا۔ اچانک کریم دَاد کی نظر پیچھے تیز رفتار سے آتی جیپ پر نظر گئی۔ وہ اُس جیپ کو لاکھوں میں پہچانتا تھا۔

"مالک! سُبکتگین حیدر!" کریم دَاد کی سَنساتی آواز کسی صُور سے کم نہیں تھی۔ سلیم کیانی نے بوکھلا کر پلٹتے ہوئے پیچھے دیکھا جبکہ لَیلیٰ کے دِل کی دَھڑکنیں اُس خوف اور مُصیبت کے عَالم میں بھی کانوں میں آ کر دَھڑک اُٹھیں۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" یہ اِنسان تھا یا جِن ابھی تو دُور دُور تک کہیں نہیں تھا۔

"تیز گاڑی بھگا۔" اُسکا اِرادہ یہی تھا کہ گُلِ لَیلیٰ کو اَب چلتی گاڑی سے نیچے پھینک دے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آگے جلسے کے لیئے راستہ تنگ ہے مَالک۔" سامنے کھڑے کیئے کنٹینر کو دیکھ کر سلیم کیانی نے ڈرائیونگ سیٹ کی پُشت پر ہاتھ مارا جبکہ کریم دَاد کو گاڑی روکنی پڑی کیونکہ آگے لوگوں کا جم غفیر اور رینجرز کے اہلکار کھڑے تھے۔ اپنی جیپ پیچھے روک کر سُبکتگین بھاگ کر جیسے ہی گاڑی کے قریب آنے لگا کریم داد نے بوکھلا کر ریس پر پاؤں دیا اور گاڑی ایک جھٹکا کھا کر تیزی سے دو کنٹینرز کی جانب بڑھی جنکے درمیان سے بس اِتنا رستہ تھا کہ ایک گاڑی دھیان سے نکل سکے۔ سُبکتگین نہیں رُکا۔ پوری قوت سے بھاگتے ہوئے وہ گاڑی کی رفتار سے مُقابلے پر تھا تبھی گاڑی کی آواز اور لوگوں کے شور پر مُسلح رینجرز نے اپنی بندوقیں سیدھی کیں اور جیسے ہی سفید لینڈ کروز اُن دو کنٹینرز کے درمیان سے گُزرنے لگی، سُبکتگین حیدر پیچھے سے چھلانگ لگا کر گاڑی کی چھت سے ہو کر پِھسلتا ہوا گاڑی کے بونٹ پر پاؤں جما کر بیٹھا اور اپنی جیب سے سیاہ رنگ کا پستول نکال کر ڈرائیور کے بجائے پیچھے بیٹھے سلیم کیانی کا نشانہ باندھا۔ کریم داد نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی اور ریجنرز کے افراد بندوقیں اُس پر تان کر آگے بڑھنے لگے۔ لَیلیٰ نمک کا مُجسمہ بنتے وجود سے شیشے کے پار نظر آتے شخص کی سیاہ آنکھوں میں اُترتے خُون کو دیکھے گئی۔ وہ کیسے بغیر کسی خوف اور ڈر کے یوں چلتی گاڑی پر چھلانگ لگا کر سامنے آگیا تھا۔ کائنات کی تمام حرکات و سکنات گُلِ لَیلیٰ حسن کی دھڑکنوں کے ساتھ تھم گئیں۔ دِل اُس لمحے حیران اور ششدر سا اُس جری شخص کو دیکھ رہا تھا تبھی سُبکتگین حیدر کی لہو چھلکاتی، خاموش نگاہ اُن بادامی، تحیر اور خوف سے پھیلی آنکھوں سے ٹکرائیں۔

✓ تعجب ہے کہ اِک شخص کی خاموشی سے

ہوا، پیڑ، پرندے، دریا سب چُپ ہیں۔۔۔

(مُحمد ابراھیم)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اور پھر سُبکتگین نہیں جانتا کہ کیوں اُسکا دماغ اُلٹ گیا۔ پستول جیب میں رکھ کے بونٹ سے نیچے اُتر کر اُس نے سلیم کیانی کی طرف کا دروازہ کھولا جو کہ یقیناً بند تھا۔ لَب بینچتے ہوئے کندھوں پر پہنی چادر گھسیٹ کر ہاتھ کی مُٹھی بان کر تیزی سے اُسکے گِرد لپیٹی۔

"کیا کر رہا ہے یہ پاگل آدمی؟" سلیم کیانی کی کانپتی آواز پر لَیلیٰ جیسے کسی اَسیر کر لیتے خواب سے بیدار ہوئی۔ اُسکے دیکھتے ہی دیکھتے سُبکتگین حیدر نے پوری قوت سے مُکا شیشے پر دے مارا۔ سلیم کیانی، کریم داد اور لَیلیٰ کی چیخوں سے گاڑی گونج اُٹھی۔ بروقت چہرہ پیچھے کرنے کے باوجود کتنے ہی شیشے تھے جو سلیم کیانی کو چُبھ گئے۔ کراہ کر اُس نے ہک دَق بیٹھی لڑکی کو تلملا کر دیکھا اور اُن نظروں میں اِیسی طنزیہ کاٹ تھی کہ گُلِ لَیلیٰ کو لگا اُسکا دِل پَھٹ جائے گا۔ ہاتھ اندر کر کے لاک کھولتے ہوئے سُبکتگین نے ایک جھٹکے سے سلیم کیانی کو گریبان سے کھینچ کر گاڑی سے نکال کر گاڑی کی پُشت سے لگایا اور پھر وہ نہیں دیکھ رہا تھا کہ سلیم کیانی کو کہاں لگ رہی ہے۔ رینجرز کے افراد بھاگتے ہوئے بندوقیں تانے اُس شخص تک آئے جِس پر کوئی جُنون سوار تھا۔ جو اُس شخص کی دَرد میں ڈوبی آہوں اور کراہوں کو نظر انداز کر کے اُسکی ہڈی پسلی توڑنے کے دَرپے تھا۔

"ہاتھ اُوپر اُٹھائیں ورنہ ہم فائر کھول دی گے۔" لَیلیٰ جو دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھے اپنی چیخوں کا گلہ گھونٹے بیٹھی تھی، رینجرز کی بندوقوں کا رُخ اُس شخص کی جانب دیکھا تو لرزتے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھول کر بھاگتے ہوئے اُس کی طرف آئی۔

"سُبکتگین!" اُسکی نرم پُکار نے اُس شخص کی سماعتوں کو چُھوا تک نہیں جبکہ اُس نام پر مسلح افراد نے ٹھٹک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ کئی لوگوں نے جیبوں سے سیل فون نکال کر ویڈیوز بنانا شروع کر دیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سُبکتگین!" زور سے چیخنے کے ساتھ اُس نے سُبکتگین کو بازو سے پکڑ کر اپنی جانب بڑی مُشکلوں سے کھینچنا چاہا اور سُبکتگین یوں ٹھہر کر اُسکو دیکھنے لگا جیسے اُسے تدارک ہی نہ ہو کہ وہ اِس وقت کہاں ہے۔

"وہ مَر جائے گا۔" بہتی آنکھوں کے ساتھ اُس نے کانپتی آواز میں کہا۔ وہ اُسے جیسے ڈیل ڈول رکھنے والی شخص کو نہیں ہلا سکتی تھی، وہ پہاڑ تھا۔

"تبھی تو مار رہا ہوں۔" اُسکے رونگھٹے کھڑے کرتے، سرسراتے لہجے پر لَیلیٰ کا سارا وجود مُنجمد ہو گیا۔ اُن آنکھوں کی سختی نے اُس برف کا ڈھیر کر دیا۔

"سُبکتگین سَر!" بھاگ کر آتے آدم ثقلین نے اُسکو بامُشکل بازوؤں سے پکڑ کر اپنے ساتھ پیچھے کو کھینچا۔ جھٹکا کھا کر پیچھے ہوتے سُبکتگین نے آدم کو دیکھ کر رینجرز کو دیکھا۔ اِرد گرد لوگوں کا جم غفیر، ہاتھوں کے سیل فونز دیکھ کر اُس نے پیشانی پر آ گرتے بالوں کو بے پرواہی سے پیچھے کر کے شل اور جامد کھڑی لَیلیٰ کا بازو تھاما اور اُسکو اپنے ساتھ گھسیٹ کر اپنی جیپ کی جانب بڑھا۔ آدم کو پیچھے سارا معاملہ سنبھالنا آتا تھا۔ سُبکتگین نے ایک بار بھی چہرہ پھیر کر اُسکو نہیں دیکھی جسکے قدم ساتھ نہیں دے رہے تھے بلکہ خود کو بامُشکل گھسیٹ کر اُسکے تیز قدموں کے ساتھ چل رہی تھی۔ پسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر اُس نے لَیلیٰ کو چونکا دیا اور پھر بغیر کسی مزاحمت کے اندر بیٹھ گئی۔ گاڑی سٹارٹ ہونے پر بھی وہ نہیں چونکی جبکہ سُبکتگین حیدر اَب سُنبھل چُکا تھا۔ گاہے بگاہے اُسکو دیکھتے ہوئے اُس نے جیپ لَیلیٰ کی بوتیک کے بجائے اُسکے گھر پُہنچ کر روک دی۔

✓ مجنُوں نے بتایا ہے کہ رَستہ تیرے گھر کا

صحرا کی طرف سے ہمیں آسان رہے گا۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

(عباس تابش)

"معلوم نہیں لَیلیٰ کیوں نہیں آئی؟" شاپنگ بیگز رکھتی ماہ پارہ نے ٹی-وی کے آگے سُستی سے بیٹھے حمزہ کو چونکا دیا۔ سیدھا بیٹھتے ہوئے اُس نے ماں اور بہنوں کو بیٹھنے کی جگہ دی۔

"کیا ہوا؟" نادیہ کے بگڑے تاثرات پر حمزہ نے حیرانگی سے سوال کیا۔ فلک بغیر کچھ کہے پانی پینے لگی جبکہ ماہ پارہ بیگ ٹیبل پر رکھ کر ریلکس انداز میں صوفے پر بیٹھی۔

"لَیلیٰ نے آنے کا کہا مگر پھر نہیں آئی۔" ماہ پارہ نے نارمل کہتے ہوئے نادیہ کو تلملانے پر مجبور کر دیا۔

"اِتنے نخرے کبھی ہمارے اُٹھائے ہیں آپ نے؟" اُسکے جلتے بُھنتے انداز پر حمزہ نے فلک کو دیکھا جس نے بے نیازی سے کندھے اَچکا دیئے اور اپنی شاپنگ کی جانب متوجہ ہو گئی۔

"لیکن کیوں؟" حمزہ کو واقعی سمجھ نہیں آئی۔

"تم تو چُپ ہی رہو۔ عجیب مغرور، بدزُبان اور بدلحاظ لڑکی سے منگنی کر لی ہے۔" نادیہ کی ناگواری کوئی ڈھکی چُھپی بات نہیں تھی۔

"آپ نے کال کر کے پُوچھا؟" ناریہ کا تو چلتا رہنا تھا اِسی لیئے نظر انداز کر کے اُس نے ماہ پارہ کو دیکھا۔

"کی تھی لیکن بند جا رہا ہے۔" اُنکی اطلاع پر حمزہ نے جیب سے سیل فون نکال کر آنکھوں کے سامنے کیا جبکہ نادیہ متنفر ہوتے چہرے کے ساتھ ریموٹ اُٹھا کر چینل سرفنگ کرنے لگی تبھی خبروں کے چینل پر کچھ دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"یہ تو سُبک نہیں۔" فلک کی سرسری سی نظر ایل-ای-ڈی تک گئی اور پھر اُس نے حیرانگی اور قدرے تیز آواز میں کہہ کر ماہ پارہ اور حمزہ کو چونکا دیا۔

"ہاہ!" اُسکو بھاگ کر پیچھے سے ہو کر لینڈ کروزر کے اوپر سے گُزر کر بونٹ پر بیٹھتے دیکھ کر اُن تینوں ماں، بیٹیوں کی چیخ نکل۔ گئی۔ سنجیدہ چہرے اور پتھر تاثرات کے ساتھ سُبکتگین حیدر نے اپنا پستول نکالا اور ماہ پارہ کا جی چاہا اپنا سَر پیٹ لیں۔ وہ ایک بار پھر کوئی نیا تماشا شروع کر چُکا تھا۔ اَب میڈیا کو کوئی خاموش نہیں کروا سکتا تھا۔

گاڑی سے چھلانگ لگا کر اُترتے ہوئے اُس نے چادر لپٹے ہاتھ کے ساتھ پوری قوت سے گاڑی کا پچھلا شیشہ توڑ دیا۔

"اِس جنگلی نے نہیں سُدھرنا۔" نادیہ نے ناک سُکیڑ کر نخوت سے ریموٹ ٹیبل پر پٹخا جبکہ کچھ سوچتی ماہ پارہ کی آنکھیں چمک اُٹھیں۔

"پھر میڈیا یہاں پُہنچ جائے گا۔" فلک نے سامان ایک پرف رکھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

"سُبک بھائی کو کیا ہوا ہے؟" حمزہ آہستگی سے بڑبڑایا اور تبھی سُبکتگین کسی شخص کو بُری طرح مارنے لگا۔ رینجرز اور لوگوں کا مجمع تک اُسے روک نہیں سکتے تھے۔

"یہ تو سلیم کیانی ہے۔" حمزہ کے کہنے پر ماہ پارہ پارہ نے بغور اُس شخص کے زخم زخم ہوئے چہرے کو دیکھا۔

"وہ شاید کسی لڑکی کو اغوا کر رہا تھا۔ وہ دیکھو گاڑی سے کوئی لڑکی اُتر رہی ہے۔" فلک کی آواز پر وہ سب تیزی سے آگے ہوئے اور سامنے نظر آتے حجاب کے ہالے میں لپٹی لڑکی کا دُھندلا، دُور سے سہی نظر نہ آتا چہرہ ششدر ہو کر دیکھنے لگے جو آگے بڑھ کر سُبکتگین کو اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کہیں اِس لیئے تو لَیلیٰ نہیں آسکی؟" نادیہ کے سنجیدہ لہجے پر فلک نے چونک کر اُسکو دیکھا اور تبھی اپنے سیکرٹری کے چُھڑوائے جانے پر سُبکتگین، لَیلیٰ کو اپنے ساتھ کھینچتا ہوا اپنی جیپ کی جانب لے کر جا رہا تھا۔ سارا رش اور شور پیچھے رہ گیا۔

"ناظرین آپ کو بتاتے چلیں کے ایم-پی-اے سلیم کیانی اور ایبٹ آباد کے اَسیسٹنٹ کمشنر سُبکتگین حیدر میں آج شدید تصادم دیکھنے کو مِلا۔ عینی شاہدین کے مُطابق سلیم کیانی کسی لڑکی کو اپنی گاڑی میں زبردستی لے کر جا رہے تھے اور تبھی اے-سی سُبکتگین حیدر نے اُنکی کوشش ناکام بنادی۔ لڑکی کے بارے میں تاحال کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔"

نیوز کاسٹر کے کہے جانے پر فلک اور نادیہ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر حمزہ کو جو سُن سا اُس رُک چُکی تصویر کو دیکھ رہا تھا جِس میں سُبکتگین حیدر کسی لڑکی کا بازو پکڑے ہوئے تھا۔ چہرہ ظاہر نہیں تھا مگر وہ جانتا تھا اُس لڑکی کو۔

"سب ہی اَسیسٹنٹ کمشنر سُبکتگین حیدر کو جانتے ہوں گے۔ ایبٹ آباد میں اِیسا کون ہے جِس نے اُنکے بارے میں سُن نہیں رکھا ہو گا۔ وہ آئے روز لڑائی جھگڑے اور مار پیٹ کی بدولت خبروں کی زینت بنے رہتے ہیں۔ یہ وہی اے-سی صاحب ہیں جو ثابت قتل کے بعد چار سال تک جیل میں بھی رہ چکے ہیں۔" نیوز کاسٹر کو تو جیسے کوئی اور موضوع ہی نہیں مِل رہا تھا۔ نادیہ نے چہرہ پھیر کر خاموش بیٹھی اپنی ماں کو دیکھا اور اُنکے چہرے پر دوڑتی، معنی خیز مُسکراہٹ پر اُسکو تاسف گھیرنے لگا۔ وہی خبریں احمد حسن ششدر ہو کر، سفید پڑتے چہرے کے ساتھ رجسٹرار آفس میں بیٹھ کر سُن رہے تھے اور نثار حیدر اپنے آفس میں بیٹھ کر۔ مُٹھیاں بینچ کر اُنہوں نے ٹیبل پر زوردار مُکہ مارا۔ جب بھی وہ اُسکے لیئے کوئی فائدہ مند پلان بناتے سُبکتگین حیدر پورے تماشے کے ساتھ اُنکی کوشش اور خواہش کا بھرے شہر میں جنازہ نکال دیتا۔ سُبکتگین حیدر اُنکے لیئے اِیسا مسئلہ بن گیا تھا جو ٹھیک ہونے کے بجائے مزید خراب ہو کر ہاتھوں سے نِکلتا جا رہا تھا۔ ایک بار پھر میڈیا میں اُسکے کردار کی دھجیاں اُڑائی جا رہی تھیں۔ سہی ہو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کر بھی اُسکے کارنامے اُن اعمال کو سیاہ دیکھا رہے تھے۔ ایک بار پھر اُس پر ہتک آمیز سوال اُٹھ رہے تھے مگر سُبکتگین کو تو جیسے سِرے سے پرواہ ہی نہیں تھی۔ وہ اِس سے بھی زیادہ ذلت کی پستیوں میں اُترنے کا مُشتاق تھا۔ آئے روز ایک نیا تماشہ، آئے روز ایک نیا ستم، ایک نیا اِلزام، ایک نیا ظُلم!

✓یہ تماشا ہے تماشے میں یہی ہوتا ہے

تُجھ سے بہتر جو نبھائے گا، جگہ پائے گا۔۔۔

"آپ کا گھر آگیا ہے۔" اُس مدہم پُکار پر لَیلیٰ کسی ڈراؤنے خواب سے بیدا ہوئی۔ چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا جو پوری توجہ سے ونڈو سکرین کے پار نگاہ جمائے ہوئے تھا۔ وہ جو اُترنے لگی تھی، بے اِرادہ نظر اُسکے ہاتھ تک گئی جِس سے خُون ابھی تک بہہ رہا تھا۔ کانچ کے ٹکڑے پھنسے ہوئے تھے اور پھر بھی بڑے سکون سے یوں بیٹھا تھا جیسے کچھ ہوا تک نہ ہو۔

"آپ بھی گاڑی سے اُتریں۔" سنجیدگی سے کہہ کر اُسکو حیران ہونے کا موقع دیئے بغیر نیچے اُتر گئی مگر اُسکو ٹس سے مَس نہ ہوتے دیکھ کر گھُوم کے ڈرائیونگ سیٹ تک آئی اور ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا۔ سُبکتگین نے ناسمجھی سے اُن بادامی آنکھوں کی سنجیدگی کو چہرہ جُھکا کر دیکھا۔

"اُتر رہے ہیں یا میں بابا کو بُلاؤں؟" اُس سخت لہجے میں اِیسی دھمکی تھی کہ سُبکتگین حیدر کا دِل سُکڑ کر پھیلا اور پھر اُسکے پیچھے ہوتے ہی تیزی سے نیچے اُتر آیا۔ بغیر اُسکو دیکھے دروازے کو چابی سے کھول کر دروازہ یونہی وَا کر کے وہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اندر بڑھ گئی۔ چند لمحے سُبکتگین نے کچھ سوچا اور پھر اُسکے پیچھے ہو لیا۔ وہ حسن انکل کو اپنے لیئے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ہال کا دروازہ بند کر کے اندر آتے ہوئے اُس نے خاموشی پر اِرد گرد دیکھا۔

"حسن انکل کہاں ہیں؟" صوفے کے پاس کھڑے ہو کر اُس سے سوال پوچھا جو ایل-ای-ڈی کے نیچے رکھے ٹیبل کی دراز سے جُھک کر کچھ نکال رہی تھی۔

"رجسٹرار آفس۔" اُسکے مُختصر جواب پر سُبکتگین نے دیوار پر لگی گھڑی پر وقت دیکھا۔ عصر کی اذانیں ہونے والی تھیں۔

"مُجھے چلنا چاہیئے۔" وہ جانتا تھا کہ باہر کیا طوفان آیا ہوا ہو گا۔ کیسے اُسکے کردار کی دھجیاں اُڑائی جا رہی ہوں گی۔ اے-سی افس کے باہر دَھرنا ہونے والا ہو گا تبھی اپنے ساتھ اُس گند میں لَیلیٰ کو نہیں گھسیٹ سکتا تھا۔ فرسٹ ایڈ کِٹ نکال کر ٹیبل پر پٹخ کر رکھتے ہوئے لَیلیٰ نے پلٹ کر اُسکو جِن نظروں سے دیکھا، سُبکتگین کے جانے کو پَر تولتے قدم زنجیر ہو گئے۔

"اپنے ہاتھ دھو کر آئیں۔" اُسکے کہے جانے پر سُبکتگین نے چہرہ جُھکا کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر اُسکے اِشارہ پر کچن کی جانب بڑھا۔ پانچ مِنٹ بعد اُسکی واپسی ہوئی۔ ہاتھ جھاڑ کر نکلتے ہوئے اُسکو لَیلیٰ نے پھر سے ٹھٹکا دیا۔

"بیٹھیں!" اگلے حکم پر اُسکو معلوم تھا کہ اُسکو نفی کرنی ہو گی مگر تبھی اُس نے خود کو بغیر مزاحمت کے آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھتا پایا۔ چونک کر اِس سے پہلے کہ اُٹھتا، ٹیبل کھینچ کر لَیلیٰ اُسکی عین آنکھوں کے سامنے آ بیٹھی۔

"ہاتھ آگے کریں۔" اُسکی ساکن نظریں خود پر جمی دیکھ کر لَیلیٰ نے اِیسی سنجیدگی سے سَر اُٹھا کر حکمیہ لہجے میں کہا کہ سُبکتگین کو اپنا زخمی ہاتھ بغیر کچھ کہے سامنے کرنا پڑا۔ فرسٹ ایڈ کِٹ کھول کر اُس نے زخموں کو ڈِس اِنفیکٹ کر کے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کانچ کے ٹکڑے نکال کر سلور ٹرے میں رکھ کر پھر سے زخم ڈِس اِنفیکٹ کر کے رُوئی کی مدد سے دوائی لگائی۔

فرسٹ ایڈ کِٹ سے بینڈیج نکلنے کو اُس نے چہرہ پھیرا اور سُبکتگین کی نظر اُسکے سُوجھتے سُرخ ماتھے سے ہو کر جامنی ہوتے گال اور زخم تک گئی۔ وہ جیسے اپنی تکلیف بُھولے اُسکی مرہم پٹی کر رہی تھی سُبکتگین حیدر کی نگاہ بھٹکنے لگی۔ بادامی آنکھوں پر جُھکتی گھنی پلکوں کی لرزش کو وہ سانس روک کر دیکھتے رہنے پر مجبور تھا۔

"ہو گیا!" سَر اُٹھا کر لَیلیٰ نے اُسکو دیکھا تبھی سُبکتگین نے بوکھلا کر نظروں کا زاویہ بدل لیا۔

"کیا ضرورت تھی سب کے سامنے اُسے اِتنا مارنے کی۔" سُبکتگین جانتا تھا وہ سوال نہیں ہے تبھی خاموشی سے چہرہ جُھکا لیا۔

"سب وہاں آپ پر باتیں بنا رہے تھے، ویڈیوز بنا رہے تھے۔ آپ سیول سروس میں ہیں اِس بات کا خیال رکھنا چاہیئے آپ کو۔" لہجے میں پچھلے سے تحکم کے بجائے نرمی اور تفکر تھا۔

"آپ پریشان نہ ہوں۔ میری صحت پر اِن باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔" انداز میں اِیسی طمانیت تھی کہ لَیلیٰ نے ترحم سے اُسکو دیکھا۔ یعنی وہ اِیسی باتیں، نگاہیں نہ جانے کب سے برداشت کرتا آ رہا تھا۔

"آپ کو دُکھ نہیں ہوتا؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد لَیلیٰ نے اُسکے جُھکے چہرے کو دیکھ کر آہستگی سے پوچھا۔

"کِس بات کا دُکھ؟" اِس بار وہ واقعی نہیں سمجھا تھا۔

"آپکے گھر کی دعوت میں بھی لوگ آپ پر باتیں بنا رہے تھے اور آج بھی۔" اُس نے آج کی وہ ساری باتیں سُنیں تھیں جو لوگ اُس پر پتھر کی طرح برسا رہے تھے مگر کیا وہ اُن بتوں سے لہولہان نہیں ہو رہا تھا؟؟ لَیلیٰ کو تجسس اور غم ایک ساتھ گھیرنے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"دُکھ کی کیا بات ہے اِس میں۔ کہتے ہیں کہ مکافاتِ عمل جب شروع ہوتا ہے تو وہ پتھر بھی آ کر لگتے ہیں جو ہم نے ٹھہرے ہوئے پانی پر مارے ہوتے ہیں۔" اُسکا انداز دِل گھائل کر دینے والا تھا۔ کتنی دیر تک اُن سیاہ آنکھوں سے نظریں نہیں چُھڑا سکی۔ سُبکتگین کو ہی نظریں پھیر لینی تھیں۔

"بے فکر رہیں یہ وہی پتھر ہیں جو کسی زمانے میں ٹھہرے پانی کو مارے تھے میرے ہاتھوں نے۔" چہرہ جُھکا کر بینڈیج لگے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے اُس نے سادگی سے کہا جبکہ لَیلیٰ کی آنکھیں دُھندلانے لگیں تو وہ تیزی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اگر یہاں بیٹھی رہی تو اُسکے آنسو سارے بند توڑ کر باہر نکل آئیں گے، وہ جانتی تھی مگر سُبکتگین حیدر کی کلائی پر آرُکتی گرفت نے اُسکی کوشش ناکام بنادی۔ رُکتی دَھڑکن اور لرزتی ہستی کے ساتھ وہ پلٹی۔

"بیٹھ جائیں!" اَب کے حکم دینے کی باری سُبکتگین حیدر کی تھی۔ لَیلیٰ کے نا سمجھی سے بیٹھتے ہی سُبکتگین نے اُسکی کلائی آزاد کر دی۔

ایک نظر اُسکے پُھول سے گال کو دیکھ کر اُس نے روئی پر دوائی لگا کر لَیلیٰ کی جانب ہاتھ بڑھایا تو وہ نا سمجھی سے پیچھے ہوئی۔

"آپ کا گال!" وضاحت کر کے اُس نے لَیلیٰ کو کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر آہستگی سے، نرمی سے روئی گال پر بنتے زخم پر پھیری۔

سسکی کے ساتھ لَیلیٰ کی ایک آنکھ سے آنسو چھلک کر سُبکتگین حیدر کے ہاتھ کی پُشت پر جا گرا۔ چونک کر سیاہ آنکھیں اُٹھیں اور بادامی بھیگتی آنکھوں سے ٹکرائیں۔ باہر صحن میں لگے بہار کے پُھول تیز ہوا کے جُھونکے پر شاخوں سے ٹوٹ کر بکھرتے ہوئے کُھلی کھڑکی سے اندر آ کر اُن دو لوگوں کے دامن میں آ گرے جن کی کائنات ساکن ہو چکی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

تھی، جِن کی حیات تھم گئی تھی۔ گُلِ لَیلیٰ کے دامن میں گِرے پتے مہکتے رہے، خُوشبُو لُٹاتے رہے جبکہ سُبکتگین حیدر کے دامن میں گِرے پھُول سُوکھ کر اپنی پہلی سی خُوشبُو اور رنگت کھو بیٹھے۔

✓اے بہار! تُجھ کو اِس کی کیا خبر

اے نگار! تُجھ کو کیا پتہ

دِل کے فاصلے کبھی نہ مِٹ سکے

اِنتہائے قُرب سے بھی کیا

سب کی اپنی اپنی شخصیت الگ

سب کا اپنا اپنا زاویہ

وہ بھی پھُول تھے جو ہار بن گئے

وہ بھی پھُول تھا جو جَل گیا۔۔۔

(مُصطفیٰ زیدی)

* * * * * * *

پریشانی اور گھبراہٹ سے اندر آتے بابا کو دیکھ کر وہ جو سُبکتگین کے جانے کے بعد دو گھنٹے سے وہیں بیٹھی تھی، چونک کر اُنکو دیکھنے لگی جو تیزی سے اُسکی جانب بڑھے تھے۔

"سُبکتگین کہاں ہے؟" اُنکا انداز کہیں سے بھی نارمل نہیں تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیا ہوا بابا؟" اُنکے کانپتے، سَرد ہاتھوں کا تھام کر اپنے برابر بٹھاتے ہوئے پریشانی سے اُنہیں دیکھا جو زرد ہوئے جا رہے تھے۔

"سُبکتگین کہاں ہے؟" اُنکی سُوئی جیسے ایک ہی جملے پر اٹک گئی تھی۔

"ابھی گئے ہیں۔ میں نے بینڈیج کر دی تھی، بابا۔" وہ سمجھ گئی کہ کہیں سے سُن چُکے ہوں گے تبھی تسلی سے اُنکا ہاتھ سہلایا۔ چونک کر احمد حسن نے اُسکے چہرے کو دیکھا جہاں ماتھے پر سُرخ نشان جبکہ زخمی گال پر بینڈیج لگی تھی۔ آنسوؤں کے مِٹے نشانات اُسکے چہرے پر اَب بھی نمایاں تھے۔ یقیناً سُبکتگین کے یہاں سے جانے کے بعد رُوتی رہی ہو گی کیونکہ گُلِ لَیلیٰ کبھی، کسی کے سامنے نہیں روتی، اپنے والدین کے سامنے تک نہیں۔

"تم۔۔۔ ٹھیک ہو بیٹا؟" اُسکے دونوں ہاتھ اُنہوں نے خوف کے ساتھ مضبوطی سے یوں جکڑ لیئے جیسے اُسکو کہیں نہیں جانے دیں گے۔

"میں ٹھیک ہوں، بابا۔ آپ تسلی رکھیں۔" نرم تسلی پر اُنہوں نے گہرا سانس لیا اور اُسکی جانب توجہ سے متوجہ ہوئے۔

"کہاں چلا گیا، سُبکتگین؟"

"مُجھے نہیں معلوم۔ اپنے گھر یا آفس۔"

"تم۔۔۔ تمہیں کِس نے اغواء کیا؟" اُنکے خدشات پر لَیلیٰ نے ٹھٹک کر بغور اُنکا پھیکا پڑتا چہرہ دیکھا۔

بات یقیناً کچھ اور تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اغوا نہیں بابا۔ بس وہ آدمی مُجھ سے کچھ پوچھنا چاہتا تھا۔" اُسکے بے پرواہ انداز پر احمد صاحب سنبھل کر بیٹھے۔

"کیا پوچھنا چاہتا تھا اور بات پوچھنے کا یہ کونسا طریقہ ہوتا ہے؟" اعصاب جگہ پر آنے لگے تھے۔

"پہلے اُس آدمی نے بوتیک آکر پُوچھ تھا مُجھ سے مگر اُسکی بکواسیات پر میں نے اُسے چلتا کر دیا۔" نظریں پھیر کر بات بتائی گئی۔

"کیا پوچھنا تھا؟" اُنکے رونگھٹے کھڑے ہونے لگے۔ کہیں وہ لوگ اُنکو ڈھونڈ کر یہاں تک تو نہیں پُہنچ گئے؟ کہیں اُنہیں دیر تو نہیں ہو گئی؟؟

"سُبک۔۔۔ سُبکتگین کے بارے میں۔ شاید اُنکی جان پہچان کا کوئی آدمی تھا۔" اُسکی اگلی جھجھکتی اطلاع اُنکے لیئے کسی دھماکے سے کم نہیں تھی۔

"سُبکتگین کا؟ ل۔۔۔ لیکن تم سے کیوں؟" کانوں میں پھر سے خبریں گونجنے لگیں۔ وہ ہتک آمیز باتیں اور تقریریں۔

"اُس آدمی کو کوئی غلط فہمی تھی شاید۔" آگے ہو کر ٹیبل سے پانی کا جگ اُٹھا کر پانی کا گلاس بَھرتے ہوئے اُس نے لہجہ سرسری رکھا۔

"کیسی غلط فہمی؟" آج تو احمد حسن بھی بال کی کھال نکالنے بیٹھ گئے تھے۔ ایک طرف کی پریشانی ختم ہوئی تھی تو سُبکتگین کی جانب سے لاگو ہونے لگی۔

"مُجھے کیا معلوم، بابا۔ میں نے بس بتا دیا کہ میری حمزہ سے منگنی ہوئی ہے۔" اُسکے پہلو تہی پر احمد حسن ہک دَق رہ گئے۔ اُنکو اِس بات کی اچھی طرح سمجھ آگئی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اُنکو یہ غلط فہمی کیونکر ہوئی؟" اُنکی کم علمی پر لَیلیٰ نے اُنکو دیکھ کر پانی کا گلاس اُنکی جانب بڑھایا۔

"ہر دوسرے دِن تو آپ بھاگے بھاگے اُسکے پاس پُہنچ جاتے ہیں۔ اُسکو گھر میں ناں، ناں کے باجود گھسیٹ لاتے ہیں۔" وہ تو جیسے اُکتانے لگی۔ اعصاب ابھی تک جگہ پر نہیں آئے تھے۔

"پھر ایک، دوبار میری بوتیک بھی آئے تھے۔" وہ اپنے باپ سے کوئی بات مُخفی نہیں رہ سکتی تھی۔

"سُبکتگین کا۔۔۔ وہاں کیا کام؟" اُنکو جیسے واقعی سمجھ نہیں آئی۔ جتنا وہ حمزہ اور نثار حیدر سے اُسکی پُھولوں سے چِڑ کو سُن چُکے تھے، اُنکا تعجب بنتا تھا۔ نثار حیدر نے دعوت کے موقع پر سُبکتگین کے دیئے گئے لیونڈرز پر حیرانگی میں اُنہیں بعد میں سب بتایا تھا۔

"پُھول کی دُکان پر کیوں آتے ہیں لوگ؟" باپ کے متفکر چہرے کو دیکھ کر اُس نے میٹھا سا مُسکرا کے طنز کرنا ضروری سمجھا۔ احمد صاحب نے اُسکے چہرے کو دیکھا اور پِھر جیسے ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دیئے۔ اِس واقعے نے اُنکی سوچ کو نیا رُخ دے دیا تھا۔ آج کے دِن اُنکو بہت کچھ سوچنا اور کرنا تھا کیونکہ وہ اپنے دو محبوب رشتوں کو مشکل اور آزمائش میں نہیں ڈال سکتے تھے۔

"کیا سوچنے لگے؟" اُنکے سوچتے تاثرات چونکا دینے والے تھے۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ شادی کی تاریخ اِسی مہینے کی رکھ دوں۔" وہ تو جیسے ہتھیلی پر سَرسوں جمانے کے چکر میں تھے۔ ماہ پارہ نے اُنکو دعوت والے دِن یہی کہا تھا مگر تب اُنکو مُناسب نہیں لگا۔

"کیا ہو گیا ہے، بابا۔" اُسکی حیرانگی بہت زیادہ تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں نہیں چاہتا لوگ تمہارے اور سُبکتگین کے بارے میں غلط باتیں بنائیں۔ پہلے ہی میڈیا پر اُسکی اِتنی کردار کُشی کی جا رہی ہے۔" اُنکی وضاحت پر لَیلیٰ کا دماغ بھک سے اُڑا۔ وہ سب لوگ اُسکی نظروں کے سامنے گھوم گئے جو اُس وقت معاملہ سُلجھانے کے بجائے سُبکتگین کی ویڈیوز ثوابِ دارین سمجھ کر بنا رہے تھے۔

"تم آج کے بعد زیادہ بات مت کرنا سُبکتگین سے اور گھر سے باہر بالکل بھی مت مِلنا۔" اُنکی اگلی ہدایت پر لَیلیٰ کے چہرے نے تیزی سے رنگ بدلا۔

"بابا! ک۔۔۔ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ میں۔۔ میں کیوں مِلنے لگی وہ تو اِتفاق سے آتے جاتے۔۔۔" اُسکو اُنکی جانب سے اِیسے کسی سختی کی اُمید نہیں تھی تبھی ہک دَق رہ گئی جبکہ احمد حسن صاحب کو اُسکے ششدر تاثرات اور الفاظ پر نظریں چُرا لینی پڑیں۔

"آپ۔۔۔ اِیسے کیسے کہہ سکتے ہیں، بابا؟" اُنکو نظریں چُراتے دیکھ کر اُسکے جو تکلیف ہوئی اُسکو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

"بس جو کہہ رہا ہوں اُس پر عمل کرو تم۔" لہجے مزید سخت ہوا۔

"ٹھیک ہے، آئندہ کے بعد مُجھے وہ گھر بھی بھی نظر نہ آئے۔" بہت کچھ ضبط کر کے تیزی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں تمہارے بَھلے کے لیئے کہہ رہا ہوں، بیٹا۔" اُسکو یوں اُٹھتے دیکھ کر اُنکو تاسف گھیرنے لگا مگر لَیلیٰ نے کچھ نہیں کہا۔

"آج دُنیا باتیں بنا رہی ہے کل کو حمزہ بھی بنائے گا۔ میں تمہیں یہاں تحفظ دینے لایا ہوں لوگوں کی نظروں میں رسواء کرنے کے لیئے نہیں۔" اُسکو بغیر کچھ کہے جاتے دیکھ کر وہ پیچھے سے اُونچی آواز میں وضاحت کرتے رہے مگر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

گُلِ لَیلیٰ کا دِل بہت بُری طرح ٹوٹا تھا۔ اُسے بابا سے اِیسی الفاظ اور تنبیہہ کی اُمید نہیں تھی۔ پوری دُنیا اِیسا کہتی مگر وہ نہیں۔ گُلِ لَیلیٰ کیسے اُنکا سَر جُھکا سکتی تھی، کیسے مان توٹ سکتی تھی؟؟؟

کمرہ کا دروازہ بند کر کے دروازے کی پُشت سے ٹیک لگا کر نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ چند پل یونہی بے یقینی اور حیرت سے بادامی آنکھیں خلا کو گھورتی رہیں اور پھر آنسو قطرہ قطرہ اُن آنکھوں سے لڑیوں کی صورت بہنے لگے۔ دِل میں پنپتی ہمدردی، ترحم اور حِزن گُھٹ گُھٹ کر سِسکنے لگیں۔ چہرہ گُھٹنوں پر رکھ کر اُس نے خود کو بہت سارونے کی اِجازت دے دی۔ کراچی آنے سے تین مہینے پہلے کے جمع کر رکھے آنسوؤں کو بہنے کا راستہ مِل گیا تھا۔

✓ پتھر ہے تیرے ہاتھ میں یا کوئی پھُول ہے

جب تُو قبول ہے تو تیرا سب کچھ قبول ہے

پھِر تُو نے دے دِیا ہے نیا فیصلہ مُجھے

سَر پر ابھی تو پچھلی مُسافت کی دُھول ہے

تُو یار ہے تو اِتنی کڑی گُفتگو نہ کر

تیرا اصول ہے تو میرا بھی اصول ہے

لفظوں کی آبرو کو گنواؤ نہ یوں عدیم

جو مَانتا نہیں، اُسے کہنا فضول ہے۔۔۔

(عدیم ہاشمی)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

چہرہ ایک جھٹکے سے اُٹھا کر ہاتھ کی پُشت سے آنسو صاف کر کے لَیلیٰ تیزی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ کِس سوگ میں رو رہی ہے؟ اُسکی فطرت یوں چھوٹی موٹی باتوں پر رونے دُھونے والی نہیں ہے۔ ٹھیک ہے اُسکو بابا کی بات، اُنکی سختی اور تنبیہہ بُری لگی تھی مگر اِس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ بابا کے بارے میں بد دِل ہو۔ پوری دُنیا غلط ہو سکتی ہے مگر اُسکے بابا، احمد حسن نہیں۔ اُنکو ناراض کرنے کا گُلِ لَیلیٰ سوچ بھی نہیں سکتی۔ اُٹھ کر صوفے پر آئی اور پھر دوپٹا سَر سے اُتار کر بالوں کی چُٹیا کھول کر کیچر میں باندھنے کے بعد، سائیڈ ٹیبل کی دراز سے کھانے پینے کا سارا سامان اکھٹا کر کے ٹیبل پر رکھ کر دیوار پر نصب ایل-سی-ڈی کو لگاتے ہوئے اُس نے چپس کا پیک کھولا اور پھر اپنے پسندیدہ کینیڈین ایکٹر کی "John Wick" سیریز کا چیپٹر 4 پورے اِنہماک اور یکسُوئی سے دیکھنے لگی۔ کرائم، تھرلر دیکھتے ہوئے وہ ہر غم بُھول جاتی تھی۔ جیسے جیسے فلم آگے بڑھتی جا رہی تھی چپس اور کولڈ ڈرنک کے خالی پیکٹ اور بوتل میں اِضافہ ہونے لگا۔ یہاں میں آپ کو بتاتی جاؤں کہ گُلِ لَیلیٰ ایک اِیسے عارضے کا شکار ہے جِس میں اِنسان کو اُداسی اور خوشی کی کیفیت طاری ہوتے ہی شدید بُھوک کا حملہ ہوتا ہے جسے عام زُبان میں "Emotional eating" بھی کہا جاتا ہے۔

"آپ کو آفس نہیں آنا، بالکل بھی۔" جیپ سرکاری عمارت پُہنچ کے اُس نے آدم ثقلین کی تاکید کو گھاس تک نہیں ڈالی۔ گاڑی پارکنگ میں کھڑی کی اور سامنے میڈیا کا جم غفیر دیکھتے ہوئے آہ بَھر کر رہ گیا۔ وہ کوئی سلیبرٹی یا سیاست دان نہیں تھا پِھر بھی یہ سمجھ سے باہر تھا کہ لوگوں کو ایک اَسیسٹنٹ کمشنر کی زندگی میں کیوں اِتنی دلچسپی ہو رہی ہے۔ یہ ہماری سمجھ سے باہر تھا، سُبکتگین حیدر کی سمجھ سے نہیں کیونکہ اُسے لوگوں کی دلچسپی کے سارے اَسباب معلوم تھے۔ لوگوں کی نظر جیسے ہی اُس تک گئیں سب اپنے کیمرے، موبائل فون اور اِنتہائی لمبے سٹینڈ والے مائیک

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سنبھالے اُسکی جانب لپکے جو گلے میں سفید رنگ کی شال لٹکائے، سیاہ گھنی پلکیں سُکیڑ کر اُن سب کو اپنی جانب ایک دوسرے کو دھکے دیتے ہوئے دوڑ کر آتا دیکھ رہا تھا۔

"سنبھل کر!" ایک لڑکی نے اپنے سے بھی بڑا کیمرے کا سٹینڈ اُٹھا رکھا تھا تبھی اُسکے ہونٹوں سے برجستہ نِکلا۔ اچھی طرح کھانے کے بعد اعصاب جگہ پر آتے ہی گُلِ لَیلیٰ جِس وقت کمرے سے باہر نکلی، احمد حسن پوری توجہ سے ایل-ای-ڈی کی جانب متوجہ تھے۔ وہ جو کچن میں جانے لگی تھی، کانوں میں پڑتی آواز پر ساکن ہوئی اور پھِر چہرہ پھیرا۔ دیوار پر نصب سکرین اُسکی آنکھوں کے سامنے صاف نمایاں تھی جِس میں اے-سی سُبکتگین حیدر اپنے آفس کی سرکاری عمارت کے باہر میڈیا کے نرغے میں سَر اُٹھا کر، سنجیدہ چہرے کے ساتھ کھڑا تھا۔

"آپ نے سلیم کیانی کو کیوں اِتنی بُری طرح سب کے سامنے مارا؟" سوال کرنے والے وہی تھے جو سب جانتے تھے مگر مرچ مصالحے لگائے بغیر میڈیا کو سکون نہیں مِلتا۔

"آپ لوگ اِتنے ہی اَنجان ہیں یار ریٹنگز کے لیئے بنتے ہیں؟" اُسکے طنزیہ سوال پر اُس آدمی کو کوئی خجالت نہیں ہوئی کیونکہ ظاہر ہے میڈیا میں ہونے کے لیئے طبیعت سے ڈھیٹ ہونا بے حد ضروری ہے۔

"سلیم کیانی سے آپ کی کیا دُشمنی ہے؟" اگلا سوال تیار تھا۔

"آپ لوگوں کو کیا لگتا ہے؟" وہ تو جیسے اپنے پَروں پر پانی نہیں پڑنے دے رہا تھا۔ سب نے کِھسیا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ لَیلیٰ خاموشی سے اُس چہرے کی بے پرواہی دیکھتی رہی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"وہ لڑکی کون تھی جِسکی وجہ سے آپ اِتنی جارحیت پر اُتر آئے؟" اگلا سوال ماحول میں سکوت طاری کر دینے والا تھا۔ سُبکتگین حیدر کے چہرے کے تاثرات، ہر کسی نے بدلتے محسوس کیئے۔ احمد حسن صاحب نے چہرہ پھیر کر ہال کے دروازے پر اِیستادہ گُلِ لَیلیٰ کو بے طرح حیران ہو کر دیکھا۔

"کونسی لڑکی؟" کیا ہی بے نیاز انداز تھا۔ میڈیا والے ایک دوسرے کو شبہات سے دیکھنے لگے۔

"مُجھے کسی لڑکی کا معلوم نہیں۔ میں تو اپنا پُرانا حساب چُکتا کرنے گیا تھا۔" اُسکی زُبان میں ذرا لڑکھڑاہٹ نہیں تھی۔ اُسکو بات بدلنے میں کمال حاصل تھا۔ اپنے کمرے میں بیٹھ کر اُسکو تنفر سے دیکھتی ہالہ سرور نے نفرت سے مُٹھیاں بھینچ لیں۔

"تو پھر آپ اُس لڑکی کو اپنے ساتھ کیوں لے کر گئے؟" اگلا سوال بڑی احتیاط اور الفاظ کے چُناؤ کے بعد اُسکے سامنے رکھا گیا کیونکہ وہ سَرد نظریں ہڈیوں میں گُھس جانے والی تھیں۔

"تو کیا وہیں سلیم کیانی اور آپ جیسے لوگوں میں چُھوڑ دیتا؟" وہ اَب اُکتانے لگا جبکہ میڈیا والے جو کسی سنسنی خبر کے مُنتظر تھے، اپنا سا مُنہ لے کر رہ گئے۔

"آپ کو معلوم تھا کہ۔۔۔"

"مُجھے نہیں معلوم تھا کہ گاڑی میں ایک لڑکی بھی ہے۔" سوال قطع کر کے اُس نے سختی سے تردید کی۔ وہ سب اُسکا قیمتی وقت ضائع کر رہے تھے۔ لَیلیٰ نے تھکتا سانس لیا۔ کوئی اَن دیکھا بُوجھ سا اُسکے اعصاب سے سرکنے لگا جو سُبکتگین حیدر جاتے وقت اپنی موجودگی، اپنی الفاظ سے اُسکے دِل پر دَھر گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"چار سال جیل میں گُزارنے کے باجود آپکو معلوم نہیں ہو سکا کہ ہر بات کا جواب ہاتھا پائی اور مار دَھاڑ نہیں ہوتا۔" اگلی رائے سُبکتگین حیدر کی طرف سَنساتی گولی کی طرح آئی۔ پلٹتی گُلِ لَیلیٰ کے قدموں تلے سے زمین کھینچ لی گئی۔ کرنٹ کھا کر پلٹتے ہوئے اُس نے سکرین پر واضح ہوتے چہرے کو دیکھا جو برف کی طرح سَرد تھا۔ اُن آنکھوں کی کاٹ رگیں کاٹ ڈالنے والی تھیں۔ وہ تاثرات ہڈیوں تک میں گُھس کر برف کر دینے والے تھے۔

"سمجھ آگئی ہے تبھی تو آپ کو کچھ کہے بغیر جا رہا ہوں۔" کُھردرے لہجے میں کہتے ہوئے اُن سب کو نظر انداز کر کے آگے بڑھا اور سب بوکھلا کر تیزی سے پیچھے ہوئے۔ اُن سب کے بھانت بھانت کے سوالات لمحے بَھر کو تھمے مگر سب پِھر سے اُس پر سوالوں کی بوچھاڑ کرنے لگے جنہیں سِرے سے نظر انداز کر کے آگے بڑھ کر سُبکتگین حیدر سیڑھیاں عبور کرتے ہوئے سرکاری عمارت میں داخل ہو گیا۔

✓ اپنا اندازِ جُنوں سب سے جُدا رکھتا ہوں میں

چاک دِل، چاک گریباں سے سِوا رکھتا ہوں میں

ہے خود اپنی آگ سے ہر پیکرِ گُل تابناک

لے ہوا کی زَد پہ مٹی کا دِیا رکھتا ہوں میں

میں کہ اپنی قبر میں بھی زندہ ہوں گھر کی طرح

ہر کفن کو اپنے گِرد اِحرام سا رکھتا ہوں میں

دَشتِ غُربت میں ہوں آوارہ، مثالِ گردِ بار

کوئی منزل ہے نہ کوئی نقشِ پَا رکھتا ہوں میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

میرا سایہ بھی نہیں میرے اُجالے کے بغیر

اور اُجالے کا تصور خواب سا رکھتا ہوں میں۔۔۔

✓ سڑک کنارے کھڑے درختوں سے پوچھتی ہوں

کوئی گُزرتا بھی ہے کہ بس عادتاً ہرے ہو۔۔۔

(حمیدہ شاہین)

عصر کی نماز پڑھ کر بوتیک میں رش کم ہوتے ہی کچھ دیر کی ہواخواری کے لیئے وہ زارا کو بتا کر پچھلے جنگل کی طرف چل پڑی۔ یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ جب سے ایبٹ آباد آئی تھی تب سے ہی اُسکی نظر اِس جنگل پر تھی۔ اِرد گرد توجہ اور شوق سے دیکھتے ہوئے اُسکے قدم آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ خاموش، گھنا، دِلفریب جنگل اِس قدر خوبصورت تھا کہ گُلِ لَیلیٰ سحر زدہ ہونے لگی۔ ایبٹ آباد میں جیسے قدرت نے کوئی اِسم پھُونک رکھا تھا۔ کل ہونے والی بارش کے سبب جہاں سبزہ دُھل کر آنکھوں کو تراوہٹ پُہنچا رہا تھا وہیں خُنکی ماحول کو مزید خوشگوار کر رہی تھی۔ ہاتھ میں تھامی سکیچ بُک کو ایک نظر دیکھ کر اُس نے اطراف میں بیٹھنے کی جگہ تلاش کی اور پھر دریا کے کنارے پتھر پر بیٹھ کر مُسکراتی آنکھوں سے آہستگی سے بہتے پانی کو دیکھنے لگی۔ کچھ ہی لمحے گُزرے کے عقب سے آتی قدموں کی آہٹ پر چونک کر چہرہ پھیرا۔ درختوں کے جُھنڈ سے نکل کر آتے سُبکتگین حیدر کو دیکھ کر اُسکی دھڑکن تھمی مگر پھر وہ لمحہ آیا اور کسی کو خبر کیئے بغیر دبے پاؤں گُزر گیا۔ سُبکتگین کی نگاہ اُس تک نہیں گئی تھی تبھی لاپرواہی سے پُشت پر ہاتھ باندھے آگے بڑھ رہا تھا یوں جیسے یہاں آتے رہنا اُسکا معمول ہو۔ ماحول میں کچھ مُختلف محسوس ہوتے اُس نے سامنے نگاہ کی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اور دریا کے کنارے پتھر پر بیٹھی گُلِ لَیلیٰ کو دیکھ کر ٹھہر گیا۔ لَیلیٰ کا جِسطرح چہرہ سنجیدہ ہوا اِس سے صاف ظاہر تھا کہ اُسکو سُبکتگین حیدر کی آمد پسند نہیں آئی تبھی سُبکتگین آہستگی سے پلٹا۔

"مُجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔" لَیلیٰ سکیچ بُک پتھر پر رکھ کر تیزی سے کھڑی ہوئی۔ گہرا سانس لے کر سُبکتگین اُسکو دیکھے بغیر پلٹ کر اُسکی جانب آیا اور بہتے دریا کی جانب چہرہ کر کے کھڑا ہو گیا۔

"میں سُن رہا ہوں۔" اُسکی خاموشی پر سُبکتگین کو اپنے ہمہ تن گوش ہونے کا ثبوت دینا پڑا۔

"مُجھے اُمید ہے آپ میری بات سمجھیں گے اور بُرا نہیں منائیں گے۔" بات کے آغاز میں ہی حفظِ ماتقدم کے طور گُلِ لَیلیٰ نے واضح کیا۔

"بابا بہت پریشان رہتے ہیں۔" اُسکی بات پر سُبکتگین کی بے دَاغ پیشانی پر شِکنیں پھیلیں۔

"پہلے بھی رہتے تھے لیکن پرسوں سے زیادہ ہیں۔ وہ آپ سے بہت لگاؤ رکھتے ہیں لیکن آپ کو ہمارے گھر نہیں آنا چاہیئے نہ ہی میرے بوتیک۔ بے شک آپ ضروری کام سے آتے ہوں، بے شک بات وہ نہیں ہے لیکن پِھر بھی جِتنی مُنہ اُتنی باتیں۔" نظریں پھیر کر اُس نے روانی مگر بے ربطی سے کہہ دیا۔ وہ جانتی تھی کہ اُسکی بات برابر کھڑے شخص کو بُری لگ سکتی ہے مگر وہ اپنے باپ کو کسی آزمائش، مُشکل یا پریشانی میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اُسکے لیئے ہمیشہ سے اہم اور اوّل اُسکے بابا ہی تھے۔

"بہتر!" اُسکی خاموشی پر سُبکتگین سمجھ گیا کہ بات یہی ہے۔ اُس مُختصر جواب کے بات کچھ کہنے کی گُنجائش بچتی نہیں تھی۔ کئی لمحے دبے پاؤں اُنکے پاس سے گُزرتے چلے گئے اور پِھر سُبکتگین واپس جانے کو پلٹا۔ اُسکو جاتے دیکھ کر لَیلیٰ نے پتھر پر پڑی سکیچ بُک اُٹھائی اور چند کاغذ پھاڑ کر دریا کے عین پاس گُھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ جاتے سُبکتگین نے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

پیچھے پلٹ کر اُسکو اور پھر آسمان پر گہری ہوتی شام کو۔ گُو کہ مغرب کا وقت دُور تھا مگر موسم کی وجہ سے زیادہ جلدی اندھیرا طاری ہو سکتا تھا۔ کچھ سوچ کر اُنہی قدموں سے واپس تک آیا اور قدرے آگے کو ہو کر اُسے دیکھا جو کاغذ کی کشتیاں پوری جانفشانی سے بنا رہی تھی۔

"آپ کو اِس وقت اپنے گھر ہونا چاہیئے۔ پرسوں کا واقعہ بُھول گئی ہیں؟" پیچھے سے آتی گھمبیر، سنجیدہ آواز پر دِل پر ہاتھ رکھ کر چہرہ پھیرا۔ اُسے لگا کہ وہ جا چُکا ہو گا اور اُس چہرے کو بغور دیکھتے سُبکتگین نے نظریں پھیر لیں۔

"نہیں! بس یہ کشتیاں بہالوں۔" چہرہ واپس پھیر کر آہستگی سے بتایا۔

"محاورے میں تو جلاتے ہیں۔" پُشت پر ہاتھ باندھتے ہوئے اُسکو کشتی بناتے پوری دلچسپی سے دیکھنے لگا۔

"اصل مفہوم کشتیوں کے جلانے میں نہیں ہے۔" اُس اِسرار بَھرے انداز پر سُبکتگین حیدر کے جُھکے چہرے کو مُسکراہٹ چُھو گئی۔

"پھر کِس میں ہے؟" وہ جو بیگانہ ہونے کا عہد کر کے جا رہا تھا، نہیں رہ سکا۔

"بناوٹ میں ہے۔" مُختصراً کہہ کر اُس نے کشتی بنا کر آنکھوں کے سامنے کی اور مُسکرا دی۔ سُبکتگین حیدر کے گلے میں گلٹی اُبھر کر معدوم ہوئی اور پھر اُس نے چہرہ اُٹھا لیا۔

"یعنی؟" سُبکتگین واقعی اُسکا مفہوم جاننا چاہتا تھا۔

"جو کشتی لکڑی کی بنی ہوئی ہو اُسکو جلاتے ہیں اور جو کاغذ کی ہو اُسکو پانیوں کے حوالے کرتے ہیں یعنی ہر شے کو اُسی کے سُپرد کر دیا جاتا ہے جِس سے وہ تحلیل ہو جائے۔" لہجے میں بے حد گہرائی پنہاں تھی۔ سُبکتگین حیدر کو بے اِختیار چہرہ جُھکا کر اُسے دیکھنا پڑا جِسکو وہ دوبارہ اِیسے ساز گار حالات میں نہیں دیکھنے والا تھا۔ اعصاب پر جیسے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

بھاری بَرف کی سِل آ گِری۔ خاموشی پر لَیلیٰ نے چہرہ پھیرا۔ وہ قدم اُسکے برابر سے جا چُکے تھے۔ سُبکتگین حیدر اَب وہاں نہیں تھا۔ سَر جھٹک کر اُس نے جُھک کر کاغذ کی کشتیوں کو پانی میں اُتار دیا۔ دُرختوں کے جُھنڈ کے پَرے اُوجھل ہو جانے سے قبل سُبکتگین حیدر نے پلٹ کر گُلِ لَیلیٰ کو کشتیاں گہرے پانیوں کے سُپرد کرتے دیکھا اور پِھر اپنے راستے کی جانب بڑھ گیا۔

✓اُس نے کاغذ کی کئی کشتیاں پانی پر اُتاریں

اور یہ کہہ کر بہادیں کہ سمندر میں ملیں گے۔۔۔

آج وہ ماہ پارہ اور حمزہ کے ساتھ شاپنگ کے لیئے آئی تھی تبھی ماہ پارہ آگے نِکل گئی تو حمزہ اُسکے برابر چلنے لگا۔

"ویسے تمہیں نہیں لگتا ہمیں شادی سے پہلے زیادہ سے زیادہ مِلتے رہنا چاہیئے۔" حمزہ کی شوخی پر کان دَھرے بغیر وہ پوری دلچسپی سے کپڑوں کو دیکھنے لگی حالانکہ اُسکو خریداری کا بالکل بھی شوق نہیں تھا۔

"کِتنی بُور لڑکی ہو تم۔" حمزہ اُسکی توجہ کپڑوں پر دیکھ کر تلملا کر رہ گیا۔

"کل ہم کہیں ڈنر کرنے چلیں۔" وہ ایک اور ٹرائی ضرور کرنا چاہتا تھا۔ لَیلیٰ نے پلٹ کر اُسکو سخت نظروں سے دیکھا اور پِھر بولی

"ٹھیک ہے! تمہاری فیملی ہمارے گھر آ جائے۔" انداز بہت مدلل تھا۔

"میں اپنی اور تمہاری بات کر رہا ہوں۔ اپنے کچھ دوستوں سے تمہیں مِلوانا چاہتا ہوں۔" حمزہ کو اُسے رام کرنا ہی تھا۔ سارے کلاس فیلو نہا دُھو کر پیچھے پڑ گئے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ماہ پارہ آنٹی ویسے بھی جلدی شادی کرنے کا سوچ رہی ہیں تو تم اُن سب کو بھی دعوت دیں لینا۔" سنجیدگی سے کہہ کر آگے بڑھی۔

"اگر شادی نہیں ہوئی؟ کم اَز کم منگنی کا تو فائدہ ہونے دو مُجھے کچھ۔" حمزہ کی اگلی بات پر لَیلیٰ ٹھٹکی اور پھر تعجب سے چہرہ پھیرا۔

"اِیگزیکٹلی! تو پھر میں کیوں مِلتی پھروں ایرے غیرے سے۔" اِنتہائی اطمینان سے جواب پیش کیا گیا۔ حمزہ پل بھر کے لیئے اُس لڑکی کی زُبان درازی پر تھم گیا۔ تلملا کپڑوں کی دوسری قطار میں جاتی لَیلیٰ کو اُس نے دیکھا اور پھر جیب سے سیل فون نکال کر نمبر مِلاتے ہوئے کان سے لگایا۔

"نہیں مانے گی۔ بہت ٹیڑھی کھیر ہے۔" اَب لہجہ پچھلے والے حمزہ کے انداز سے بے حد مُختلف تھا۔ یہ وہ لہجہ نہیں تھا جِس سے حمزہ نثار سب کے سامنے شوخی اور بے پرواہی سے بات کرتا تھا۔ اِس لہجے میں کچھ بہت عجیب سا تھا۔ کال مُنقطع کر کے سیل فون جیب میں ڈال کر چلتے ہوئے کپڑوں کی جانب پورے دھیان سے متوجہ لَیلیٰ کی جانب آیا۔

"اگر میں احمد انکل سے اِجازت لے لوں؟" عقب سے پوچھے گئے سوال پر ہینگ کیئے گئے کپڑے آگے پیچھے کرتی لَیلیٰ کے ہاتھ ساکن ہوئے۔

"بابا بھی گھر کی دعوت دیں گے۔" اُسکے انداز میں اطمینان تھا تبھی پلٹے بغیر کہا۔

"چلو! پھر دیکھتے ہیں۔" حمزہ نثار کے لیئے ایک اور چیلنج سہی۔

"اگر انکل نے اِجازت دے دی؟" اُسکے برابر آتے ہوئے اُس نے مُسکراتے ہوئے لَیلیٰ کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"پھر میں چلوں گی۔" وہ جانتی تھی اپنے بابا کو تبھی بے نیازی سے کہا جبکہ حمزہ کے چہرے کو فتح مند تاثرات نے چھو لیا۔

"اور اگر بابا نے اِجازت نہیں دی تو۔۔۔" یک دَم اُسکی جانب پلٹ کر لَیلیٰ نے سنجیدگی سی اپنی بات ادھوری چھوڑی۔

"تو۔۔۔" اُن سنجیدہ نظروں پر حمزہ نے بات مکمل کرنے پر زور دیا۔

"تو پھر تم یہ چھچھوری حرکتیں بند کر دو گے۔" حمزہ نثار کو اِیسی شرط کی اُمید نہیں تھی تبھی ہونق ہوا اور پھر قہقہ لگا کر ہنستا چلا گیا۔ کاؤنٹر سے پلٹتی ماہ پارہ نے اِشتیاق سے اُن دونوں کو دیکھا جِنکی بونڈنگ اُنکی سوچ سے زیادہ اچھی تھی۔ شاید سُبکتگین نے اُنکو اُکسانے کو، جلانے کو ویسے ہی کہہ دیا ہو۔ اِیسی ہی بات تھی ورنہ وہ ابھی تک قیامت برپا کر چُکا ہوتا۔ ماہ پارہ نثار جانتی تھی کہ سُبکتگین حیدر اپنے لوگوں کے بارے میں کِس قدر جذباتی ہے۔ وہ آسانی سے اپنا حق چھوڑنے والوں میں سے ہرگز نہیں تھا۔

"منظور ہے!" اُن نظروں پر قہقہ دبا کر اُس نے تسلیم کیا۔

"میں تمہیں ہارتا ہوا دیکھ کر بہت خُوش ہوں گا۔" حمزہ نثار بے حد محضوظ ہو رہا تھا مگر لَیلیٰ نے اُسکی شوخیاں کو پھر سارا راستہ بھاؤ نہیں دیا۔ واپسی پر بھی ماہ پارہ بیگم کے سوالات کے جوابات دیتی رہی اور حمزہ کی حرکتوں اور باتوں کو بڑی بے نیازی سے نظر انداز کرتی رہی۔ اَب جب ماں کے سامنے اِتنا شوخا ہو سکتا ہے تو اُسکو کوئی کیا ہی سمجھائے۔ اللہ اللہ کر کے گھر آیا اور وہ گاڑی سے اُتری۔ عجیب مصنوعی سا انداز تھا اِس فیملی کا سوائے۔۔۔ سَر جھٹک کر کُھلتے دروازے سے اندر چلی گئی۔ یہ جانے بغیر کے اُسکے بابا نے ماہ پارہ اور حمزہ نثار کو اندر بُلا لیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

۔۔۔

تھی کہ باہر گاڑی کا ہارن بجا اور یقیناً حمزہ نثار شرط جیتنے کی خوشی میں جلدی آ گیا تھا۔ جائے نماز تہہ کر کے حجاب اوڑھ کر اُس نے ٹیبل پر پڑی چادر اور کلچ اُٹھایا اور پھر تیز قدموں سے باہر نکلی۔ بابا وضو کرنے گئے ہوئے تھے ورنہ دروازہ کھول دیتے کیونکہ حمزہ تو ہارن پر ہاتھ رکھ کر سو گیا تھا۔

"تمیز سے، حمزہ!" اُسکو آتے دیکھ کر حمزہ نے مُسکرا کر کھڑکی کا شیشہ نیچے کیا۔

"مُجھے لگا کہیں شرط ہارنے کا غم نہ لگا لیا ہو۔" اُسکے محضوظ انداز کو لَیلیٰ نے واضح نظر انداز کیا۔

"اندر آ جاؤ پہلے۔ بابا نماز پڑھنے چلے جائیں گے۔" اُسکے کہے جانے پر حمزہ ٹس سے مَس نہیں ہوا جبکہ لَیلیٰ نے ناسمجھی سے اُسکے انداز دیکھے۔

"تمہارے بابا کو سُبک بھائی کے علاوہ کوئی نظر نہیں آ سکتا۔" وہ جیلس نہیں تھا مگر پھر بھی کچھ تھا اُسکے لہجے میں جِس نے گُلِ لَیلیٰ کو چونکا دیا۔

"اِتنا بھی مُشکل نہیں ہے بابا کی گُڈ بُکس میں شامل ہونا۔" اُس کا انداز سمجھانے والا تھا۔

"اُترنا ہے یا نہیں؟"

"نہیں!"

"مَرو یہیں۔" یہ لَیلیٰ اُونچا نہیں کہہ سکتی تھی۔

"میں بابا کو جانے کی اطلاع کر دوں۔" تحمل سے کہہ کر، پلٹتے ہوئے اندر چلی گئی۔ گُلِ لَیلیٰ اُس سے بے مقصد کی بحث کر کے بات خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بابا! میں حمزہ کے ساتھ جا رہی ہوں۔ مغرب کے بعد واپس آ جاؤں گی۔" لَیلیٰ کے کہے جانے پر احمد صاحب نے چونک کر لکڑی کے بند دروازے کو دیکھا اور پھر سادگی سے تیار لَیلیٰ کو۔

"اندر نہیں آیا، حمزہ؟ "

"کہہ رہا تھا دیر ہو رہی ہے تو میں نے سوچا آپ کو نماز بھی پڑھنی ہے۔" آگے بڑھ کر ساری ناراضگی بُھلائے اُس نے اُنکا بازو تھپکا اور پھر مُسکرا کر پلٹ گئی۔ احمد حسن کتنی ہی دیر تک بند ہوتے دروازے کو دیکھتے رہے۔

"تھان لپیٹنے کی کیا ضرورت تھی۔" گاڑی چلاتے حمزہ نے اُسکی شیشے کی چادر اور حجاب کو تنقیدی نظر سے دیکھا جبکہ اپنے خیالات میں مُنہمک لَیلیٰ نے چونک کر چہرہ پھیرا۔

"تمہیں میرے پہناوے سے کیا مسئلہ ہے؟" صاف ظاہر تھا کہ گُلِ لَیلیٰ کو حمزہ کی بے جا رائے سخت بُری لگی ہے۔

"میں تمہیں اپنے سرکل سے مِلوانے لگا ہوں اور تم اِیسے حُلیے میں۔۔۔" جان بُوجھ کر اُس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"تمہارے پہناوے پر جب میں رائے نہیں دے رہی تو تمہیں بھی حق نہیں۔" سنجیدہ لہجہ بہت کچھ باور کرواتا ہوا تھا۔ حمزہ نے موڑ کاٹتے ہوئے چہرہ پھیر کر تحیر سے اُسکے سنجیدہ تاثرات مُلاحضہ کیئے۔ برابر بیٹھی عورت سمجھ سے باہر تھی۔ اِیسے تُرکی بہ تُرکی جواب دیتی عورت پہلی بار دیکھی تھی اُس نے۔

"تم شروع سے ہی اِیسی بدزُبان، سَڑی بُھجی سی ہو؟" اَب کے ہمدردی سے پوچھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ڈنر کتنے بجے ہے؟" لَیلیٰ کسی کا اُدھار رکھتی نہیں تھی مگر یہاں اپنے بابا کا چہرہ آڑے آرہا تھا تبھی سوال بدل گئی۔

"نو بجے۔" حمزہ کے بتائے جانے پر اُس نے حیرانگی سے چہرہ پھیرا۔

"اِتنا لیٹ۔ میں تو بابا کو مغرب کے بعد آنے کا کہہ کر آئی ہوں۔" اُسکی پریشانی کو اَب حمزہ نے کوئی بھاؤ نہیں دیا۔

"کچھ نہیں ہوتا۔ پہلا ڈنر ہے، دیر سویر چل جائے گی۔" اُسکا انداز بے پرواہ تھا۔ باقی راستے لَیلیٰ نے پھر اُسکی بات پر بس ہوں، ہاں ہی کیا۔ اُسکو اپنے بابا کی پریشانی ہونے لگی تھی۔ "Food Planet" کے سامنے حمزہ نے گاڑی روکی۔

"تم یہاں نئی ہو تو معلوم نہیں ہو گا۔ یہ کافی مشہور ریسٹورنٹ ہے ایبٹ آباد کا۔" حمزہ کی اضافی معلومات پر لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر اِرد گرد رَش کو دیکھا جِس سے صاف ظاہر تھا۔ سَر ہلا کر گاڑی سے باہر نکلی جبکہ حمزہ قدرے ہٹ کر گاڑی پارک کرنے لگا۔ جگہ اچھی اور پُر سکون تھی۔ رش کے باوجود شور نہیں تھا۔ اُسے رش اور شور والی جگہ سے عجیب اُکتاہٹ اور بے زاری ہوتی تھی مگر خیر! اَب جب اُوکھلی میں سَر دے دیا تو کیا ڈرنا۔

"چلو۔۔!" حمزہ کی پُکار پر اپنے خیالات پسِ پُشت ڈال کر اُسکے ساتھ اندر ریسٹورنٹ میں داخل ہو گئی۔ باہر کی نسبت اندر کشادگی تھی۔ ڈارک تھیم بہت اچھا تاثر دے رہی تھی۔ حمزہ اُسے لیئے شیشے کے پاس ٹیبل پر آیا جہاں چار لڑکے بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ لَیلیٰ پہلے ٹھٹکی اور پھر اُن سب کے سلام کہنے پر جواب دیتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آپ واقعی حمزہ کی۔۔۔" اِس سے قبل اُسکا انٹرویو شروع کیا جاتا، حمزہ کا سیل فون بجنے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں ایک سکینڈ آیا۔یُو گائیز، کیری آن۔"لَیلیٰ کو کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر حمزہ تیزی سے منظر سے غائب ہو گیا۔چہرہ پھیر کر لَیلیٰ نے اُن چاروں کے مُسکراتے چہروں کو دیکھا۔

"آپ ریلکس رہیں!ابھی آجاتا ہے حمزہ۔"اُسکے چہرے کی سنجیدگی پر اُن میں سے ایک کو تسلی دینی پڑی۔

"آپ حمزہ کی کزن ہیں یا نئی فرینڈ؟"ایک اور سوال بڑے اِشتیاق سے آیا۔گُلِ لَیلیٰ نے چونک کر اُن سب کے چہرے کو دیکھا اور پھر اُس نے اپنے کلچ پر گرفت مضبوط کی۔

"حمزہ نے نہیں بتایا آپ کو؟"اُسے واقعی یقین نہیں آرہا تھا۔یہاں اُسکو تعارف کے بغیر لے کر آیا تھا۔اُن معنی خیز مُسکراہٹوں پر اُسکا چہرہ سُرخ ہونے لگا۔کیا سوچتے رہیں ہوں گے سب تب سے لے کر اَب تک۔

"نہیں!وہ کہہ رہا تھا سرپرائز ہے۔ویسے شرط حمزہ جیت چُکا ہے۔آپ واقعی بہت خوبصورت ہیں۔"اُس اگلی بات پر گُلِ لَیلیٰ کا دِل خوف اور کرائیت سے سُکڑ کر پھیلا۔وہ اِن نظروں اور اِیسے الفاظ کو سمجھتی تھی۔

"ایکسکیوز می!"بے ساختہ کُرسی دھکیل کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔حمزہ نہ جانے کہاں مَر گیا تھا۔

"ارے، آپ بیٹھیں تو۔"وہ سب ایک ساتھ بوکھلا کر کھڑے ہوئے۔

"کچھ آرڈر کرتے ہیں تب تک۔"ایک نے بات سنبھالنی چاہی۔

"جی نہیں، شکریہ!میں چلتی ہوں۔"کلچ کی سُنہری زنجیر کندھے پر لٹکائے کر جیسے ہی پلٹنے لگی، ایک لڑکا کرسی چھوڑ کر تیزی سے اُسکے آگے آیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اِیسے کیسے بھاگی جارہی ہیں مُحترمہ۔ حمزہ نے رات دس بجے تک کی شرط لگائی تھی۔" اُس لڑکے کے مُسکراتے چہرے کو کینہ توز نظروں سے دیکھتی لَیلیٰ کی نظر اُسکے آگے کو پھیلے ہاتھ تک گئی جسے لمبا کر کے وہ اُسکا راستہ روکے ہوئے تھا۔

"ہاتھ پیچھے کرو۔" بہت تحمل سے کہنا پڑا۔

"حمزہ کے آنے تک اِنجوائے کرتے ہیں۔" اور بس اِس بات پر گُلِ لَیلیٰ کا ضبط رُخصت ہوا۔ قبل اِسکے کہ اُسکا ہاتھ اُٹھ کر مُقابل کھڑے لڑکے کے مُنہ پر نشان چھوڑتا، پیچھے سے آکر کسی نے اُس لڑکے کا وہی ہاتھ جھٹک کر اُسکی پُشت سے لگاتے ہوئے کراہنے پر مجبور کر دیا۔ حیران رہ جاتی لَیلیٰ نے تیزی سے پلٹ کر پیچھے دیکھا اور پھر اُسکا سانس تھم گیا۔ سُبکتگین حیدر سخت تاثرات کے ساتھ اُس لڑکے کا بازو اُسکی پُشت سے لگائے اُسکی جانب متوجہ ہوا جو اِس ناگہانی آفت پر ششدر تھی۔

"آپ ٹھیک ہیں؟" لہجے میں بَلا کی اجنبیت تھی مگر محسوس نہیں ہو سکی۔

"اُوئے! میرا ہاتھ۔۔۔ چھوڑ۔" باقی لڑکے تو سُبکتگین کو دیکھ کر شرافت سے پیچھے ہوئے جبکہ اُس لڑکے کی دُہائی پر سُبکتگین نے اُسکا بازو چھوڑ کر اُسکے دوستوں کی جانب دھکیل دیا۔

"آپ جائیں!" لَیلیٰ کو دیکھے بغیر کہتے ہوئے اُس نے اُن چاروں لڑکوں کا خُون خُشک کر دیا۔ وہ اُسکو اچھی طرح جانتے تھے۔ لَیلیٰ جو اُسکو روکنے لگی تھی، کچھ سوچ کر تیز قدموں سے باہر نِکل گئی۔ اُسے یہاں سُبکتگین کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنے بابا کو پریشان نہیں کرنا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمیز تہذیب دوبارہ سیکھنے کی ضرورت ہوئی تو بتانا مُجھے۔" کرخت لہجے میں کہہ کر اُس نے کٹیلی نظروں سے اُن چاروں کو دیکھ کر دُبکنے پر مجبور کر دیا۔ اُسکا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ ایک رکھ کر اُن سب کو لگاتا، لگا بھی دیتا اگر جو اکیلا ہوتا۔ اُسکا لگایا پچھلا تماشا ابھی اِتنا پُرانا نہیں ہوا تھا۔ سیڑھیاں طے کر کے نیچے آیا تبھی اُس کی نظر قدرے سائیڈ پر کھڑی گُلِ لَیلیٰ سے ٹکرائی۔ وہ خود کو اِس رش میں مزید اجنبی نہیں رکھ سکا۔

"حمزہ کہاں ہے؟" عقب سے آتے استفسار پر لَیلیٰ نے پلٹ کر اُس بے تاثر چہرے کو دیکھا۔

"واللہ عالم!" اُسکا بھی لہجہ سنجیدہ ہوا۔ چند لمحے یونہی خاموشی سے گُزر گئے۔ سُبکتگین چہرہ پھیر کر ریسٹورنٹ کے دروازے کو مُنتظر نظروں سے دیکھنے لگا جبکہ لَیلیٰ گاڑی کو۔ اُسکا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ حمزہ کا چہرہ تھپڑوں سے سُرخ کر دیتی تبھی اُسکو حمزہ سیڑھیاں اُتر کر پریشانی سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے اُترتا نظر آیا۔ اِس سے قبل لَیلیٰ آگے بڑھتی، سُبکتگین سنجیدہ نظروں سے حمزہ کو دیکھ کر پیچھے، کم رش والی جگہ پر لے کر گیا۔ لَیلیٰ ٹھٹکی اور پھر تیزی سے اُنکے پیچھے لپکی تبھی اُسکی عین آنکھوں کے سامنے اُس نے سُبکتگین حیدر کو حمزہ پر ہاتھ اُٹھاتے دیکھا۔ ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اُسکو تیزی سے پیچھے ہونا پڑا جبکہ حمزہ چہرہ نیچے کو گِرائے، گال پر ہاتھ رکھے ششدر کھڑا رہ گیا۔ اُسکا بند کان اور سُلگتا گال اُسکی بے یقینی کو یقین میں ڈھالنے کو کافی تھی۔

"آپ نے۔۔۔" چہرہ اُٹھا کر بے یقینی سے اُس سے کہا تک نہیں گیا۔ سُبکتگین حیدر کی سَرد نظریں اُسکے الفاظ گُم کر گئی تھیں۔ وہ اپنے بھائی کے مزاج کو اچھی طرح جانتا تھا مگر یہ نہیں معلوم تھا کہ اپنے کسی کلائنٹ سے وہ یہاں مِل سکتا ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بکواس کی تھی نہ میں نے کہ حفاظت نہیں کر سکتے تو مت ذمہ داری اُٹھاؤ۔" اُسکے بھینچے رکھے جبڑے سیاہ داڑھی سے بھی واضح تھے۔ دیوار کے پاس کھڑی گُلِ لَیلیٰ کا دِل کئی زینہ نیچے سِرکتا گیا۔

"سمجھایا تھا کہ عورت کو غیر مَرد کے مجمعے میں نہیں لے کر جاتے مگر ہو نہ تم نثار حیدر کی اولاد۔" اپنا ہاتھ دوبارہ اُسکے گال تک جانے سے بامُشکل روک کر وہ دبا دبا غُرایا۔ حمزہ نثار آنکھیں پھیلا کر اُن سیاہ آنکھوں سے نکلتے شعلوں کو دیکھے گیا۔ آج سے پہلے اُس نے سُبکتگین حیدر کی اِیسی نظریں نہیں دیکھی تھیں۔ وہ ابھی تک ششدر، ایک ہاتھ گال پر رکھے بے یقینی سے کھڑا تھا۔ گُلِ لَیلیٰ کا دِل پانی بَن کر بہہ جانے لگا تبھی سُبکتگین کھینچتے اعصاب سے پلٹا۔ صِرف ایک پل کو نگاہ اُن پھیلی، فُسوں پھُونکتی آنکھوں سے ٹکرائی اور دوسرے ہی پَل اُسے یکسر نظر انداز کر کے اُسکے برابر سے ہو کر نکلتا چلا گیا۔ چہرہ پھیر کر لَیلیٰ نے اُسکی مضبوط پُشت کو دیکھا اور پھر ساکت و جامد حمزہ نثار کی جانب بڑھی۔

"حمزہ!" اُسکی پُکار پر حمزہ نے چونک کر اُسکو دیکھا اور پھر اُن آنکھوں میں خُون اُتر آیا۔ ایک جھٹکے سے لَیلیٰ کو گردن سے پکڑ کر پیچھے دیوار سے لگاتے ہوئے اُسکے چہرے کے تاثرات بگڑتے جا رہے تھے۔ وہ حملہ اِتنا اچانک اور غیر یقین سا تھا کہ گُلِ لَیلیٰ کو اپنے بچاؤ تک کا موقع نہیں مِلا۔ سانس بند ہوتا محسوس کر کے، کھانستے ہوئے اُس نے حمزہ کو پیچھے پوری قوت سے دھکیلنے کی کوشش کی مگر حمزہ نثار کا دماغ اُلٹ چُکا تھا۔

"تم نے مُجھے میرے دوستوں کے سامنے ذلیل کروایا ہے۔" اُسکی گرفت ہر آن سخت ہو رہی تھی۔

"ح۔۔۔ حم۔۔۔ حمزہ!" کھانستی گُلِ لَیلیٰ نے نم آنکھوں کے ساتھ اطراف میں اُس شخص کو تلاشا جو بغیر کسی پُکار کے اُسکی مدد کو لپکتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم نے مُجھے میرے بھائی کی نظروں میں گرا دیا۔" سُبکتگین کی آخری تاسف اور مَلال میں ڈوبی بات اُسکے دِل و دماغ پر نقش ہو گئی تھی۔ لَیلیٰ کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا۔ اِتنی کمزور نہیں تھی کہ خود کا دفع نہیں کر سکتی مگر اُسے حمزہ سے اِیسی جارحیت اور ظالمانہ رویئے کی توقع نہیں تھی۔ حمزہ نثار تو صِرف لاپرواہ اور چھچھورا تھا مگر نہیں، وہ۔۔۔ ظالم بھی تھا۔ اِک دَم اُس نے آنکھیں کھولیں۔ گردن اُسکی انگھوٹھیوں اور ناخنوں سے چھلنی ہو گئی تھی اور پھر لَیلیٰ نے پوری قوت سے حمزہ نثار کے مُنہ پر کلچ دے مارا۔ دوسرے گال پر ہوتی تکلیف نے اُسکو ہوش میں لا کر کراہتے ہوئے ہاتھ چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ کھانس کر گُلِ لَیلیٰ تیزی سے سائیڈ پر ہوئی جبکہ حمزہ نے دُھکتے گال پر ہاتھ رکھ کر اِطراف میں دیکھا۔ یہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

"تم بدتمیز، بے شرم، جنگلی!" حجاب اور چادر دُرست کر کے بیٹھتی آواز کے ساتھ کہہ کر وہ حمزہ کے پاس سے گُزری۔

"چلو گاڑی میں بیٹھو۔ میں تمہیں۔۔۔" حمزہ بوکھلا کر تیزی سے آگے بڑھا۔ وہ جانتا تھا گُلِ لَیلیٰ عام لڑکیوں کی طرح دَب نہیں سکتی۔

"شٹ اَپ!" بغیر پلٹے تیز قدموں سے سڑک کی جانب بڑھی اور حمزہ کے دیکھتے ہی دیکھتے ٹیکسی میں بیٹھ کر چلی گئی۔ بالوں میں ہاتھ پھیر کر حمزہ نے دیوار پر مُکہ مارا۔ اِس لڑکی کا تو مُنہ بھی نہیں بند کروایا جا سکتا۔

"تم اِتنی جلدی واپس آ گئی؟" دروازہ کُھلنے کی آواز پر کاغذات کی رُوگردانی کرتے احمد صاحب نے فائل تیزی سے بند کر کے اُسکو دیکھا جو کچھ بھی کہے بغیر تیز قدموں سے کمرے میں چلی گئی۔ چند لمحے وہ یونہی ناسمجھی سے بیٹھے رہے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اور پھر ساری فائلز سمیٹ کر بریف کیس میں رکھتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھے۔ اُسکے کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھٹکھٹایا۔

"آجائیں!" اندر سے آتی آواز پر وہ دروازہ کھول کر اندر آئے اور پھر اُسکو صوفے پر بیٹھ کر چپس کھاتے دیکھ کر ٹھٹکے۔

"کیا ہوا بیٹا؟ ابھی تو مغرب بھی نہیں ہوئی۔" اُنکے قدموں کی آہٹ پر لَیلیٰ نے حجاب اچھی طرح گردن پر دُرست کیا۔

"حمزہ کے دوست مِل گئے تھے تو میں گھر آگئی۔" اُس نے لہجہ ہر ممکن سرسری رکھا۔

"بس یہی بات ہے؟" اُنکو جیسے تسلی نہیں ہوئی۔

"اگر کوئی اور بات ہو بھی تو آپ کو کیا اپنی بیٹی کا معلوم نہیں۔ حساب برابر کرنا آتا ہے مُجھے۔" مُسکرا کر چہرہ پھیر کر اُنکو دیکھا اور پھر بند چپسوں کا ڈھیر اُٹھا کر سائیڈ پر کرتے ہوئے اُنکے بیٹھنے کی جگہ بنائی۔

"بس اِسی بات کی تو تسلی ہے کہ تمہیں حساب برابر کرنا آتا ہے۔" اُنہوں نے مُسکرا کر اُسکا سَر نرمی سے تھپتھپایا۔

"حمزہ نے کچھ کہا ہے؟" کچھ دیر بعد اُنکی تفکر بَھری آواز اُبھری۔

"جی مگر بے فکر رہیں سیدھا کر کے آئی ہوں اُسے۔" وہ اُن سے کوئی بات نہیں چُھپا سکتی تھی۔ بات چُھپانے میں زیادہ مسائل تھے۔ اُنہوں نے پریشانی سے اُسکے مطمئن چہرہ اور چلتے ہاتھوں کو دیکھا۔ وہ اَب فرائیڈ مونگ پھلیوں کا پیکٹ کھول رہی تھی جِس میں اُسکی جان بَستی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیا میرا فیصلہ غلط ہے؟" جانتے تھے مگر لَیلیٰ کو سُننا چاہتے تھے۔ اُنکی گُلِ لَیلیٰ کے لفظوں میں مرہم تھا۔

"فیصلہ سہی ہے مگر اِنسان سہی نہیں ہے۔" اُس نے نرمی سے کہہ کر اُنکی جانب پیکٹ بڑھایا۔ چونکے بغیر احمد صاحب نے معمول کی طرح مُٹھی بَھر کر فرائڈ مونگ پھلی نکالی، لَیلیٰ نے پیکٹ پِھر سے اپنے سامنے کر لیئے۔ وہ دونوں عین سیدھ میں کھڑکی سے باہر گہری ہوتی شام کو دیکھ رہے تھے۔

"تمہارے لیئے کسی اور کی خواہش تھی میری۔" مونگ پھلیاں کھانے کو اُنہوں نے چہرہ جُھکایا۔

"ہیں! کِس کی؟" اُسے واقعی حیرت ہوئی۔ لَیلیٰ کو لگا تھا حمزہ اُنکی فرسٹ چوائس ہے۔

"سُبکتگین!" وہ نام نہیں تھا، صُور تھی جِس نے گُلِ لَیلیٰ کی رُوح سَلب کر لی۔ فرائیڈ مونگ پھلیاں اپنا ذائقہ کھونے لگیں۔ خاموشی پر احمد صاحب کو چہرہ پھیرا۔ اُنکی گُلِ لَیلیٰ بالکل ساکت، بغیر پلکیں جھپکے سامنے دیکھ رہی تھی۔

"بابا! آپ کو معلوم ہے نہ میرے مزاج کا، میری پسند کا۔" جو لمحہ لگا اُسکو اپنی سوچ یکجا کرنے میں، وہ لمحہ بہت بھاری تھا۔ احمد صاحب کہنا چاہتے تھے، تبھی تو یہ خواہش کی تھی مگر کہہ نہیں سکے۔

"مگر پِھر میں ڈر گیا، خوفزدہ ہو گیا۔" اُسکی جیسے سُنی ہی نہیں۔ اَب کی بار لَیلیٰ ٹھٹکی۔

"سُبکتگین سے؟" وہ نام گُلِ لَیلیٰ کے ہونٹوں سے سرگوشی کی صورت برآمد ہوا۔

"اُسکے نصیب سے۔" اُس اِنکشاف نے گہری ہوتی شام کو مُضمحل کر دیا، نڈھال کر دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"محاورہ ہے کہ مُشکلیں مُجھ پر اِتنی پڑیں کہ آسان ہو گئیں، سُبکتگین کے ساتھ اِیسا نہیں ہے۔ اُس پر مُشکلیں آسان نہیں ہوتیں۔" اُنکا لہجہ کانپ کر گلوگیر ہونے لگا۔ لَیلیٰ گھائل ہوتی رُوح سے اُنکی آنکھوں میں آنسو چمکتے دیکھتی رہی۔ اُنکے جملے نے گُلِ لَیلیٰ کو صدیوں کی تھکن دَان کر دی تھی۔

"کیوں آسان نہیں ہوتیں؟" وہ یہ سوال کرنے سے خود کو باز نہیں رکھ سکی۔

"واصف علی واصف کہتے ہیں کہ: **جو اللہ پاک کے جِتنا قریب ہوتا ہے اللہ پاک اُسکو اُتنا بڑا غم، اُتنی بڑی مُشکل دیتے ہیں اور جو اللہ پاک کے سب سے قریب ہوتا ہے اللہ پاک اُسے کربلا دے دیتے ہیں۔**" اُنکی اگلی بات نے پورے کمرے کو لرزنے پر مجبور کر دیا۔

"ہو سکتا ہے بابا اِیسا نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ مُشکلیں اُس شخص پر آسان ہو جاتی ہوں مگر آپکو معلوم نہ ہو۔ جانتے ہی کہاں ہیں آپ اُسے۔" اُس کا انداز ڈھارس دینے والا تھا۔ احمد صاحب نے مُسکراتے ہوئے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا۔ لَیلیٰ نے ہاتھ بڑھا کر گال پر پِھسلتے اُنکے آنسو نرمی سے صاف کر دیئے۔

"اللہ کرے اِیسا ہی ہو۔" اُنکے مدہم لہجے میں بڑا رَنج تھا۔ گُلِ لَیلیٰ اپنے باپ کی مُحبت پر حیران ہونے لگی۔ کیا سُبکتگین حیدر اُنکو اِس قدر محبوب تھا کہ وہ اِتنی حساسیت سے اُسے سوچتے تھے؟ مگر کیوں؟؟ مُحبتوں میں تو لوگ ایک خاص اُمید بھی باندھ لیتے ہیں جِس پیرائے پر اگر کوئی پورا نہ اُترے تو دِل ٹوٹنے کا عمل شدید ترین ہوتا ہے۔ کاش! سُبکتگین حیدر اُسکے باپ کی مُحبت کی قدر کرے، اُنکے پیرائے پر پورا اُترے اور اُنکو کبھی دُکھ نہ دے۔ اُسکی اِس دُعا پر فرشتوں نے اعلیٰ شان تخت پر جلوہ فرماں یزداں کو دیکھا جسکے ہاں سب کچھ پہلے سے طے ہو چُکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

حمزہ کو مارنے کا اُسے کوئی افسوس نہیں تھا مگر پھر بھی وہ اُسکو سمجھانا چاہتا تھا۔ حمزہ کے لیئے اُسکے دِل میں ہمیشہ سے نرم گوشہ تھا۔ جیپ کا رُخ 'حیدر مَنزل' کرتے ہوئے اُسکا ذہن مُختلف سوچوں کی آماجگاہ بننے لگا۔ وہ اپنے فیصلہ پر عمل کرنے اور نہ کرنے کے درمیان پہلی بار ڈانواڈول ہو رہا تھا۔ دروازے کے باہر ہی جیپ کھڑی کر کے اندر آیا جبکہ نثار حیدر اُسکی رات کے اِس وقت آمد کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ وہ رات کا کھانا کھا کر سٹڈی میں تھے جب اُنکو سُبکتگین کے آنے کی اطلاع ملی۔ کچھ دیر تک وہ سٹڈی کا دروازہ کُھلنے کے مُنتظر رہے مگر جب پندرہ منٹ سے زیادہ ہوئے تو اُنکو اُٹھ کر سٹڈی سے باہر نِکلنا پڑا۔

"سُبک کہاں ہے؟" سرونٹ کوارٹر میں جاتے مُلازم نے رُک کر اُنکو دیکھا۔

"حمزہ صاحب کے کمرے میں۔" مُلازم اطلاع دے کر جا چُکا تھا۔ کیا حمزہ کے ساتھ کوئی مسئلہ ہوا تھا تبھی تو اُس نے آج سب کے ساتھ ڈنر کرنے کے بجائے اپنے کمرے میں کیا تھا۔ کچھ سوچ کر نثار حیدر، حمزہ کے کمرے کی جانب بڑھے اور اِس سے قبل ہینڈل دبا کر اندر جاتے، سُبکتگین کی سنجیدہ آواز پر ٹھہر گئے۔

"میں یہاں تم سے اُس تھپڑ پر معذرت کرنے نہیں آیا۔" سُبکتگین نے ایک نظر ایش ٹرے میں پڑے سگریٹ کے جلے ٹکڑوں کو دیکھ کر رسانیت سے کہا۔

"معلوم ہے آپ کو معذرت کرنا نہیں پسند۔" حمزہ نے چہرہ پھیر کر اُسے نہیں دیکھا۔ انداز میں خفگی تھی۔

"تم نے جو کیا وہ بہت غلط تھا حمزہ۔ میں نے تمہیں سمجھایا بھی تھا کہ غیر مَردوں کے مجمعے میں عورت کو نہیں اکیلا چُھوڑتے اور تم۔۔۔ حسن انکل کی بیٹی کو چھوڑ کر خود وہاں کیبن میں سکون سے بیٹھے تھے۔ مُجھے تم نے بہت مایوس کیا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

ہے۔میں تمہیں بہتر سمجھتا تھا۔" سُبکتگین کی سنجیدہ آواز پر نثار حیدر کا دِل ٹھہر گیا۔وہ اِس موضوع کے علاوہ لمبی تمہیدوں میں نہیں پڑتا تھا۔

"میرے دوست بُرے نہیں ہیں۔اُنکی کوئی غلط نیت نہیں تھی وہ تو بس۔۔۔۔"حمزہ بستر سے اُٹھ کر اُسکی جانب پلٹا مگر اُن برف کر دیتی نظروں پر باقی الفاظ مُنہ میں ہی رہ گئے۔

"اپنی بے غیرتی کو جَسٹفائی مت کرنا، حمزہ۔"انداز صاف تنبیہہ کرتا ہوا تھا۔

"آپ نے اُس گُڈ فار نتھنگ لڑکی کے لیئے مُجھے تھپڑ مارا اور۔۔۔۔اور۔۔۔۔"اصل بات جو پھانس کی طرح اُسکے گلے میں اٹکی تھی اَب بھی اٹک گئی۔

"شرم تمہیں ابھی بھی نہیں آرہی۔"اُس نے اِتنے تاسف سے کہا کہ حمزہ بے یقینی سے اُسکا چہرہ دیکھنے لگا۔

"اِس میں شرم والی بات کیا ہے۔دوستوں کے درمیان اکیلا تو نہیں چھوڑ کر آیا۔کون سا کھا جاتے۔۔۔"تیزی سے سُرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کہتے حمزہ کو اُن نظروں کی کاٹ نے مفلوج کر دیا۔

"مت مُجھ پر ثابت کرو کہ تم اپنے باپ کی اولاد ہو۔"اَب کے لہجہ اِتنا بے تاثر اور ٹھنڈا اٹھا تھا کہ باہر ساکت کھڑے نثار حیدر کی ہڈیاں تک چٹخنے لگیں۔اُسکے دوسرے گال پر موجود زنجیر کے نشان کو بغور دیکھے کر مزید کچھ بھی کہے بغیر تیز قدموں سے پلٹا۔حمزہ نے اُسے مایوس کر دیا تھا۔دروازہ ایک جھٹکے سے کھول کر سامنے ساکت نثار حیدر کو دیکھ کر وہ ایک پَل کو ٹھہرا اور پھر بے تاثر چہرے کے ساتھ اُنکے برابر سے ہو کر نکلتا چلا گیا۔حمزہ بھی تو اِسی حویلی کا فرد تھا تو پھر اُس نے کیسے سوچ لیا تھا کہ نثار حیدر اور ماہ پارہ کی اولاد مُختلف ہو گی، اُس نے کیسے اُمید کر لی؟ پیچھے نثار حیدر کا وجود زلزلوں کی زَد پر تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

---

بوتیک میں کام کرتے ہوئے بے دھیانی سے اُس نے گلے میں پہنا ہوا سکارف نکال کر کاؤنٹر پر رکھا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ وہ کراچی جیسے علاقے میں رہنے کی وجہ سے حجاب اِیسے لینے کی عادی تھی کہ جِس سے گردن نمایاں ہو یوں گرمی نہیں لگتی تھی اور گلاسز پہننے پر کانوں کو تکلیف نہیں ہوتی۔ وہ اِس وقت اِنہماک سے پھُولوں کے ساتھ مُنہمک تھی کہ وِنڈ چائم کی آواز بھی نہیں آئی۔

"اسلام و علیکم!" زارا کی آواز پر اُس نے چونک کر چہرہ اُٹھایا اور پھر سُبکتگین کو دیکھ کر چونک گئی۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟" اُسکو اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر گُلِ لَیلیٰ نے اُسی سنجیدگی سے سوال کیا جو سنجیدگی سُبکتگین حیدر کے چہرے پر رقم تھی جبکہ زارا اُسکے جان پہچان کا سمجھتے ہوئے ریک میں گُلدستے رکھنے لگ گئی۔

"کچھ دیکھنے آیا تھا۔" سُبکتگین کی نگاہ بے اِختیار اُسکی گردن تک گئی اور اُسی تیزی سے لَیلیٰ نے کاؤنٹر سے سکارف اُٹھا کر گلے میں پہن لیا۔

"کیا؟" سوال بڑی بے پرواہی سے ہوا۔

"وہی جسے آپ نے چُھپا لیا ہے۔" اُسکا اِرادہ بات کو رفع دفع کرنے کا نہیں تھا۔ لَیلیٰ نے کسی قدر نا سمجھی سے اُسکو دیکھا۔

"بے فکر رہیں آپ کے بھائی کو اِیسا دیا ہے کہ چُھپا بھی نہیں سکتا۔" اُسکا اِشارہ یقیناً حمزہ کے چہرے پر پڑنے والے زنجیر اور زخم کے نشان کی جانب تھا اور نہ جانے کیوں، پتہ نہیں کیسے سُبکتگین کے چہرے کو بے حد بَھلی سی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

مُسکراہٹ چُھو گئی۔ لَیلیٰ نے تحیر سے اُس مُسکراہٹ کو دیکھا جو کسی کو بھی فریفتہ کر سکتی تھی۔ اُس مُسکراہٹ میں کوئی اِیسی اپنائیت اور کشش تھی کہ اُسکا دِل لرز گیا۔

"شاباش!" اُس کو نرمی سے کہہ کر اُس نے قمیض کی جیب سے کچھ نکال کر کاؤنٹر پر رکھا اور پھر پلٹ گیا۔ لَیلیٰ نے ناسمجھی سے نیچے دیکھا اور پھر اُسکے ہاتھ میں موجود پُھول بے ساختہ کاؤنٹر پر اُس زخم پر لگائی جانے والی دوائی کے پاس گر گئے۔ بادامی آنکھیں آہستگی سے اُٹھیں اور اُسکو دیکھنے لگیں جو شیشے کا دروازہ دھکیل کر باہر جا رہا تھا۔ فضا میں وِنڈ چائم کا مدھر سا ساز گُونجا اور پھر سُبکتگین حیدر لمحہ بہ لمحہ اُن آنکھوں سے دُور ہوتا چلا گیا۔ گُلِ لَیلیٰ سانس روکے اُسکو تب تک دیکھتی رہی جب تک وہ اُسکی نظروں کی پُہنچ سے دُور نہیں ہو گیا۔ اُسکی آنکھوں کے پار فجر کی اذانوں کے وقت اُترنے والا خواب جِھلملایا۔ اُس خواب میں کوئی شخص جُھک کر اُسکے بالوں میں جامنی رنگ کے لیونڈر لگا رہا تھا۔ تب اُس نے تیز ہوتی دَھڑکنوں کے ساتھ چہرہ اُٹھا کر دیکھا تھا۔ پورے اِنہماک سے پُھولوں کو مُسکرا کر دیکھتی مدہم مُسکراہٹ وہی تھی جو اُس نے کچھ لمحے پہلے رُکتے دِل کے ساتھ دیکھی تھی۔ وہ چہرہ وہی تھا جو ابھی ابھی اُسکی نگاہوں کی دَسترس سے دُور ہوا تھا۔ جیسے اُس پر اِدراک کا دَروَا ہوا تھا ویسے ہی سُبکتگین حیدر پر بھی تھا۔ گُلِ لَیلیٰ نہیں جانتی تھی کہ وہ شخص کوئی فیصلہ کر کے گیا ہے۔ اِیسا فیصلہ جِس سے گُلِ لَیلیٰ کا دِل اندر تک زخمی ہو جائے گا، رُوح چِھل جائے گی۔

✓خُدا کرے کے ہو تعبیر خواب کی اچھی

مِلا ہوں رات میں پُھولوں کے درمیاں تُجھ سے۔۔۔

(تیمور حسن تیمور)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

---

مغرب کی نماز پڑھ کر اُس نے بوتیک بند کی اور پھر زارا کے جاتے ہی باہر نِکل آئی۔ ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا اور پھر پیک بیگ کندھے پر لٹکائے تیز قدموں اپنے گھر کو جاتی گلی کی جانب مُڑ گئی۔ اُسکا گھر بازاروں سے ہٹ کر آتا تھا۔ گھر زیادہ دُور نہیں بلکہ پندرہ منٹ کی واک پر تھا۔ ابھی وہ آگے بڑھی ہی تھی کہ برابر آرُکتی جیپ کو دیکھا کر چونکی۔ یہ جیپ تو۔۔۔۔

"میں تمہیں گھر ڈراپ کر دیتا ہوں۔" شیشہ نیچے ہوتے ہی وہی چہرہ نظر آیا جو اُس نے دوپہر میں دیکھا تھا۔ وہی چہرہ جو خواب میں اُسکے بالوں میں محویت سے پُھول لگا رہا تھا۔ سَر جھٹک کر اُس نے خود کو سَرزنش کی۔

"نہیں میں چلی جاؤں گی۔ بابا کو بُرا لگ جائے گا۔" آہستگی سے کہہ کر آگے بڑھی جبکہ سُبکتگین لَب بھینچتے ہوئے جیپ سے اُتر کر اُسکے سامنے آیا۔ لَیلیٰ اگر بروقت رُکتی نہیں تو تصادم یقینی تھا۔ گاڑی کی روشنیوں میں چونک کر اُس نے چہرہ اُٹھایا اور پھر اُن سَرد آنکھوں میں ناسمجھی سے دیکھا۔

"میں نے آپکو بتایا تھا نہ بابا کا۔ اُنکو بُرا۔۔۔" کچھ تھا اُس چہرے پر کے اُسے وضاحت دینی پڑی۔

"بُرا لگتا بھی ہے تو کسے پرواہ ہے۔" اچانک لہجہ بدل کر اُس نے جو کہا اُس پر گُلِ لَیلیٰ کو لگا جیسے اُسے سُننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"جی!" اُسے جیسے واقعی سمجھ نہیں آیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"گاڑی میں بیٹھو، گُلِ لَیلیٰ۔ میں کوئی بد تمیزی نہیں کرنا چاہتا۔" بہت تحمل مگر سرد لہجے میں جیپ کی جانب اِشارہ کیا۔ کچھ تھا اُسکے انداز میں جو پہلے لَیلیٰ کو کبھی محسوس نہیں ہوا۔ وہ اُسے پھر سے 'تم' کہہ کر پُکار رہا تھا مگر یہ بات زیادہ تعجب والی نہیں تھی۔

"یہ۔۔۔۔ یہ کیسے بات کر رہے ہیں آپ؟" بے یقینی سے بامُشکل نکل کر اُس نے لرزتی آواز میں کہا۔ لہجے کی لرزاہٹ خواب کے سبب سے تھی۔

"گُلِ لَیلیٰ!" اُسکی آواز قدرے بُلند ہوئی، لہجہ تنبیہہ بَھرا ہوا اور لَیلیٰ کا دِل دھک سے رہ گیا۔ اُس انداز میں اُسے پہلے بھی ایک بار پُکارا گیا تھا۔ اِس لہجے میں کوئی اپنائیت نہیں تھی۔ اچانک سے ماحول میں کچھ غیر آرام دِہ کرنے والا، دِل گھائل کر دینے والا دَر آیا۔

"میں خود جا سکتی ہوں۔" بامُشکل دِل پر گُزرتی کپکپاہٹ پر قابو پا کر کہتے ہوئے اُسکے برابر سے گُزری اور آگے جو ہوا اُس کا گُلِ لَیلیٰ خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتی تھی۔ سُبکتگین حیدر نے اُسکے بازو کو تھام کر ایک جھٹکے سے اپنے مُقابل کیا۔ وہ گرفت برف کی طرح سَرد تھی۔ لَیلیٰ کی آنکھوں کے آگے پَل بَھر کو اُس ناگہانی پر اندھیرا چھایا۔ بادامی آنکھوں نے خوف سے پھیلتے ہوئے اُس چہرے کو دیکھا جِس کے تاثرات نے گُلِ لَیلیٰ کے پورے وجود کو بیاباں کر دیا۔ خواب کے اثرات نے اپنے سُنہری پَر سمیٹ لیئے تھے۔

"میرا ضبط مت آزماؤ، گُلِ لَیلیٰ!" جبڑے بھینچ کر اُس نے اُن غزال جیسی خوف سے پھیلی آنکھوں میں دیکھ کر اُسکو اپنی جانب کھینچ لیا۔ وہ جو اِس صدمے، اِس حملے کے لیئے تیار نہیں تھی ہونٹوں سے نکلتی چیخ پر قابو نہ رکھتے ہوئے اُسکے مزید قریب آگئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"چ۔۔۔ چھوڑیں مجھے" وہ گرفت سخت نہیں تھی مگر اُنکی ٹھنڈک اَب گُلِ لَیلیٰ کی ہڈیوں میں گھُس رہی تھی۔ ماؤف ہوتے ذہن کو سُبکتگین حیدر کے اچانک سے بدل جانے کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ گردن کی تکلیف سے زیادہ بازو کی تکلیف تھی۔

"چھوڑیں مجھے!" گہرے ہوتے اندھیرے میں آنکھوں سے پھسلتے آنسوؤں کے ساتھ گُلِ لَیلیٰ چیخ اُٹھی اور وہ چیخ سُبکتگین حیدر کے اعصاب کھینچ گئی۔ فیصلے میں دراڑ آنے لگی مگر پھر سَر جھٹک کر اُس نے اُسکا بازو چھوڑا۔

"گاڑی میں بیٹھو!" لہجہ نرم اَب بھی نہیں تھا۔

"مجھے کچھ اِیسا کرنے پر مجبور مت کرو جِس پر تکلیف تمہارے بابا کو ہو۔" اگلی بات رونگھٹے کھڑی کر دینے والی تھی۔ گُلِ لَیلیٰ کو لگا اُسکا سانس رُک گیا ہو۔ کل ہی تو اُس نے کوئی دُعا اللہ کے حضور بھیجی تھی۔ اُسے واقعی اپنی سماعت، اپنی بصارت پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"آپ۔۔۔ آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ میرے ساتھ اِیسے کیسے بات کر سکتے ہیں؟" بے یقین لفظ اُسکے ہونٹوں سے پھسلتے ہی سُبکتگین حیدر کی رُوح کو چھلنی کرنے لگے۔

"میں تمہیں اپنی اصلیت دِکھا رہا ہوں، گُلِ لَیلیٰ۔" اُن سیاہ آنکھوں کے خالی پَن پر گُلِ لَیلیٰ پر کپکپی طاری ہونے لگی۔

"آپ کو لگ رہا ہے کہ آپ مُجھ سے اُس بد تمیز حمزہ کا بدلہ لیں گے اور میں آپ کی بات مان جاؤں گی تو یہ آپکی بُھول ہے۔" چند قدم پیچھے ہو کر اُس نے سختی سے کہا۔ اُسی سختی سے جو اُسکا خاصہ تھی۔ سُبکتگین کچھ کہے بغیر اُسکی جانب بڑھا اور گُلِ لَیلیٰ کی تمام تر مزاحمت کو نظر انداز کرتے ہوئے اُسکو پیچھے کندھوں سے پکڑ کر گاڑی میں بٹھایا۔ ششدر رہ جاتی لَیلیٰ دروازہ بند ہونے کی آواز پر ہوش میں آئی مگر تب تک سُبکتگین ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چُکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں تمہیں گھر چھوڑ رہا ہوں اِسی لیئے زور آزمائی مت کرو۔" اُسکو مسلسل دروازے کے ہینڈل پر جان مارتے دیکھ کر اُس نے آہستگی سے کہا جبکہ لَیلیٰ نے کرنٹ کھا کر چہرہ اُٹھایا۔

"آپ۔۔۔ مُجھ سے تمیز اور تہذیب سے بھی کہہ سکتے تھے۔" اُسکی بے یقینی اور نا سمجھی کا کوئی اَنت نہیں تھا۔ اُسے اِیسے رویئے کی حمزہ سے اُمید نہیں تھی تو سُبکتگین سے کیسے۔۔۔۔۔ کچھ کہے بغیر گھر کے باہر جیپ روکتے ہوئے وہ گُھوم کر اُسکی جانب آیا اور پھِر دروازہ کُھلا۔ سٹریٹ پُولز کی روشنی میں سپید پڑتے چہرے والی لڑکی نے اُلجھ کر اپنے سامنے سَر جُھکا کر کھڑے ہوتے شخص کو دیکھا۔

"ایم سوری!" مدہم آواز میں اُسکو خبر دار کیا اور پھِر اِس سے پہلے کے سنبھلتی لَیلیٰ کچھ کہتی ایک بار پھِر اُسکو بازو سے تھام کر نیچے اُتر کر گیٹ کی جانب لایا۔

"کیا کر رہے ہیں آپ؟ میرا بازو چُھوڑیں۔" اگر خواب کی تعبیر یہ تھی تو بہت بھیانک تھی۔ سُبکتگین نے اُسکی مزاحمت اور دُہائیوں کو نظر انداز کر کے بیل بجاتے ہوئے لَیلیٰ کو ٹھٹکایا۔ دو منٹ بعد اندر سے آتے قدموں کی آہٹ پر اُسکو لگا سُبکتگین اُسکا بازو چُھوڑ دے گا مگر سُبکتگین نے اُسکو اپنے برابر کرتے ہوئے اُسکو ششدر کر دیا۔

"چُھ۔۔۔ چُھوڑیں مُجھے۔۔۔ آپ۔۔۔ بدتمی۔۔۔" ہکلاہٹ اور پُھولتے ہاتھ پاؤں کے ساتھ اُسکے جملے بے رَبط تھے۔ دوسرا آزاد ہاتھ اُسکا تب سے اِتنا سُبکتگین حیدر پر چَل چُکا تھا کہ وہ خود اپنا وہی بازو جھٹک جھٹک کر تھکنے لگی جِس پر گرفت آہنی ہو کر بھی نرم تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بابا آرہے ہیں۔۔۔میں آپ کا حُلیہ بگاڑ دوں گی، چھوڑیں مُجھے۔" قریب تر ہوتے قدموں کی آہٹ پر مزاحمت ترک کے وہ غُرائی۔ سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر اُن شعلے اُگلتی آنکھوں میں دیکھا جہاں صدمے اور بے یقینی نے اپنا بسیرا کر رکھا تھا۔ اُسے کیوں سُبکتگین سے اِیسے رویئے کی اُمید نہیں تھی؟؟؟

"کون!" آج کل وہ کچھ احتیاط بَرت رہے تھے اُس دَھڑکے کی وجہ سے جو اُنکو لاحق تھا۔

"سُبکتگین!" اُن بادمی آنکھوں میں ٹھہر کر دیکھتے ہوئے اُس نے لَیلیٰ کے پھِر سے مزاحمت کرتے ہاتھوں کی حرکت روک دی۔ احمد صاحب نے مُسکرا کر دروازہ کھولا اور لَیلیٰ اُسی تیزی سے سُبکتگین کی پُشت کے پیچھے ہوئی۔

"ارے بیٹا! میں تمہیں ہی یاد کر رہا تھا۔" اُنکی چہکتی آواز پر لَیلیٰ کا دِل ڈوب کر اُبھرا۔ اُس نے ایک نظر اپنے بازو کو دیکھا جو ابھی تک مضبوط گرفت میں تھا تبھی احمد صاحب کی نظر ہوا کے زور سے لہراتے دوپٹے سے ٹکرائی۔

"لَیلیٰ!" اُنکو یہی لگا کہ وہ ابھی ابھی آئی ہے۔ سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر اُن آنکھوں میں دیکھا جِنہوں نے اِتنی مِنت سے نفی میں سَر ہلاتے ہوئے اُسے منع کیا تھا کہ زمین اور آسمان اُس مان اور آس پر گواہ بَن گئے۔

"میں گُلِ لَیلیٰ کو ہی چُھوڑنے آیا ہوں۔" اُسکا مان نہیں رکھا گیا۔ نفی میں ہلتے، خوف سے پھیلی آنکھوں کی اِستدعا بے دردی سے رَد کر دی گئی۔ احمد صاحب نے چونک کر سُبکتگین کے چہرے کو دیکھا۔ اِس سے قبل وہ کچھ مُختلف سا محسوس کرتے سُبکتگین نے لَیلیٰ کو نرمی سے اُنکے سامنے کر کے اُسکا بازو چُھوڑ دیا۔ احمد حسن صاحب کی جُھکتی نظر جُھکی رہ گئی۔ نگاہ سُبکتگین حیدر کی مضبوط گرفت میں لرزتے گُلِ لَیلیٰ کے بازو پر ٹھہری رہ گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں آپ سے کچھ ضروری بات کرنے آیا ہوں۔" چہرہ جُھکا کر مُجسمے کی طرح کھڑی گُلِ لَیلیٰ نے تیزی سے چہرہ اُٹھایا۔ کیا وہ حمزہ والی بات بتانے آیا ہے؟ کیا سُبکتگین اُس سے بدلہ لے رہا ہے؟؟ کیا واقعی اُسے حمزہ کے ساتھ اُسکا انداز اِتنا بُرا لگا ہے کہ اُس نے گُلِ لَیلیٰ کو اِتنا بڑا ایمو شنل شاک دینے سے بھی گُریز نہیں کیا۔

"میں نے آپ سے کیا کہا ہے جائیں یہاں سے اور دوبارہ اِدھر کا رُخ بھی مت کیجیئے گا۔" وہ پچھلی بے یقینی سے نِکل کر چمک کر بولی۔ سیاہ آنکھوں نے بغور اُسکو دیکھا جو سخت کبیدہ نظروں سے اُسے دیکھ کر اپنا باپ کا بازو پکڑے ہوئے تھی۔ اُسکے سخت لہجے پر احمد صاحب کا ماتھا ٹھنکا۔ چہرہ اُٹھا کر اُنہوں نے سُبکتگین اور لَیلیٰ کے چہروں کو دیکھا۔ ایک کے چہرے پر سنجیدگی اور پتھر جیسے تاثرات تھے جبکہ دوسرے چہرے پر کبیدگی، صدمہ، بے یقینی اور نہ جانے کیا کچھ۔

"اندر آجاؤ، بیٹا۔" لَیلیٰ کا بازو تھپک کر وہ نرمی سے بولے جبکہ لَیلیٰ کے ہاتھوں کے طوطے کبوتر اُڑ گئے۔

"بابا! میں نے آپ سے۔۔۔"

"ہمیں پہلے حسن انکل کو بتانا چاہیئے، گُلِ لَیلیٰ۔" اُسکی بات قطع کر کے اُس نے نرمی سے کہا مگر لَیلیٰ کو اُسکے لہجے نے ششدر کر دیا۔

"جو بھی بتانا ہے، اندر چلو پہلے۔" باہر بڑھتے اندھیرے پر اُنہوں نے سُبکتگین کا بازو تھاما جبکہ لَیلیٰ اُنکو چھوڑ کر تیز قدموں سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ احمد صاحب نے ناسمجھی سے پیچھے دیکھا اور پھر اندر آتے سُبکتگین کو جو جُھک کر دروازہ بند کر رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اگر اُنہوں نے حمزہ والی بات۔۔۔" کمرے میں اِدھر سے اُدھر اِضطراری مارچ کرتے ہوئے اُسکا اِضطراب ہر آن بڑھ رہا تھا۔ بے شک اُس نے ہلکے پُھلکے لفظوں میں اُنکو حمزہ کے بارے میں آگاہ کیا تھا لیکن اگر سُبکتگین حیدر نے پوری بات بتادی؟؟؟ سُن ہوتے دماغ کے ساتھ وہ جیسے ہی جُھک کر ڈریسنگ ٹیبل کے دراز سے کھانے کی کوئی چیز نکالنے لگی۔ اُسکی نگاہ اپنے عکس تک گئی۔ اُن بادامی آنکھوں میں ابھی تک بے یقینی اور سر سمیگی طاری تھی۔ باہر خاموشی محسوس کر کے اُسکا دِل ڈوب کے اُبھرا۔ سب چُھوڑ کر وہ تیز قدموں سے باہر نکلی مگر ہال خالی تھا۔ یقیناً سٹڈی میں ہوں گے۔ بے چینی سے ہاتھوں کو مَسلتے ہوئے اُس نے سٹڈی کا دروازہ کھولا۔ صوفے پر بیٹھے سُبکتگین اور احمد صاحب نظر تیزی سے اُس تک گئی۔

"لَیلیٰ! اِدھر آؤ۔" وہ جو آب وہوا میں سَرد اور عجیب سی کیفیت محسوس کر کے پلٹنے لگی تھی، احمد صاحب کی پُکار پر ٹھٹک کر پلٹی۔

"ج۔۔۔جی بابا!" وہ لرزاہٹ احمد صاحب سے پُوشیدہ نہیں رہ سکی۔ سُبکتگین اُسکو بغور دیکھے گیا جو آہستہ قدموں سے آکر اپنے باپ کے برابر نا سمجھی سے بیٹھ گئی تھی۔

"بابا! میں نے آپ کو حمزہ کا۔۔۔" وہ جو تیزی سے کہنے لگی تھی، اپنے باپ کی اندر تک اُترتی نظروں پر ٹھہری۔

"تم بھی یہی چاہتی ہو نہ؟" بظاہر وہ سوال پُوچھ رہے تھے مگر لَیلیٰ کو نہ جانے کیوں لگا وہ سوال نہیں تصدیق چاہ رہے ہوں۔ یوں جیسے اُنہوں نے کچھ پہلے سے اخذ کر لیا ہو۔

"ظاہر ہے بابا، میں کیسے۔۔۔" اُسکے جواب کے مکمل ہونے سے قبل احمد صاحب نے سنجیدگی سے چہرہ پھیرتے ہوئے لَیلیٰ کے دِل میں خطرے کا الارم بَجا دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ٹھیک ہے! مُجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں کروادیتا ہوں۔" احمد صاحب سنجیدگی سے کہہ کر اُٹھے، سُبکتگین بھی اُنکے جواب پر اُٹھا مگر لَیلیٰ یونہی ساکن، ناسمجھی سے بیٹھی رہ گئی۔

"کیا۔۔۔ کروادیں گے، بابا۔۔۔؟" اُس نے سوال اِتنی آہستگی سے کیا کہ سیاہ خاموش آنکھیں تیزی سے اُس تک گئیں۔ احمد صاحب نے چہرہ نہیں پھیرا۔

"تمہارا نِکاح!" سُبکتگین کے چہرے کو بغور دیکھتے اُنہوں نے دِل پر کڑا پتھر رکھ کر کہا۔ لَیلیٰ نے کرنٹ کھا کر سُبکتگین حیدر کو دیکھا جو اُسے ہی فرصت سے دیکھ رہا تھا۔ بادامی آنکھوں میں طیش کے شعلے اُبلنے لگے۔ وہ سب جانتے ہوئے بھی حمزہ اور اُسکا نِکاح کروانے کے لیئے آیا تھا۔۔۔۔۔

"کیا بات کی ہے آپ نے بابا سے؟" ایک جھٹکے سے کھڑی ہو کر وہ اُسکے مُقابل آئی۔

"نِکاح کی بات کی ہے۔" احمد صاحب کے بیان پر مُہر لگائی گئی۔

"آپ۔۔۔ آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے، ہے نہ۔" اُسکو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے ریکٹ کرے۔

"لَیلیٰ! تمیز سے۔" احمد صاحب نے اِس قدر اُونچا کہا کہ لَیلیٰ کا پورا وجود لرز اُٹھا اور وہ لرزاہٹ سُبکتگین کی نظروں سے پُوشیدہ نہیں رہی مگر اُس نے نگاہیں پھیر لیں۔ ابھی آگے بہت سے امتحان اُسکا امتحان لینے والے تھے۔

"دیکھا انکل! یہ جانتی ہے کہ میرا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" وہ جیسے لَیلیٰ کی خُون خوار نظروں سے محضوظ ہوا۔ احمد صاحب نے اُسکے چہرے کی مُسکراہٹ کو دیکھا۔ کچھ تھا جو اُن آنکھوں اور اُس چہرے پر نہیں ہونا چاہیئے تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اگر آپ نے بابا کو بتایا ہوا نہ تو میں آپ کا سَر پھاڑ دوں گی۔" اپنے باپ کی اُن نظروں نے اُسکا وجود ہلا کر رکھ دیا تھا تبھی اُس نے دانت پیس کر اُسکو باور کروایا۔ سیاہ آنکھوں کی بُجھتی جوت اُس مار مٹتے انداز پر بڑھک کر روشن ہو گئیں۔ یہ انداز دِل لُبھانے والا تھا۔

"گُلِ لَیلیٰ!" احمد صاحب کا لہجہ اِتنا سخت ہوا کہ سب بُھول کر لَیلیٰ نے ایک جھٹکے سے چہرہ پھیر کر اُنکو دیکھا جو تاسف سے اُسکی جانب متوجہ تھے۔

"معذرت، بابا مگر یہ میرا خُون کھولا رہے ہیں۔" سب بُھول کر وہ اپنے بابا کی جانب پوری جان سے بڑھی اور پھر نرمی سے اُنکے ہاتھ تھامے۔ اگلا لمحہ گُلِ لَیلیٰ کے لیئے قیامت تھا۔ احمد صاحب نے ایک جھٹکے سے اپنے دونوں ہاتھ لَیلیٰ کی نرم گرفت سے نکال لیئے۔ خالی رہ جاتے اپنے ہاتھوں کو خالی ہوتے وجود اور ششدر آنکھوں سے دیکھا۔

"با۔۔۔با!" سُبکتگین نے اُس کانپتے لہجے پر نظروں کا زاویہ پھیرا اور پھر باہر کو کُھلی کھڑکی کے پاس کھڑے ہوئے کر باہر گہری ہو چکی رات کو دیکھنے لگا۔

"با۔۔۔با" اُس نے بے دم ہوتے ہاتھ اُنکی جانب پھر سے بڑھائے اور احمد صاحب نے پھر سے اُسکے ہاتھ پیچھے کر دیئے۔ گُلِ لَیلیٰ کی آنکھوں کی سطح تیزی سے بھیگنے لگی۔ یہ سُبکی کا اِحساس نہیں کچھ اور تھا۔ وہ اُسکا ہاتھ سخت سے سخت لڑائی اور ناراضگی میں بھی نہیں جھٹکتے تھے۔ یہ اُن دونوں باپ بیٹی کا اُصول تھا۔ ہاتھ جھٹکنے کا مطلب، تعلق جھٹک دینا قرار پایا تھا۔ دوسری بار کسی نے اُسکے ہاتھ جھٹکے تھے اور دونوں بار دِل میں اُٹھتی قیامت کا کوئی مُقابلہ نہیں تھا۔ اُسکی زندگی میں موجود دو محبوب مَردوں نے اُسکے ہاتھ جھٹک دیئے تھے یہ جانتے ہوئے بھی کہ گُلِ لَیلیٰ کے لیئے وہ بات کیا معنی رکھتی ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ک۔۔۔کیا ہوا۔۔۔ہے، بابا!" پہلے مَرد کی جھٹک نے بے یقینی اور اُسکی کم عُمری کے سبب قوتِ گویائی سَلب کی تھی مگر یہاں نہیں۔ اُس مَرد کو اُس نے جانے دیا تھا، اِس مَرد کو جانے نہیں دیا جا سکتا۔ کھڑکی کے دَستے پر سَرد و سفید پڑتے ہاتھ رکھتے سُبکتگین حیدر کے گلے میں گِلٹی اُبھر کر معدوم ہوئی۔ وہ لَیلیٰ کے لیئے ہاتھوں کو جھٹک دینے کی حساسیت کو جانتا تھا۔

"تمہاری خواہش سُبکتگین سے نِکاح کی تھی تو تم۔۔۔۔مُجھے خود بتا سکتی تھی۔" اُن شفقت اور مہربانی سے بے بہرہ ہوتی آنکھوں کو دیکھتی گُلِ لَیلیٰ کو لگا کسی نے راکا پُوشی کی بُلندی سے اُسے نیچے دھکا دے دیا۔ بُلندی سے نیچے گِرتی گُلِ لَیلیٰ کا سانس تھم گی، دِل کی دَھڑکن رُک گئی، دِل میں مُوجزن ہوتے، پُوشیدہ جذبے بصارت کھو بیٹھے۔ چہرہ پھیر کر اُس نے کانپ اُٹھتے وجود کے ساتھ اُس شخص کو دیکھا جو چہرہ اُٹھائے اندھیری رات میں نہ جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔ آج رات تو چاند اور ستارے بھی نہیں تھے پھر سیاہ نظریں کِس چیز کی تلاش میں تھیں؟ تلاش میں یا پھر فرار میں؟؟ سُن ہوتے دماغ نے سٹڈی سے اندر آنے سے لے کر اَب تک کی بے رَبط گُفتگو کو اَز سرِ نو جانچا اور گُلِ لَیلیٰ کی دَھڑکنوں نے وہیں دَم توڑ دیا۔

✓چاہتوں کی باتوں کے دائمی حوالوں سے

دیکھ لو نِکل آئے

جان! ہم تیری خاطر

ہم تو اَب نصیبوں کا بھی گِلہ نہیں کرتے

شاعروں کے بَختوں میں رونقیں نہیں ہوتیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

یہ عجیب ہوتے ہیں

جنگلوں، پہاڑوں میں اِک نگر بَساتے ہیں

خواب کے سہارے پر

شہر میں تو رہتے ہیں

بَس مگر نہیں پاتے

ہم بھی ٹھیک ویسے تھے

شاعروں کے جیسے تھے

شہر کاٹ کھاتا تھا، بے کَلی ستاتی تھی

جان! تیری باتوں نے کِس طرح بدل ڈالا

دَرد بھی نہیں لکھتے

آہ بھی نہیں بَھرتے

اور بیتی چاہت کو یاد بھی نہیں کرتے

جان! ہم تیری خاطر

اَب تو مانگتے ہیں بَس

اُن تمام چیزوں کو، ہر طرح کی خُوشیوں کو

جو کبھی نہ مانگی تھیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اَب خُدا سے کہتے ہیں

اے خُدائے بحر و بَر!

آپ کو کمی کیا ہے؟

آپ تو وہ سب کچھ دیں

جِس کی خواہشیں نہ تھیں

جان! اَب تیری خاطر

ہم خُدا سے مانگ آئے

جو کبھی نہ مانگا تھا

جو کبھی نہ پایا تھا

اور اِس سے زیادہ اَب کچھ بھی کر نہیں سکتے

زور بھی نہیں چلتا

بس چلا نہیں سکتے

جان! اَب اگر اپنا حال نہ بدل پایا

بَخت سے سیاہی کے اَبر چھٹ نہیں پائے

پھِر خُدا کی مرضی ہے

اُس سے اَب گلِہ کیسا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اُس سے لڑ نہیں سکتے

وہ بہت بڑا ہے ناں

ہم بہت ہی چھوٹے ہیں

کچھ بھی تو نہیں ہیں ہم

صبر کرتے آئے ہیں، صبر ہی کریں گے ہم

تُو تو جانتا ہی ہے

خُود کو ہیں بدل لائے

جان! ہم تیری خاطِر

اَب بھی کچھ شکایت ہو

اَب بھی تُو خفا ہو تو

اَب بھی کچھ گلِہ ہو تو

جان! تیری مرضی ہے۔۔۔

(زین شکیل)

* * * * * * *

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"السلام علیکم احباب۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کرکے ہی پبلش کیا جاتا ہے چوک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے "ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Nkd (ZT) (UserName: Novelskiduniya77)

Youtube Channel: Novels Ki Dunya (NKD) Official

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے Blue الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے شکریہ۔۔۔۔

"کیا کہہ رہے ہیں، بابا؟ میں کب۔۔۔؟" کانپتے لہجے میں بات بھی مکمل نہیں ہو سکی۔ احمد حسن صاحب کے تاثرات اُسکو بے دَم کر رہے تھے۔

"آپ۔۔۔اُدھر کیوں کھڑے ہیں۔بابا کو بتائیں۔"خود کوئی الفاظ نہیں مِلے تو چہرہ پھیر کر اُس نے سُبکتگین کو دیکھا جو باہر دیکھنے میں محو تھا۔

"اُسے چھوڑو اور مُجھے اپنا بتاؤ۔"احمد صاحب کے سنجیدہ لہجے پر لَیلیٰ نے تحیر سے اُنکو دیکھا۔

"کیا بتاؤں آپ کو؟"اَب کے بار اُسکا لہجہ معتدل تھا۔کوئی لڑکھڑاہٹ نہیں تھی۔وہ مضبوط اعصاب کی تھی،جلدی صدمے سے نکل آتی تھی۔

"یہی کہ تم۔۔۔تمہاری سُبکتگین سے نِکاح کی خواہش ہے؟"اُنکے اُس سوال نے سارے ماحول میں گہرا سکوت طاری کر دیا یوں کہ کوئی سُوئی بھی گرتی تو حشر برپا ہو جاتا۔

"تمہاری خاموشی کو میں مثبت سمجھ سکتا ہوں۔"اُنکی اگلی بات نے حشر برپا کر دیا۔وہ چہرہ جو گُلِ لَیلیٰ کے لیئے ریشم کی نرم و ملائم رہتا تھا اَب اُس پر اِتنے سخت،سنجیدہ تاثرات تھے کہ اُسکے مضبوط اعصاب ٹھٹھر کر جواب دینے لگے۔

"اِن سے کیوں نہیں پُوچھتے جو سب جانتے بُوجھتے اُدھر مُنہ کیئے کھڑے ہیں۔"سُنہری خواب نے اپنے پَر سمیٹ لیئے۔

"وہ مُجھے جواب دے چُکا ہے۔اَب تمہاری باری ہے۔"وہ بات چونکا دینے والی تھی۔جامنی رنگ کے لیونڈرز کا رنگ بد نما ہونے لگا۔

"تم اِیسا چاہتی ہو؟"احمد صاحب نے بغور اُسکی ساکن،بادامی آنکھوں میں دیکھ کر قطعیت سے سوال کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بابا! میں ایک بھائی سے منگنی کرواکر دوسرے۔۔۔۔کے خواب۔۔۔کیسے دیکھ سکتی ہوں۔" زُبان صِرف لمحے بَھر کو لڑکھڑائی۔ سُبکتگین حیدر کے ہاتھوں کی کھڑکی کے کناروں پر گرفت مضبوط ہوئی۔ اُسکے لہجے کی بے بسی احمد صاحب کو شدت سے محسوس ہوئی تھی۔

"اور۔۔۔اور یہ بابا! یہ مُجھ سے اپنے بھائی کا بدلہ لے رہے ہیں۔" وہ کوئی بُھول جانے والوں میں سے نہیں تھی۔ نہ ہی اِتنی سختی کے معاملے میں اَنڈرسٹینڈینگ۔

"دماغ تو ٹھیک ہے نہ تمہارا؟" وہ جو کب سے خاموش کھڑا، غافِل تھا۔ ایک جھٹکے سے پلٹا اور اُس کے یوں اُونچا کہے جانے پر لَیلیٰ تیزی سے پیچھے ہوئی۔

"یہ دیکھیں! آپ کے سامنے۔۔۔ مُجھ سے اِیسے بات کر رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے نہ میرے مِزاج کا۔" اُن سَرد نظروں کو نظر انداز کر کے اُس نے احمد صاحب کو دیکھا۔ وہ مہربان آنکھیں اُسکے دِل کو کچوکے لگا رہی تھیں۔

"حمزہ کا کونسا بدلہ؟" اُنکے سوال پر لَیلیٰ کا رنگ پھیکا ہوا اور سارا جُوش مَاند پڑ گیا۔

"حمزہ نے گُلِ لَیلیٰ پر ہاتھ اُٹھایا ہے۔" اُسکو خاموش ہوتا دیکھ کر سُبکتگین خاموش نہیں رہ سکا۔ لَیلیٰ نے کرنٹ کھا کر اُسکو دیکھا۔ وہ اپنے باپ کو گِلٹ میں مُبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی اور یہ۔۔۔

"کیا؟ تمہاری مُشکل آسان کی ہے۔" اُن کھا جاتی نظروں پر اُس نے بے پروائی سے کندھے اَچکائے۔ کیا بے نیازی تھی، کیسی بے تکلفی تھی۔ گُلِ لَیلیٰ کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ اُس نے اپنے باپ کو دیکھا جِنکا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑھ گیا تھا۔

"سُبکتگین!" اُنہوں نے جب اُسکو پُکارا تو لہجہ بہت خُشک، جذبوں سے پاک تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جی، انکل!" سُبکتگین حیدر کو اپنی شاہی جگہ چُھوڑ کر آگے بڑھنا پڑا۔

"تمہیں ابھی اور اِسی وقت اگر لَیلیٰ سے نِکاح کرنا ہے کے تو جواب دو نہیں تو جاتے نظر آؤ۔" اُس اگلے حکم پر لَیلیٰ کے سَر پر دھماکہ ہوا۔ اُسے جیسے یقین نہیں آرہا تھا۔ اپنے باپ پر، اُنکی بات پر، اپنی سماعتوں پر۔

"اگر جانا نہیں چاہوں تو؟" اِدھر بھی لہجہ ہر اِحساس سے خالی ہو گیا۔ لَیلیٰ کو سہارا لینے کے لیئے کرسی کی پُشت پر ہاتھ رکھنا پڑا۔

"تو گواہ لے کر آؤ۔" اُس بات پر سُبکتگین حیدر چونکا اور پھر جیسے بات سمجھتے ہی تیز قدموں کے ساتھ سٹڈی سے نِکل گیا۔

"ک۔۔۔ کیا مطلب ہے اِس بات کا؟" اُن سے تصدیق کرنے کو تیزی سے اُن تک آئی۔

"اپنی اور تمہاری آخری خواہش پوری کر رہا ہوں تمہارا نِکاح خود پڑھا کر۔" اُس جذبے سے خالی خواہش پر لَیلیٰ کو لگا اگلے کتنے دِن تک سانس نہیں لے سکی گی۔ جو اُنکو پریشانی اور غم سے بچانے کے لیئے اِقدام کرتی آئی تھی، سب خاک ہونے لگے۔ بغیر کچھ کہے بے دَم ہو کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ احمد صاحب نے اُسکو دیکھنے سے اَحتراز برتا، جو اعصاب کے یکجا ہوتے ہی قیامت برپا کرنے والی تھی۔

✓دَرد کہہ دینے سے گھَٹتا ہے، تُجھے کِس نے کہا؟

دَرد سے بڑھ کے دُکھن دَرد کی تمہید میں ہے۔۔۔

(نعمان شفیق)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"انگوٹھی اُتار کے مُجھے دو؟" اُسکے چہرے کو دیکھے بغیر اُنہوں نے اپنا ہاتھ اُسکے سامنے پھیلایا۔ سُن بیٹھی لَیلیٰ نے اپنے بائیں کی اُنگلی میں موجود اُس انگوٹھی کو دیکھا۔

"یہ بہت مُشکل سے پہنی تھی میں نے۔" اُسکے لہجے میں اِتنی تکلیف تھی کہ دوسری طرف کیئے کھڑے احمد حسن نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لیں۔

"اِسکو اُتار کر اپنی مُشکل آسان کر لو۔" پلٹے وہ اَب بھی نہیں۔ اُنکے قطعی انداز پر لَیلیٰ کی نگاہ دُھندلانے لگی۔ دوسرا کانپتا ہاتھ بڑھا کر اُس نے ایک جھٹکے سے انگوٹھی اُنگلی سے کھینچ کر اُتار دی۔ تیز سسکی کو اپنے ہونٹوں سے بامُشکل روک سکی۔ پھر سے اُنگلی چِھل گئی تھی مگر یہ تکلیف ثانوی تھی۔ بغیر چہرہ اُٹھائے اُس نے انگھوٹی احمد صاحب کی ہتھیلی پہ رکھ دی۔ جسے اُنہوں نے بغیر کسی دیر کے اپنی قمیض کی جیب میں ڈال لیا۔

"کریم بتا رہا تھا کہ کل سُبک آیا تھا؟" نثار حیدر کو گہری سوچ میں غرق دیکھ کر ماہ پارہ اُنکے برابر آ کر بیٹھی اور یہ پہلی بار تھا کہ وہ چونکے نہیں۔

"ہمم!" مُختصر جواب پر ماہ پارہ نے چہرہ آگے کر کے اُنکو دیکھا۔

"اِتنی رات کیوں آیا تھا؟ اور آپ سے مِل کر کیوں نہیں گیا؟" اُنکی سنجیدگی نے ماہ پارہ کو چوکنا کر دیا۔ اُنکی غیر موجودگی میں کچھ تو ہوا تھا۔

"حمزہ سے مِلنے آیا تھا۔" اُنکا لہجہ اَب بھی دھیما تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیوں؟ کوئی بات ہوئی ہے کیا؟ آپ صُبح ناشتے سے بات نہیں کر رہے اُس سے اور اَب رات کے کھانے کے بعد پھر آپ یہاں ہیں؟" اپنی بے صبری کو دبائے بڑی مُشکل کے ساتھ وہ تحمل سے پوچھ رہی تھی۔

"حمزہ کہاں ہے؟" کچھ یاد آنے پر اُنہوں نے چہرہ پھیرا۔

"اپنے کمرے میں۔ معلوم نہیں کیا ہوا ہے اُسکو؟" تفکر سے اُس نے نثار حیدر کے سنجیدہ ہوتے تاثرات کو دیکھ کر کہا۔

"بُلا کر لاؤ اُسے۔" صوفے سے اُٹھ کھڑے ہوتے ہوئے اُنہوں نے کہا۔

"کیا ہوا؟ مُجھے تو بتائیں؟" اُنکی بے صبری پر نثار حیدر نے پلٹ کر اُنکو تادیبی نظروں سے دیکھا۔

"اپنے بیٹے کو بھیجو یہاں پر۔ کھا نہیں جاؤں گا اُس لاڈلے کو۔" اُنکے انداز پر ماہ پارہ کا چہرہ سُرخ اور کان کھڑے ہوئے۔ چند لمحے وہ اُنکو اِدھر سے اُدھر مارچ کرتے دیکھتی رہی اور پھر ایک جھٹکے سے پیر پٹخ کر اُنکی سٹڈی سے باہر نِکل گئی۔

"مت ثابت کرو مُجھ پر کہ تم اپنے باپ کی اولاد ہو۔" سُبکتگین کا کسی بھی جذبے سے عاری لہجہ اُنکی سماعتوں میں گونج کر اُنکی بے چینی کو بڑھانے لگا۔ چند منٹ ہی گُزرے کے دروازے سے سنجیدہ سا حمزہ اندر داخل ہوا اور اُسکے پیچھے ہی ماہ پارہ بھی۔ نثار حیدر ماہ پارہ کو نظر انداز کر کے حمزہ کی جانب چند قدم بڑھے۔ اُسکے گال پر بینڈیج اور زنجیر کا نشان دیکھ کر چونکے ضرور مگر چہرے کے تاثرات سپاٹ رہے۔

"شرم نہیں آئی تمہیں؟" بامُشکل ہاتھ کو اُٹھنے سے روکتے ہوئے اُنہوں نے بڑے ضبط سے سوال کرتے ہوئے حمزہ کو چونکا دیا۔ وہ جو بیٹھنے لگا تھا، بیٹھ نہیں سکا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کِس بات پر؟" اُسکا لہجہ کڑا تھا۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو کیا بات کر رہا ہوں میں۔" نثار حیدر کو اُسکے انداز نے طیش دِلا دیا۔ مجال ہے جو اُنکی اولاد سُدھر جائے۔

"تمہیں میں نے سمجھایا بھی تھا کہ وہ لڑکی سُبک کے پہچان والے اِنسان کی بیٹی ہے پِھر بھی تم باز نہیں آئے۔" اُنکے لہجے کے سَرد پَن پر ماہ پارہ چونک کر آگے آئیں۔

"کچھ کہا ہے تم نے لَیلیٰ کو؟" جیسا اُنکا بیٹا جا رہا تھا اِس سوال کی گُنجائش نہیں تھی۔

"کیا تم اپنے بیٹے کو نہیں جانتی؟" نثار حیدر نے حیرانگی سے وقعی جاننا چاہا۔

"آپ جانتے ہیں؟" بدلے میں تڑخ کر سوال آیا۔ حمزہ نے بے زاری سے دونوں کو دُوبدو ہوتے دیکھا۔

"تمہیں فضول کاموں سے فرصت مِلے تو اولاد کی خبر رکھ سکو گی۔" وہ اُس لاعلمی پر چکراہ کر رہ گئے، خیر یہ ماہ پارہ کا روز کا معمول تھا۔

"ہر بار مُجھ پر کیوں چڑھائی کرتے ہیں۔ آپ بھی تو یہیں تھے۔" ماہ پارہ کی بات میں گُو کہ وزن تھا۔

"تم کہاں جا رہے ہو؟" وہ جو کرارہ سا جواب دینے لگے تھے، حمزہ کو خاموشی سے نکلتے دیکھ کر آگے بڑھے۔

"آپ لوگ پہلے اچھی طرح لڑ لیں۔" طنزاً کہتے ہوئے وہ سٹڈی کا دروازہ پوری قوت سے مار کر باہر چلا گیا۔

"یہ۔۔۔اِ۔۔۔کیا بے شرم اولاد ہے میری۔" سَر جھٹک کر کہتے ہوئے اُنہوں نے ماہ پارہ کو طنزاً ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

"تو سُبک کونسا پارسا ہے۔ اُسکے بارے میں کیا خیال ہے۔" وہ طنز کرنے سے نہیں رہ سکی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کم اَز کم وہ دوسروں کی بیٹیوں کو نہیں چھیڑتا۔" نثار حیدر کہہ کر ماہ پارہ کے پاس سے گُزر گئے اور پیچھے کتنی دیر تک شل کھڑی رہ گئی۔ وہ شخص سُبکتگین کی پھر سے طرف داری کر کے گیا تھا جِسکو اپنے بیٹے کے سبب سب سے زیادہ رُسوائی مِلی تھی۔ بیٹے کے مُنہ پر طنز کے تیر برسانے والا نثار حیدر پیچھے سے ہمیشہ اُسکے دفاع میں اِیسا کچھ نہ کچھ کہہ کر اُسکو ہمیشہ تلملانے پر مجبور کر دیتا تھا۔

کچھ دیر بعد ہی آدم، فیضان اور چند دوسرے آفس میں کام کرنے والی قریبی وہاں پُہنچ گئے۔ گو کہ سب حیران پریشان تھے کیونکہ اُنکو سُبکتگین حیدر جیسے شخص کے نِکاح کی اُمید نہیں تھی۔ اُنہیں تو لگا وہ ساری عُمر شدید سِنگل ہی رہے گا۔ احمد صاحب سٹڈی سے باہر آ کر اُسکے سب قریبی جاننے والوں سے مِل کر پھر سے سٹڈی میں آئے جہاں لَیلیٰ چہرہ جُھکائے بیٹھی تھی۔ اُسکے اعصاب یقیناً جگہ پہ آ گئے تھے۔

"گواہان آ گئے ہیں اور۔۔۔" کہتے ہوئے اُنہوں نے نِکاح نامے والی فائل اُسکے سامنے کی جو آدم آتے ہوئے نِکاح رِجسٹرار سے لے کر آیا تھا۔

"آپ سنجیدہ ہیں؟" چہرہ اُٹھا کر ایک نظر نِکاح نامے کو دیکھ کر بے حد تحمل سے سوال آیا۔

"مَر جانے کی حد تک۔" وہ الفاظ گُلِ لَیلیٰ کی رُوح کھینچ گئے مگر بے تاثر چہرے پر کوئی تاثر نہیں اُبھرا۔

"آپ کیوں کر رہے ہیں اِیسا؟" احمد صاحب جانتے تھے لَیلیٰ کے مِزاج کو تبھی اُسکے عین سامنے آئے۔ لَیلیٰ اُنکو یونہی چہرہ اُٹھا کر دیکھے گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں کوئی سوال جواب نہیں چاہتا لَیلیٰ۔ تمہارا نِکاح سُبکتگین سے ہو گا، آج اور ابھی۔" اُنکے قطعی انداز پر لَیلیٰ کی پلکیں لرز کر جُھکیں۔ وہ پہلے بے جِھجھکے اُنکو دیکھ رہی تھی، مزید نہیں دیکھ سکی۔ احمد حسن صاحب کا دِل چونک اُٹھا۔

"اگر میں اِنکار کرنا چاہوں تو اِسکی کوئی اہمیت ہو گی؟" جُھکی گردن پھر سے اُٹھ گئی۔

"نہیں!" جواب تَن کر آیا۔ لَیلیٰ کتنی ہی دیر تک اُنکی سنجیدگی دیکھتی رہی۔ اُنکو عُجلت تھی مگر کِس بات کی؟ کیوں؟؟

"تو پھر پُوچھ کیوں رہے ہیں؟" اُس نے چہرہ پھر سے جُھکا لیا۔ تنی ہوئی گردن مزید اُٹھی نہیں رہ سکتی تھی۔

"کیونکہ تمہیں وہ پسند ہے۔" اَب کی بار لَیلیٰ چہرہ نہیں اُٹھا سکی۔ سٹڈی میں گہرا سکوت چھانے لگا۔

"میں مُتاثر ہوئی تھی، بابا۔" جواب تب آیا جب احمد صاحب اُسکی جانب سے رُخ بدل کر جانے لگے۔

"اِنسان کتنے لوگوں سے مُتاثر ہو جاتا ہے تو کیا سب سے نِکاح کر لے گا؟" اُسکے سوال پر احمد صاحب نے نکاح نامے کی فائل ٹیبل پر رکھی۔

"لیکن تم آج تک کسی سے مُتاثر نہیں ہوئی لَیلیٰ۔" اُنکے اگلے باور کرواتے انداز نے لَیلیٰ کو گُم صُم کر دیا۔

"میں تم سے آخری بار کچھ کہہ رہا ہوں۔ اگر تم نے نِکاح نہیں کرنا تو۔۔۔ تم مُجھے مایوس کر دو گی۔ میں تم سے اِیسی اُمید نہیں رکھتا۔" احمد حسن کے مدہم ہوتے لہجے پر لَیلیٰ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ جانتے ہیں نہ کہ مُجھے جذباتی طور پر نہیں گھیرا جا سکتا۔" اُسکا انداز قطعی تھا یعنی اُسکو گھیرا نہیں جا سکتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ٹھیک ہے! تمہیں جب اپنی مَن مانی کرنی ہے اور میری بات کا پاس نہیں رکھنا تو میں اِیسی جگہ چلا جاتا ہوں جہاں سے تمہیں میری کوئی خیر خبر نہ مِلے۔" اَب کے وار کڑا تھا۔ گُلِ لَیلیٰ غلط تھی۔ اُسکو جذباتی طور پر گھیرا جا سکتا تھا۔ پھٹتے دِل سے وہ اپنے پیارے باپ کو سختی سے کہتے سُن رہی تھی۔

"آپ کیوں کہیں جائیں گے؟" کتنی دیر لگی تھی اُسکو اپنی قوتِ گویائی واپس لانے میں۔ بات قابلِ اعتراض یہ بھی ہونی چاہیئے تھی کہ اُس نے کب مَن مانی کی مگر یہ وقت گِلے شِکوے کا نہیں تھا، اِسکا گُلِ لَیلیٰ کو بخُوبی اَندازہ ہو گیا تھا۔

"کیا چاہتے ہیں آپ؟" اُنکو خاموش دیکھ کر اُسکو تھک ہار کر کہنا پڑا۔

"سُبکتگین سے تمہارا نِکاح۔" اُنکا مُدعا یوں صاف تھا جیسے کب سے اِس ایک لمحے کے لیئے اِنتظار میں بیٹھے ہوں۔

"اُسکے گھر والوں کو کیا کہیں گے؟" اُسکے سوال پر احمد حسن صوفے پر بیٹھے۔

"اُنکو سمجھانا سُبکتگین کا کام ہے۔" اُنکی بے نیازی پر لَیلیٰ تو عَش عَش کر اُٹھی مگر کچھ نہیں کہا کہ اُنکو اپنی نگاہوں سے دُور جاتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مَرگ تک وہ اُنکو اپنے سامنے، اپنے آس پاس دیکھتے رہنا چاہتی تھی۔ اَب کے اُسکی خاموشی رضامندی ہی تھی۔ احمد صاحب نے فائل اُٹھا کر سامنے کی اور پھر گُلِ لَیلیٰ اُنکو نِکاح کا خُطبہ پڑھتے سُننے لگی اور سُنتے ہوئے دِل میں کوئی مُصمم اِرادہ بَنا رہی تھی۔

"گُلِ لَیلیٰ حسن ولد احمد حسن آپ کو دَس لاکھ سکہ رائج الوقت سُبکتگین حیدر ولد نثار حیدر کے نِکاح میں دیا جاتا ہے، کیا آپ کو قبول ہے؟" اُنکے اِستفسار پر اُس نے لمحے بَھر کے لیئے بھی چہرہ نہیں اُٹھایا۔

"قبول ہے!" بے تاثر لہجے کے ساتھ اُس نے سُبکتگین حیدر کو اپنی زندگی میں داخل کر لیا تھا۔ احمد صاحب نے اُٹھ کر اُسکے سَر پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا مگر لَیلیٰ نے چہرہ نہیں اُٹھایا۔ وہ احمد حسن صاحب سے شدید والا ناراض ہو چکی تھی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

جِسکا اُنکو خود بھی بخُوبی اندازہ تھا تبھی بغیر کچھ کہے فائل اُٹھا کر سٹڈی سے باہر نِکل گئے سُبکتگین حیدر سے رضامندی لینے کے لیئے۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پر لَیلیٰ نے جُھکا چہرہ اُٹھایا۔ بادامی آنکھوں میں ٹھہرے وہ آنسو گالوں پر پِھسلتے چلے گئے جو اُس نے اپنے باپ سے چُھپا کر رکھے تھے۔

✓ ہمیں صلیب پر ہونے سے قبل لگتا تھا

ہم سے بندے بھی راضی، خُدا بھی راضی ہے۔۔۔

"مُبارک ہو بہت بہت!" آدم ثقلین اور باقی سب کی مُبارک باد قُبول کر کے اُس نے سنجیدگی سے اپنی جانب دیکھتے احمد حسن کو دیکھا تو چہرے کی مُسکراہٹ فوراً معدوم ہوئی۔ وہ اُنکا ہر تیور پہچانتا تھا۔ اُن سب سے معذرت کہہ کر اُن تک آیا جِن کی نظریں اندر تک اُتر کر بھید پا لینے پر بضد تھیں مگر اُنکے مُقابِل گُلِ لَیلیٰ نہیں سُبکتگین حیدر تھا۔

"اپنی حرکات کی وضاحت کرو گے؟" اُسکو شرمندہ ہوتے دیکھنا کوئی اچھا تجُربہ نہیں تھا مگر وہ طنز کرنے سے نہیں چُوکے۔

"سب جانے دیں اور سوچیں کہ حمزہ کے والدین سے کیا کہنا ہے۔" اُسکی ڈھٹائی پر احمد صاحب نے دانت پیس لیئے۔

"پہلے اُنکو تمہارے تو کرتوت بتا لوں۔" اُنکے سخت لہجے پر اُسے سنجیدہ ہونا پڑا۔

"مُجھے سچ بتاؤ سُبکتگین۔" اُنکے کڑے سوال پر اُس نے گہرا سانس لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سچ وہی ہے جو میں نے آپکو بتایا۔" چند لمحے کی خاموشی کے بعد چہرہ اُٹھا کر بولا اور تبھی اُسکی نگاہ سٹڈی کے دروازے سے نِکلتی گُلِ لَیلیٰ تک گئی۔

"اور کیا بتایا تم نے مُجھے؟" اُسکی بے پرواہی اُنکو ایک آنکھ نہیں بھا رہی تھی۔ وہ اچھی طرح اُسکو سمجھے ہوئے تھے۔

"یہی کہ ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔" اُس پر آ کے ٹھہرتی بادامی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اُس نے رُکتے دِل سے کہا اور اُسکی بات پر وہ بادامی آنکھیں اپنے حُجم سے پھیلیں۔

"ہم دونوں سے کیا مُراد ہے تمہاری؟" اُنہوں نے یہیں اُسکو کٹھہرے میں کھڑا کر لیا۔

"میں اور گُلِ لَیلیٰ!" اُسکی وضاحت پر بادامی آنکھوں میں خُون اُترنے لگا۔ وہ تیز قدموں سے اُن دونوں کی جانب بڑھی۔

"بابا! یہ۔۔۔۔" اُس نے اُسکا دعویٰ رَد کرنا چاہا۔

"تم جا کر اپنی پیکنگ کرو۔" مگر ہوا یہ کہ اُسکی بات رَد کر دی گئی۔

"پیکنگ، کیوں؟" اَب کے سُبکتگین کو بھی دَھچکا لگا۔

"کیا مطلب کیوں؟ بیوی ہے اَب تمہاری، لے کر چلتے بنو۔" اُنکی اگلی بات پر لَیلیٰ کے کلیجے پر ہاتھ پڑا۔ سُبکتگین نے نگاہ پھیر کر لَیلیٰ کے سپید پڑتے چہرے کو دیکھا۔ اُسکو یقیناً اپنے باپ سے اِیسی عُجلت اور الفاظ کی اُمید نہیں تھی۔ سُبکتگین اُسکے کچھ بولنے کا، اِنکار کا اِنتظار کرتا رہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم۔۔۔ یہاں سے ہِلنا مَت۔" سُبکتگین کی جانب متوجہ ہو کر اُس نے یوں کڑے انداز میں شہادت کی اُنگلی اُٹھا کر تنبیہہ کی کہ سُبکتگین تو سُبکتگین احمد صاحب تک دَنگ رہ گئے۔ دونوں نے چہرہ پھیر کر ایک دوسرے کو پھیلتی آنکھوں سے دیکھا۔ اندر کمرے میں آ کر لَیلیٰ دروازہ بند کیئے بغیر تیز قدموں سے الماری کی جانب آئی اور پھر سوٹ کیس کھینچ کر باہر نِکالا۔ چند اہم کپڑے کھینچ کر تیزی سے کُھلے بریف کیس میں بے دردی سے پھینکنے لگی۔ اپنا لیپ ٹاپ، سیل فون اور چند ضروری چیزیں رکھ کر اُس نے بیگ پوری قوت سے بند کیا۔ اُسکا ہینڈل پکڑ کر کھینچتے ہوئے اُسی تیزی سے واپس اُن دونوں تک آئی اور پھر رُکے بغیر اُنکے درمیان سے ہو کر دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ احمد صاحب نے رُکتے دِل سے اُسکو نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھا جبکہ سُبکتگین نے نا سمجھی سے۔ وہ اُتنی جلدی نارمل کیسے ہو گئی؟ اُسے تو لگا تھا وہ اُسکا سَر پھاڑ دے گی مگر اِتنا ٹھنڈا ردِ عمل! وہ کب سے اِتنی تحمل مِزاج ہوئی؟؟

"یہ اِتنی جلدی نارمل ہو جاتی ہے؟" سُبکتگین نے اپنی حیرت کو بامُشکل زُبان دی۔

"یہ جاننا تمہارا کام ہے۔" احمد صاحب سنجیدگی سے کہہ کر دِل پر کڑے پہرے بِٹھاتے ہوئے سٹڈی کی طرف بڑھ گئے۔ بیٹی کو یوں رُخصت کرنے کا اُنہوں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ سُبکتگین چند لمحے مَلال سے اُنکے شکستہ قدموں کو دیکھتا رہا اور پھر سَر جھٹک کر جیب سے چابی نِکالی اور پھر اُس سِمت چلا گیا جہاں گُلِ لَیلیٰ گئی تھی۔

✓ کہیں یہ تُو تو نہیں، میری آرزو تو نہیں

بُلا رہا ہے کوئی بامِ کہکشاں سے مُجھے۔۔۔

(ہری چند اختر)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم پھر مِلی ہو اُس فقیر سے؟" کمرے میں آتی ماہ پارہ نے فرصت سے تیار ہوتی نادیہ کو چونکا دیا۔

"یونیورسٹی میں مِلی تھی۔" اُسکو جیسے فرق ہی نہیں پڑا۔

"میں نے تمہیں منع بھی کیا تھا کہ اُس فقیر سے اپنا میل مِلاپ کم کر دو مگر تمہیں میری بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔" ماہ پارہ کے چیخ اُٹھنے پر نادیہ نے حیرت سے اُنکے شدید غصّے سے سُرخ پڑتے چہرے کو دیکھا جبکہ باتھ روم سے نِکلتی فلک وہیں ٹھہری گئی۔

"چیخ کیوں رہی ہیں؟"

"کیونکہ میری بکواس سمجھ نہیں آتی۔ کیوں اپنے باپ اور بھائی سے اُسے پِٹوانے پر تُلائی ہوئی ہو۔" آگے آکر اُنہوں نے اُسکو کندھے پر ایک تھپڑ رسید کیا۔

"بابا اور حمزہ کو کوئی مسئلہ نہیں ہے تو آپ کو کیا ہے؟" وہ تو تپ ہی گئی تھی۔

"سُبک کو معلوم ہوا نہ کہ وہ تم سے پیسے اِینٹھ رہا ہے، بے وقوف بنا رہے ہے تو کھال اُتار دے گا اُسکی۔" ماہ پارہ کی بات پر فلک مُسکرا کر آگے بڑھی۔

"ایک تو زہر بھی لگتا ہے آپ کو اور پھر تڑیاں بھی اُسی کی لگاتی ہیں ہمیں۔" فلک کی بات پر ماہ پارہ نے اُسکو تاسف سے دیکھا۔

"کیونکہ حمزہ سے اپنی زندگی نہیں سنبھلتی تو تم لوگوں کی کہاں سے سنبھالے۔ شُکر کرو مُشکل وقت سے نکال لیتا ہے سُبک ورنہ جیسا رشتہ ہے ہمارا اُس پہ ایک دوسرے پر لعنت بھی نہیں بھیجی جاتی۔" اُنکی اگلی بات پر نادیہ نے سُرخ پڑتے چہرے سے فلک کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ڈیڈ نے کچھ کہا ہے آپ کو؟" فلک کو اُنکے مِزاج کی سب خبر تھی۔

"تمہارا بھائی عقل سے کچھ کام لے تو تمہارے باپ کو غصّہ نہ آئے۔ میں تم لوگوں کے قدم مضبوط کرنا چاہتی ہوں اور تم لوگ۔۔۔" تاسف سے دونوں بیٹیوں کو دیکھ کر وہ پیر پٹخ کر کمرے سے باہر نِکل گئیں۔

"اِنکو کیا ہوا ہے؟" نادیہ جُھنجھلا ہی تو گئی۔

"بے فکر رہو! کچھ دیر میں ٹھیک ہو جائیں گی۔" فلک نے اُسکا کندھا تھپک کر تسلی دی جبکہ نادیہ بُرے موڈ کے ساتھ ڈریسنگ ٹیبل کے آگے سے اُٹھ گئی۔

گاڑی چلاتے ہوئے وہ گہری خاموشی پر دقعتاً فوقتاً برابر چہرہ پھیر کر بیٹھی لَیلیٰ کو بھی دیکھ لیتا۔ اُسکی خاموشی خوش آئند نہیں تھی کیونکہ اُسکا مِزاج اِیسا نہیں تھا۔

"گاڑی روکو!" کچھ مِنٹ بعد ہی اُسکی تیز آواز پر سُبکتگین کا پاؤں تیزی سے بریکس پر گیا۔

"دروازہ کھولو!" زور لگانے پر جب نہیں کُھلا تو چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا جو سنجیدگی سے اُسکی جانب ہی متوجہ تھا۔

"کِدھر جانا ہے؟" اپنے سوال پر لَیلیٰ کے چہرے کا ہر تاثر اُس نے بِگڑتے دیکھا۔

"بھاگنے کا اِرادہ نہیں ہے، دروازہ کھولو۔" تڑخ کر جواب آیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بھاگ بھی نہیں سکتی۔" اُسکے یوں تپائے جانے کی لَیلیٰ کو اُمید نہیں تھی تبھی تیز نظروں سے اُسکو دیکھا جِس نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا تھا۔ کچھ کہے بغیر گاڑی سے اُتر کر سامنے نظر آتی دُکان کی جانب بڑھی جبکہ سُبکتگین جیپ کا لاک کر کے اُسکے پیچھے کو ہوا۔ اِسکو آدھی رات کو کیا ہوا ہے بھئی؟

اندر آتے ہی سامان والی باسکٹ اُٹھاتے ہوئے کھانے کی نہ جانے کون کون سی چیزیں باسکٹ میں ڈالنے لگی۔ اندر آتا سُبکتگین سانس بَھر کر رہ گیا۔ اُسے کیسے بُھول گیا کہ گُلِ لَیلیٰ کو خوشی اور غم میں شدید بُھوک لگتی تھی اور اَبھی یقیناً خوشی کا لمحہ نہیں تھا۔ اُسکو کاؤنٹر پر جاتے دیکھ کر سُبکتگین پیسے دینے کے لیئے آگے نہیں بڑھا کیونکہ جانتا تھا لَیلیٰ اپنا کلچ لے کر گئی ہے اور ظاہر ہے ابھی اُسکے پیسے واپس اُسکے مُنہ پر ہی مارے جائیں گے۔ دونوں بَھرے ہوئے شاپر اُٹھا کر پلٹ کر سکون سے کھڑے سُبکتگین کو دیکھ کر ایک پَل کو ٹھٹکی اور دوسرے ہی پَل اُسے نظر انداز کر کے برابر سے نِکل گئی۔

گاڑی میں بیٹھ کر جیپ سٹارٹ ہوئی اور پہلی بار کی طرح جیپ میں خاموشی نہیں رہی۔ شاپر اور چپسوں کی آواز پر اُسکو دیکھ کر مُسکراہٹ بامُشکل دبائے سامنے دیکھنے لگا۔ وہ واقعی سب سے مُختلف اور عجیب تھی۔ اُسکے مطمئن انداز سُبکتگین کو طمانیت میں مُبتلا کر رہے تھے حالانکہ جانتا تھا کہ اُسکی خاموشی اور سکون خوش آئند نہیں ہوتا۔ گھر کے آتے ہی گاڑی کا ہارن بجنے پر سیکورٹی گارڈ نے دروازہ کھولا۔ سب سو چُکے ہوتے تھے مگر آنے سے قبل سُبکتگین نے سیکورٹی گارڈ کو بتا دیا تھا۔ جیپ کھڑی کر کے اُس نے سیکورٹی گارڈ واجد کو جانے کا کہا اور پِھر چہرہ پھیر کر لَیلیٰ کو دیکھا جو پچھلی سیٹ سے اپنا سوٹ کیس نکالنے کے جتن کر رہی تھی۔ خاموشی سے آ کر اُسکے پیچھے کھڑا ہوا اور پِھر ہاتھ بڑھا کر ایک جھٹکے سے سوٹ کیس اپنی جانب کھینچا۔ چونکتی لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا اور عین اُسی لمحے سُبکتگین نے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

بھی۔ بادامی آنکھوں میں اِتنی بے اعتباری اور خفگی تھی کہ کوئی حد نہیں۔ نگاہیں بدل کر سُبکتگین پیچھے ہوا اور سوٹ کیس نیچے رکھ کر لَیلیٰ کے پیچھے ہونے پر گاڑی کا دروازہ بند کیا۔

"یہ گیسٹ رُوم تم۔۔۔" اندر آکر اُس نے ہال کے کونے والے کمرے کی جانب اِشارہ کیا جسے لَیلیٰ نے دیکھنے کی زحمت تک نہیں کی۔

"تمہارا کمرہ کونسا ہے؟" سوال بڑی سنجیدگی اور سکون سے آیا۔

"اُوپر ٹیر۔۔۔" اِس سے قبل اُسکا جملہ مکمل ہوتا لَیلیٰ آرام سے سوٹ کیس اُٹھا کر سیڑھیوں کی جانب بڑھی اور ہک دَق رہ جاتا سُبکتگین وہیں کھڑا اُسکو گول سیڑھیاں چڑھتے نا سمجھی سے دیکھتا رہا اور پھر بوکھلا کر اُسکے پیچھے لپکا۔ اُسکی بات پوری نہ سُننے کے سبب اُسکو اُوپر پورشن میں موجود ہر کمرے میں جھانکنا پڑا اور پھر ٹیرس کے ساتھ والے کمرے کی یقین دہانی کرتے اندر آگئی۔ دروازہ اُس نے کُھلا رہنے دیا۔ دروازے میں اِیستادہ حیران سا سُبکتگین اُسکو بے حد بے تکلفی سے اپنے کمرے میں گُھومتے دیکھ رہا تھا۔ وہ سارے کمرے کو اچھی طرح دیکھ رہی تھی اور پھر اُس نے ٹیرس کی جانب کُھلتی قد آدم کھڑکیوں کے آگے سے پردے پیچھے کر دیئے۔ باہر پہلی تاریخ کا بدر پوری شان سے جگمگا رہا تھا۔

"تم غیر آرام دِہ محسوس کرو گی۔۔۔" حیرانگی جھٹک کر سُبکتگین آگے بڑھا۔

"میری فکر چُھوڑو اور اپنی خیر مناؤ۔" کھڑکی کے پاس سے ہٹ کر اُس نے سوٹ کیس سائیڈ پر کیا۔ اُسکی بات پر سُبکتگین کا ماتھا ٹھنکا۔

"کیا مطلب؟" اُسکو واقعی نہیں سمجھ آرہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہیں کیا لگتا ہے میں یہاں اِتنی شرافت سے آسکتی تھی؟" پلٹ کر اُس نے جِس سختی سے پوچھا، سُبکتگین نے بے اِختیار نفی میں سَر ہلایا۔

"تم سہی سمجھے۔ میں یہاں تمہارا جینا حرام کرنے آئی ہوں۔" اُسکی اگلی بات پر سُبکتگین نے بغور اُس چہرے کو دیکھا جِس پر سنجیدگی اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ خاموشی سے اُسکی جانب بڑھا مگر لَیلیٰ اپنی جگہ سے نہیں ہلی یہاں تک کہ درمیان دو قدم کا فاصلہ رہ گیا۔ مخصوص پُھولوں کی خُوشبُو پھر سے سُبکتگین حیدر کے اعصاب پر طاری ہونے لگی۔

"حرام تم نے پہلے کیا ہوا تھا۔" اُن بادامی آنکھوں میں جُھک کر دیکھتے ہوئے اُس نے گُلِ لَیلیٰ کی ساری بے زاری بَھک سے اُڑادی۔ پلکیں سُکیڑ کر سُبکتگین حیدر کے چہرے کو وہ کتنی دیر تک دیکھے گئی۔

"اُوہاں! یہ آئیڈیا مُجھے پہلے کیوں نہیں آیا۔" سیاہ آنکھوں میں دیکھتی آنکھوں نے نہ جُھکنے کی اُسی وقت قسم کھالی تھی۔

"کیسا آئیڈیا؟" وہ لَیلیٰ کے اندر کو پڑھنے کی سعی کر رہا تھا مگر بادامی آنکھیں اُسکی کوشش ناکام بنانے پر تُلی ہوئی تھیں۔

"میں تمہیں کسی کو بھی خبر ہونے سے پہلے حلال بھی تو کر سکتی ہوں۔" ایک اَدا سے گردن پہ چُھری پھیرنے کا اِشارہ کیا اور سُبکتگین حیدر گردن پیچھے کو پھینکتے ہوئے قہقہہ لگا کر ہنستا چلا گیا۔ اُسکی نیت قتل کر دینے کے باوجود، انداز بے حد پیارا تھا، دِل کے تار چھیڑ دینے والا۔ گُلِ لَیلیٰ کے چہرے کی سختی میں دراڑ آئی۔ آنکھیں بے یقینی اور نا سمجھی سے اُسکو یوں ہنستے دیکھنے لگیں۔

"یہ مُجھے تم کہہ کر کیوں پُکارا جا رہا ہے؟" قہقہے تھمتے ہی آنکھوں کا کنارہ صاف کر کے اُس کا ایک اور سوال حاضر تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیونکہ مُجھے سمجھ آگئی ہے۔" اُسکا اِرادہ سُبکتگین حیدر کی طبیعت دُرست کر دینے کا تھا۔ اُسکو ذہنی دھچکا دے کر خود کیسے ٹھٹھے لگا کر ہنس رہا ہے۔

"کیا؟" بڑی دلچسپی سے سوالیہ اَبرو اُٹھی۔

"یہی کہ تم اِس لائق نہیں ہو۔" شدید غصّے، صدمے اور دھچکے پر بھی وہ اِس سے زیادہ سخت الفاظ اِستعمال کر کے بعد میں شرمندہ نہیں ہونا چاہتی تھی خود سے۔ سُبکتگین کے چہرے کو ایک بار پھر بڑی آسودہ سی مُسکراہٹ چُھو گئی۔

"تیز زُبان کی عورت بہت بُری لگتی ہے مگر تم واحد ہو جو بُری نہیں لگ رہی مُجھے۔" اُس وجیہہ چہرے کی مُسکراہٹ نظر انداز کر کے لَیلیٰ نے اُسکو تیز نظاروں سے دیکھا۔ آج کے دِن اِتنے دھچکے مِل چُکے تھے کہ اِس جیسے سنجیدہ اور ریزرو بندے کی ہنسی اور بے تکلفی حیران نہیں کر رہی تھی۔ صاف ظاہر تھا وہ اُسے جھگڑنے پر اُکسا رہا ہے۔

"تیز زُبان کے مَرد بہت بُرے لگتے ہیں مُجھے اور الحمدللہ! تم بھی اُنہی میں شامِل ہو۔" جواب پھر بغیر کسی دیر کے آیا۔ سُبکتگین کی مُسکراہٹ معدوم ہونے کے بجائے مزید گہری ہو گئی مگر لَیلیٰ وہ دلکش مُسکراہٹ دیکھنے سے قبل ہی اُسکے برابر سے ہو کر سائیڈ پر رکھے آبنوسی لکڑی کے بڑے سے جُھولے کی جانب بڑھی جسے سوئینگ صوفہ کہا جاتا ہے۔ سُبکتگین کے دیکھتے ہی اُس نے پاؤں اُوپر کر لیئے یعنی اُس نے یہاں سونا تھا۔

"یہ طوفان سے پہلے والی خاموشی ہے یا بعد والی؟" سُوئچ بورڈ سے تیز روشنیاں بُجھا کر مدھم جلاتے ہوئے پوچھا۔ آنکھیں بند کرتی لَیلیٰ نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں تو نگاہ چھت پر جگمگاتی کہکشاؤں جیسی روشنیوں سے ٹکرائی۔ سٹینڈینگ اور سائیڈ ٹیبل لیمپ کے بجائے چھت پر سفید، جامنی، ہلکے گُلابی اور ہلکے نیلے رنگ کی روشنیاں پھیل کر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کُھلے آسمان کا مَنظر پیش کر رہی تھیں۔ اُسکو بچپن سے کتنا شوق تھا چاند ستارے والے آسمان تلے سونے کا۔ عین وسط میں مصنوعی چاند نگاہوں کو اِتنا بَھلا لگ رہا تھا کہ وہ بُھول ہی گئی کہ اُسے دُوبدو جواب دینا ہے۔

سُبکتگین نے اُسکی نظروں کے تعاقب میں چھت پر دیکھا اور گلے میں گلٹی سی اُبھر کر معدوم ہوئی۔ نظروں کی تپش پر لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا اور سُبکتگین حیدر کا سانس تھم گیا۔ اُن بادامی آنکھوں میں آسمان کے سارے ستارے اُتر آئے تھے۔ اُن کہکشاں جیسی آنکھوں کو نگاہ بَھر کر رُکتے دِل سے دیکھتا رہا۔

"تمہارے لیئے پہلے والی ہے جبکہ میرے لیئے طوفان کے گُزر جانے کے بعد والی خاموشی ہے۔" صوفے کا تکیہ دُرست کر کے اُس نے سارے ستارے اپنی آنکھوں میں بَھر کر آنکھیں مُوند لیں۔ سُبکتگین حیدر کے گِرد گہرا ہوتی چاندنی کا طلسم ایک چھناکے سے ٹوٹ گیا۔ وہ الفاظ رُوح خالی کر دینے والے تھے۔

✓ایک چاند جو کرتا نہ میری پُشت پناہی

مُٹھی میں اَندھیرا مُجھے بَھرنے ہی لگا تھا۔۔۔

(مُشتاق عاجِز)

صُبح فجر کی نماز پڑھتے ہی اُسکا دھیان سب سے پہلے احمد صاحب کی جانب گیا۔ ایک نظر نماز پڑھتی لَیلیٰ کو دیکھ کر سیل فون اُٹھائے تیز قدموں سے باہر نکلا۔ پیچھے نماز ختم کرتی لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر بند دروازے کو دیکھا اور پھر دُعا مانگنے لگی۔ اُسے نماز پڑھتے ہی یقین تھا کہ بابا آجائیں گے۔ وہ اُسکو زیادہ دیر تک ناراض نہیں رہنے دیں گے، اُسے یقین

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

تھا۔ آنے سے پہلے اچھی طرح ثابت کر کے آئی تھی کہ اُنکی گُل اُن سے ناراض ہو چُکی ہے۔ جائے نماز تہہ کر کے وہ تیز قدموں سے باہر نِکلی۔ ایک نظر اِرد گرد کی خاموشی پر لکڑی کے آبنوسی دروازے کو دیکھا۔

"یہ کہاں گیا؟" خالی کچن اور ہال کمرے کو دیکھ کر دروازہ کھول کر باہر آئی۔ ایک طائرانہ نظر پورچ میں اور سرسبز لان کو دیکھا جہاں ایک بھی پھُول نہیں تھا۔

"بدذوق!" سَر جھٹک کر وہ پچھلے دالان کی جانب بڑھی اور تبھی اُسکو ٹھہر جانا پڑا۔

"تم ابھی جاؤ اور حسن انکل کے ساتھ رہنا۔ کہیں اِیسا نہ ہو وہ تمہارے بغیر چلے جائیں۔" سُبکتگین حیدر کی اُسکی جانب پُشت تھی مگر پھِر بھی آواز مدہم تھی۔

"میں نے اُنکو کہا تو تھا کہ تمہیں لے کر جائیں مگر کل کے بعد ممکن ہے کہ وہ بتائے بغیر چلے جائیں۔ اِیسے میں وہ خ۔۔" نظروں کی تپش تھی یا کیا کچھ اور اُس نے بے ساختہ پلٹ کر پیچھے دیکھا اور پھِر اُن آنکھوں کے تاثرات پر سیل فون پہ گرفت مضبوط ہوئی۔

"کہاں چلے جائیں گے، بابا؟" وہ تیز قدموں سے اُس تک آئی۔

"کہیں نہیں مگر جاسکتے ہیں۔ اِس لیئے آدم سے کہا ہے۔" اُس نے بات سنبھالنی چاہی۔

"بابا کیوں اپنا گھر چھُوڑ کر پھِر سے کہیں جائیں گے اور میں۔۔۔ میں تو یہاں ہوں۔۔۔" اُسکے انداز میں اِتنی بے ساختگی تھی کہ سُبکتگین کی دَھڑکن ٹھہری۔

"کہیں نہیں جا رہے گُلِ لَیلیٰ۔ میں احتیاطاً کہہ رہا ہوں کہ شاید وہ ناراض ہو کر۔۔۔" لَیلیٰ کی آنکھوں میں بے یقینی اُترنے لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ناراض تو میں ہوں اُن سے۔ اُنکو یہاں آنا ہو گا نا مُجھے مَنانے کے لیئے۔" ساری بات کی جوڑ توڑ بڑی بے ربطی سے کی گئی۔ سُبکتگین نے اُسکو نرمی سے دیکھا۔

"وہ کہیں بھی نہیں جا۔۔۔" سُبکتگین جیسے ہی آگے بڑھا لَیلیٰ اُسی تیزی سے نفی میں سَر ہلا کر پیچھے ہوئی۔

"اگر میرے بابا مُجھ سے ناراض ہوئے تو میں آپ کا سچ میں جینا حرام کر دوں گی۔ آپ کی زندگی جہنم کر دوں گی۔ سکون کا سانس نہیں لینے دوں گی آپ کو۔" اُنگلی اُٹھا کر تیز تیز کہتے ہوئے وہ سانس روکے ہوئے تھی۔ سُبکتگین حیدر ٹھٹکا مگر وہ اُسکی کیفیت سمجھ رہا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ گُلِ لَیلیٰ اپنے باپ سے کِس قدر اٹیچ ہے۔

"قبول ہے! تم اندر جا کر ناشتہ کرو۔ حسن انکل کہیں نہیں گئے۔" اُسکے تحمل سے کہے جانے پر لَیلیٰ نے دانت پیس لیئے۔ اُسکے پیروں کے نیچے سے زمین کھینچ کر کتنے تحمل سے اُسے ناشتے کا کہہ رہا تھا۔

"ناشتہ تم بیٹھ کر و کھاؤ۔ میں اپنے بابا کے پاس جا رہی ہوں۔" پیر پٹخ کر تیزی سے پلٹی جبکہ سُبکتگین کا جی چاہا اپنا سَر پیٹ لے ابھی سے ہی حالانکہ ابھی تو شروعات تھی۔

"چلو میں بھی وہیں جا رہا ہوں تو۔۔۔" اُسکے برابر چلتے ہوئے سنجیدگی سے کہنا چاہا مگر لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر اُسکو سخت نظروں سے گھور کر باقی الفاظ سلب کر لیئے۔

"تمہارا مزید احسان نہیں لینا جو میرے ہی گلے پڑ جائے۔" سَر جھٹک کر آگے آگے بڑھی۔

"تو ایک اور سہی۔ چلو گاڑی میں بیٹھو، وقت ضائع نہیں کرتے۔" اُسکے انداز پر لَیلیٰ کا جی چاہا اچھی خاصی سُنا دے مگر پھِر کسی وقت پر ٹالتے ہوئے پسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھی اور دروازہ پوری قوت سے مارتے ہوئے سُبکتگین کو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

دہلا کر رکھ دیا۔ دِل پر ہاتھ رکھ کر اُس نے اپنی لاڈلی جیپ کو دیکھ کر دروازہ کھول کر اُسکو دیکھا جو اَب پُرسکون ہو چُکی تھی۔

"یا اللہ! مُجھے صبر دے۔" جیپ سٹارٹ کرتے ہوئے اُسکی بڑبڑاہٹ اِتنی اُونچی ضرور تھی کہ لَیلیٰ تک با آسانی پُہنچ سکے۔

"ساری عُمر یہی دُعا مانگتے رہنا ہے، چلاؤ جیپ۔" اُسکے انداز پر بڑی مُشکل سے مُسکراہٹ ضبط کر کے اُس نے ہارن دے کر جیپ ریورس کی اور واجد نے دروازہ وَا کر دیا۔ جیپ میں پھر سارا رستہ خاموشی ہی طاری رہی تھی۔ گھر آتے ہی وہ تیزی سے سیلٹ بیلٹ کھول کر نیچے اُتری اور سُبکتگین کو کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر دروازے کی جانب بھاگی۔ بیل بجا کر جب کوئی جواب نہیں آیا تو کسی خدشے کے تحت اُس نے بیل پر اپنا لرزتا ہاتھ رکھ دیا۔ سُبکتگین تیزی سے اُس تک آیا۔

"کیا کر رہی ہو؟ انکل سو رہے ہوں گے۔" اُسکے کڑے لہجے کو نظر انداز کر کے لَیلیٰ پوری قوت سے دروازہ بجانے لگی۔ شُکر ہے اُنکا گھر آس پاس کے گھروں سے کچھ دُور تھا ورنہ گُلِ لَیلیٰ صاحبہ پورے علاقے کو جگا چُکی ہوتیں۔

"بابا!" بے چینی سے دروازہ اور بیل بجانے میں تیزی آئی جبکہ پانچ مِنٹ گُزرنے کے سُبکتگین کے ماتھے پر شِکنوں کا جال بنا۔ پلکیں سُکیڑ کر اُس نے گھر کے چاروں جانب احتیاط سے دیکھا اور لَیلیٰ کو نرمی سے پیچھے ہٹایا۔

"بابا!۔۔۔ دروازہ کیوں نہیں کھول رہے؟" بادامی آنکھیں پہلی بار کسی کے سامنے چھلک پڑیں۔ سُبکتگین حیدر رُکتے دِل کے ساتھ آگے بڑھ کر اُسکے آنسو نہیں سمیٹ سکتا تھا۔ کچھ کہے بغیر دروازے کی سائیڈ والی قدرے بُلند دیوار

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

پیچھے ہو کر ایک جُست میں پار کر گیا۔ لَیلیٰ آنسو بہانا بُھول کر اُسکو دیکھنے لگی جو دوسری جانب اُترتے ہی دروازہ کھول رہا تھا۔ لَیلیٰ خاموشی مگر تیزی سے لکڑی کے دروازے کی جانب بھاگی۔

"بابا!" اندر گھر میں اُترے سناٹے پر اُسکا دِل ہول گیا۔

"بابا!" بھاگ بھاگ کر وہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں جاتی۔ ہال میں کھڑا سُبکتگین کتنی دیر تک اُسکو اِدھر سے اُدھر، اُوپر سے نیچے بھاگتے دیکھتا رہا۔ گُلِ لَیلیٰ نے کوئی گھر کا کونہ کُھدرا نہیں چُھوڑا مگر اُسکے بابا کہیں بھی نہیں تھے۔

"انکل نہیں ہیں گھر پر۔" اُسکو تیسری بار گھر کی تلاشی لیتے دیکھ کر سُبکتگین کو کہنا پڑا مگر وہ اُسکی آواز نظر انداز کیئے بھیگتی آنکھوں کے ساتھ اُنکے کمرے کو پھر سے اچھی طرح دیکھ رہی تھی۔ سُبکتگین گہرا سانس لے کر اُسکے پیچھے آیا۔

"انکل جا چُکے ہیں۔" دروازے کے پاس اِیستادہ سُبکتگین کی بُلند آواز پر کھڑکی کے پردے پیچھے کرتی لَیلیٰ کے ہاتھ تھمے اور پھر خون آشام نظروں سے اُسکو دیکھ کر تیر کی سی تیزی سے اُسکی جانب بڑھی جو پیچھے نہیں ہوا بلکہ اُسی سنجیدگی سے اُسکے چہرے پر پھسلتے لاتعداد آنسوؤں کو دیکھتا رہا۔

"آپ کی وجہ سے ہوا ہے سب۔" اُسکی آواز سرگوشی سے زیادہ زیادہ نہیں تھی۔

"ہاں!" آنسو سے بھیگتے لہجے میں جو کہا گیا وہ دِل کو مُٹھی میں جکڑ کر مَسل لینے والا تھا۔

"تمہاری وجہ سے ہوا ہے سب۔۔۔" یک دَم وہ اُس قدر اُونچی آواز میں چلائی کہ سُبکتگین کا دِل بیٹھنے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہاری وجہ سے ہوا ہے سب۔۔۔" دونوں ہاتھوں سے اُسکو پیچھے کی جانب پوری قوت سے دھکیلتے ہوئے اُسکے آنسوؤں کی روانی میں اِضافہ ہو رہا تھا۔ خُوشبو کا وہ جھونکا جو سُبکتگین کے قریب آیا تھا، اُسکے لڑکھڑا کر پیچھے ہونے پر دُور ہو گیا۔

"تمہاری وجہ سے میرے بابا مُجھے چھوڑ کے گئے ہیں۔" اُس اِلزام میں گہری سچائی تھی تبھی وہ چہرہ جُھکا کر پھر سے قریب آتی گُلِ لَیلیٰ کی بند مُٹھی کی شدِید ضربیں اپنے دِل کے مقام پر محسوس کرنے کے باوجود لڑکھڑائے بِنا جَم کر کھڑا رہا۔ ہر آن دِل میں بڑھتی شدید گھٹن اور تکلیف میں اِضافہ ہو رہا تھا مگر اُس نے اپنا جُھکتا سَر دوبارہ اُسکے سامنے کبھی نہ اُٹھانے کے لیئے جُھکائے رکھا۔ وہ آہیں، وہ سسکیاں اُسکا دِل چیر رہی تھیں، پُرانے زخم کھرونچ کر رُوح زخمی کر رہی تھیں مگر یہ سب اُسکے اپنی ہاتھوں کی کمائی تھی۔

"بابا!" اُسکو مارتے مارتے اُسکو اپنا کلیجہ پَھٹ جاتا محسوس ہو رہا تھا۔ کل کے اور آج کے دِن لگنے والے دَھچکوں اور صدمے کا کوئی اَنت نہیں تھا۔ اِن صدمات کی اِبتدا اِسی شخص کے بدلتے لہجے سے ہوئی تھی۔ اُسے حمزہ نثار اور اُسکا سلوک بُھول گیا تھا کیونکہ حساب برابر کیا گیا تھا مگر یہاں کیسے حساب برابر کیا جا سکتا ہے؟ اُس تکلیف اور اِس غم کی نوعیت مُختلف تھی۔ کیوں مُختلف تھی یہ اَب وہ خود کو بھی بتانے کے قابل نہیں رہی تھی۔

✓ میں نے تو ہاتھ بڑھایا تھا پریشانی میں

مُجھ کو تُو نے بھی رُلایا تھا پریشانی میں

بس یہی بات ہے جو دِل میں کھٹکتی ہے

مُجھ کو اپنوں نے ستایا تھا پریشانی میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اَب کسی راہ میں تنہا نہیں ہونے دے گا

غم کو یوں دِل سے لگایا تھا پریشانی میں

آپ لائے ہیں یہ حسین خواب، یہ کنگن اَب کیوں

آپ نے ہاتھ چُھڑایا تھا پریشانی میں

میری آنکھوں سے وہ مَنظر نہیں جانے والا

میں نے کِس کِس کو بُلایا تھا پریشانی میں۔۔۔

(عائشہ صدیقہ)

"آپ کہاں سے آرہے ہیں اِس وقت؟" اُنکو صبح سویرے باہر سے آتے دیکھ کر ماہ پارہ کی حیرت بجا تھی۔ کوئی جواب دیئے بنا اور اُنکو یونہی کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر ڈائننگ ہال کی جانب بڑھے جہاں مُلازمین ٹیبل پر ناشتہ لگا رہے تھے جبکہ فلک، نادیہ اور حمزہ سُستی سے بیٹھے اپنے سیل فون میں مصروف تھے۔

"بتا کیوں نہیں رہے، کہاں تھے؟" ماہ پارہ تیزی سے اُنکے پیچھے آئیں جبکہ اُن تینوں نے چونک کر چہرہ اُٹھا کر وہاں دیکھا جہاں سے پتھریلے تاثرات کے ساتھ نثار حیدر آرہے تھے۔ مُلازمین کو ناشتے رکھتے دیکھ کر وہ چند پل خاموشی سے کھڑے رہے۔

"بات سُنو میری آکر۔" حمزہ کو کہہ کر وہ پلٹنے لگے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اَب کیا کر دیا میں نے؟" حمزہ کے نخوت بَھرے سوال پر وہ ایک جھٹکے سے پلٹے اور اُسکو اِیسی نظروں سے دیکھا کہ تینوں ماں بیٹیوں نے نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تمہاری ماں اور بہنوں کے سامنے بتادوں۔" لَب بھینچ کر اُسکی جانب بڑھتے ہوئے وہ غُرائے جبکہ حمزہ کے کان میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ گُلِ لَیلیٰ اُسکے ہاتھ سے اَب نہیں بچنے والی تھی۔

"کیا کر دِیا اِس نے اَب؟" نادیہ نے سیل فون سائیڈ پر رکھ کر بے زاری سے اُنکو دیکھا جنکا چہرہ سُرخ ہوا رہا تھا۔

"تمہارا بھائی کسی دوسرے کی بیٹی پر ہاتھ اُٹھا کر آیا ہے۔ احمد بھائی کی بیٹی کا گلا دبا کر مُجھ سے پُوچھ رہا ہے بے غیرت۔" وہ اِس قدر زور سے گرجے کے اُن تینوں کے ساتھ حمزہ بھی لمحے بَھر کو لرز گیا۔ ماہ پارہ نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر حمزہ کو دیکھا۔

"یہ کیا کر دیا تم نے؟ کیوں؟" ماہ پارہ کو جیسے یقین نہیں آرہا تھا۔ نادیہ اور فلک کا رنگ اُڑنے لگا۔

"یقیناً اُس بدزُبان لڑکی نے کوئی بدتمیزی کی ہو گی۔" نادیہ نے تڑخ کر نخوت سے کہا جبکہ نثار نے جِن نظروں سے اُسکو دیکھا وہ اندر تک لرز کر گئی۔

"جی تو چاہ رہا ہے تمہارا مُنہ تھپڑوں سے لال کر دوں۔ تم جیسی کمینی اور بے غیرت اولاد نے مُجھے احمد بھائی کے سامنے شرمندہ کروادیا ہے۔" آگے بڑھ کر اُنہوں نے حمزہ کے ہاتھ میں سختی سے انگھوٹھی رکھی جبکہ ماہ پارک ہق دَق رہ گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہارا عظیم اور شریف بھائی اپنے گھٹیا اور کمینے دوستوں کی شرط پر لَیلیٰ کو اپنے دوستوں میں چھوڑ کر دفع ہو گیا تھا۔ وہ تو شُکر ہے سُبک وہاں آ گیا ورنہ یہ بے غیرت۔۔۔۔" اُنکی بات پر نادیہ کا چہرہ خفت سے سُرخ ہوا جبکہ فلک اور ماہ پارہ نے حمزہ کو ملامتی نظروں سے دیکھا۔

"یہ تمہارے مُنہ کا حشر لَیلیٰ نے کیا ہے نہ؟ اِسی لیئے تمہیں سُبک نے تھپڑ مارا تھا؟ جواب دو مُجھے۔" وہ بولے نہیں گرج رہے تھے اُس پر۔

"سُبک نے تمہیں تھپڑ مارا؟" ماہ پارہ دہل کر اُسکی سمت لپکی مگر بیچ میں ہی نثار حیدر نے اُنکی کوشش ناکام بنا دی۔

"بس اِسی بات پر تمہارے کلیجے پر ہاتھ پڑ سکتا ہے۔ اِسکی ماں شہر بانو ہوتی تو اِسکا چہرہ تھپڑوں سے لال کر دیتی۔" ماہ پارہ کو دیکھتے ہوئے اُنہوں نے اِتنی بلند آواز میں کہا کہ ہال میں گہرا سکوت چھا گیا۔ اُس نام پر ماہ پارہ کے دِل پر ہاتھ پڑا تھا۔

"آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی میرے سامنے اُس عورت کا نام لینے کی؟" سب بُھول کر وہ اِس قدر زور سے چیخی کے دَر و دیوار لرز اُٹھے۔ نثار حیدر کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلیں جبکہ نادیہ اور فلک نے ایک دوسرے کو دیکھا کیونکہ جانتی تھی اُنکی ماں کی اِس نام سے کِس قدر نفرت اور بے زاری تھی۔ حمزہ نے شُکر کیا کہ دونوں کا دھیان اُس پر سے تو ہٹ گیا ہے کم اَز کم۔ اطمینان سے کرسی سنبھال کر بیٹھتے ہوئے وہ ناشتے سے بَھرپور اِنصاف کرنے لگ گیا۔ نادیہ نے دانت پیس کر اُس کمینے کو دیکھا جو آگ لگا کر تماشا دیکھ رہا تھا۔

"وہ میرے بیٹے کی ماں ہے۔ اپنی بیوی کا نام لینے کے لیئے تمہاری اِجازت کیوں درکار ہو گی مُجھے۔" بیٹیوں پر نظر ڈال کر قدرے تحمل سے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"وہی بیوی جِسکو خود بے آسرا اور بے یار و مددگار چُھوڑ کر خود عیش کرتے رہے۔" ماہ پارہ کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ اُس عورت کو قبر سے نکال کر بُھون ڈالتی جبکہ اُس بات پر نثار حیدر کا چہرہ سُرخ ہوا اور پِھر وہ جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ یہ سچ بہت کڑوا اور تلخ تھا۔

"میں جا کر بات کروں گی احمد بھائی سے۔" اُنکو خاموش ہوتے دیکھ کر ماہ پارہ نے بات بدلی۔ حمزہ نے بدمزہ ہو کر اُنکو دیکھا۔

"کوئی فائدہ نہیں بات کا اور جب ٹی-وی پر گلہ پھاڑ کر ہر جگہ لَیلیٰ کے اغوا کا بتایا جا رہا تھا تب تم کیوں نہیں گئیں خیریت معلوم کرنے؟ میں نے تم سے کہا بھی تھا۔" اُنکو نئے سِرے سے تپ چڑھنے لگی جبکہ ماہ پارہ نے بُرا سا مُنہ بنا کر جِس طرح مُنہ پھیرا، نثار حیدر کا ماتھا ٹھنکا۔

"میں جانتا ہوں تمہیں اُس بچی سے اپنا کوئی مقصد تھا۔" اُنکے یقین پر ماہ پارہ تلملا کر رہ گئی۔

"خیر! معذرت کر کے بات کر لوں گی۔ آپ فکر مت کریں۔" ماہ پارہ کا انداز معاملہ رفع دفع کرتا تھا۔

"تمہاری معذرت اور بات کی اَب کوئی ضرورت نہیں۔ منگنی کی انگوٹھی وہ واپس کر چُکے ہیں۔" اِشارہ سے اُنہوں نے ٹیبل پر رکھی انگوٹھی کی طرف توجہ مبذول کروائی۔

"آپ ٹینشن نہ لیں ممی سب ٹھیک کر دیں گی۔" فلک نے ہنس کر اُنکا موڈ بدلنے کو کہا۔

"احمد بھائی سب ٹھیک کر چُکے ہیں، بے فکر رہو بیٹے۔" اُنکے مطمئن انداز پر ماہ پارہ کے کان کھڑے ہوئے۔ اِیسا طنزیہ لہجے وہ تبھی اپناتے تھے جب ماہ پارہ کا سارا معاملہ کھٹائی میں پڑ جائے۔

"کیا مطلب؟" نادیہ کو ہی پہل کرنی پڑی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اُنہوں نے لَیلیٰ کا نِکاح کر دیا ہے کل رات۔" اُنکی اطلاع نہیں دھماکہ تھا۔ حمزہ ایک جھٹکے سے کرسی دھکیل کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ؟" حمزہ کی آواز پر اُنہوں نے طیش سے اُسکو گھورا۔

"تم چُپ کر کے بیٹھو، بے غیرت اِنسان۔" اُنکا انداز سخت کُھردرا تھا جبکہ اِس اہانت پہ حمزہ کا چہرہ سُرخ پڑا۔

"لیکن کِس سے؟" نادیہ کو جو تجسس تھا وہی سوال اُٹھایا۔ شُکر ہے وہ بدزُبان اور بدتمیز بَلا اُنکے سَر سے ٹَل گئی۔

"سُبک سے۔" آہستگی سے اُن سب کی سماعتوں پر دھماکہ کر کے وہ خاموشی سے پلٹ کر اپنی سٹڈی کی جانب بڑھ گئے۔ پیچھے وہ سب ششدر، پھٹتی آنکھوں سے ایک دوسرے کو کتنی ہی دیر تک بغیر کچھ کہے دیکھتے رہ گئے۔

اُسکو اچھی طرح مار کوسنے کے بعد وہ بے دَم ہو کر صوفے پر نڈھال سی بیٹھ گئی۔ پورا وجود پھوڑے کی طرح دُکھ رہا تھا۔ اُسکو سَر دونوں ہاتھ میں گِرا کر بیٹھتے دیکھ کر سُبکتگین کچن میں گیا اور وہاں سے پانی کا گلاس لا کر اُسکے سامنے کیا۔

"پانی!" اُسکو یونہی سَر جُھکائے بیٹھے دیکھ کر اُسکو کہنا پڑا۔ چہرہ اُٹھا کر لَیلیٰ نے اُسکو دیکھا اور سُبکتگین حیدر تھمتی دَھڑکن کے ساتھ چند قدم پیچھے ہوا۔ چہرے پر آنسوؤں کے مِٹے نشانات کے ساتھ وہ سُبکتگین حیدر کا دِل مزید بوجھل کر گئی۔

"تمہیں معلوم ہے نہ بابا کہاں ہیں؟" پانی کا گلاس نظر انداز کر کے اُس نے آہستگی سے پوچھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جُھوٹ مت بولنا۔ میں نے خود تمہیں کسی آدم سے بات کرتے سُنا ہے۔" رُو رُو کر بیٹھ چُکی آواز میں بھی کڑک کر باز پُرس آئی۔

"میں تم سے کیوں جُھوٹ بولوں گا؟" اُسکا انداز صاف پہلو تہہ کرتا تھا۔

"تمہارا کیا بھروسہ۔" جواب بھی بغیر رُکے آیا۔ سُبکتگین اُسے دیکھ کر رہ گیا۔ اُس نے ایک نظر دیوار گیر گھڑی پر ڈالی جہاں دوپہر کے دو بجنے والے تھے۔ رات کا کھانا اور ناشتہ کیئے بغیر اُس رونے اور کل کے دھچکوں نے یقیناً اُسکے دماغ کا ستیاناس کر کے رکھ دیا ہو گا۔

"میرے بابا مُجھے بتائے بغیر کہیں نہیں جاسکتے۔" کچھ سوچ کر پھر وہ نئے عظم سے اُٹھی۔

"تمہیں پہلے کچھ کھانا چاہیئے۔" سُبکتگین کی بات کر نظر انداز کر تیز قدموں سے اپنے بابا کے کمرے میں دوبارہ گئی۔ اَب کی بار تلاشی کے بجائے سائیڈ ٹیبل تک آئی مگر وہاں کچھ قابلِ توجہ نہیں تھا۔ ایک دَم کوئی کوندا سا لپکا اور وہ بھاگ کر احمد حسن کی سٹڈی میں گئی۔ سُبکتگین کچھ چونک کر اُسکے پیچھے آیا جو اُنکے سٹڈی ٹیبل کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لے رہی تھی تبھی اُسکو پہلے دراز سے کچھ مِلا۔ سفید رنگ کا لفافہ نِکال کر اُس نے اپنے سامنے کیا۔ لفافہ کھولتے ہوئے اُسکی آنکھوں کے اگے دُھند چھا رہی تھی، ہاتھ لرز رہے تھے۔ سُبکتگین نے اُسکے عقب سے دونوں شانوں پر دباؤ ڈال کر کرسی پر بِٹھا دیا۔ لرزتے ہاتھوں سے لفافہ کھول کر اُس نے وہ کاغذ اپنی آنکھوں کے سامنے کیا جِس میں سے اُسکے باپ کے ہاتھوں کی خُوشبُو ابھی تک آ رہی تھی۔

"میری پیاری گُل، اسلام و علیکم! یہ مت سمجھنا کہ میں تم سے یا سُبکتگین سے ناراض ہو کر کہیں چلا گیا ہوں۔ ہاں! مُجھے خود پر بہت غصّہ ہے کہ میں نے اپنی پھُولوں جیسی بیٹی کو کِس کم ظرف کے لیئے سوچ لیا تھا۔ تم جانتی ہو نا یہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

میری اصل خواہش نہیں تھی مگر تم سے مُجھے شکایت ہے کہ تم نے مُجھ سے جھگڑا کیوں نہیں کیا، تم نے مُجھے اصل بات کیوں نہیں بتائی۔ کیوں نہیں بتایا کہ وہ انگھوٹی بہت تکلیف دیتی رہی ہے اور بڑی مُشکل سے پہنی تھی تم نے، خیر! میں جہاں بھی جا رہا ہوں، خیریت سے رہوں گا۔ اپنی واپسی کا تمہیں اِس لیئے نہیں بتا سکتا کیونکہ مُجھے بھی معلوم نہیں لیکن پوری کوشش کروں گا کہ کبھی نہ کبھی میں واپس ضرور آسکوں۔ بتائے بغیر تمہیں جاتا تو تم میری تلاش میں زمین آسمان ایک کر دیتی۔ اِس لیئے اطلاع کر رہا ہوں کہ میں اپنی مرضی سے گیا ہوں اور اپنی مرضی سے واپس آؤں گا۔ کسی کا قرض ہے میرے اُوپر جسکی بَھرپائی بہت ضروری ہے۔ اپنا خیال رکھنا اور سُبکتگین سے جھگڑنا مت کرنا ورنہ میں دُنیا کے کسی کونے سے بھی واپس آکر تمہاری خبر لوں گا۔ اپنے بابا کو معاف کر دینا۔

واسلام!

تمہارا بے بس باپ!"

خط ختم ہو چُکا تھا مگر وہ اُسکو ایک بار، کئی بار اِتنی بار پڑھ چُکی تھی کہ نگاہ دُھندلانے لگی۔ آنسوؤں نے سارے کاغذ کو بِھگونا شروع کر دیا۔ اُسکے عقب میں جُھک کر کھڑے سُبکتگین نے نرمی سے خط اُسکے ہاتھوں سے لے لیا۔ پھٹتے دِل کے ساتھ لَیلیٰ ٹیبل پر سَر رکھ کر ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی۔ اُسکے بابا نہ جانے کہاں چلے گئے تھے؟ کِس حال میں ہوں گے؟ اور اُسے اُنکی آخر کب تک کوئی خیر خبر نہیں مِلے گی؟؟ رُو رُو کر آنکھیں سُوجھ چُکی تھیں، گلا بیٹھ گیا تھا تبھی کسی خیال سے اُسکی بادامی آنکھیں چمکیں۔ چہرہ پھیر کر اپنے برابر کھڑے سُبکتگین کو اِیسی کھا جاتی نظروں سے دیکھا کہ سُبکتگین کی چَھٹی حِس نے اُسکو فوراً خبر دار کر دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"انکل نے صاف خط میں لکھا ہے کہ سُبکتگین سے ناراض مت ہونا۔" اُن کھا جاتی نظروں پر دونوں ہاتھ مفاہمتی انداز میں اُٹھا کر اُسکو اُٹھتے دیکھ کر تیزی سے پیچھے ہوا۔

"تم بابا کے سامنے معصوم بَن سکتے ہو مگر میرے سامنے تمہارا اصل رُوپ آ گیا تھا اُس رات۔" اُسکی جانب بڑھتے ہوئے سارا رونا دھونا بُھول کے چبا چبا کر کہتے ہوئے سُبکتگین کو حیران کر رہی تھی۔ اُسکی بات پر اُن سیاہ آنکھوں میں اِیسا شدید تاثر اُترا کہ گُلِ لَیلیٰ کی سخت، کھوجتی نگاہوں سے پُوشیدہ نہیں رہ سکا۔ اُن بھانپتی نظروں پر اُس نے سَر جُھکا لیا۔

"تم نے بابا سے جُھوٹ کہہ کر اُنہیں مُجھ سے بد گُمان کیا ہے۔" بادامی آنکھیں سُکڑ کر اُسکے پَسپا انداز دیکھ رہی تھیں۔

"کونسا جُھوٹ؟" جِس تیزی سے چہرہ اور نظریں اُٹھیں، لَیلیٰ کا غم سے بوجھل دِل لمحے بَھر کو سُکڑ کر پھیلا۔

"تم مُجھے پسند نہیں کرتے ہو سُبکتگین حیدر پھر میرے باپ سے جُھوٹ کیوں بولا؟" اُن سیاہ آنکھوں میں بادامی آنکھیں گاڑھ کر اُس نے اِیسے پُوچھا کہ سُبکتگین حیدر کا دِل ٹھہرنے لگا۔

"ہاں! میں تمہیں پسند نہیں کرتا، گُلِ لَیلیٰ" اُس تڑختے جواب پر گلِ لَیلیٰ لاجواب رہ گئی۔

"تو میرے باپ سے کیوں جُھوٹ بولا۔ کب وعدے وعید کیئے ہیں میں نے تمہارے ساتھ جو میرے باپ کو جھانسا دیا۔" وہ دبنے کو تیار نہیں تھی اور نہ ہی سُبکتگین حیدر کا اُسکو دبانے کا کوئی اِرادہ تھا۔ یہ گردن اُٹھ کر تنی ہوئی ہی اچھی لگتی تھی۔ اُن سیاہ آنکھوں کو مُسکراتے دیکھ کر وہ لرز کر رہ گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"چھوڑو نہ سب۔ اَب تو شادی ہو گئی نہ ہماری۔" اپنے گریبان تک پُہنچے اُسکے ہاتھ نرمی سے تھپک کر کہتے ہوئے اُسکا انداز صاف چِڑھاتا ہوا تھا۔ لَیلیٰ کو سنبھلنا پڑا۔

"ہاہ! تو اِتنی آسانی سے بخش دوں گی میں تمہیں اور کیا کہا؟ تم نے یہ جُھوٹ مُجھ سے شادی کے لیئے بولا۔" اُسکا تو مُنہ ہی کُھل گیا تھا اُس میسنے کے اطمینان پر۔ اُسکے سُرخ پڑتے چہرے کو دلچسپی سے دیکھتے سُبکتگین حیدر نے اپنے گریبان پر رکھے ہاتھ نہیں ہٹائے۔ آدم ثقلین دیکھ لیتا تو غش کھا کر گِر جاتا۔ حیدر حویلی والے اُسکی مُسکراہٹ اور نرمی دیکھ لیتے تو عدم کو سُدھار جاتے۔

"تم اِتنی عقلمند بچپن میں تو نہیں تھی۔" سُبکتگین حیدر کا انداز محظوظ تھا جبکہ لَیلیٰ کا دِل چونک اُٹھا تبھی اُس نے اُسکا گریبان چھوڑ دیا۔

"تمہیں میرے بچپن کا کیا معلوم۔ تمہارا تو میں بچپن میں ہی کام تمام کر دیتی اگر جان پہچان کے ہوتے۔" اُسکے ہاتھ سے خط چھین کر بڑی بے پرواہی سے کہہ کر پلٹی جبکہ سُبکتگین نے اپنا قہقہہ بامُشکل قابو کیا۔

"تمہیں پر اپر کھانا پینا چاہیئے۔ کل سے فضول چیزیں کھا رہی ہو۔" پُشت سے آتی اُسکی ہمدرد آواز پر لَیلیٰ نے بڑے ضبط سے آنکھیں میچیں۔

"میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" پیر پٹخ کر کہتے ہوئے وہ سٹڈی کا دروازہ زور سے مار کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

زوردار آواز پر سُبکتگین نے چہرہ پیچھے کر کے آنکھیں بند کرتے ہوئے گہرا سانس لیا۔ لَیلیٰ کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتا تھا مگر اُسکو احمد صاحب سے یوں چلے جانے کی اُمید نہیں تھی۔ اُس نے واقعی اُنکو دل برداشتہ اور مایوس کیا ہو گا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

ورنہ اُسکو ضرور بتا کر جاتے۔ بے بسی سی بے بسی تھی۔ کال مِلا کر آدم ثقلین کو پہلی فرصت میں اُنکے پیچھے کراچی جانے کی ہدایت دے کر کر چند پل وہ وہیں کھڑا رہا۔ یہ اعصاب تھکا دینے والا فیصلہ اُسکا اپنا ہی تھا اِسی لیئے کسی دوسرے کو کچھ نہیں کہا جا سکا تھا۔ اُسے اپنا ضبط آخری حد تک آزمانا تھا۔ گُلِ لَیلیٰ کی جانب سے نفرت، بے زاری اور بے رُخی کا تو اُسکو پہلے سے معلوم تھا اور اَب یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ یہ وقت کے ساتھ کم ہونے کے بجائے بڑھتی جائے گی۔

✓میں ایک اعتبار سے آتش پرست تھا

وہ سارے زاویوں سے چمن کی شریک تھی۔۔۔

(مُصطفیٰ زیدی)

کھانے کی ٹرے ہاتھ میں لیئے اُس نے دروازے پر دَستک دی پِھر ایک اور بار اور پِھر دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔

"کھانا کھالو!" گُھٹنوں پر چہرہ گرا کر بستر پر بیٹھی وہ ساتھ رکھے چپس کے پیکٹ سے کھاتی بھی جا رہی تھی۔ تلملا کر اُس نے چہرہ اُٹھا کر سُبکتگین کو دیکھا۔ اصل پھانس یہ تھی کہ اُسکے اِقرار کے باجود اُسکے بابا چُھوڑ کر چلے گئے، اُس سے غلط بیانی کر کے۔

"جواب نہ آئے تو اندر نہیں گھسے چلے آتے۔" اُسکا غصّہ اور غم تازہ تھا تبھی اِتنی چڑی ہوئی تھی۔

"میں نے جواب کے لیئے نہیں اِطلاع کے لیئے کھٹکھٹایا تھا۔" نہایت سکون سے کہتے ہوئے پِھر سے لَیلیٰ کو تپا دیا۔

"مُجھے بُھوک نہیں ہے۔" مُسلسل چپس کھاتے ہوئے نخوت سے جواب دیا اور پِھر سے چہرہ گرا لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم نے تو میرا جینا حرام کرنے کی قسم نہیں کھائی تھی؟" اُسکے پُر تجسس سوال پر لَیلیٰ نے چونک کر چہرہ اُٹھایا۔

"سکون سے میں نہیں ہوں نہ تو آپ کو بھی رہنے نہیں دوں گی۔" ناک چڑھا کر اُس نے جِس طرح کہا سُبکتگین حیدر کا دِل گُداز ہونے لگا۔

"تم پہلے فیصلہ کر لو کہ مُجھے آپ کہنا ہے یا تم؟" کھانے کی ٹرے اُسکے عین سامنے رکھتے ہوئے اُس نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا۔

"آپ تو ہرگز نہیں کہنا۔" اُسکے دانت پیس کر کہے جانے پہ سُبکتگین مزید اپنے قہقے پر قابو نہیں رکھ سکا۔ لَیلیٰ نے دہل کر اُسکو دیکھا جِسے قہقے تھمنے میں نہیں آ رہے تھے۔ سُلگتی نظروں پر اُس نے بامُشکل مُسکراہٹ دبائی۔

"میرا جینا حرام کرنے کے لیئے تمہیں بہت ساری اِنرجی چاہیئے ہو گی جو کم اَز کم اِن فضول چیزوں سے تمہیں نہیں مِلنے والی۔" اَب کے سہولت اور سنجیدگی سے کہا۔ لَیلیٰ یونہی اُسکو غصے سے گھورتی رہی۔

"میرا جینا اِتنی آسانی سے حرام نہیں کیا جا سکتا، مسز سُبکتگین۔" جُھک کر کسی بھی لمحے قتل کر دینے کو تیار بادامی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اُس نے اِیسے انداز میں کہا جو دَھڑکنیں مُنتشر کر دیتا مگر گُلِ لَیلیٰ کے دِل پر اَب آہنی خول چڑھ چُکا تھا اور یہ آنے والے وقتوں میں سُبکتگین حیدر کو اچھی طرح معلوم ہو گا کہ وہ کِس آہنی دیوار کے ساتھ سَر پھوڑ رہا ہے۔

"تمہیں پچھتانے پر مجبور نہ کر دیا تو میرا نام گُلِ لَیلیٰ نہیں۔" ٹرے اپنی جانب کھینچ کر پاؤں سمیٹ کر مزید سائیڈ پر ہوئی جبکہ اُس لہجے میں کچھ اِیسا تھا کہ سُبکتگین حیدر وہیں جُھکا کھڑا رہ گیا۔ اُس لہجے کی کاٹ نے اُسکا دِل چھلنی کر دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"دیٹس دَا سپیریٹ!" بامُشکل مُسکرا کر سیدھا ہوتے ہوئے اُس نے لَیلیٰ کے جُھکے سَر پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا اور اُسکو زلزلوں کی زَد میں چُھوڑ کر دیکھے بغیر پلٹ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

✓یہ دِل کسی بھی طرح شامِ غم گُزار تو دے

پھر اُس کے بعد وہ عمروں کا اِنتظار تو دے

ہوائے موسمِ گُل جانفزا ہے اپنی جگہ

مگر کوئی خبرِ یارِ خُوش دیار تو دے

ہمیں بھی ضد ہے کہاں عمر بَھر نبھانے کی

مگر وہ ترکِ تعلق کا اِختیار تو دے

بَجا کہ دَردسَری ہے یہ زندگی کرنا

مگر یہ بارِ امانت کوئی اُتار تو دے

فلک سے ہم بھی کریں ظُلمِ ناروا کے گِلے

یہ سانس لینے کی مُہلت سِتم شعار تو دے

تیرے کرم بھی مُجھے یاد ہیں مگر میرا دِل

جو قرض اہلِ زمانہ کے ہیں وہ اُتار تو دے

فراز! جاں سے گُزرنا تو کوئی بات نہیں

مگر اَب اِسکی اِجازت چشمِ یار تو دے۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

(احمد فراز)

* * * * * * *

وہ بے دِلی سے زارا کی کال سُن کر صوفے پر بیٹھی کھڑکی سے باہر اُترتی شام کو اُداسی سے دیکھ رہی تھی تبھی سٹڈی کا دروازہ کُھلا۔ دیکھے بغیر بھی جانتی تھی کہ کون ہو گا۔ سُبکتگین نے ایک نظر اُسکو دیکھا اور پِھر آگے آتے ہوئے کھڑکی بند کر دی۔ دو دِن کی بارش نے موسم اچھا خاصا ٹھنڈا کر دیا تھا۔ اُسکے پاس سے گُزرتے سُبکتگین نے اپنے شانوں سے چادر اُتار کر عقب سے آ کر اُسکے اُوپر پھیلاتے ہوئے اُسے چونکا دیا۔ چہرہ پھیر کر اُس نے سُبکتگین کو دیکھا جو آنکھیں بند کر کے تیزی سے پیچھے ہو رہا تھا۔ لمحے بَھر کو گُلِ لَیلیٰ نا سمجھی سے اُسکو دیکھتی رہی اور پِھر سَر جھٹک کر چہرہ پھیر لیا۔

"یہ لو!" سُبکتگین نے سامنے آ کر اُسکے آگے کچھ بڑھایا جسے دیکھے بغیر سُبکتگین حیدر کی جُھکی آنکھیں بغور دیکھنے لگی۔

"مُجھے گُھورنے کے بجائے، اِسے دیکھو۔" وہ اُسے تپانے سے نہیں چُوکنے والا تھا۔ لَیلیٰ کی نگاہوں میں یک دَم سختی اُتری اور پِھر اُس نے اُسکے بڑھے ہوئے ہاتھ میں موجود بینڈیج کو دیکھا۔

"کِس لیئے نوازش ہو رہی ہے؟ پِھر کوئی سازش کرنی ہے میرے خلاف؟" گردن پر موجود نشان پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اُسکے مشکوک انداز پر سُبکتگین کچھ کہہ نہیں سکا۔ یہ واحد عورت تھی جو اُسے لاجواب کر دیتی تھی۔

"زخمی اُنگلی پر لگائیں مُحترمہ۔" بائیں ہاتھ کی جانب اِشارے سے بینڈیج کا رُخ کر کے اُسکی گود میں رکھی مگر گُلِ لَیلیٰ ٹس سے مَس نہیں ہوئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہاری کوئی ہمدردی نہیں چاہیئے مُجھے۔ پاؤں کے نیچے سے زمین تو کھینچ چُکے ہو۔ اَب کیا سَر سے آسمان بھی کھینچنا ہے۔" اُسکا لہجہ سَرد نہیں مُضمحل تھا اور یہی بات رُوح گھائل کر دینے والی تھی تبھی خاموشی سے وہ اُسکے سامنے ٹیبل پر بیٹھ گیا۔

"ہاتھ آگے کرو۔" جُھک کر بینڈیج اُٹھا کر اُس نے گُلِ لَیلیٰ کو دیکھا جِسکی نگاہوں سے شعلے نِکل رہے تھے۔

"مُجھے سختی پر مجبور مت کرو، گُلِ لَیلیٰ۔" لہجے میں بلا کی نرمی تھی۔ سُبکتگین حیدر اُسے اِیسے ہی خبردار کرتا تھا مگر لَیلیٰ کی نگاہوں میں بڑی شدت کی بغاوت نے سَر اُٹھایا۔ ذہن میں حسن صاحب کے خط کے الفاظ ابھی تک نقش تھے۔

"تم۔۔۔ مُجھے مت مجبور کرو۔" نخوت سے کہہ کر بینڈیج اُسکے ہاتھ سے چھین کے سائیڈ ٹیبل پر پٹخ کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اِس سے پہلے کہ سُبکتگین اُسے روکنے کی کوشش کرتا، وہ سٹڈی سے نِکل کر جا چُکی تھی۔ اِیسے حالات میں اُسے گھر چلنے کو بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ آج دوسرا دِن تھا جو اُس نے آفس نہیں گیا تھا۔ اِس سے زیادہ مجبودہ صورتحال میں چُھٹی نہیں کی جا سکتی تھی۔ یہ مقام اُس نے بہت محنت اور مُشکلات سے گُزر کر حاصل کیا تھا اِسے اپنے دُشمنوں کے سبب آسانی سے گنوا نہیں سکتا تھا۔ صوفے پر گِری اپنی چادر کو دیکھ کر گہرا سانس لیتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اعصاب کی چِھڑتی جنگ نڈھال کر دینے والی تھی مگر اُسکے اعصاب چٹانوں سے زیادہ سخت اور مضبوط تھے۔ اِس سے کہیں زیادہ سخت وقت دیکھا تھا اُس نے۔

"آپ کیوں چہرہ سُجائے بیٹھی ہیں؟" برابر بے پرواہی سے بیٹھے حمزہ کو ماہ پارہ نے تیز نظروں سے گھورا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیا؟اَب پلیز!ڈیڈ کی طرح ذلیل مت کر دینا۔اُس لڑکی کی زُبان اُسکو مرواتی ہے۔"اُسکے انداز پر ماہ پارہ نے رکھ کر اُسکے شانے پر تھپڑ مارا۔

"بدتمیز!بنابنایا کھیل بگاڑ دیا تم نے میرا۔"ماہ پارہ کی تکلیف کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔

"کونسا کھیل؟"اُسکے کان کھڑے ہوئے۔

"تمہارا باپ اَب سب کچھ سُبک کو تھما دے گا اور تم اپنی تھرڈ کلاس حرکتوں سے مت چُوکنا۔"ماہ پارہ کی بات پر حمزہ نے ناسمجھی سے اُنکو دیکھا۔

"تو آپ اِس لیئے اِتنی محنت کر رہی تھیں۔آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ سُبک بھائی کو اِس سب س۔"

"جبڑا سُجا دیا اُس نے تمہارا مگر عقل ٹھکانے اَب تک نہیں آئی۔"اُسکی بات مُنقطع کر کے ماہ پارہ نے اُسکے چہرے کو تپتی نظروں سے دیکھا جبکہ حمزہ کا چہرہ کسی اہانت سے سُرخ ہوا۔اِن چند دِنوں میں جو ذلت وہ سمیٹ رہا تھا سب اُس گُلِ لَیلیٰ نامی لڑکی کے توسط سے مِل رہی تھی اُسکو۔

"میں نہ بھی یہ سب کرتا تو احمد انکل نے سُبک بھائی کو ہی سونپنی تھی اپنی بدزُبان،مُنہ زور بیٹی۔"وہ تڑخ کر خود کو کہنے سے روک نہیں سکا۔ماہ پارہ کا ماتھا ٹھنکا۔

"کیوں؟اُس نے کچھ کہہ رکھا تھا احمد بھائی کو؟"اُنکے مشکوک انداز پر حمزہ نے نفی میں سَر ہلایا جبکہ ماہ پارہ کے دِل کو جو خدشات اور کھٹکے لاحق تھے سُبکتگین کے اُس جملے سے یعنی وہ غلط نہیں تھے۔

"سُبک بھائی اُنکو ہم سے پہلے سے جانتے ہیں۔"حمزہ نے بے پرواہی سے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کراچی سے!" حمزہ کے مزید اضافے پر ماہ پارہ بیگم تھم کر رہ گئیں۔

"تم۔۔۔سے کِس نے کہا؟" اُنکے تاثرات پر حمزہ کا ٹھٹکنا جائز تھا۔

"سُبک بھائی نے۔ آپکو کیا ہوا؟" اُسکی اطلاع پر وہ جمع تفریق کر کے تیزی سے اپنی جگہ چُھوڑ کر اُٹھی جبکہ حمزہ کا سوال نظر انداز کر دیا اور تیز قدموں سے اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔ اُنکو تیار ہو کر کہیں جانا تھا، بے حد ضروری کام سے۔ سُبکتگین حیدر کو نِکاح کی مُبارک باد دینے سے زیادہ اہم کام کوئی ہو سکتا ہے؟

صُبح کمرے سے باہر نکلنے کا اُسکا دِل ہی نہیں چاہا۔ نماز پڑھ کر یونہی بے مقصد خلاؤں کو گھورتی رہی اور پھر بھوک سے تنگ آ کر کمرے سے باہر نِکلی۔ غیر معمولی خاموشی پر کچھ چونک کر اُس نے کچن اور سٹڈی میں جھانکا۔ سُبکتگین حیدر کہیں بھی نہیں تھا۔ دیوار گیر کھڑکی پر بارہ بجتے دیکھ کر اُس نے تیز قدموں سے سارا گھر چھان مارا۔

"کہیں یہ مُجھے چُھوڑ کر۔۔۔" تن فن کرتی کچن میں آ کر اُس نے فریج کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھول کر اندر جھانکا اور پھر بریانی کی ڈش گھسیٹ کر باہر نِکل کر جیسے ہی دروازہ بند کیا، ٹھہر گئی۔ رُکتے دِل کے ساتھ ٹرے شیڈ پر رکھ کر اُس نے فریج پر چِسپاں ہلکے جامنی رنگ کے سٹکی نوٹ کو اُتار کر آنکھوں کے سامنے کیا۔ کسی مَرد کی اِتنی صاف اور خوبصورت لکھائی وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔

"استغفر اللہ!" سَر جھٹک کر خود کو کُوس کر پیغام کی جانب توجہ دِلوائی گئی۔

"آفس جا رہا ہوں۔ جانا ضروری نہ ہوتا تو تمہیں چُھوڑ کر نہیں جاتا۔ شام میں ملاقات ہوتی ہے۔ کھانا کھا لینا، میں کچھ نہیں کہوں گی۔" آخر میں پھر سے اُکتا ہوا جملہ درج تھا۔ لَیلیٰ نے تلملا کر سٹکی نوٹ کو مُٹھی میں دبایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جانا ضروری نہ ہوتا تو تمہیں چھوڑ کر نہیں جاتا، ہونہہ! جیسے میں نے مَر جانا تھا فِراق میں۔" اُسکی نقل اُتار کر اُس نے ایک جھٹکے سے اُوپر کا کیبنیٹ کھولا اور بسکٹس کے شیشے کے بَھرے جار میں سِٹکی نوٹ رکھ دیا۔ بریانی میکرو میں رکھ کر ٹائمر کو دیکھتے ہوئے اپنی سوچوں میں غلطاں تھی تبھی داخلی بیل بجی۔ پہلے بے دِلی سے کھڑی رہی پھر اچانک سے اُسکی آنکھیں پھیلیں اور ننگے پاؤں تیزی سے باہر بھاگی۔ پُھولتی سانس اور جُوش سے اُس نے دروازہ کھولا مگر سامنے موجود ماہ پارہ بیگم کو دیکھ کر اُسکے سارے جُوش و خروش پر اُوس پڑ گئی۔ اُسکے بُجھتے تاثرات ماہ پارہ سے چُھپے نہیں رہ سکے۔

"سُبک کا اِنتظار کر رہی تھی؟" اُسکے سائیڈ پر ہوتے ہی اُنہوں نے اندر آتے ہوئے لَیلیٰ کو چونکا دیا۔ اُس لہجے میں کچھ طنزیہ سا تھا۔

"کیسے آنا ہوا آپ کا؟" اَب بابا تو تھے نہیں جو اِس عجیب سی فیملی کا وہ احترام کرتی تبھی سنجیدگی سے پوچھا۔

"شکوہ کرنے آئی تھی کہ تم نے بغیر معذرت کا موقع دیئے منگنی کی انگوٹھی واپس کر دی۔" اُنکی بات پر لَیلیٰ ٹھٹکی۔ اُس نے تو انگوٹھی بابا کو دی تھی تو کیا وہ جانے سے قبل ماہ پارہ بیگم کو کچھ بتا کر گئے تھے۔

"لگتا ہے تمہیں احمد بھائی نے بتایا نہیں۔" اُسکے اُلجھے تاثرات پر ماہ پارہ کو کہنا پڑا۔

"جی! اُنہوں نے مُجھ سے انگوٹھی لے لی تھی۔" اُسکی وضاحت بھی تکلف بَھری تھی۔ ماہ پارہ نے اُسکے انداز کا بدلاؤ فوراً بھانپ لیا مگر اُنکا اِیسے ہی خالی ہاتھ لوٹ جانے کا کوئی اِرادہ نہیں تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نثار سے کل رات احمد بھائی مِلے اور انگوٹھی واپس کر کے بتایا کہ حمزہ نے تمہارے ساتھ بد تمیزی کی۔ اُنکو تمہارا نِکاح کروانے سے پہلے حمزہ کو ایک اور موقع دینا چاہیے تھا۔" ماہ پارہ کی اگلی بات پر اُنکے برابر چلتے ہوئے اُسکے قدم تھمے۔

"میرے بابا جانتے تھے کہ میں حمزہ کی دوبارہ شکل نہیں دیکھنا چاہوں گی، موقع تو دُور کی بات ہے۔" اُسکے سخت لہجے پر ماہ پارہ نے ٹھہر کر اُسکے سخت تاثرات دیکھے۔ یہ لڑکی واقعی بدزُبان ہے، حمزہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔

"لَیلیٰ! حمزہ نے جو۔۔۔"

"پلیز، آنٹی!" اِس سے زیادہ وہ نہیں سُن سکتی تھی۔

"احمد بھائی کہاں ہیں؟" گھر میں خاموشی محسوس کر کے اُنہوں نے موضوع بدلا۔

"وہ گھر پر نہیں ہیں۔" لہجہ ہر ممکن مصبوط رکھا کہ کہیں اُنکو وہم بھی نہ ہو۔

"تم نے بتایا کہوں نہیں کہ سُبک کو احمد بھائی کراچی سے جانتے ہیں میں پھِر سُبک کا ہی رشتہ لاتی۔" اُنکا لہجہ طنزیہ تھا مگر لَیلیٰ اندر تک چونک گئی۔

"لیکن وہی بات کہ جانتے ہوں گے سُبک کے کارنامے تبھی حمزہ کا رشتہ قبول کیا۔ کون ہے جو سُبک کے کالے کرتوتوں سے واقف نہیں۔" اُنکا انداز اِیسا نخوت زدہ تھا کہ لَیلیٰ ساری اُلجھن اور چونکنا بُھول کر اُنکو ناگواری سے دیکھنے لگی۔

"مُجھے تو لگتا ہے سب یہ بھی نہیں جانتے ہوں گے کہ آپ سُبکتگین کی سگی ماں نہیں ہیں۔" لَیلیٰ سے کم اَز کم ماہ پارہ کو اِیسے کسی جملے کی توقع نہیں تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میرے خیال سے آپ کو سوتیلے کے بجائے سگے پر دھیان دینا چاہیئے۔ اُسکو زیادہ ضرورت ہے۔" اُسکا انداز کچھ باور کرواتا ہوا تھا۔ ماہ پارہ نے چہرے پر بامُشکل مُسکراہٹ طاری رکھی ورنہ اِس چھٹانک بھر لڑکی کا مُنہ توڑنے کا جی چاہ رہا تھا۔

"تم تو ابھی سے اپنے شوہر کی بُرائی نہیں سُن سکتی۔ کوئی بات نہیں! اُسکا اصل تم پر آہستہ آہستہ کُھلے گا یا پھر احمد بھائی سے پُوچھ لینا۔ مُجھے یقین ہے تمہارے اور سُبک کے نِکاح سے کچھ خاص خُوش نہیں ہوں گے۔" اگلا وار کڑا تھا۔ اُس تلخ بات پر لَیلیٰ کا دِل کھٹا ہونے لگا۔

"اَب ایک قاتل کِس کو اپنے داماد کے طور پر پسند ہو سکتا ہے۔" مُسکرا کر اُسکا کندھا تھپکا گیا جبکہ لَیلیٰ یونہی اُنکو شل ہوتے اعصاب سے دیکھے گئی جو مُسکرا کر شاید الوادعی کلمات کہہ کر وہیں سے باہر جا رہی تھیں۔ کتنے ہی لمحے اُسکو دیکھ کر دبے پاؤں پاس سے گُزرتے رہے۔ بھاری ہوتے اعصاب کے ساتھ بامُشکل قدم اُٹھاتے ہوئے وہ اندر آئی۔

✓زمیں پیروں سے نِکلی تو یہ ہوا معلوم

ہمارے سَر پہ کئی دِن سے آسماں بھی نہیں۔۔۔

(جمیل احسانی)

اندر آکر صوفے پر بیٹھتے ہوئے اُسکے وہم و گُمان سے نِکل چُکا تھا کہ اُس نے بریانی کھانی ہے۔ پہلا بار اِیسا تھا کہ گُلِ لَیلیٰ کھانا بُھول بیٹھی تھی۔

"مگر پھر میں ڈر گیا!" سماعتوں میں بابا کا غم زدہ لہجہ گونجنے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سُبکتگین سے؟"

"نہیں! اُسکے نصیب سے۔" اُس لہجے میں تب بھی گہری شناسائی تھی۔ اُس نے بھانپ کر بھی کوئی سوال کیوں نہیں اُٹھایا تب۔ صوفے پر رکھے ہاتھوں نے گرفت مضبوط کی۔

"اَب ایک قاتل کِس کو داماد کے طور پر پسند ہو سکتا ہے؟" اُسکی سماعتیں ابھی تک جُھنجھُنا رہی تھیں۔

"نہیں! ماہ پارہ کی سُبکتگین سے نفرت کوئی ڈھکی چُھپی تو نہیں۔" کب سے خاموشی کے بُکل اُوڑھ کر بیٹھے دِل کے کسی کونے سے صدا اُبلند ہوئی۔

"تم مکمل بات جانے بغیر رائے قائم کرنے والوں میں سے نہیں ہو گُلِ لَیلیٰ۔ کہانی دونوں طرف کی ہوتی ہے۔" گہرا سانس لے کر اُٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے تھے اور گُلِ لَیلیٰ بُھوک کی کچی تھی۔ دوبارہ میکرو چلا کر ٹرے نکالتے ہوئے وہ صوفے پر دونوں پاؤں اوپر کو سمیٹ کر بیٹھتے ہوئے کھانے میں مگن تھی تبھی لکڑی کا دروازہ کُھلنے پر چوکنا ہوئی اور تیزی سے چہرہ پھیرا۔ اندر آتے سُبکتگین کو دیکھ کر کہیں تشکر کا گہرا سانس بھی لیا مگر وہ تشکر کا لمحہ کسی کی اِدراک میں نہیں آسکا۔

"آپ۔۔۔ تم اندر کیسے آئے؟" اُسکے ایک ہاتھ میں چمچ یونہی چہرے کے پاس ٹھہری رہ گئی۔

"جیسے پرسوں آئے تھے۔" اُسکے جواب پر لَیلیٰ کی آنکھیں خُجم سے پھیلیں۔

"تم نے پِھر دیوار پھلانگی ہے؟ کسی نے دیکھ لیا تو۔۔۔ عادت سے مجبور تو نہیں؟" اپنے الفاظ کا اندازہ ہوتے ہی آخر میں مشکوک اَستفسار آیا۔ سُبکتگین مُسکراہٹ ضبط کیئے صوفے کے قریب آیا مگر اُس پلیٹ کو تھام رکھی اُنگلیوں کو دیکھ کر مُسکراہٹ سِمٹ گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اِسے عادت نہیں مجبوری کہتے ہیں۔" آہستگی سے کہہ کر وہ اُسکو سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر جُھکا اور اُسکے ہاتھ میں موجود چمچ سے چاول کھا لیئے۔ اُس نیم رُخ کو ٹھہرتی دَھڑکن سے دیکھتی لَیلیٰ کی بادامی آنکھیں لرز کر پھیلیں۔ پیچھے ہوتے سُبکتگین نے چبا کر ستائشی نظروں سے بریانی کی پلیٹ کو دیکھا اور پِھر اُسکے تاثرات کو۔ خاموشی سے اُسکو جامد دیکھ کر ہاتھ آگے بڑھایا مگر گُلِ لَیلیٰ ہوش میں آ چکی تھی تبھی اُسکے بڑھتے ہاتھ کی پُشت پر تھپڑ مارا۔

"جا کر وہاں سے کھاؤ۔" اپنی پلیٹ پیچھے کرتے ہوئے اُس نے ہاتھ کی پُشت سہلاتے سُبکتگین کو مُسکرانے پر مجبور کر دیا۔ چہرہ پھیر کر اُس نے کچن کاؤنٹر پر رکھی ٹرے کو دیکھا اور پِھر شانوں پر پھیلا رکھی چادر صوفے کے دَستے پر رکھ کر کچن کی جانب بڑھا۔ بھاگ دوڑ میں آج واقعی اُسکو بُھوک لگ رہی تھی۔

"تم تو شام کو نہیں آنے والے تھے؟" اُس سوال پر سُبکتگین کے میکرو کے بٹن چُھوتے ہاتھ تھمے۔

"کیوں؟ تم مُجھے مِس کر رہی تھی؟" مُسکراہٹ دبا کر اُس نے بٹن چُھوا۔ اندر روشنی جلی اور پلیٹ مدار میں گُھومنے لگی جبکہ اُسکے الفاظ پر لَیلیٰ دَھک رہ گئی۔

"ابھی اِتنا بُرا وقت نہیں آیا۔" دِل پر چھائی کیفیت کو بے دردی سے جھٹک کر کہا جبکہ سُبکتگین حیدر کی مُسکراہٹ بڑی تیزی سے سِمٹی۔ پھیلتی خاموشی کو میکرو کے الارم نے توڑا۔ پلیٹ نکال کر ہال کمرے میں آتے ہوئے اُس نے دوبارہ جیب سے نکال کر اُسکے سامنے ٹیبل پر بینڈیج رکھی۔

"میری ضد میں اپنا کوئی نقصان مت کرنا۔" اِس سے قبل کچھ کہتی، سُبکتگین کی سنجیدگی نے اُسکی گویائی چھین لی۔ اُسکو سنجیدہ چہرہ سے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے دیکھ کر لَیلیٰ جو کچھ کہنے والی تھی، اِرادہ ترک کر گئی۔ وہ چہرے سے ہی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہاری امی آئی تھیں؟" اُسکی خاموشی پر لَیلیٰ کو کہنا پڑا جبکہ بریانی کا پہلا چمچ لیتے اُسکے ہاتھ تھمے۔ ماتھے پر ناگواری کی شکنیں پھیلیں جو لَیلیٰ سے پُوشیدہ نہیں رہیں۔

"وہ میری ماں نہیں ہیں، گُلِ لَیلیٰ۔" ایک بار پِھر تنبیہہ کی گئی۔

"اچھا! تمہارے بابا کی بیوی۔" اُس نے سہولت سے تسلیم کر لیا۔ جو بھی بات ہو اُسے گھٹیاپَن پر اُتر کے سُبکتگین کا جینا حرام نہیں کرنا تھا۔ دوسری جانب اُسکو دیکھتی رہی کہ کوئی سوال آئے گا مگر وہ خاموشی سے چہرہ جُھکائے بریانی سے بَھرپور اِنصاف کرتا رہا۔

"گھر چلنا ہے؟" اُٹھتے ہوئے اُس نے سوال کر کے اپنے خیال میں محو ہوتی لَیلیٰ کو بے طرح چونکا دیا۔

"ہاں۔۔!" اُسکی غائب دماغی پر سُبکتگین نے ٹھہر کر اُسکو بغور دیکھا۔ یقیناً ماہ پارہ جاتے جاتے اپنا کام دکھا گئی تھیں۔ اُس نے سُبکتگین کا سوال نہیں سُنا تھا۔

"یہیں رہنا ہے یا میرے گھر چلنا ہے؟" سوال بدل کر سوال آیا۔

"میں یہ۔۔۔" وہ جو اِنکار کرنے والی تھی یک دَم چونک کر تیزی سے اُٹھی۔

"ماہ پارہ آنٹی تمہارے گھر آسکتی ہیں؟" جواب کے بجائے سوال پر سُبکتگین نے اُسکو ناسمجھی سے دیکھا۔

"نہیں!"

"تو بَس پِھر تمہارے گھر چلتے ہیں۔ میں سامان لے لوں۔" اطمینان سے کہہ کر سُبکتگین کی دَھڑکن چھین کر اُسکے سامنے سے ہٹنے لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اور کتنا لینا ہے؟" اُس مغلوب کرتی کیفیت سے بامُشکل خود کو چُڑھا کر اُس نے چِڑاتے انداز میں سوال کیا۔

"تمہیں مسئلہ ہے؟" پلٹ کر اُس پر غُرائی جبکہ سُبکتگین تیزی سے دو قدم پیچھے ہوا۔ لَیلیٰ نے حیرت سے اُسکی بوکھلاہٹ دیکھی اور پھر سَر جھٹک کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ اُسکے منظر سے جاتے ہی، سارے میں پھیلی خوشبو بھی اُسکے ہمراہ ہو لی۔

✓ میں ایک وقت میں مقتول بھی ہوں، قاتل بھی

کہ میرے خواب بھی ٹوٹے ہیں میرے پتھر سے۔۔۔

(مُنیر انجم)

"ماہ پارہ آنٹی تمہیں ناپسند کرتی ہیں۔" ناشتہ کرتے سُبکتگین نے چہرہ اُٹھا کر اُسکو دیکھا جو چائے کا مگ ہاتھ میں تھامے اُسکے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ رہی تھی۔

"یہ سوال ہے یا رائے؟" چائے کا مگ ہونٹوں سے لگاتے ہوئے اُس نے لاپرواہی سے تصدیق چاہی اور کم اَز کم لَیلیٰ بے وقوف نہیں تھی جو اُسکی لاپرواہی نہ سمجھتی۔

"دونوں! اَب بتاؤ کیوں اور کیا واقعی؟" اُسکا صدمہ اللہ جانے کم ہو گیا تھا یا کیا ورنہ سُبکتگین کی ذاتی زندگی سے اُسکو کیوں دلچسپی ہو گی۔

"بوریت دُور کرنی ہے تو بوتیک جانا چاہیئے۔" اُسکی رائے پر لَیلیٰ کا چہرہ سُرخ ہوا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہیں میرے معاملات میں بولنے کی ضرورت نہیں۔" بغیر لگی لپٹی کے واضح کیا گیا۔

"اِیگزیکٹلی!" اُسکے انداز پر لَیلیٰ نے طیش سے اُسکو دیکھا۔

"میرے لیئے یہ جاننا بہت اہم ہے۔" لَب بھینچ کر اُس نے کہتے ہوئے سُبکتگین کو حیران کر دیا۔ جِتنی گُلِ لَیلیٰ کو اپنی عزتِ نفس عزیز تھی، اِیسے میں اُسکا بضد انداز چونکانے والا تھا۔

"کِس لیئے؟" اُسکے انداز میں کچھ تھا جو سُبکتگین کو چوکنا ہونا پڑا۔

"بے فکر رہو! ڈنکے کی چوٹ پر سب کروں گی۔" اُس وجیہہ چہرے کو خطرناک حد تک سنجیدہ ہوتے دیکھ کر اطمینان سے چائے کا گھونٹ بَھرا گیا۔

"میں دراصل یہ جاننا چاہ رہی ہوں تمہیں کون کون ناپسند کرتا ہے۔" اُس نے بات مزید آگے بڑھائی مگر سُبکتگین اُسکی باتوں کا کچھ خاص اثر نہیں لے رہا تھا۔

"اِس سے کیا ہو گا؟" وہ چاہتا تھا جب تک حسن انکل کا معلوم نہیں ہو جاتا لَیلیٰ کا ذہن کہیں اور لگا رہے اِسی لیئے جاننا چاہتا تھا کہ اُسکے دماغ میں آخر چل کیا رہا ہے۔

"ہو گا یہ کہ میں اُن سب سے دوستی کا ہاتھ مِلا لوں گی۔" اگلے جواب پر سُبکتگین مُطمئن نہیں رہ سکا۔ وہ کہیں اُسکو زِچ کرنے کے چکر میں اپنا نقصان نہ کروا بیٹھے۔

"اِس معاملے میں تم بالکل آزاد ہو۔ جِس مرضی سے دوستی کا ہاتھ مِلاؤ۔" اُسکی لاپرواہی پر لَیلیٰ لمحے بَھر کو ٹھٹکی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں تمہارے دُشمنوں سے دوستی کرنے کا سوچ رہی ہوں۔" ایک بار پھر زور دے کر اپنی بات دُہرائی جبکہ اُس لہجے میں کچھ اِیسا تھا کہ سُبکتگین کو جُھکا چہرہ اُٹھانا پڑا۔ وہ واقعی سب کچھ ڈنکے کی چوٹ پر کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

"کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ میرے دُشمن تمہیں بھی دُشمن ہی لگیں؟" اُن بادامی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اُس شخص نے اِیسی آہستگی اور مُلائمت سے پوچھا کہ لَیلیٰ کے دِل کی دَھڑکن گُم ہونے لگی۔

"ایویں!" اِس سے پہلے کہ وہ وجیہہ صورت آنکھوں کے رَستے دِل میں اُترتی، وہ چمک کر بولی جبکہ سُبکتگین اُسکے برجستہ انداز پر خود کو مُسکرانے سے نہیں روک سکا۔

"تم۔۔۔ بالکل نہیں بدلی۔" نرمی سے کہہ کر اُٹھتے ہوئے اُس نے لَیلیٰ کے سَر کو نرمی سے تھپتھپایا اور پھر برتن اُٹھا کر سِنک میں رکھنے لگا۔ پیچھے ساکن رہ جاتی لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا جو اِیپرن پہن کر برتن دُھونے لگ گیا تھا۔ یہ اُس نے دوسری بار اُسکی ہستی کا نظام مُنتشر کیا تھا اور وجہ کیا تھی؟ کوئی آشناسی تسلی، مہربان تھپتھپی، نرمی اور حلاوت۔۔۔ نظروں کی تپش پر سُبکتگین نے ناسمجھی سے چہرہ پھیرا۔

"خیریت؟" آنکھوں کے قریب موجود سیاہ بھنویں تعجب سے اُٹھیں اور لَیلیٰ نے تیزی سے چہرہ واپس پھیر لیا۔ اُسکے تاثرات پہلے کی طرح بے پرواہ نہیں رہے تھے۔ کچھ دیر بعد کرسی گھسیٹنے کی آواز پر سُبکتگین نے پھر سے پلٹ کر دیکھا وہ کمرے میں جا رہی تھی۔ پانی جھٹک کر اُسکے برتن بھی اُٹھا کر رکھتے ہوئے اُس نے سائیڈ پر رکھی گھڑی پر وقت دیکھا اور تیزی سے باقی برتن کے بعد ہاتھ دھوتے ہی سٹینڈ سے ہاتھ تھپتھپا کے شیڈ سے ریسٹ واچ اُٹھا کر پہنی اور پھر تیز قدموں سے کمرے کی جانب بڑھا۔ آج اُسکی کمشنر سے ضروری میٹنگ تھی۔ اندر آکر غیر اِرادی نظر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اطراف میں ڈالی لیکن نظروں کی تلاش ناکام رہی۔ واش روم سے نکلتی لَیلیٰ نے اُسکو چونک کر دیکھا جو اچھی طرح بال سیٹ کر کے اَب خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا۔ یک دَم سُبکتگین کے سیل فون کی میسج ٹون بجی۔ چونک کر پرفیوم رکھ کر اُس نے تیزی سے سیل فون اُٹھایا۔ اُسکی پُھرتی لَیلیٰ کی چونکتی نظروں سے مُخفی نہیں رہ سکی۔ شیشے میں وہ جُھکے چہرے پر دَر آتی مدہم مُسکراہٹ با آسانی دیکھ سکتی تھی۔ فون واپس رکھ کر اِتنے مگن انداز میں کف لِنکس لگائے جا رہے تھے کہ لَیلیٰ کے قریب آتے قدموں کی آہٹ بھی محسوس نہیں ہو سکی۔

ڈریسنگ ٹیبل کے برابر دیوار سے ٹیک لگا کر آ کھڑی ہوتی لَیلیٰ نے اُسکو چُبھتی نظروں سے دیکھا تبھی سُبکتگین نے چہرہ اُٹھایا اور اُسکو یوں قریب فرصت سے کھڑا دیکھ کر بے اِختیار ایک قدم پیچھے ہوا۔ اُسکے اِقدام پر لَیلیٰ کی طنزیہ ہنسی بے ساختہ تھی۔

"تمہیں کھا جانے کا میرا کوئی اِرادہ نہیں ہے۔" اُس نے سمجھا بھی تو کیا۔ سُبکتگین نے بغیر کچھ جواب دیئے کلائی پر دوسری گھڑی اُتار کر پہنی۔ اَب وہ جانے کے لیئے مکمل تیار تھا۔ آدم ثقلین کی آتی کالز پر اُس نے جلدی سے پلٹ کر بستر پر پڑی سیاہ چادر اُٹھائی۔

"دیر ہو رہی ہے؟" لَیلیٰ کے دماغ کی بتی جَل پڑی۔ سُبکتگین اثبات میں سَر ہلا کر الماری تک گیا اور پھر اُسکو پستول نکالتے دیکھ کر لَیلیٰ کی نظریں ٹھہریں۔

"مُجھے بوتیک ڈراپ کر دو۔" وہ دیکھ رہی تھی کہ اُسکو جانے کی کتنی جلدی ہے تبھی تیزی سے کہا۔ سُبکتگین کا جیب میں پستول رکھتا ہاتھ ٹھہرا۔

"میرے ساتھ؟" اُسے جیسے یقین نہیں آیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نہیں! تمہاری جیپ کے ساتھ۔" لَیلیٰ ہر بات کا اُسے اُلٹا جواب دینے میں ماہر ہو رہی تھی۔

"چلو!" سَر جھٹک کر اُس نے نرمی سے کہا۔

"صبر کرو۔ میں چیزیں اور شال تو لے لوں۔" آہستگی سے چلتے ہوئے وہ ڈریسنگ روم تک گئی اور سُبکتگین کی نگاہ اِضطراری انداز میں کلائی پر بندھی گھڑی تک۔ اُسکو دیر ہو رہی تھی۔

"گُلِ لَیلیٰ!" اگلے پانچ منٹ بھی گُزرتے اگر جو آواز نہیں دی جاتی۔

"بس۔۔۔" تیزی سے سینڈلز کے بکلز لگاتے ہوئے وہ باہر نکلی اور اُسکو یوں ایک پاؤں اُٹھا کر آتے دیکھ کر سُبکتگین کی آنکھیں پھیلیں۔

"سنبھل کر!" وہی ہوا جِسکا سُبکتگین کو خدشہ تھا۔ آگے قالین کے ساتھ اُسکا دوسرا پاؤں رپٹا اور اِس سے قبل اُسکے مُنہ کا نقشہ بگڑتا، دو مضبوط بازوؤں نے اُسکو آگے بڑھ کر اپنے ہلکے میں لے لیا۔ رُکتے دِل سے چہرہ اُٹھا کر اُس نے اُوپر دیکھا اور سُبکتگین حیدر۔۔۔۔ وہ اُس دلفریب، دِل کو اُلجھاتے چہرہ سے نگاہ نہیں چُھڑا سکا مگر یہ کیفیت یک طرفہ تھی۔

"یا اللہ!" اُسکے شانے پر بروقت ہتھیلی رکھ کر اُس نے سُبکتگین کے ساکن چہرے کو ناسمجھی سے دیکھا۔

"اگر میں گِرتی نہ تو تمہاری خیر نہیں تھی۔" خوشبو میں بَسی اُس عورت نے ناک چِڑھا کر کہا۔ ستواں ناک میں پہنی چاندی کی تار اُسکی ساری توجہ کھینچ گئی۔

"اَب دیر نہیں ہو رہی؟" اُسکو یونہی جَما دیکھ کر اُسکے شانے سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے طنزیہ سوال آیا۔ سیاہ آنکھیں جُھکا کر وہ اُسکے برابر سے ہو کر گُزرا۔ لَیلیٰ کو اُس سے جوابی تپاتے سے جملے کی اُمید تھی تبھی ہونق ہوئی اور پِھر سَر جھٹک

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کر اُسکے پیچھے ہولی۔ گِن گِن کر بدلے لینے کے لیئے ایک عُمر پڑی تھی فلحال اُسکو اپنے بوتیک، اپنی روزگار کی فِکر کرنی تھی۔ اپنے شوق کو یوں غم اور پریشانی کی بھینٹ نہیں چھڑھایا جا سکتا تھا۔

✓یہ غم تو ہے سو ہے کہ غریبُ الدیار ہوں

لیکن جہاں جہاں ہوں میں، دیوانہ وار ہوں

اِس کے سِوا بہ وقتِ دُعا کچھ نہ کہہ سکا

میں بھی تو آخر اے میرے پروردگار! ہوں

تیری عطا ہے آرزوئے روزگارِ غم

میری خطا ہے، صیدِ غمِ روزگار ہوں

اُسکی تلاش ہے تو مُجھے دیکھ لیجیئے

میں اُسکی آزمائشوں کا اِشتہار ہوں

زنجیر ہوں تو اُلجھی ہوئی اپنے آپ سے

میں تِیر ہوں تو اپنے ہی سینے کے پار ہوں

میں خار تھا تو اپنے ہی اندر گڑا ہوا

آزار تھا تو آج تلک بر قرار ہوں

خاموشی تھی تو اَب بھی وہی ہے میرا مزاج

غم کوشی تھی تو اَب بھی اُسی کا شکار ہوں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

غم کے لیئے کچھ اور خوشی کے لیئے کچھ اور

جائے پناہ ہوں کہیں، راہِ فرار ہوں

یعنی عُروج ہی میں نِہاں ہے میرا زوال

پہلے میں دل گُداز تھا، اَب دل فگار ہوں

تُو کون ہے؟ تُو وجہ ہے میرے وجود کی

میں کون ہوں؟ میں آرزوؤں کا مزار ہوں

قائم رہیں وہ جِن کی بدولت ہے یہ مدار

دائم رہیں وہ جِن کا میں دار و مدار ہوں۔۔۔

(جواد شیخ)

"بہت مُبارک ہو آپکو شادی کی۔" اُسکے بوتیک میں داخل ہوتے ہی زارا نے مُسکرا کر اُسکو لیونڈرز کا بُکے تھمایا جسے لَیلیٰ نے مُسکرا کر تھام لیا۔

"جزاک اللہ! اور بہت معذرت میں تمہیں بُلا نہیں سکی۔" اُس نے ویسے فون پر زارا کو پرسنل ریزن کہہ کر بتا دیا تھا مگر پِھر بھی آمنے سامنے کہنا ضروری تھا۔

"کوئی بات نہیں۔ آپ مُجھے ٹریٹ دے دینا۔" زارا کے شریر انداز پر لَیلیٰ آہستگی سے مُسکرا کر اثبات میں سَر ہلایا اور پِھر لیونڈرز کا بُکے چہرے کے قریب لے جا کر سُونگھا۔ بھینی سی خوشبو اچھی لگ رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"مُجھے لگتا ہے آپ کو لیونڈرز بہت پسند ہیں۔" زارا سے اُسکی پسندیدگی چُھپی نہیں رہ سکی تھی۔

"مُجھے سُرخ گُلاب اور جیپسو فِلا اچھے لگتے ہیں۔" اُسکی مُسکراتی تردید پر زارا کی آنکھیں پھیلیں۔

"اُو، مُجھے لگا۔ آپ زیادہ تر لوگوں کو لیونڈرز کا بتاتی ہیں۔" زارا کو مایوسی گھیرنے لگی۔

"لیونڈرز میں اُن لوگوں کو کہتی ہوں جِس سے مُجھے ایک اُنسیت محسوس ہو یا پھر جب میں کسی کو ہیل کرنا چاہوں۔" پُھولوں کو نرمی سے سہلاتے ہوئے وہ جیسے کسی گہرے خیال میں تھی۔ زارا کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔

"تم فلوریسٹ کیوں بنی ہو، زارا؟" اُسکو زارا کی ناسمجھی سمجھ آگئی تھی تبھی پُھول کاونٹر پر رکھتے ہوئے سوال کیا۔

"بس اِیسے ہی۔ شاید ضرورتاً۔ سب کی طرح۔" اُسکے جواب پر لَیلیٰ نے اثبات میں سَر۔ ہلایا۔

"اور آپ؟" سوال پر لَیلیٰ کی بے اِختیار نظر لیونڈرز تک گئی۔

"شوق کی وجہ سے۔" وہ جب بولی تو اُسکا لہجہ بے حد خوابناک تھا۔ زارا نے ستائش سے اُسکو دیکھا۔

"میں نے کسی انسان میں پُھولوں کی مشابہت دیکھی اور مُجھے لگا ہر اِنسان میں ہوتی ہے۔ بچپن کی بات ہے گُو کہ بیوقوفانہ سی ہے مگر مُجھے اُس ایک اِنسان کے علاوہ کسی کو دیکھ کر پُھولوں کا خیال نہیں آیا شاید تبھی میرا ربط پُھولوں سے بڑھا تھا۔ میں اِنسان اور پُھولوں میں مشابہت تلاش کرنے لگی تھی اور اُسی شوق نے مُجھے فلوریسٹ بنا دیا۔" اُسکی اِختتامی بات پر زارا مُسکرائی۔

"تبھی میں نے آپ جیسی باکمال فلوریسٹ نہیں دیکھی۔" زارا کے لہجے کی ستائش پر اُس نے چونک کر چہرہ اُٹھایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جزاک اللہ!" لَیلیٰ بس اِتنا ہی کہہ سکی کیونکہ اُسی وقت چند عورتیں پُھول خریدنے کے لیئے اندر داخل ہو گئیں۔ سارا وقت کام میں اِتنا مصروف رہی کہ دھیان کسی اور سمت جا ہی نہیں سکا۔ بوتیک بھی اُس نے مغرب کی اذان کے ساتھ ہی بند کی۔ باہر نکلتے ہی اُسکی نظر کچھ دُور اپنی گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگا کر کھڑے حمزہ نثار تک گئی مگر اُسکا کیا لینا دینا۔ اُسکی نظر اندازی پر دانت پیس کر حمزہ تیز قدموں سے اُسکے سامنے آیا۔

"کہاں بھاگی جا رہی ہو، مُحترمہ؟" اُسکے سخت لہجے پر لَیلیٰ جو آگے بڑھنے لگی تھی، سنجیدگی سے ٹھہری۔

"بھاگے وہ جو خوفزدہ ہو۔ تم جیسے کتنے سیدھے کیئے ہیں میں نے۔ ہٹو راستے سے۔" اُسکے گُھر درے انداز پر حمزہ نے لَب بھینچ لیئے۔

"ہمارے معاملے میں تم نے سُبک بھائی کو کیوں گھسیٹا؟" اُسکے اگلے سوال پر لَیلیٰ نے اُسکو اِیسی نظروں سے دیکھا جیسے وہ پاگل ہو۔

"ہمارا کوئی معاملہ نہیں ہے، حمزہ صاحب اور اگلی بات کا جواب تم اپنے بھائی سے لو تو زیادہ بہتر ہو گا۔" اُسکی سنجیدگی حمزہ کا چہرہ سُرخ کر رہی تھی۔

"اُن سے بھی پُوچھ لوں گا مگر تم نے جو مُجھے میرے گھر والوں کے سامنے ذلیل کروایا ہے اُسکا حساب کون دے گا؟" اُس نے حقیقتاً دانت پیس لیئے مگر لَیلیٰ کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا۔

"تمہاری ذلیل حرکت نے تمہیں ذلیل کروایا ہے اِس لیئے خود سے سوال، جواب کرو۔" تڑخ کر کہتے ہوئے تیز قدموں سے اُسکے برابر سے نِکلی جب تک حمزہ تلملا کر پلٹا لَیلیٰ روڈ کراس کر چکی تھی۔ اگلی گلی میں پلٹنے سے قبل اُسے اپنے پیچھے قدموں کی آہٹ سُنائی دی مگر پیچھے دیکھنے پر جب کوئی موجود نہیں تھا تو قدموں کی رفتار بڑھ گئی۔ وہ لاکھ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

بہادر بَن جاتی ایک خوف اُسکے اندر کُنڈلی مارے بیٹھ چُکا تھا کہ کوئی بھی اُس پر حملہ کر سکتا ہے نگاہ چُوکتے ہی۔ پیچھے پلٹ کر سُنسان گلی کو دیکھتے ہی اُسکا زبردست تصادم سامنے دیوار سے ہوا۔ تیز نکلتی کراہ کے ساتھ اُس نے اپنی ناک کو سہلا کر سامنے دیکھا اور پھر آنکھوں میں خفگی سِمٹ آئی۔

"کیا ہوا؟" اُسکو یوں ایک بار پھر تفکر سے ماتھا سہلاتے پیچھے دیکھتے پا کر اُس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جلدی نہیں آسکتے تھے۔" ناک سہلاتے اُسکی تیوری چڑھی جبکہ شام کے گہرے سائے میں بھی سُبکتگین اُسکے چہرے پر اُڑتی ہوائیاں صاف دیکھ رہا تھا۔

"میں نے کہا تھا بوتیک میں ہی رہنا۔" اُس سنجیدگی پر جواب دیئے بغیر پیر پٹخ کر آگے بڑھی۔

"میں نے تم سے کہا بھی تھا میری ضد میں اپنا کوئی نقصان مت کرنا۔" عقب سے باور کرواتی آواز پر لَیلیٰ ٹھہری مگر پلٹی نہیں یہاں تک کے سُبکتگین اُسکے برابر آکھڑا ہوا۔

"میں کسی کے لیئے اپنا نقصان کروانے والوں میں سے نہیں ہوں۔" اُسکے بھائی کا غصّہ بھی اُس پر اُتارا گیا جبکہ سُبکتگین کتنی دیر سٹریٹ پول کی روشنی میں دَھمکتے اُس خفا اور بدگُمان چہرے سے نظر نہیں ہٹا سکا۔

"میں انکل کو ڈُھونڈ رہا ہوں۔ وہ جہاں بھی ہوں گے خیریت سے ہوں گے۔" چند لمحے کی خاموشی کے بعد قدرے مُختلف بات پر لَیلیٰ نے چونک کر چہرہ پھیرا۔ سیاہ آنکھیں سٹریٹ پول کی روشنی سے چند قدم ہٹ کر ہونے کے باوجود روشن اور چمکدار مگر سنجیدہ تھیں۔ اُن آنکھوں میں کچھ اِیسا سپاٹ، بے تاثر سا اُس نے بھانپ لیا تھا کہ کتنی دیر تک خود کو کچھ کہنے کے قابل نہیں کر سکی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم اپنے بھائی کو اپنی زُبان میں سمجھا دینا کہ میرا راستہ دوبارہ نہ کاٹے ورنہ مُنہ توڑ دوں گی اُسکا۔" پِسپا ہونا اُسکی سرشت میں نہیں تھا تبھی چمک کر حکم نافذ ہوا۔

"جو حکم! چلیں۔" مُقابل بھی بغیر کسی جِھجھک اور دیر کے اُس حکم کو بجالایا۔ اَب کے کچھ کہنے کی گُنجائش نہیں تھی تبھی خاموشی سے چلنے لگی۔ اپنے برابر چلتے قدموں نے کوئی طمانیت کا اِحساس جگایا تھا کہیں اندر مگر اُسکو بے خبر رہنا تھا۔ چہرہ اُٹھا کر اُس نے گہری ہو چُکی رات کو دیکھا۔

"نماز پڑھ لی؟" لَیلیٰ کے سوال پر سُبکتگین کے گہرے خیال میں خلل پڑا۔

"نہیں! تمہیں لینے آگیا اَب عشاء کے ساتھ۔" اُسکے جواب پر لَیلیٰ نے اثبات میں سَر ہلایا۔

"تم۔۔۔ تمہاری امی کا نام کیا ہے؟ اصل امی۔" سوال کے آخر میں وضاحت کی گئی۔ سُبکتگین حیدر یونہی سامنے دیکھ کر قدم بڑھاتا رہا۔

"شہر بانو!" اُسکے جواب پر گُلِ لَیلیٰ ساکن ہو گئی۔ یہ نام اُسکے لیئے نیا اور اجنبی نہیں تھا۔ اُسکو پِھر سے برابر سَر جُھکا کر چلتے سُبکتگین حیدر کو بغور دیکھنا پڑا۔

"کہاں ہوتی ہیں؟" اگلے سوال کی سُبکتگین کو اُمید نہیں تھی تبھی اُس نے چہرہ اُٹھا کر پھیرا۔ سیاہ آنکھیں، بادامی آنکھوں سے ٹکرائیں اور اُن آنکھوں میں کچھ اِیسا تھا کہ بادامی آنکھیں جنہوں نے کبھی نہ جُھکنے کی قسم کھائی تھی، لرزنے لگیں۔ اُن گھنی پلکوں پر اُترتے اِرتعاش پر سُبکتگین واپس سیدھ میں دیکھنے لگا۔

"آج میرا اِنٹرویو کیا جارہا ہے، ہاں!" ماحول پر چھاتے عجیب سے مخمصے کو اُسکی پُرمزاح آواز نے توڑا مگر کچھ تھا اُسکے انداز، اُسکی آنکھوں اور لہجے میں جِس نے گُلِ لَیلیٰ حسن کو متجسُس کر دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہیں میرے بارے میں سب معلوم ہے مگر میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ کیا یہ رولز کے خلاف نہیں؟" اُسکے تقین بَھرے انداز پر سُبکتگین حیدر کی گردن میں گِلٹی سی اُبھر کر معدوم ہوئی، آنکھوں میں عجیب وحشت طاری کرتا جذبہ اُترا مگر مقامِ تشکر تھا کہ اُسکی نگاہیں عین سیدھ میں تھیں ورنہ لَیلیٰ کی جہاندیدہ نگاہوں سے بچ پانا ناممکن نہ سہی مُشکل ضرور تھا۔

"کونسے رولز کے خلاف؟" اُسکے سوال پر جب لَیلیٰ نے کچھ نہیں جواب میں کہا تو وہ بے ساختہ مُسکرا دیا۔

"دُشمنی کے رولز، رائٹ؟ یعنی حملہ کرنے سے قبل سارے ہتھیاروں سے لیس ہونا چاہتی ہو۔" لہجہ مُسکراتا ہوا مگر اُداس کر دینے والا تھا۔ لَیلیٰ کو جوابی حملہ کرنے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

"اگر حملہ کروں گی بھی تو ببانگِ دہل، سامنے سے۔ تمہاری طرح بے خبری میں حملہ آور نہیں ہوں گی۔" اُسکے لہجے میں الفاظ مِلتے ہی کچھ چُبھتا ہوا سا دَر آیا تھا۔ سُبکتگین کا دِل پوری قوت سے سُکڑ کر پھیلا۔

✓ تمہارے سامنے سچ بولنے سے رُک گئے ہیں

ہمیں بتاؤ تمہیں اور کیا پسند نہیں۔۔۔

(ثناءاللہ ظہیر)

"وہ حیات نہیں ہیں۔" بغیر مزید بحث کے اُس نے آہستگی سے کہا۔ لَیلیٰ کو چند لمحے لگے اُسکے الفاظ سمجھنے میں۔ وہ یقیناً اپنی امی، شہر بانو کے بارے میں کہہ رہا تھا۔

"اُو! تبھی نثار انکل نے شادی کر لی۔" اُس نے جیسے سمجھ کر سَر ہلایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اُنہوں نے میری امی کی حیات میں ہی کر لی تھی۔" اُسکی اگلی بات پر بے پرواہی سے چلتی لَیلیٰ کے قدم تھمے۔ خود میں مگن سُبکتگین کو یک دَم اپنے ساتھ چلتے قدموں کی غیر موجودگی کا احساس ہوا تو ٹھہر کر پلٹا۔ وہ چند قدم دُور کھڑی نرمی سے اُسے دیکھ رہی تھی اور اُسکے دیکھتے ہی تیز قدموں سے اُس تک آئی۔

"معذرت!" اُس نے چہرہ جُھکا کر کہتے ہوئے سُبکتگین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

"تم کیوں معذرت کر رہی ہو؟" اُسکو واقعی سمجھ نہیں آئی۔

"میں۔۔۔ بس ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔" صِرف ایک لمحے کو وہ جھجھکی جبکہ سیاہ آنکھوں میں سارے زمانے کی نرمی سِمٹ آئی۔

"گُلِ لَیلیٰ!" اُس مدہم، فُسوں پھُونکتی پُکار پر اُس نے ایک ٹرانس میں جُھکا رکھا چہرہ اُٹھایا اور اُن سیاہ آنکھوں کے پار اُترتی نرمی پر اُسکی دَھڑکن گُم ہونے لگی۔ وہ بُرا لگ کر بھی بُرا۔۔۔ نہیں لگ رہا تھا۔

"تم مُجھ سے کچھ بھی پوچھ سکتی ہو۔" اُسی نرمی سے اِستدعا کی گئی جبکہ لَیلیٰ کو معلوم تھا کہ اُسکی حد کیا ہے۔ اُسے یاد آ گیا تھا اور گھر۔۔۔ وہ بھی تو آ گیا تھا۔ کچھ کہے بغیر تیز قدموں سے آگے نکل کر اُس نے بیل بجائی۔ واجد کے دروازہ کھولے جانے پر سُبکتگین نے اُسے تیزی سے اندر جاتے دیکھا۔ وہ اُسکی ندامت کو سمجھتا تھا۔ آج بھی گُلِ لَیلیٰ اُتنی ہی نرم اور حساس تھی۔ ایک بوجھل سی مُسکراہٹ نے اُسکے چہرے کو چُھو لیا۔ بھاری ہوتے دِل کے ساتھ اُسکی تقلید میں سُبکتگین حیدر بھی اندر کی جانب بڑھ گیا۔ پیچھے وہ ایک وقار سے سَر اُٹھائے عالی شان گھر اپنے اندر بہت سے راز سموئے اُداسی سے اپنے قدموں پر جَم کر کھڑا رہ گیا۔

✓ بُجھے ہوئے دَر و دیوار دیکھنے والو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اُسے بھی دیکھو جو اِک عُمر یاں گُزار گیا۔۔۔

(مُشفق خواجہ)

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"سُبک نے نِکاح کر لیا؟ مگر کِس سے؟" ہالہ کی حیرانگی جانے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ یہاں آئی تھی اور نادیہ نے اُسکی سماعتوں پر دھماکہ کر دیا۔

"اُسی بدزُبان لَیلیٰ سے۔" نادیہ نے نخوت سے کہا جبکہ ہالہ سرور چونک کر سیدھی ہوئی۔

"کیا مطلب؟ وہ حمزہ کی منگیتر۔۔۔" اُسکی حیرانگی جائز تھی۔

"ہاں، وہی! حمزہ اور اُسکی کوئی اَن بَن ہوئی اور پھر اُس نے سُبک کو پٹا لیا۔" نادیہ کی بات پر فلک کی ہنسی بے ساختہ تھی۔

"اور تمہارا بھائی پَٹ گیا؟ کیا تم لوگ اُسے جانتے نہیں ہو؟" ہالہ کو جیسے نادیہ اور فلک کے مُطمئن انداز پر حیرت ہونے لگی۔

"پَٹ گئے ہوں گے تبھی نِکاح کیا۔" فلک کا انداز بھی نادیہ جیسا ہی تھا مگر ہالہ سرور کو کوئی شے کھٹکنے لگی۔

"نہیں! سُبکتگین حیدر آسانی سے پٹنے والوں میں سے نہیں ہے۔" اُن تینوں کی زُبان اِیسی تھی کہ اچھا خاصا بندہ بد مزہ ہو جائے تبھی ماہ پارہ ہال کمرے میں داخل ہوئی۔

"تم ٹھیک ہو، ہالہ؟" ماہ پارہ تیزی سے اُسکے برابر آ کر بیٹھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"مُجھے کیا ہونا ہے بس سُبک کا سُن کر حیران ہو رہی ہوں۔" ہالہ کی حیرانگی کچھ اور طرح کی تھی۔ ماہ پارہ نے چونک کر اُسکے چہرے کو دیکھا جہاں حسد، رقابت یا بے چینی جیسا کوئی تاثر نہیں تھا۔

"صِرف حیران؟" فلک کے سوال پر وہ اپنے خیالات سے چونکی۔

"حیرانگی کی بات ہے نہ۔ میں تو حیرانگی سے مَر بھی سکتی ہوں۔" ہالہ کے انداز میں کوئی مُبلغہ آرائی نہیں تھی جبکہ فلک اور نادیہ نے ناسمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"کیوں بھئی!" نادیہ کے انداز میں طنز صاف ظاہر تھا مگر ہالہ اپنے کسی خیال میں تھی۔

"میں کراچی جا رہی ہوں۔" وہ جو اپنے کسی خیال میں اُلجھا چلتی سکرین کو خالی نظروں سے دیکھ رہا تھا، اُس اِطلاع پر چونک گیا۔

"کِس لیئے؟" چہرہ پھیر کر تحمل سے سوال کیا۔

"بابا کو ڈھونڈنے۔ مُجھے یقین ہے وہ کراچی گئے ہیں۔" اُسکے مُصمم اِرادے پر سُبکتگین کا اندر خاموش ہونے لگا۔

"اور اِس سے کیا ہو گا؟" اَب بھی دوسری جانب تحمل تھا۔ لَیلیٰ نے بغور اُسکا اطمینان دیکھا جو سخت بُرا لگ رہا تھا۔

"یہ ہو گا کہ میں اُنکو اپنے ساتھ یہاں لے کر آؤں گی۔" تلملا کر جواب آیا۔ سُبکتگین کئی ثانیے تک اُسکا چہرہ دیکھتا رہا اور دیکھتا ہی رہتا اگر جو لَیلیٰ خفت کا شِکار نہ ہوتی۔ نظریں پھیر کر اُس نے پِھر سے ایل-ای-ڈی سکرین پر چلتے فُٹ بال میچ کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہیں اِس سارے معاملے کو بیٹھ کر ٹھنڈے دماغ سے سوچنا چاہیئے۔" اُس نے نصیحت بھی خُون کھولا دینے والی پیش کی۔

"ہاں! تمہارے اطمینان میں کیوں کوئی فرق آئے گا۔ میرے بابا جو تھے۔" نخوت سے باور کروا کیا گیا۔ سُبکتگین اُس چہرے کو دیکھ نہیں سکا جِس پر یقیناً اُس سے بے زاری رقم ہو گی۔

"میں اُنکی خیر خبر تمہیں معلوم ہوتے ہی بتا دوں گا۔" اَب کے اُس سنجیدگی میں کچھ اِیسا تھا کہ لَیلیٰ کی بے زاری بَھک سے اُڑی۔

"تم۔۔۔ تم جانتے ہو نہ بابا کہاں ہیں، کیوں۔۔۔ گئے ہیں؟" لمحہ لگا تھا اُسے سُبکتگین حیدر کو بھانپ لینے میں۔ سُبکتگین نے چونک کر چہرہ اُٹھایا۔ بادامی آنکھیں مشکوک انداز میں اُسکو ہی دیکھ رہی تھیں۔

"وہ خیریت سے ہوں گے، گُلِ لَیلیٰ۔ اُنکا کوئی کام ہے وہ مکمل ہوتے ہی تمہارے لیئے آئیں گے۔" اُس نے اِیسے لہجے سے کہا جِس پر بھروسہ کیا جا سکتا تھا مگر مُقابِل لَیلیٰ تھی۔

"تم۔۔۔ رہنے دو۔ میں خود جاؤں گی اور سب۔۔۔ سب معلوم کر لوں گی۔" اُسکے الفاظ پر سیاہ آنکھوں میں اِیسی سنجیدگی اُتری کہ لَیلیٰ کا دِل لرز اُٹھا۔ وہ سیاہ آنکھیں ہر اِحساس سے عاری، بالکل خالی ہونے لگی تھیں۔

"تم۔۔۔ کہیں نہیں جا رہی۔" وہ جو سامنے سے جانے لگی تھی، اُس قطعیت بَھرے لہجے پر تحیر سے پلٹی۔ چہرہ جُھکا کر اُسکو دیکھا۔

"مُجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ تم تو بالکل نہیں۔" لَیلیٰ کا انداز باغیانہ ہوا۔ سُبکتگین آہستگی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اَب اُسکو سَر جُھکانا اور لَیلیٰ کو اُٹھانا پڑا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں روک سکتا بھی ہوں اور روکوں گا بھی۔" اُس لہجے پر لَیلیٰ کی آنکھوں میں خفگی سمٹنے لگی۔

"مُجھے پر حکم چلانے والے جا چُکے ہیں۔" انداز میں کُھردرا پَن تھا۔

"مت بھولو کہ کیا لگتا ہوں میں تمہارا۔ حسن انکل مُجھے جو حق دے کر گئے ہیں اُسکے سبب ہی روک رہا ہوں۔" اُس باور کرتے انداز پر لَیلیٰ سَر جھٹک کر چہرہ پھیرتے ہوئے پیچھے ہوئی۔

"تم مُجھے جانے سے روکو گے؟" آواز میں اِتنی بے رُخی تھی کہ سُبکتگین کی سیاہ آنکھوں میں غم اُترنے لگا۔

"بالکل! اور میں لفاظی نہیں کرتا، گُلِ لَیلیٰ۔۔" جواب میں اِیسی بعض رہنے کی تنبیہہ تھی کہ بادامی آنکھوں میں طیش کے شُعلے بڑھکنے لگے۔

"تم نے کبھی خود کو بے بس محسوس نہیں کیا نہ، سُبکتگین۔" وہ سوال نہیں تھا۔ سُبکتگین حیدر کو معلوم تھا تبھی اُس چہرے سے نگاہ ہٹا نہیں سکا۔ کوئی گھٹن کا غُبار سا تھا جو اُسکے اندر سے اُٹھنے لگا۔ بادامی آنکھوں نے لرز کر اُس رنگ بدلتے چہرے اور بھینچتے جبڑوں کو دیکھا۔

"تم میری تکلیف اور بے بسی کبھی نہیں سمجھ سکتے کیونکہ تم۔۔۔ کبھی بے بس نہیں ہوئے۔" آخر میں دو انگلیاں اُسکے شانے پر رکھ کر ٹھوکی گئیں اور جِس تیزی سے اُن سیاہ آنکھوں کا تاثر بدلا، گُلِ لَیلیٰ بوکھلا کر چند قدم پیچھے ہوئی۔ وہ خوبصورت مَرد یک دَم اجنبی لگنے لگا تھا۔

"مُجھے سختی پر کبھی مجبور مت کرنا گُلِ لَیلیٰ۔" لہجے میں اِتنی ٹھنڈک تھی کہ لَیلیٰ کا پورا وجود برف ہونے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کراچی جانے کی بات میں دوبارہ تم سے نہیں سُنوں ورنہ مُجھے ہزار طریقے آتے ہیں روکنے کے۔" لَیلیٰ تو ہق دَق اُسکا سَر دانداز دیکھ رہی تھی۔ کیا وہ اُسکے ساتھ سختی اور نفرت سے پیش آسکتا ہے؟ اِتنا سب ہو جانے کے بعد بھی اِس سوال کا ذہن میں بیدار ہونا، مضائقہ خیز تھا۔

"اور پہلا طریقہ کونسا ہو گا تمہارا؟ مُجھے اِس گھر میں بند رکھنا؟؟" وہ بولی نہیں غُرائی تھی۔ مُقابل شخص کی آنکھوں کے بے حد قریب موجود سیاہ بھنویں سُکڑ گئیں۔

"یہ گھر ہے پنجرہ نہیں۔" سُبکتگین حیدر دانت پیس کر گویا ہوا۔ اُسے ضبط کرنا ہی تھا کیونکہ اُسکے عین سامنے لَیلیٰ تھی۔

"یعنی پنجرہ ہوتا تو تم اِیسا ضرور کرتے؟" لَیلیٰ کا تو مُنہ ہی کُھل گیا مگر بے یقینی کی باری ابھی آنی تھی۔

"جانتی بھی ہو پنجرہ ہوتا کیسا ہے؟" سُبکتگین حیدر نے اُسکو کہنی سے تھام کر جھٹکا دیا۔ گرفت میں نرمی ہونے کے باوجود لَیلیٰ کو اُسکے وحشت زدہ لہجے نے ششدر کر دیا۔ سیاہ آنکھوں میں ٹوٹتے کانچ کی چُبھن دَر آئی تھی۔

"پنجرے کی نسبت یہ گھر تمہیں جنت لگنا چاہیئے، گُلِ لَیلیٰ۔" سُبکتگین حیدر کا دِل اور رُوح کُچلی جا رہی تھی۔ لَیلیٰ نے پھٹتے دِل سے سیاہ آنکھوں کے پار کسی مرتے جذبے کو لہراتے دیکھنا چاہا مگر تب تک سُبکتگین اُسکی کہنی نرمی سے چُھوڑ کر سامنے سے ہٹ گیا تھا۔ اگر وہ یہاں مزید کھڑا رہتا تو پورے قد سے زمین بوس ہو جاتا۔ آنکھوں کے آگے آتی دُھند اور تیز ہوتے تنفس کے ساتھ سُبکتگین حیدر تیز قدموں سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا لَیلیٰ کی نگاہوں سے اُوجھل ہوا۔ چند لمحے لَیلیٰ ناسمجھی سے شل کھڑی رہ گئی۔ اُسے اپنا مسئلہ، اپنی بات کچھ دیر کے لیئے بالکل یاد نہیں رہا۔ ذہن کے پردے پر سیاہ خُون رنگ ہوتی آنکھیں گویا ثبت ہو کر رہ گئیں تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

✓اِسی کا نام ہو شاید مُحبت

کوئی بارِ گراں ہے اور مَیں ہوں۔۔۔

(قمر مُراد آبادی)

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پُھولتے تنفس کے ساتھ وہ تیز مگر لڑکھڑاتے قدموں سے ڈریسنگ روم کی جانب بھاگا۔ سانس لینے میں دُشواری ہو رہی تھی۔ دِل میں کئی برسوں سے چُھپ کر بیٹھا دَرد پھر سے آزاد ہو گیا تھا۔ کنپٹی پر پُھولتی نس جیسے کسی بھی لمحے پَھٹ جانے کو تیار تھی۔

"یا اللہ!" اُس اذیت میں یہی نام راحت کا سبب تھا۔

"الھم صلی اللہ مُحمدً وَ آلِ محمد!" گُھٹتے دِل پر بند مُٹھی کی ضرب مارتے ہوئے اُس نے آنکھیں سختی سے میچ کر چہرہ اُوپر اُٹھایا۔ آنکھوں کے گوشوں سے نمکین پانی پِھسلتا چلا گیا۔ بند آنکھوں کے پار کوئی مَنظر لہرانے لگا جِس میں پانچ سال کی بچی چہرہ جُھکائے گہرے سانس لیتے دَس سال کے بچے کے سامنے گُھٹنے کے بل بیٹھ رہی تھی۔ جُھکنے پر اخروٹی رنگ کے لمبے بال پِھسل کر سامنے آئے جسے چُھوٹے سے ہاتھوں کی مدد سے پیچھے کیا گیا۔

"تم۔۔۔ تکلیف میں ہو، نگین؟" اُس معصوم نرم آواز سے زیادہ وہ خوشبو تھی جس نے اُس دس سالہ بچے کی تکلیف میں دراڑ ڈالی۔ چہرہ اُٹھا کر اُس بچی کو دیکھا۔ جو بادامی آنکھوں میں سارے زمانے کی نرمی سموئے سیاہ آنکھوں میں ٹھہری نمی کو دیکھ رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تکلیف میں معلوم ہے کیا کرتے ہیں؟" پُھولے، گُلابی گال والی بچے نے بڑے سیانے کے سے انداز میں پوچھا جبکہ پُھولتے تنفس کے ساتھ اُس نگین نامی بچے نے نفی میں سَر ہلایا۔ سَر ہلانے پر کتنے ہی آنسو لڑیوں کی صورت گال پر پِھسلتے چلے گئے۔

"حضور(ص) پاک اور اُنکے بچوں(ع) پر دُرود بھیجتے ہیں، اِیسے۔۔۔۔" ننھے ہاتھوں میں تھام رکھے جامنی رنگ کے پُھول قریبی سیڑھیوں پر رکھ کر وہ آہستگی سے اپنے دِل کے مقام کو تسلی دیتے ہوئے تھپکنے لگی جبکہ سیاہ آنکھیں ناسمجھی سے اُس بچے کو دیکھنے لگیں۔

"الھمُ صلی اللہ مُحمدٍ وَ آلِ محمد۔" اُس نرم آواز میں سارے زمانے کی چاشنی تھی۔

"تم بھی کرو، نہ۔" معصوم لہجے میں تحکم دَر آیا اور سیاہ آنکھوں والا بچہ میکانکی انداز میں اپنا دِل آہستگی سے تھپکتے ہوئے اُس میٹھی آواز کے ساتھ دُرود پڑھنے لگا۔ غم کی شدت، دَرد کی دُکھن لمحوں میں معدوم ہونے لگی اور یہ اُس دَس سالہ بچے کے ساتھ پہلی بار ہوا تھا۔

"دیکھا؟ میری مما کہتی ہیں کہ اگر ہم حضرت مُحمد(ص) اور اُنکے بچوں(ع) کو ملنے والی تکلیف یاد کریں گے تو ہمیں اپنی تکلیف بُھولنے لگے گی۔" اُسکے انداز پر سیاہ آنکھوں میں کوئی شے نگینے کی مانند چمکی۔

"یہ تمہاری مما نے نہیں اِمام حُسین(ع) نے کہا ہے۔" اُسکی سنبھلی آواز پر بچی کی مُسکراہٹ گہری ہوئی۔

"لیکن مُجھے تو میری مما نے بتایا ہے۔" بچی کا موقوف ابھی بھی مضبوط تھا۔

"سہی بتایا ہے۔" بچے نے ہاتھ بڑھا کر اخروٹی رنگ کے گھنے بالوں والے سَر کو نرمی سے تھپتھپایا جبکہ بچی نے روشن ہوتی آنکھوں سے اُس بچے کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم۔۔۔میرے دوست بنو گے؟" وہ جو اُٹھ کر جانے لگا تھا، ٹھہر گیا۔

"میں۔۔۔دوست نہیں بنتا۔" سیاہ آنکھوں میں پھر سے سَرد غبار چھانے لگا۔

"تو میں بَن جاتی ہوں۔ بابا کہہ رہے تھے کہ تم کسی سے باتیں نہیں کرتے اور تمہیں ایک دوست کی ضرورت ہے۔" اُس بچی کی زُبان اِتنی تیزی اور صفائی سے چل رہی تھی کہ اپنا غم اور اذیت بُھول کر دس سالہ بچہ اُس عجیب مخلوق کو ٹکر ٹکر دیکھتا رہا یونہی دیکھتا رہتا اگر جو آنکھوں کے سامنے ننھا سا ہاتھ نہ لہرایا جاتا۔

ایک مہینے سے وجود پر طاری جمود میں دراڑ پڑنے لگی۔ چہرہ جُھکا کر اُن ہاتھوں میں تھام رکھے جامنی رنگ کے پُھولوں کو دیکھا۔ اُن پُھولوں پر کانٹے نہیں تھے۔ مکینکی انداز میں ہاتھ آگے بڑھا کر بچے نے پُھول تھام لیئے۔

✓زمانہ راہ میں پڑتا تھا، ہم جا بیٹھتے تھے

تماش گاہ ویسے تو کوئی ہوتی نہیں تھی

میرا اندازہ تھا بس ایک میں ہوں، ایک تم ہو

میرے اندازے سے دُنیا بڑی ہوتی نہیں تھی

وہاں مِلتی یہ دُنیا تو یہاں آتے بَھلا کیا

یہی دَرکار تھی ہم کو، یہی ہوتی نہیں تھی

ہم اپنی گُمشدہ ایک چیز تم میں ڈھونڈتے تھے

اور اِیسی گُمشدہ جو یاد بھی ہوتی نہیں تھی۔۔۔

(شاہین عباس)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

---

میں آپکو کئی سال پیچھے لے چلتی ہوں جہاں اُس دس سالہ بچے کو کھڑکی سے دیکھتے احمد حسن صاحب کے شفیق چہرے کو ایک مہینے کی کوششوں کے بعد اُس بچے کی جانب سے ردِ عمل ملنے پر اِیسی خوشی مِلی تھی کہ لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ بھیگتی آنکھوں کا گوشہ صاف کر کے اُنہوں نے اپنی ننھی چڑیا کو دیکھا۔اِسی لیئے وہ اِس بچے کو اپنے گھر لیئے آئے تھے کہ اُنکی چڑیا تو مُردے کو کفن پھاڑ کر باتیں کرنے پر مجبور کر دے یہ تو پھر ایک معصوم، کم عُمر، زمانے کا ستایا بچہ ہے۔اُنہیں یہ بچہ ایک مہینے پہلے ایبٹ آباد سے آتے ہوئے بس کی سیٹ کے نیچے چُھپا ہوا، سہما ہوا مِلا تھا۔ تب اُن سیاہ آنکھوں میں موت جیسی اِیسی وحشت اور اذیت تھی کہ حسن صاحب بے اِختیار خود کو جُھک کر اُس بچے کو گود میں اُٹھانے سے بعض نہیں رکھ سکے۔بس میں سب سے پوچھا گیا کہ بچہ کِس کا ہے مگر کسی کو معلوم ہی نہیں تھا کہ بس میں کوئی بچہ بھی ہے۔بس والوں کی رائے تھی کہ اُسکو واپس اِسی بس میں اِیبٹ آباد بھیج دیا جائے یہ یقیناً وہیں کا ہو گا مگر واپسی کا نام سُن کر جیسے اُن سیاہ آنکھوں میں وحشت اُتری، احمد حسن صاحب کو اپنا فیصلہ ڈگمگاتا محسوس ہونے لگا۔وہ خود صاحبِ اولاد تھے۔اِتنے خوبصورت اور خوفزدہ بچے کو اکیلا چُھوڑ دینا مُناسب نہیں لگا تبھی اُسکو اپنے ساتھ لے مگر ساتھ ہی اُسکے والدین کی تلاش کی کوششیں وہ ایک مہینے سے جاری رکھے ہوئے تھے۔اُنکی سوچوں میں دراڑ آہستہ قدموں کی آہٹ سے آئی۔چہرہ پھیر کر اُنہوں نے صوفے کے پاس آکھڑے ہوتے بچے کو دیکھا اور زندگی سے بَھرپور، پُر شفقت سا مُسکرا دیئے۔بچے کی آنکھوں سے جھجھک، خوف اور سرسمیگی تیزی سے معدوم ہوئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اِدھر آؤ، میرا بیٹا!" کہہ کر نرمی سے اُنہوں نے اُسکی سمت ہاتھ بڑھایا۔ دِل میں اُترتی قیامت کے زیرِ اثر اُس بچے نے اپنا برف کی طرح سَرد ہاتھ اُس مضبوط، مہربان گرفت میں رکھ دیا۔ احمد صاحب نے اُسکو اپنے برابر بٹھا کر بغور دیکھا جو فرصت سے چہرہ جُھکائے جامنی رنگ کے پُھولوں کو دیکھ رہا تھا۔

"اِن پُھولوں کا نام معلوم ہے؟" وہ اُسکی آواز سُننا چاہتے تھے۔ بچے نے چہرہ اُٹھائے بغیر نفی میں سَر ہلایا۔

"اصل نام بڑا مُشکل سا ہے مگر آسان نام لیونڈر ہے۔" اُنکی مُسکراتی اواز پر بچے نے چہرہ پھیر کر اُنکو دیکھا۔ اُن سیاہ آنکھوں میں اِتنا خالی کھٹورپَن تھا کہ احمد صاحب بے ساختہ ہاتھ بڑھا کر اُسکے سیاہ گھنے بال آہستگی سے سہلانے لگے۔

"ہر پُھول کی ایک الگ پہچان ہوتی ہے۔ لیونڈر کی معلوم ہے تمہیں؟" اُنکا پُر شفیق ہاتھ یونہی اُسکے بال سہلاتا رہا۔ بچے نے اَب بھی کچھ نہیں کہا۔

"پاکیزگی، خاموشی، امن، وقار۔ لیونڈر اِن سب کو ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ اُنکو دیا جاتا ہے جِن کو اپنی تلاش، خود کے اندر جھانکنے کی ضرورت ہوتی ہے۔" اُنکے ہر لفظ کے ساتھ بچے کے چہرے کا تاثر بدل رہا تھا جو اُنکی جہاندیدہ نظروں سے مُخفی نہیں رہا۔ اِتنی بھاری لفظ اُس بچے کو سمجھ آرہے تھے۔

"میری بیٹی نے تمہیں چُن کر پُھول دیا ہے تو بتاؤ! تمہیں کیا لگتا ہے بڑے ہو کر میری بیٹی کو کیا بننا چاہیئے؟" اُنکے سوال پر بچے نے چہرہ پھیر کر گارڈن میں پُھولوں کو چُھو کر باریکی سے دیکھتی بچی کو دیکھا۔ سیاہ آنکھوں میں اِیسی نرمی اُتری کہ احمد حسن ٹھٹک گئے۔ یہ پہلا مثبت تاثر تھا۔

"فلوریسٹ!" اُسکے ہونٹوں سے آہستگی سے پِھسلا اور احمد حسن صاحب بے طرح چونک کر آگے ہوئے۔ بالوں میں چلتا ہاتھ ٹھہر گیا۔ ایک مہینے بعد اُنہوں نے بالآخر اُس بچے کو کسی سوال کا جواب دیتے سُن لیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اور تم نے اِیسا کیوں کہا؟" احمد صاحب بس اُس سے باتیں کرتے رہنا چاہتے تھے۔

"شی کین سی آپر سن اِن فلاور۔" چہرہ جُھکا کر لیونڈر کی جامنی پتیوں کو نرم ہاتھوں سے چُھوتے ہوئے اُس نے آہستگی سے کہا۔ احمد صاحب نے ایک نظر اُسکے جُھکے چہرے پر ڈالی اور دوسری نظر باہر پُھولوں کو توجہ سے پانی دیتی اپنی بیٹی پر۔

"آئیڈیا بُرا نہیں ہے!" نرمی سے اُسکا سَر تھپتھا کر وہ مُسکرائے۔ بچے نے چہرہ اُٹھا کر اُنکو دیکھا۔ اُن آنکھوں میں اُسکے لیئے اِتنی شفقت اور نرمی تھی کہ خود اذیتی کا خاتمہ ہونے لگا۔

"آپ کو ڈر نہیں لگا؟" اُنکی جانب دیکھتے ہوئے بڑا مُختلف سا سوال آیا۔ احمد صاحب نے چونک کر سنجیدہ ہوتی سیاہ آنکھوں کو دیکھا۔

"کِس سے؟" وہ واقعی نہیں سمجھے۔

"مُجھ سے؟" شُکر ہے اُن سے باتیں کرنے لگا تھا مگر اُسکا لہجہ اور انداز کہیں بھی دس سال کے بچے جیسا نہیں تھا۔

"تم سے کیوں لگے گا؟ تم تو میرے بیٹے ہو۔" اُنہوں نے نرمی سے اُسکا گال تھپتھپایا۔

"ہو سکتا ہے واصف انکل کی بات ٹھیک ہو۔" اُسکی اگلی بات پر احمد حسن کا چہرہ پھیکا پڑا۔ تیزی سے اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُسے عین سامنے آئے۔

"تم نے میری اور واصف کی باتیں سُن لیں؟" اُنکو یقین تھا مگر پِھر بھی کسی خدشے کے تحت سوال کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ہو سکتا ہے میں نے کسی کا قتل کیا ہو۔" جواب کے بجائے چہرہ اُٹھا کر آہستگی سے اِیسے پُراِسرار انداز سے کہا گیا کہ احمد صاحب کتنی ہی دیر تک اُن سیاہ آنکھوں کو دیکھتے رہے۔ اُن آنکھوں میں اپنی عُمر کے بچوں جیسی روشنی، معصومیت اور بے خبری نہیں تھی۔

"کیا تم نے کیا ہے؟" اُنکا سوال سرگوشی سے زیادہ نہیں تھا۔ یونہی اُنکو بغیر پلک جھپکے دیکھتے اُس بچے نے اثبات میں سَر ہلا کر احمد حسن صاحب کے رونگھٹے کھڑے کر دیئے۔

"اِن ہاتھوں سے۔۔۔" پُھول گود میں مُنتقل کر کے اُس نے اپنے دونوں ہاتھ اُنکے سامنے پھیلائے۔ احمد صاحب کی نگاہیں خاموشی سے اُن چھوٹے، سَرد ہاتھوں تک گئی۔ کسی خیال سے چونک کر اُنہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اُن پھیلے ہاتھوں پر رکھ دیئے۔ وہ ہاتھ عام بچوں کی طرح نرم، مُلائمت والے ہونے کے بجائے سخت اور کُھردرے تھے۔

"کسی اور کے سامنے اِیسی بات نہیں کرنا۔" اُنہی ہاتھوں میں بچے کا اپنی عُمر سے کئی برس سنجیدہ اور بے تاثر چہرہ لے کر اُنہوں نے نرمی سے کہا جبکہ سیاہ آنکھوں میں حیرت اُتری۔ یہ ردِ عُمل اُسکی سوچ کے منافی تھا۔

"آپ کو ڈر نہیں لگا؟" چہرے کے بجائے الفاظ میں معصومیت تھی۔ وہ واقعی دس سال کا بچہ ہی تھا آخر۔

"نہیں!" احمد صاحب نے اُسکے گھنے سیاہ بال مُحبت سے سنوارے۔

"کیوں؟" برجستہ سوال پر وہ دھیرے سے مُسکرا دیئے۔ دروازے کے پاس کھڑی اُن دونوں کی باتیں سُنتی آفرین حسن بھی مُسکرانے لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیونکہ تم میرے بیٹے ہو۔ میں تمہیں باحفاظت تمہارے گھر تک پُہنچاؤں گا۔" اُنکو معلوم تھا وہ واصف کی پوری بات سُن چُکا ہے۔ اُس نے کہا تھا: "یہ بچہ لاوراث ہے۔ اِسکے والدین کبھی نہیں مِلیں گے۔ تم نے ناجانے کہاں سے بھاگے ہوئے بچے کو اپنی اولاد بنالیا ہے۔ کسی چوری یا قتل میں ملوث ہوا تو تم کیا کرو گے؟ "

"میں واقعی لاوارث ہوں۔" اُنکی آنکھوں میں ٹھہرے مہربان جذبے اور نمی کو دیکھتے ہوئے اُس نے پِھر سے اُنکی رُوح کھینچ لی۔

"مُجھے معلوم ہے لاوراث کا مطلب کیا ہوتا ہے۔" اُنکو یقین دِلانے کو اُس نے اِتنی یاسیت سے کہا کہ آفرین کو اپنے قدم بڑھا کر اُن دونوں کی سمت آنا پڑا۔

"کسے کہتے ہیں، نگین؟" برابر بیٹھتی آفرین نے اُسکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے مُحبت سے پوچھا۔

"جسکے آگے پیچھے کوئی نہ ہو۔ جِسکی خیر خبر کوئی نہ رکھے۔" آفرین نے چہرہ اُٹھا کر احمد حسن کو دیکھا جو چہرے پر ڈھیروں تفکر لیئے نگین کو دیکھ رہے تھے۔

"تمہارے آگے پیچھے ہم ہیں۔ تمہارے خیر خبر رکھنے کو بھی ہم موجود ہیں پِھر تم لاوارث کیسے ہوئے؟" آفرین نے نرمی سے اُسکی ٹھوڑی ہلائی۔

"اور میں بھی تو ہوں تمہاری دوست۔" پھولوں کو پانی دینے والا 'sprinkling can' ایک ہاتھ میں اُٹھائے بھاگ کر اندر آتی اخروٹی بالوں والی بچی نے چہک کر کہتے ہوئے ماحول کی ساری بوجھل ہوا بدل دی۔ جبکہ احمد حسن نے پہلی بار اُس دس سالہ بچے کی سیاہ آنکھوں کو تحیر اور کسی انوکھے جذبے سے بڑھک کر روشن ہوتے دیکھا۔ خالی آنکھیں یک دَم چمک کر زندگی سے بھرپور انداز سے بَھر اُٹھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں آپکی بیٹی کو دوست بنالوں؟" سیاہ آنکھیں اپنی جانب بغور دیکھتے احمد حسن تک آئیں۔

"مُجھ سے کیوں پُوچھ رہے ہو؟" مُسکرا کر اُنہوں نے خوش آئند حیرت کو جھٹک دیا۔ یہ غنیمت تھا کہ اُس پتھر میں دراڑ پڑ گئی تھی۔

"آپ کہیں گے تو۔۔۔" کہہ کر اُس نے نظر چُرائی جبکہ آفرین نے مُسکرا کر قریب آکر مُنہ بناتی بیٹی کو دیکھا۔

"نہ کہوں گا تو نہیں کرو گے؟" اُنہوں نے آگے کو ہو کر نہ جانے کیوں جاننا چاہا۔ جواب کے بجائے اثبات میں سَر ہلایا گیا جبکہ خوبصورت بالوں والی لڑکی نے آکر اُسکے ہاتھوں سے پُھول جھپٹ لیئے۔

"مُجھے اِیسا دوست نہیں چاہیئے جو کسی اور کی وجہ سے میرا دوست بنے۔" نخوت سے کہہ کر ناک چڑھاتی وہ بچی خود بھی ایک مہکتا پُھول تھی۔ دَس سالہ بچے نے دلچسپی سے پُھولتے سُرخ گالوں اور ستواں ناک کو دیکھا۔

"میرے پُھول واپس کرو۔" چہرے پر سنجیدگی تھی مگر اَب آنکھوں میں باقی نہیں رہی تھی۔

"نہیں کروں گی۔" بچی زُبان چڑھا کر بھاگی اور بچہ بھی تیر کی سی تیزی سے احمد صاحب اور آفرین کے پاس سے اُٹھا۔

"میرے پُھول واپس کرو۔۔۔" پُھول سی بچی آگے بھاگتی جا رہی تھی اور لیونڈرز کی پتیوں کی طرح اِسرار میں لِپٹا بچہ اُسکے پیچھے۔ آفرین نے مُسکرا کر احمد حسن کو دیکھا مگر اُنکے چہرے پر کچھ اِیسا تھا کہ دونوں بچوں کے منظر سے جاتے ہی وہ تیزی سے آگے ہوئی۔

"کیا ہوا، حسن؟" اُنکے سوال پر احمد حسن جیسے کسی ڈراؤنے خواب سے بیدا ہوئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نگین سچ کہہ رہا تھا، آفرین۔" اُنکی آواز سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔

"کیا؟" آفرین کو حقیقتاً سمجھ نہیں آئی۔

"اُس نے واقعی کسی کا قتل کیا ہے۔" اُنکی اگلی بات اعصاب پر دھماکہ تھی۔ پھٹتے دِل کے ساتھ آفرین نے بے یقینی احمد حسن کو دیکھا جِن کا حال بھی کم و بیش ویسا ہی تھا مگر آگہی کا دَر اُن پر کچھ دیر پہلے کُھل چُکا تھا۔ اُنہوں نے اُن سیاہ آنکھوں میں درج واضح نمایاں ہوتی، سچی تحریر پڑھ لی تھی۔ اُنکے پاس وہ آنکھ تھی جو آنکھوں سے ظاہر ہوتے اہم راز پرکھ لیتی ہے۔ احمد حسن نے چہرہ پھیر کر اپنی پانچ سالہ بیٹی گُلِ لَیلیٰ کے پیچھے بھاگتے دَس سالہ بچے کو دیکھا جسکے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتے تھے مگر پھر وہ دِل کو پوری قوت سے اپنی جانب کھینچتا تھا۔ جِس سے رشتہ خون سے گاڑھا ہوتا محسوس ہونے لگا تھا اور جو پورے ایک مہینے کے بعد کچھ بولنے کا اہل ہوا تھا۔ نہ جانے کونسا غم، کیسا صدمہ اور کیا وحشت ہو گی جِس نے اِس بچے کی معصومیت چھین کر عُمر سے کہیں بڑا، سنجیدہ اور پتھر کی طرح سخت بنا دیا تھا۔

✓کسے بتائیں!

ہمارے غم کی عُمر

ہماری عُمر سے بھی بڑھ گئی ہے

ہمارے ساتھ زندگی ہاتھ کر گئی ہے۔۔۔

٭٭٭٭٭٭٭

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کافی گھنٹے گُزرنے کے باوجود سُبکتگین حیدر کمرے سے باہر نہیں نکلا۔ چہرہ اُٹھا کر اُس نے ویران پڑی سیڑھیوں کو دیکھا۔ اَب تو مُلازم بھی کواٹرز میں چلے گئے تھے۔ چند پَل وہ یونہی سوچتی رہی اور پھر کھانے کی چیزوں کا جواز ذہن میں دُہراتے ہوئے تیز قدموں سے سیڑھیاں طے کر کے اُوپر آئی اور آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھولا۔ اندر تاریک کمرے کو ناسمجھی سے دیکھ کر اُس نے ساری بتیاں روشن کیں اور قد آدم کھڑکی کے پردے برابر کر کے ڈریسنگ روم کے بند دروازے کو دیکھا۔

"سُبکتگین!" اُسکی آواز سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی مگر جواب نہ مِلنے پر عجیب سی بے چینی کے زیرِ اثر تیزی سے بڑھ کر اُس نے ڈریسنگ روم کا سلائیڈنگ شیشہ دھکیلا اور سامنے سُبکتگین حیدر کو زمین پر دیوار سے سَر ٹِکائے بیٹھا دیکھ کر ٹھٹکی۔

"تم۔۔۔ ٹھیک ہو؟" دِل میں خود پر ہزار بار لعنت بھی کی مگر قدموں کو اُس شخص کی جانب بڑھنے سے روکا نہیں جا سکتا تھا۔ کچھ گھنٹے پہلے اُسکے سامنے سے گُزر کر جانے والا چہرہ آنکھوں کے سامنے سے جا نہیں رہا تھا۔

"کھانا لگا دوں؟" سُبکتگین کی لَیلیٰ کی جانب پُشت تھی تبھی سوال سے اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا مگر جواب نہ آنے پر وہ تیزی سے اُسکے سامنے آئی۔

"سُبکتگین!" اُن سختی سے بند آنکھوں اور چہرے کے بے چین تاثرات پر اُسکے عین سامنے گُھٹنوں کے بَل بیٹھی۔ گھنی بھنویں نہ جانے کِس تفکر سے بھینچ رکھی تھیں۔ چہرے کا رنگ یوں تھا گویا وجود میں خُون کا ایک قطرہ تک نہ رہا ہو۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سُبکتگین!" پریشانی سے اُسکو بغور دیکھتی لَیلیٰ نے اُسکا شانہ تھپتھپایا اور عین اُسی لمحے گھنی پلکوں والی سیاہ آنکھیں پَٹ سے کھلیں۔ اُن آنکھوں میں وحشت، خوف اور اِیسا خالی پَن تھا کہ گُلِ لَیلیٰ کو اپنی گویائی کھو جاتی محسوس ہونے لگی۔ سیاہ آنکھیں اِیسی اجنبیت سے اُسکو دیکھ رہی تھیں جیسے گُلِ لَیلیٰ سے کوئی رَبط نہ ہو۔

"آپ۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟" اُسکے شانے پر رکھا ہاتھ نرمی سے تھپکا گیا مگر سُبکتگین بغیر جواب دیئے یونہی بے یقینی بَھری لہو چھلکاتی آنکھوں سے اُسے دیکھے گیا۔

"تم۔۔۔ تم اندر کیسے آئی۔۔۔؟" مُقابل کا بھاری سوالیہ لہجہ بے حد خراش زدہ تھا۔

"میں۔۔۔ در۔۔۔" لَیلیٰ کو یک دَم خفت گھیرنے لگی۔

"تمہیں اُس نے دیکھا نہیں؟" اگلا سوال اِیسی حیرانگی اور جُوش میں لپیٹ کر پوچھا گیا کہ لَیلیٰ نے چونک کر اُسکے چہرے کو دیکھا۔

"کِس۔۔۔ نے؟" کانوں میں ماہ پارہ کا طنزیہ لہجہ گونجتے ہی آواز سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی مگر جواب نہیں آیا۔ لَیلیٰ ناسمجھی سے اُسکو اطراف میں عجیب طرح سے دیکھتے، دیکھنے لگی۔ وہ کہیں سے بھی سُبکتگین حیدر نہیں لگ رہا تھا۔

"تم یہاں سے اُٹھو اور آکر کھانا کھاؤ۔" لَیلیٰ نے سب پسِ پُشت ڈال کر نرمی سے کہا۔

"میں کیسے اُٹھ سکتا ہوں۔۔۔" سیاہ آنکھوں کے تحیر پر کچھ کھٹکا گُلِ لَیلیٰ کو۔ وہ یوں آہستہ آواز میں بات کر رہا تھا جیسے کسی کے سُن لینے کا خدشہ ہو۔

"میں اُٹھنے میں مدد کروں؟" اُلجھتے، کچھ نہ سمجھتے ذہن کے ساتھ اُس نے سُبکتگین کو چونکا دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"پہلے وجی کی مدد کر دو۔" لہجے میں اِتنی معصومیت اور بُھولاپَن تھا کہ لَیلیٰ کا دِل کسی نے مُٹھی میں لے لیا۔ اِس انداز سے وہ آشناء تھی۔

"وجی؟ کون۔۔۔؟" نا سمجھی پر سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر مُخالف سِمت دیکھا اور قبل اِس کے گُلِ لَیلیٰ کوئی راز پا لیتی، سُبکتگین حیدر نے چہرہ پھیر کر واپس گُلِ لَیلیٰ کو دیکھا۔ سیاہ آنکھوں میں سنجیدگی، بڑا پَن اور برف جیسی ٹھنڈک لوٹ آئی تھی۔

"تم۔۔۔ یہاں کیا کر رہی ہو؟" خوف اور دہشت کے اُس دور نے خود کو وہاں سے گُم کر دیا۔ آگہی زخمی کر دینے والی تھی۔

"میں۔۔۔" حیرت ہے اَب کے مُقابل بے تاثر آنکھوں سے دیکھتا شخص اجنبی نہیں لگ رہا تھا تبھی لَیلیٰ کو اپنا آپ چُغد سا لگا۔ اُسکا جواب سُنے بغیر سُبکتگین اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ لَیلیٰ نے اُسکو اُٹھ کر شیشے کے سامنے کھڑے ہوتے دیکھا۔

"تم ٹھیک ہو؟" لَیلیٰ کی آواز پر وہ چونکا ضرور مگر چہرہ نہیں پھیرا۔

"ہمم!" آہستگی سے کہہ کر اُسکے برابر سے نِکل گیا جبکہ لَیلیٰ چند لمحے نا سمجھی سے وہاں کھڑی ڈریسنگ روم کا کھُلا دروازہ دیکھتی رہی اور پھر سَر جھٹک کر باہر نِکلی۔ اُسکے کمرے میں آنے پر سُبکتگین بجتے سیل فون کے ساتھ قد آدم کھڑکی کی سِمت چہرہ کر کے کھڑا ہو گیا۔

"کیسے فون کرنا ہوا؟" اُسکے سنجیدہ اِستفسار پر بستر پر تکیے دُرست کرتی لَیلیٰ نے پلٹ کر اُسکو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میری طرف سے اِنکار ہے اور گُلِ لَیلیٰ بھی وہاں آنا نہیں چاہے گی۔" وہ گفتگو میں مُخل نہ ہوتی اگر اپنا نام نہیں لیا جاتا۔ کشن وہیں رکھ کر سُبکتگین کی جانب آئی اور پھر اُچک کر اُس سے ویسے ہی سیل فون لے لیا جیسے شروعات میں کمشنر صاحب اُس سے جَھپٹ لیتے تھے۔ خالی ہوتے ہاتھ کے ساتھ اُس نے گُلِ لَیلیٰ کو دیکھا جو طمانیت سے سیل فون کان سے لگا چکی تھی۔

"اسلام و علیکم!" اُسکو لگا دوسری جانب ماہ پارہ ہوں گی۔ پچھلی بار کی مُلاقات اُس پر اُدھار تھی۔ اُنکو کیا لگا کہ وہ یونہی آ کر گُلِ لَیلیٰ کی ہستی کی بُنیادیں ہلا سکتی ہیں۔

"وعلیکم اسلام، لَیلیٰ! نثار بات کر رہا ہوں۔" دوسری جانب سے اُبھرتی آواز پر اُس نے لَب بھینچ کر سُبکتگین کو گھورا جِس نے بے نیازی سے شانے اَچکا کر نگاہیں باہر گہری ہو چکی رات پر ٹِکا لیں۔

"جی، انکل! کیسے ہیں آپ؟" اَب وہ اِتنی بھی بد اِخلاق نہیں تھی۔

"میں ٹھیک بیٹے۔ تم بھی میرے بیٹے کے ساتھ خُوش ہو گی۔" لَیلیٰ کو سمجھ نہیں آئی کے آخر میں اُمید تھی یا سوال تبھی خاموشی رہی۔

"میں سُبک سے کہہ رہا تھا تمہیں لے کر یہاں کل کی دعوت میں آئے۔ میں چاہتا ہوں سُبک کے میرڈ ہونے کا سب کو معلوم ہو جائے اور آئے روز کے میڈیا گوسِپ سے سُبک کی خلاصی ہو۔" وہ بلاوجہ کی تمہید میں پڑ رہے تھے اور کیوں پڑ رہے تھے لَیلیٰ جانتی تھی۔ اُنکی آواز میں شرمندگی اور جھجک صاف نمایاں تھی۔

"مگر یہ لڑکا پَروں پر پانی نہیں پڑنے دیتا۔" نثار حیدر، سُبکتگین سے کچھ منوانے کے معاملے میں بے بس تھے اور سُبکتگین بااِختیار۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کتنے بجے دعوت ہے کل؟" جمع تفریق کے بعد پوچھے جانے والے اُسکے سوال پر سیاہ آنکھیں تحیر سے اُسکی جانب پلٹیں۔

"ٹھیک ہے۔ ہم اِنشاءاللہ آجائیں گے۔" نظروں کی دَھڑکن گُم کرتی تپش پر آہستگی سے کہہ کر اُس نے اِختتامی کلمات کہتے ہوئے کال کاٹی اور سیل فون سُبکتگین کی جانب بڑھایا۔ سیاہ آنکھیں بالکل بے تاثر اور سپاٹ تھیں۔

"میں نہیں جانا چاہتا۔" سجل فون لے کر ٹھنڈے ٹھار انداز میں باور کروایا گیا۔

"تو مت جاؤ۔ میں چلی جاؤں گی۔" دُور جاتے انداز میں لاپرواہی تھی۔ سُبکتگین نے پلٹ کر اُسکو دیکھا جو جا کر ٹیبل کی دراز سے چپس کا پیکٹ نکال رہی تھی۔

"ہم سے کیا مُراد تھی تمہاری؟" سوال طنزیہ نہیں تھا مگر لَیلیٰ کو طنز ہی لگا۔

"ہم سے مُراد صِرف میں ہوں۔ تمہارے بابا نہ بھی دعوت دیتے تو مُجھے ماہ پارہ آنٹی کا ایک حساب چُکتا کرنے جانا تھا۔" پیکٹ کھول کر چپس کھاتے ہوئے اُسکے الفاظ چپس کی آواز میں دَب رہے تھے مگر آخری بات پر سُبکتگین ٹیک چُھوڑ کر سیدھا ہوا۔

"کیسا حساب؟" اُسکے کڑے سوال پر صوفے پر بیٹھتی لَیلیٰ نے چہرہ اُٹھایا مگر جواب نہیں دیا۔

"وہ آئی تھیں یہاں؟ بدتمیزی کی ہے تم سے؟؟" خاموشی پر اپنا مقام چُھوڑ کر وہ لَیلیٰ کے عین سامنے اِس قدر نزدیک ٹیبل گھسیٹ کر بیٹھا کہ لَیلیٰ کو بروقت اپنے پاؤں اُوپر کرنے پڑے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم تو کہہ رہے تھے یہاں نہیں آسکتیں؟" سوال کے بدلے آیا بھی تو سوال۔ آہ! سُبکتگین حیدر کیسے بُھول گیا کہ وہ گُلِ لَیلیٰ سے مُخاطب ہے۔ آگے کو جُھک کر اُس نے مُسلسل چپس کھاتی لَیلیٰ کو نروس کر دیا۔ خُوشبو کا وہی رَبط جو پلکیں اُٹھاتی، گِراتی عورت سے تھا، سُبکتگین حیدر کو چہار جانب سے گھیرے میں لے رہی تھی۔

"پیچھے ہو کر بیٹھو۔" ہاتھ روک کر ناک چِڑھاتے ہوئے وہ سُبکتگین حیدر کے دِل کی بنجر دُنیا کو گُلستان کر گئی۔ سیاہ آنکھوں کا تاثر تیزی سے بدلا، چہرے پر سَرد پَن کے گہرے سائے پَل بَھر میں چَھٹ گئے۔

"گھبرا کیوں رہی ہو؟" اُسکو دوپٹہ بار بار سہی سے سَر پر جماتے دیکھ کر وہ سب بُھول کر اِتنی دلکشی سے گویا ہوا کہ گُلِ لَیلیٰ کا ہاتھ اور دِل ایک ساتھ ٹھہرے۔ بادامی آنکھیں بامُشکل سیاہ پُرشوق آنکھوں تک گئیں۔

"تم۔۔۔ میرے چپس لیئے تو مُجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔" دَھڑکنوں کو ڈپٹ کر نخوت سے پیکٹ پیچھے کرتے ہوئے وہ سُبکتگین حیدر کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گئی۔ اُسکی بریانی والی حرکت کوئی پُرانی نہیں تھی اِسی لیئے اُسکے تحفظات جائز تھے۔

"اِس لیئے گھبرا رہی تھی؟" استفسار میں مَلال کی آمیزش تھی۔

"تو اور کیوں گھبراؤں گی؟" محسوس کرنے کے باوجود چمک کر جواب آیا۔ وہ گُلِ لَیلیٰ تھی اُسکی بات آخر اور گردن اُٹھی ہوئی ہی سَجتی تھی یہ ایک بار پِھر سُبکتگین حیدر کو تسلیم کرنا پڑا۔

"یہ بھی سہی ہے۔" مُسکراہٹ پھیکی پڑی مگر سیاہ آنکھوں یونہی چمکتی رہیں۔

"ماہ پارہ نے بدتمیزی کی ہے تم سے؟" بات وہیں آٹھہری تھی۔ لَیلیٰ نے اُس دَھڑکن بڑھاتے خدوخال کو گُھٹتے دِل سے بے تاثر ہوتے دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نہیں!" اُسکو مُختصر ہی کہنا تھا اُس سنجیدگی اور تناؤ کے سبب جو اُنکے درمیان سے کبھی نہیں جانے والا تھا۔

"تو پھر کیا ضرورت ہے۔ حمزہ کی گھٹیا حرکت قابلِ معافی اور بُھلانے لائق نہیں ہے۔" وہ اُسے واقعی وہاں جانے سے بعض رکھنا چاہتا تھا۔ سجتی محفلوں میں اپنا نام اُچھلتا کم اَز کم گُلِ لَیلیٰ کے سامنے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"میں بُھولنے والوں میں سے نہیں ہوں اور بے فکر رہو مُجھے حساب برابر کرنے آتے ہیں۔" چپس کے پیکٹ میں جھانکتے ہوئے اُس چہرے کی لاپرواہی دَھڑکن چھین لینے والی تھی۔

"معلوم ہے مگر وہاں مت جاو، گُلِ لَیلیٰ۔ اُس گھر سے خیر نہیں مِلتا۔" اگلی بات نے ماحول کو بوجھل کر دیا۔ لَیلیٰ نے بغور اُسکے جُھکتے چہرے کو دیکھا۔ وہ جیسے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوا تھا یا یہ گُلِ لَیلیٰ کا وہم تھا۔

"خیر کی مُجھے اُمید بھی نہیں رہی۔" اُن ہونٹوں سے آہستگی سے پِھسلا اور سُبکتگین جُھکا رکھا چہرہ نہیں اُٹھا سکا۔

"ویسے سچ سچ بتاؤ تم مُجھے منع کیوں کر رہے ہو؟ بات نہ حمزہ کی ہے نہ ماہ پارہ آنٹی کی اِتنا مُجھے معلوم ہے۔" لَیلیٰ نے وہ بات پکڑ لی جو اُس سے مُخفی رکھی جانے والی تھی۔ جُھکے چہرے والے شخص کے گردن کی گلٹی اُبھر کر معدوم ہوئی۔

"اصل وجہ بتاؤ شاید میں مان جاؤں۔ کچھ اِیسا ہے وہاں جو تم نہیں چاہتے مُجھے معلوم ہو۔" مشکوک، کھوجتے لہجے پر جُھکے سَر کو اُٹھنا پڑا۔

"زمانہ بدنام مَرد ہوں میں گُلِ لَیلیٰ۔ محفلوں میں کردار کُشی اور دھجیاں اُڑائے جانا میرے لیئے معمول ہے مگر میں چاہتا ہوں تمہاری نظر میں میری کچھ عزت رہے۔" کاش وہ خاموش رہتا۔ اُس نے کہتے ہوئے گُلِ لَیلیٰ کی آنکھیں تحیر سے پھیلا کر دِل زخمی کر دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میرے اعمال، میرے ہیں۔ تم میری وجہ سے بے عزت ہو جاؤ گی۔ مت جاؤ۔" آخری اِستدعا پر جذبے وارے جا سکتے تھے۔ لَیلیٰ کی آنکھوں میں نمی چمکنے سے قبل وہ نظریں جُھکا کر کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھنے لگا۔ وقت کی روانگی اُس عورت کے جواب سے مشروط تھی۔ جمود اور ٹھہراؤ اُس کے اِشارے کے مُنتظر تھے۔

"میں جاؤں گی، سُبکتگین۔" بغیر کسی دیر کے دیئے جانے والے اُس جواب پر سیاہ آنکھیں سختی سے بند ہوئیں۔ وقت کو بہنے کا عندیا مِل گیا تھا۔ اثبات میں سَر ہلاتے ہوئے سُبکتگین اُسکے سامنے سے اُٹھ کر کھڑا ہوا۔ لَیلیٰ نے چہرہ اُٹھا کر اُسکو دیکھا جِس نے مزید ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

"آدم تمہیں ڈراپ کر دے گا۔" جانے سے قبل بھاری آواز خاموش ماحول میں گونجی اور پھر بغیر چاپ پیدا کرنے والے قدم گُلِ لَیلیٰ کی نظروں کی پُہنچ سے دُور ہوتے گئے۔

✓ ہمیں اکھٹے کبھی دیکھنا کہیں بیٹھے

نہیں ہے پھر بھی لگے گا بڑا تعلق ہے۔۔۔

(عُمیر نجمی)

دعوت شام کی تھی۔ سُبکتگین صُبح اُسکے جاگنے سے پہلے ہی آفس چلا گیا تھا۔ لَیلیٰ کو معلوم تھا کہ کام کی وجہ سے نہیں جائے گا کیونکہ جانا ہی نہیں چاہتا مگر اُسے جانا تھا۔ بہت سے سوال، اُلجھن، غُبار اور حساب وہیں جا کر دوام پا سکتے تھے۔ سٹور سے جلدی آ کر مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد پورے دِل سے تیار ہوئی۔ سُرخ پجامہ اور کلیوں والا سیاہ رنگ کا فراک جِس کے کناروں میں رنگ برنگ کے خوبصورت پُھول کڑھے تھے۔ سُرخ رنگ کا حجاب اوڑھ کر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

میک اَپ کر کے اُس نے آئینے میں ایک نظر خود کو تنقیدی نظروں سے دیکھا اور پھر سُنہری زنجیر والا سُرخ بیگ شانے پر لٹکا کر کمرے سے باہر نِکل آئی۔ اُسکے نکلتے ہی باہر گاڑی کا ہارن بجا۔ یقیناً سُبکتگین نے آدم ثقلین کو بھیج دیا تھا۔

"سر کی اہم میٹنگ ہے۔" اُسکے بیٹھنے پر آدم نے مودب لہجے میں کہا مگر جیسے لَیلیٰ جانتی نہیں تھی۔ بغیر کچھ کہے اُس نے اثبات میں سَر ہلایا۔ گاڑی کے چلنے سے نثار حیدر حویلی پُہنچنے تک سارا راستہ وہ جانے کے فیصلے پر ڈانواں ڈول ہوتی رہی مگر جانتی تھی کہ یہ ماہ پارہ بیگم کی حرکت ہے۔ وہ اپنے بیٹے حمزہ کو سہی چوائس ثابت کرنے کے لیئے کچھ بھی کر سکتی تھیں یا پِھر سُبکتگین سے اُنکی نفرت کا کوئی مقابلہ نہیں تھا۔

"میم! گھر آ گیا۔" آدم کے پُکارنے پر اپنے خیالات کو جھٹک کر نثار حیدر حویلی کا گیٹ وَا ہونے پر گاڑی سے اُتر کر ڈرائیونگ سیٹ کی جانب بڑھی۔

"جذاک اللہ، آدم!" نرمی سے کہہ کر لَیلیٰ آگے بڑھ گئی جبکہ آدم ثقلین ایک پَل کو ہونق ہوا اور دوسرے ہی پَل مُسکرا کر گاڑی واپس بھگا لے گیا۔ اندر واقعی دعوت کا اہتمام تھا۔ لوگوں کا جم غفیر دیکھ کر لمحے بَھر کو چکراہ کر رہ گئی۔ اِیسی محفلوں سے اُسے چِڑ تھی مگر سارا باغ بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ شُکر ہے! اُسکے اندر آنے کا کسی نے خاص نوٹس نہیں لیا مگر دروازے کی جانب مُنتظر نظروں سے دیکھتی ماہ پارہ بیگم کی نظر اُس تک گئی اور ایک فتح مند مُسکراہٹ چہرے پر دوڑ گئی۔ سُبکتگین یقیناً نہیں آیا تھا اور ظاہر ہے لَیلیٰ کی یہاں اکیلی موجودگی جِس جانب اِشارہ کر رہی تھی اُسکو ماہ پارہ نے بخُوبی سمجھ لیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"لَیلیٰ!" ماہ پارہ کی مصنوعی مٹھاس بَھری پُکار پر اُس نے چونک کر سائیڈ پر دیکھا اور روشنیوں سے نکل کر نِک سُک سے تیار ماہ پارہ کو دیکھ کر قدرے حیران ہوئی۔

"اسلام و علیکم!" مُسکرا کر ہاتھوں میں تھام رکھا سفید گُلابوں کا بُکے اُنکی جانب بڑھایا جسے ٹھٹک کر ماہ پارہ نے تھام لیا۔

"وعلیکم اسلام! ماشاءاللہ سے بہت پیاری لگ رہی ہو اور یہ سفید گُلاب تو دُشمنی کی۔۔۔" مُسکرا کر جان بُوجھ کر جملہ اَدھورا چھوڑا گیا۔

"سفید رنگ اَمن کی علامت ہوتا ہے باقی اَب لینے والے پر مُنحصر کے کہ کیا اخذ کرتا ہے۔" اُنکے مُقابل گُلِ لَیلیٰ تھی۔ ماہ پارہ نثار کو یہ بات نہیں بُھولنی چاہیئے۔ بامُشکل مُسکراہٹ برقرار رکھ کر اُنہوں نے پیچھے خوش گپیوں میں مصروف تمام افراد کو دیکھا۔

"یہ فیملی ڈنر ہے، لَیلیٰ۔ یہاں کوئی عورت اپنے شوہر کے بغیر نہیں ہے۔" انداز صاف چِڑھاتا ہوا تھا۔ لَیلیٰ نے ایک نظر ساری تقریب پر ڈالی۔

"اُو! مُجھے معلوم نہیں تھا۔ میں چلتی ہوں۔" اُسکے اعصاب مضبوط تھے۔ پِسپا ہونا اُس نے نہیں سیکھا تھا۔ کئی خاندان کی عورتیں ماہ پارہ کی جانب مُسکرا کر بڑھیں۔

"ارے، تم تو بُرا مان گئی۔ ویسے بھی سب جانتے ہیں کہ سُبک نے نہیں آنا اور دیکھ لو نہیں آیا۔" نرمی سے مُسکرا کر اُسکا بازو تھپتھا کر جیسے تسلی دی گئی مگر لَیلیٰ نہیں مُسکرائی۔ اپنی جانب متوجہ ہوتی بہت سی نظریں اُسے ایک دَم محسوس ہونے لگیں۔ اُسے واقعی نہیں آیا چاہیئے تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"لگتا ہے یہاں سب آدم ثقلین سے رابطے میں ہیں۔" اُسکی ہنسی بڑی بے ساختہ تھی۔ قریب آچکی عورتوں نے سوالیہ نظروں سے اُس دلکش عورت کو دیکھ کر ماہ پارہ کو دیکھا۔

"آدم ثقلین کون ہے؟" ایک لڑکی نے دلچسپی سے قریب آکر سوال پوچھا۔

"سُبکتگین کا سیکرٹری۔" لَیلیٰ نے اطمینان سے ماہ پارہ کا چہرہ سُرخ کر دیا۔

"احمد بھائی کیسے ہیں؟ میں نے سُنا ہے تمہارے نِکاح سے اگلے دِن کہیں چلے گئے۔" سنبھل کر کیا گیا ماہ پارہ کا وار کڑا تھا۔ لمحے بَھر کے لیئے لَیلیٰ ساکن ہوئی۔ وہ یہ بات بُھولی نہیں تھی مگر ماہ پارہ کے مُنہ سے یہ ذکر کسی تمانچے کی صورت لگا۔

"میں نے اِنتظار تو نہیں کروایا۔" عقب سے آکر ایک مضبوط، مہربان گرفت نے گُلِ لَیلیٰ کو اپنے ہلکے میں لیتے ہوئے چونکا دیا۔ رُکتی دَھڑکن کے ساتھ اُس نے چہرہ پھیرا اور نگاہ اپنی جانب متوجہ وجیہہ مَرد کے چہرے سے ٹکرائی۔

"تم۔۔۔ کہاں تھے؟ اِتنی دیر سے کیوں آئے؟" سب بُھول کر جِس قدر وارفتگی سے بے اِختیار ہو کر وہ چیخی، سُبکتگین کو اپنا چہرہ پیچھے کرنا پڑا۔ مسحور کن خُوشبو والی بے اِختیار ہوتی عورت دِل کا امتحان تھی۔ اُسکے جُوش پر کتنے ہی لوگوں کو پلٹ کر دیکھنا پڑا اور پِھر سُبکتگین حیدر کو دیکھ کر ششدر رہ گئے۔

"میٹنگ جلدی ختم ہو گئی۔" نرمی سے کہتے ساتھ بادامی آنکھوں میں دیکھ کر دھیرے سے مُسکرایا جبکہ ماہ پارہ کا جی چاہا وہ زمانوں بعد مُسکراتا چہرہ نوچ ڈالے۔ نثار حیدر کے قدم گویا زنجیر ہو گئے تھے۔ اُنہوں نے دس سال کی عُمر میں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اپنے بیٹے کی آنکھوں سے مُسکراہٹ کو رخصت ہوتے دیکھا تھا اور اَب وہ کتنا بَھرپور مُسکرا رہا تھا اور نثار حیدر یقین سے کہہ سکتے تھے کہ اُنکا بیٹا سُبکتگین حیدر اپنی مُسکراہٹ کی خوبصورتی اور خالص پَن سے ناواقف تھا۔

"کہاں بیٹھیں؟" لَیلیٰ کو اَب سب کچھ اچھا اور صاف لگنے لگا تھا۔ سُبکتگین نے اِشارے سے درخت کے پاس ہجوم سے ہٹ کر رکھے صوفے کی جانب اِشارہ کیا اور گُلِ لَیلیٰ دوسری نظر ماہ پارہ کے زہر آلود چہرے پر ڈالے بِنا، سُبکتگین حیدر کے حلقے میں اُس جانب بڑھ گئی۔

"اگر تم نہ آتے تو تمہیں میرے ہاتھوں قتل ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔" پہلو سے آتی دبی دبی دھمکی پر سُبکتگین حیدر کی مُسکراہٹ کچھ اور گہری ہوئی۔ چہرہ پھیر کر جُھکایا گیا اور گُلِ لَیلیٰ کا دِل دَھک سے رہ گیا۔ وہ مُسکراہٹ۔۔۔۔۔ اِتنی بے رِیا، خالص اور خوبصورت تھی کہ اُس پر حیاتِ جاوادانی کا ہر خسارہ وارا جا سکتا تھا۔

"یہیں قتل کرنا ہے؟" اُن نظروں کے ناقابلِ فہم اِرتکاز پر مدہم سرگوشی کی گئی۔ رُکتی دَھڑکن کے ساتھ گُلِ لَیلیٰ اُسکے بازو پر تھپڑ مار کر تیزی سے اُسکے حلقے سے نِکلی۔ اُن جھینپتے، بوکھلاتے، قتل کر دیتے، خفا تاثرات پر سُبکتگین حیدر کو لَب بھینچ لینے پڑے کیونکہ اَب کی بار وہ اپنی مُسکراہٹ سے غافل نہیں تھا۔ لَیلیٰ تیز قدموں سے جا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ قبل اِس کے سُبکتگین اُسکے برابر بیٹھتا، پُکارے جانے پر اُس نے چہرہ پھیرا اور وہاں کمشنر کو دیکھ کر اُسکی نظروں میں اُچُھنبا اُترا مگر ساتھ کھڑے ہوتے نثار حیدر کو دیکھ کر اُسکے چہرے سے مُسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ کر اُتار پھینکی۔ لَیلیٰ نے اُن بدلتے، خُون مُنجمند کرتی نظروں کے تعاقب میں چونک کر دیکھا اور پِھر سُبکتگین اُسی جانب بڑھ گیا۔ لَیلیٰ فرصت سے اُن تین لوگوں کے تاثرات پڑھنے لگی تبھی اپنے برابر کسی کے بیٹھنے تک کا احساس نہیں ہوا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اِتنی محویت سے مت دیکھو۔ نگاہ واپسی کا راستہ بُھول جائے گی۔" قریب کے اُس لہجے میں حسد اور رقابت کے علاوہ کوئی اور جذبہ تھا جِس کو محسوس کر کے لَیلیٰ نے ٹھٹک کر چہرہ پھیرا۔

"سوری!" وہ چہرہ اُسکے لیئے اجنبی تھا۔

"میں سُبک کی فیملی فرینڈ ہوں، ہالہ سرور۔" تعارف تو نہیں نام نے ضرور اُسکو متوجہ کیا۔ تو یہ تھی وہ لڑکی جِسکا اُس نے اِتنا نام سُنا تھا ماہ پارہ بیگم اور اُنکی بیٹیوں سے۔ ماہ پارہ کی دوست کم بہن کی اکلوتی بیٹی تھی۔

"اسلام و علیکم!" سنجیدگی سے ہی سہی اُس کو سلام کرنا پڑا۔ جواب دیئے بغیر ہالہ یونہی اُس دلکش چہرے کو اندر اُتر جاتی گہری نظروں سے دیکھتی رہی۔

"اُو سوری، وعلیکم اسلام!" لَیلیٰ کے بدلتے چہرے پر اُس نے مُسکرا کر دوستانہ ہاتھ بڑھایا جسے ایک لمحے کو دیکھنے کے بعد لَیلیٰ نے تھام کر چھوڑ دیا۔

"تم۔۔۔ سُبک کی بیوی ہو؟" ہالہ تصدیق چاہتی تھی۔

"جی!" لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر احتیاطاً وہاں دیکھا جہاں سُبکتگین کھڑا تھا۔

"کیسے نِکاح کر لیا اُس نے تم سے؟" اَب کے سوال کچھ اِیسا تھا کہ لَیلیٰ کو کچھ عجیب سا اِحساس ہوا۔

"اُس نے مُجھ سے نہیں میں نے اُس سے نِکاح کیا ہے۔" لَیلیٰ کو اُسکا سوال پسند آیا ہو نہ ہو، انداز ہرگز پسند نہیں آیا تبھی زور دے کر کہا۔ ہالہ سرور یہ نہیں کہہ سکی کہ **'ایک ہی بات ہے'** کیونکہ جانتی تھی ایک ہی بات نہیں ہے۔ ایک ہی بات ہو بھی کیسے سکتی ہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سُبکتگین نے تمہیں خود پرپوز کیا؟" وہ جِس کلاس سے تعلق رکھتی تھی وہاں زندگی میں اور کچھ بھی رومانوی ہو نہ ہو، نِکاح کا پیغام، رومانوی ضرور ہونا چاہیئے۔

"یہ میں آپکو کیوں بتاؤں گی؟" لَیلیٰ کی سنجیدگی بڑھنے لگی تھی۔ کچھ تھا اُس ہالہ سرور کے انداز میں جو مُختلف تھا۔

"پھر میں تمہیں بتاؤں گی کہ سُبکتگین حیدر اصل میں ہے کون۔" ہالہ کا انداز اِیسا تھا جیسے وہ سُبکتگین حیدر کی رَگ رَگ سے واقف ہو۔

"بہت معذرت لیکن مُجھے کسی اور کے بجائے خود جاننے میں زیادہ دلچسپی ہے۔" بڑی سہولت سے اُسکا ڈرامائی انداز رَد کیا گیا۔

"ہمم! اچھی بات ہے۔ میں چاہوں تو تمہیں غلط سہی باتیں بتا کر سُبک سے برگشتہ کر سکتی ہوں۔ میرے الفاظ میں اِتنی طاقت ہے لَیلیٰ مگر میرا حساب اُسکی جانب نکلتا ہے تمہاری جانب نہیں۔" ہالہ جیسے لَیلیٰ سے مِل کا محظوظ ہوئی تھی۔ ہالہ کی نظروں کے چُبھتے تعاقب پر لَیلیٰ نے سُبکتگین کو دیکھا جو سارے زمانے سے اُکتایا ہوا، خاموش کھڑا دونوں مَردوں کی بات عدم دلچسپی سے سُن رہا تھا۔ نظروں کی تپش پر اُس نے چہرہ پھیرا اور پھر ہالہ سرور کو لَیلیٰ کے ساتھ بیٹھے دیکھ کر اُسکے چہرے کا رنگ بدلا۔ اُن دونوں حضرات کو یونہی باتوں میں چُھوڑ کر وہ تیز قدموں سے اُس جانب بڑھا جبکہ ہالہ کے چہرے کو پُراِسرار مُسکراہٹ چُھو گئی جو کہ لَیلیٰ کی اُلجھتی نظروں سے پُوشیدہ نہیں رہ سکی تھی۔

"گُلِ لَیلیٰ! میں تمہیں اپنے سینئیر سے مِلوانا چاہتا ہوں۔" ہالہ کو سِرے سے نظر انداز کر کے اُس نے لَیلیٰ کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلائی۔ ہالہ سرور کا سارا وجود شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"پریشان مت ہو۔ میں نے تمہاری بیوی کو ابھی یہ نہیں بتایا کہ تمہاری مُجھ سے مُحبت کی گواہ پوری حیدر حویلی ہے۔" ہالہ کا وار کڑا تھا۔ سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر اُسکو اِیسی نظروں سے دیکھا کہ ہالہ کی مُسکراہٹ سِمٹ گئی جبکہ لَیلیٰ کا دِل سُکڑ کر پھیلا۔ بادامی آنکھیں ساکن ہو کر اُن دونوں کو دیکھنے لگیں۔

"تم وہاں سٹیج پر جا کر اعلان کر سکتی ہو۔" سُبکتگین کا انداز بے پرواہ مگر سَرد تھا تبھی ہالہ کا چہرہ اہانت سے سُرخ ہوا۔ بادامی آنکھوں پر لرزتی پلکیں تیزی سے سایہ فگن ہوئیں۔

"گُلِ لَیلیٰ!" اپنا ہاتھ جُھکتی آنکھوں کے سامنے پھیلا کر توجہ چاہی گئی اور اندر بَھرتی کثافت کو جھٹک کر لَیلیٰ نے اپنا سَرد ہوتا ہاتھ سُبکتگین حیدر کی مضبوط، پُرحدت ہتھیلی پر رکھا اور اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اُسے بَھرے مجمعے میں نفی، اثبات کا کھیل نہیں کھیلنا تھا۔ اُسکے سَرد ہوتے ہاتھ پر سُبکتگین نے چونک کر اُسکو دیکھا جِس نے اُٹھتے ساتھ بہت سہولت اور آہستگی سے اپنا ہاتھ پُرحدت گرفت سے نکال لیا۔ ہالہ نے اُن دونوں کو آگے بڑھتے دیکھ کر نظروں کا زاویہ بدل لیا۔ وہ اپنی مُحبت بُھول چُکی تھی مگر خود کو رَد کیا جانا کبھی نہیں بُھولنے والی تھی اور یہ بات دُور جا چُکے سُبکتگین کو اچھی طرح معلوم تھی۔ اُسے ہالہ سرور سے مُحتاط رہنا تھا۔ چاروں جانب سے تنگ ہوتے گھیرے سُبکتگین حیدر کو بڑی شدت سے محسوس ہو رہے تھے۔ وہ اپنے وجود کو ایک بار پِھر آہنی زنجیروں میں جکڑتا دیکھ رہا تھا۔ آنے والے وقت کی چاپ بہت بھیانک راز فاش کرنے کا اِرادہ رکھتی تھی۔ برسوں سے بامُشکل دبا کر مُخفی کر رکھی ذلت، رسوائی اور سیاہی کے باب کُھلنے کو بے تاب خود کو مُخفی رکھنے والے کی کوششوں پر پانی پھیرنے کے دَرپے تھے۔ وہ زخم جنہیں وجود میں سِینچ سِینچ کر عُمر کے ہر حصے کے ساتھ پال کر جوان کیا تھا اَب وہی مُنہ کو آنے لگے تھے۔

✓ اِس درجہ سہولت بھی غلامی میں بہت ہے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

روزن ہے ہر اِک حلقہ زنجیر کے مُنہ پر

شرمندہ ہیں سب نقشِ قدم چومنے والے

لعنت ہو پلٹتے ہوئے راہگیر کے مُنہ پر۔۔۔

(افضل خان)

فارمل مہمانوں کے کھانے کھا کر جاتے ہی سب خاندان والے گھر کے اندر بیٹھک لگا کر بیٹھنے کے اِرادے سے اندر جا رہے تھے مگر سُبکتگین کا اُس محفل میں بیٹھنے کا کوئی اِرادہ نہیں تھا۔ گھڑی میں وقت دیکھ کر اُس نے باتوں میں مصروف لَیلیٰ کو دیکھا۔ وہ نثار حیدر اور ماہ پارہ سے ہلکی پُھلکی باتوں میں مگن تھی اور سُبکتگین کو معلوم تھا نثار حیدر کی موجودگی میں ماہ پارہ کوئی فضول اور بے تُکی بات کرنے کی ہمت نہیں رکھتی۔

"کیا ہوا بیٹا؟" سُبکتگین کو بار بار کلائی پر وقت دیکھتے دیکھ کر نثار حیدر کو اُسے مُخاطب کرنا پڑا۔ شاید اِس طرح وہ اُنکو ایک نظر دیکھ لے۔

"میرے خیال سے ہمیں چلنا چاہیئے، گُلِ لَیلیٰ۔" اُنکو دیکھے بغیر اُس نے لَیلیٰ کی جانب چہرہ پھیرا۔ لَیلیٰ کے اندر باہر ہوتی خاموشی کو جیسے زُبان مِلنے لگی۔

"کچھ دیر میں چلتے ہیں۔" وہ بھی ابھی جانا چاہتی تھی مگر کچھ تھا اُسکے اندر سے اُٹھتا ہوا جسکے سبب وہ خود کو کہنے سے روک نہیں سکی۔ سُبکتگین نے نا سمجھی سے اُسکو دیکھا۔ چہرے اور الفاظ میں کوئی مماثلت نہیں تھی۔ ماہ پارہ نے مُسکراہٹ دبا کر کچھ دُور بیٹھیں فلک اور نادیہ کو اِشارے سے بُلایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بھابھی کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور انجوائے کرواؤ۔" نادیہ کی بے زاری کو سختی سے گھور کر مُسکراتے ہوئے ماہ پارہ نے کہا۔ سُبکتگین جو اُسکو روکنے لگا تھا، فلک کے کہنے پر لَیلیٰ کو اُٹھتے دیکھ کر ٹھٹکا۔ وہ اُسکے برابر سے ہو کر اُسے ایک نظر بھی دیکھے بغیر اندر جا رہی تھی۔ نثار حیدر نے بغور سُبکتگین کے تاثرات کو دیکھا۔

"کمشنر بتا رہے تھے کہ کیانی تمہارے خُون کا پیاسا ہوا پھر رہا ہے۔" اُنکی بات پر سُبکتگین نے اُنکو دیکھا۔

"میرے خُون کے پیاسے تو نہ جانے کون کون ہیں۔ سب کو بھاؤ دیتا پھروں۔" اُسکی وہی رَف زُبان۔ ماہ پارہ نے نخُوت سے اُسکو دیکھا۔

"تمہاری اَب بیوی ہے سُبک۔ لاپرواہی اور مار دَھاڑ چھوڑ کر اپنی فیملی بناؤ۔" اُنکی اگلی بات پر ماہ پارہ نے ٹھٹک کر نثار حیدر کو دیکھا۔ تو اُسکا خدشہ سہی تھا۔

"فیملی پلانگ پر رائے دیتے آپ کچھ مُناسب نہیں لگ رہے۔" آہستگی سے کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا جبکہ نثار حیدر سُن رہ گئے۔ خالی آنکھوں سے وہ اُسکو پچھلے دالان میں جاتے دیکھتے رہے۔

"کیوں گُھلتے ہیں جب اُسے آپکی پرواہ نہیں۔" ماہ پارہ کے لہجے کی بے زاری اَب چُھپائے نہیں چُھپتی تھی۔

"میں بوڑھا ہو رہا ہوں، ماہ پارہ۔ اِسی بڑھاپے کے لیئے سکینہ کو قربان کر کے سُبک کو بازیاب کروایا تھا۔" وہ جب بولے تو اُنکے لہجے میں ٹوٹتے کانچ کی چُبھن تھی۔ ماہ پارہ نے تحیر سے نثار حیدر کو دیکھا جنہوں نے ایک زمانے کے بعد اپنی بیٹی سکینہ حیدر کا ذکر، ماہ پارہ کے سامنے کیا تھا۔

"آپ نے اپنے بڑھاپے کا سوچا تھا حیدر اور وہ اپنی ماں اور بہن پر گُزری ابھی تک سوچتا ہے۔ سُبک کبھی بھی، کچھ بھی نہیں بُھولے گا۔" پہلی بار اُنہیں نثار حیدر سے ہمدردی ہوئی۔ نثار حیدر نے تھکتا سانس فضا کے سُپرد کر کے اپنے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

گھر کے صحن میں اُتری رونق بَھری محفل کو بُجھتے دِل سے دیکھا۔ہاتھ میں سب کچھ ہونے کے باوجود، کچھ بھی نہیں تھا۔اولاد کا غم، ہر شے پر بھاری ہونے لگا تھا۔

آدم کو ضروری کال کر کے اُسکی بَس ہو گئی تھی۔گھڑی پر گیارہ بجتے دیکھ کر وہ اگلے دالان میں آیا جہاں سے سب اُٹھ چُکے تھے اور پھر تیز قدموں سے اندر کی جانب بڑھا۔ہال میں موجود خاندان کی عورتیں اُسے دیکھ کر چہ مگوئیاں کرنے لگیں مگر اُسے پرواہ نہیں تھی۔

"گُلِ لَیلیٰ کہاں ہے؟"نادیہ اور فلک کو دوسرے ہال میں سب کزنز کے ساتھ خوش گپیاں لگاتے دیکھ کر اُسکا ماتھا ٹھنکا تبھی سنجیدگی اور سختی سے استفسار کیا۔ہال میں یک دَم خاموشی چھا گئی۔

"ہاتھ دھونے گئی ہے۔"نادیہ نے نخوت سے کہا جبکہ سُبکتگین سب کے عجیب سے تاثرات پر ایک نظر ڈال کر پلٹ کر راہداری کی جانب بڑھا جہاں سے کمروں کا سلسلہ شروع ہوتا تھا۔سامنے سے گُزرتے ہوئے اُسکو ٹھہرنا پڑا کیونکہ حمزہ نثار، لَیلیٰ کا راستہ روکے کھڑا تھا۔لَب بھینچ کر سُبکتگین تیز قدموں سے آگے بڑھا۔قریب آنے پر اُسکی جہاندیدہ نظروں سے گلِ لَیلیٰ کے پہلو میں گِرے ہاتھ کی کپکپاہٹ مخفی نہیں رہ سکی۔آگے بڑھ کر نرمی سے اُسکا تھام کر توجہ اپنی جانب مبذول کروائی گئی۔

"سُبک بھائی۔"حمزہ نثار کے تیور اُن آنکھوں کی سختی پر فوراً بدلے۔

"میں لَیلیٰ سے۔۔۔"اُس نے وضاحت پیش کرنا چاہی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بھابھی! اور مُجھے دوبارہ تمہیں ادب اور تمیز سِکھانی نہ پڑے۔" اُسکا لہجہ کسی بھی لچک سے پاک تھا۔ حمزہ نے ایک سخت نظر چہرہ پھیر کر سُبکتگین کو دیکھتی لَیلیٰ پر ڈالی اور تیز قدموں سے پلٹ گیا۔ لَیلیٰ کو لگا وہ اُس سے حمزہ اور اُسکے درمیان ہونے والی بات کی بابت پوچھے گا۔

"گھر چلنے کا اِراہ ہے؟" تھکتی آنکھوں کے ساتھ آہستگی سے سوال پوچھا گیا۔ لَیلیٰ چند لمحے اُن سُرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھتی رہی۔ کانپتے ہاتھ کی کپکپاہٹ کب تھمی اُسکو کچھ خبر نہیں تھی۔

"کیا ہوا؟" سُبکتگین کی ساری تھکن بھک سے اُڑی۔ وہ صرف کڑی نظروں کا عادی تھا جبکہ یہ آنکھیں کچھ اور کہہ رہی تھیں۔ سُبکتگین کی چھٹی حِس نے اُسکو بروقت خبردار کیا۔

"میں کل کراچی جاؤں گی۔" قطعیت سے کہتے ساتھ اُس نے سُبکتگین کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا جبکہ پلکیں سُکیڑ کر اُسکو دیکھتے سُبکتگین کی بے داغ پیشانی شِکن آلود ہونے لگی۔

"میں نے تم سے۔۔۔۔"

"مُجھے تمہاری اِجازت، رائے اور نصیحت کی ضرورت نہیں ہے سُبکتگین۔" اُسکی بات قطع کر کے سنجیدگی سے کہا گیا۔ ہاں اُن آنکھوں میں عجیب سی اجنبیت اُمڈ رہی تھی۔

"ہم اِس بات کو ختم کر چکے ہیں۔" اُسکا اِشارہ چند دِن پہلے کی جانب تھا۔

"اِس ہم میں صِرف تم آتے ہو میں نہیں۔" لَیلیٰ کا انداز کچھ باور کرواتا ہوا تھا۔ سُبکتگین چند لمحے اُسکو تولتی نظروں سے دیکھتا رہا۔ کچھ تھا جو گُلِ لَیلیٰ کے انداز میں تبدیل ہوا تھا۔ پہلے بھی کچھ خوش آئند نہیں تھا مگر اجنبیت کا یہ انداز، یکسر نیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم مُجھ سے کچھ بھی پُوچھ سکتی ہو، گُلِ لَیلیٰ۔" ابھی ہوتی گفتگو سے ہٹ کر جو کہا گیا اُس پر لَیلیٰ سُن رہ گئی۔ اُس نے کیسے بھانپ لیا۔

"بات میرے کراچی جانے کی ہو رہی ہے اور میں۔۔۔ جاؤں گی، سُبکتگین۔" سنبھل کر اُس نے اُسی قطعیت سے کہا۔

"اور میں تمہیں جانے نہیں دوں گا۔" ایک قدم اُسکی جانب بڑھ کر سیاہ آنکھوں نے بغور اُس چہرے کو دیکھتے ہوئے اپنا فیصلہ سُنایا۔

"تمہیں لگتا ہے تم مُجھے روک سکتے ہو؟" لَیلیٰ کا سوال نہیں، سُبکتگین کے لیئے آئینہ تھا۔ واپس پیچھے ہوتے ہوئے اُس نے دائیں جانب دیکھا۔ وہ اپنے گھر نہیں تھے جو بحث کو طُول دی جاتی۔

"گھر چلتے ہیں۔" جانتا تھا اُن دونوں کے درمیان ہوتی بحث کوئی مُلازم اَب تک سُن کر ماہ پارہ کے گُوش گُزار دے گا۔ اِن دیواروں کے پیچھے موجود کان کی موجودگی اور معلومات بھیجنے کا مقام اُسکو معلوم تھا۔

"میں بتا۔۔۔" قبل اِس کے لَیلیٰ چمک کر کچھ اور کہتی سُبکتگین نے آگے کو ہو کر بازو سے پکڑتے ہوئے اپنے ساتھ لیئے راہداری سے نکلنے لگا۔

"ک۔۔۔ کیا کر رہے ہیں؟" اُس نرم گرفت سے کھینچنے پر وہ بوکھلا کر رہ گئی۔

"گھر چل کر بات ہو گی۔" ہال کے سامنے سے گُزرتے ہوئے اُس نے سنجیدگی سے پلٹے بغیر کہا جبکہ اِتنے سارے لوگوں کی نظروں پر لَیلیٰ نے دانت کچکچا کر آگے بڑھتے سُبکتگین کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"مُجھے سب کو ال۔۔۔" اُسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی باہر پارکنگ میں کھڑی جیپ تک پُہنچ کر اُس نے ہاتھ چُھوڑ کر جیپ کا دروازہ کھولا۔

"گھر چل کر جتنی لمبی بحث کرنی ہے، کر لینا۔" اُن خفگی بَھری نظروں پر سُبکتگین نے نرمی سے کہا۔

"میں بحث کرتی ہوں؟" بامُشکل خود کو مزید کچھ سخت کہنے سے روکتے ہوئے بڑے ضبط سے سوال کیا۔ جی چاہ رہا تھا پُرسکون کھڑے اُس شخص کو وہی دھچکا دے جو آج اُسکو مِلا تھا مگر بغیر اُسکا جواب سُنے وہ تیزی سے پسنجر سیٹ پر بیٹھ گئی۔ فلحال وہ طیش میں تھی سو عقلمند لوگ طیش میں زُبان کو حرکت دینے کی زحمت نہیں کیا کرتے۔

دروازہ بند کرتے سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر لکڑی کے دروازے سے نکلتے نثار حیدر کو دیکھا اور پِھر لَیلیٰ کی نظروں کے سامنے اُنکو صاف نظر انداز کر کے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر جیپ سٹارٹ کی۔

"سُبکتگین، یہ کیا بدتمیزی ہے؟" اِس سے زیادہ وہ چُپ نہیں رہ سکتی تھی۔ بغیر کچھ کہے وہ اُسی سنجیدگی سے جیپ ریورس کر کے حویلی سے باہر نکال لایا۔

"تمہارے بابا تمہیں خُدا حافظ کہنے آئے تھے۔" لَیلیٰ کے تاسف پر بھی سُبکتگین کے کان پر جُوں تک نہیں رینگی۔ وہ اُسی خاموشی سے گاڑی چلاتا رہا۔ چند لمحے اُسکو یونہی تپتی نظروں سے دیکھتے رہنے کے بعد سَر جھٹک کر کھڑکی سے باہر سیاہ رات میں بھاگتے دوڑتے مناظر دیکھنے لگی۔ گھر آنے تک جیپ میں گہری خاموشی طاری رہی۔ اندر جیپ کے کھڑے ہوتے ہی لَیلیٰ تیزی سے باہر نکلی مگر سُبکتگین نے زیادہ اثر نہیں لیا۔ کمرے میں آتے ہوئے اُس نے بیگ صوفے پر پھینکا اور بستر پر بیٹھ کر پانی پینے لگی۔ گلاس رکھ کر اُس نے اپنے ہاتھ کو ایک نظر دیکھ کر نظریں پھیر لیں۔ سماعتوں سے ابھی تک وہ الفاظ جانے کا نام نہیں لے رہے تھے تبھی دروازہ کُھلنے کی آواز آئی مگر اُس نے چہرہ نہیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

پھیرا۔ بے ترتیبی سے گِرے سینڈلز کو جُھک کر اُٹھاتے ہوئے اُس نے جوتوں کے سائیڈ ریک میں رکھا اور دروازہ بند کیا۔ اندر کمرے کی حالت اِیسی تھی کہ اُس جیسا صفائی پسند اِنسان چکراہ کر رہ جائے۔ دوپٹہ کہیں، بیگ کہیں، سوفے کے کُشن کہیں، چپس کے کُھلے پیکٹ۔ وہ حقیقتاً آہ بَھر کر رہ گیا۔ لَیلیٰ اُسکو کمرے کی حالت سنوارتے دیکھ کر بڑے ضبط سے دیکھتی رہی۔ کمرہ اچھی حالت میں لا کر اُس نے چپس کا نیا پیکٹ لا کر لَیلیٰ کی گود میں رکھا۔

"کھالو۔ میں پھینک دوں گا۔" وہ تیور اُسے بوکھلانے پر مجبور کر گئے۔

"تو اَب میں گندی بھی ہوں۔" پِھر سے چمک کر وہ میدان میں آئی۔

"واللہ! میں نے اِیسا نہیں کہا۔ تم میرا ہر لفظ کیوں پکڑ رہی ہو؟" انداز ٹھنڈا کرنے والا تھا۔ کہتے ساتھ جُھک کر چپس کا پیکٹ کھول کر اُسکے ہاتھوں کے درمیان رکھا مگر وہ اُسے یونہی دیکھتی رہی۔

"کچھ پوچھنا چاہتی ہو تو پوچھو۔ اِیسے گُھورنے سے کام نہیں چلے گا۔" اطمینان سے کہہ کر جُھکتے ہوئے اُس نے پیکٹ سے چپس کا ٹکڑا نکال کر لَیلیٰ کو دیکھا۔

"دَریا کون ہے، سُبکتگین؟" اگلا سوال اِیسا تھا کہ سُبکتگین حیدر جُھکا رہ گیا۔ مُنہ کو جاتا چپس والا ہاتھ بے دَم ہو کر پہلو میں آ گِرا۔ لَیلیٰ نے بے حد قریب سے اُس دِل کو اُلجھاتے چہرے کا ہر رنگ بدلتے دیکھا اور یہ بالکل پہلی بار تھا۔ شاید وہ لَیلیٰ سے اُس نام کی ہرگز اُمید نہیں رکھتا تھا۔ قیامت ایک لمحے کی تھی دوسرے ہی پَل وہ سپاٹ چہرے سے پیچھے ہوا اور جا کر دو قدم دُور موجود صوفے پر جا بیٹھا۔ ہاتھ میں تھام رکھا چپس کھاتے ہوئے وہ خود پر لَیلیٰ کی کھوجتی نظریں باخوبی محسوس کر رہا تھا۔

"تم نے کہا کہ میں تم سے کچھ بھی پوچھ سکتی ہوں۔" طویل ہوتی خاموشی پر لَیلیٰ کو اُسے اپنا دعویٰ یاد دِلانا پڑا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میرے دوست کی بہن۔" لَیلیٰ کو دیکھے بغیر کہتے ہوئے سُبکتگین نے ہر ممکن اپنا لہجہ سرسری رکھا۔

"کون؟ آدم؟" اُسکی بے تکلفی پر سُبکتگین نے چہرہ اُٹھا کر اُسکو دیکھا۔

"آدم میرا کولیگ ہے، گُلِ لَیلیٰ۔ میں دوست نہیں بناتا۔" آخری الفاظ آہستگی سے اَدا ہوئے۔

"تو پھر کون دوست؟" سوالات کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوا چاہتا تھا۔

"وجی! "

"وجی؟ کون؟؟" ذہن میں فوراً سے وہ نام کِلک ہوا۔

"میرا دوست اور۔۔۔ بہنوئی۔" گلے میں گلٹی سے اُبھر کر معدوم ہوئی۔

"بہنوئی! واقعی میں؟ نادیہ یا فلک کا شوہر؟ "

"دونوں کا نہیں۔ "

"ہیں! تو بہنوئی کیسے ہوا؟ "

"میری سگی بہن کا شوہر۔"

"تمہاری سگی بہن بھی ہے؟" آنکھیں تحیر سے پھیلیں۔ چپس کھانے میں تیزی آنے لگی۔

"ہمم! "

"کیا نام ہے؟ "

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سکینہ!" اُٹھا چہرہ، گردن اور آنکھیں جُھک گئیں۔

"تو یعنی دَریا تمہاری بہن کی نند ہوئی؟"

"ہمم!"

"بس؟" اُس متجسُس سوال پر سُبکتگین نے چہرہ اُٹھا کر براہِ راست بادامی آنکھوں میں دیکھا۔

"اور کیا؟" وہ واقعی جاننا چاہتا تھا کہ ہالہ سرور نے کیا داؤ کھیلا ہے۔ یہ سوالات بغیر وجہ کے نہیں داغے جاسکتے تھے۔ وہ سامنے بیٹھی عورت کی اپنے لیئے عدم دلچسپی سے واقف تھا۔ کمرے میں اچانک کوئی سَرد سا دَبے پاؤں دَر آیا۔

"سکینہ کہاں ہوتی ہے؟" اپنا مطلب چُھوڑ کر نیا سوال کرنا زیادہ مُناسب لگا۔

"وجی کے ساتھ ہی۔" دوبارہ نظریں اور گردن جُھک گئی۔

"مُجھے کب مِلواؤ گے؟" اگلا سوال غیر متوقع تھا مگر سیاہ آنکھیں اَب کی بار نہیں اُٹھ سکیں۔

"یا پھر وہ بھی جانتی ہے کہ تم ہالہ سرور سے مُحبت کرتے ہو۔" بڑھتی خاموشی دِل و رُوح پر اِس قدر گِراں گُزری کے چیخ کر خود کو کہنے سے روک نہیں سکی۔

"وہ زندہ نہیں ہے، گُلِ لَیلیٰ۔" اِس سے زیادہ فلحال سُبکتگین کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ ششدر رہ جاتی لَیلیٰ کو ندامت میں دھکیل کر وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ کمرے کی جلتی روشنیاں گُل کر دی گئیں اور پھر چھت پر روشن آسمان کی مانند ستارے دھمکنے لگے۔ نیم اندھیرے میں حیران، پریشان اور نادم ہوتے دِل سے لَیلیٰ اُسے صوفے پر تکیہ رکھتے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

دیکھتی رہی۔ کچھ کہنے کی، مزید پوچھنے کی یہاں تک کے معذرت کرنے کی بھی ہمت اُس پُر اعتماد، بے دھڑک کچھ بھی کہہ دینے والی گُلِ لَیلیٰ کی نہیں رہی۔

"سُبکتگین!" کچھ دیر بعد آنکھوں پر بازو رکھ کر لیٹے سُبکتگین کو مُنمناتی ہوئی، بے حد مدہم پُکار سُنائی دی۔ کچھ چونک کر اُس نے آنکھوں سے بازو ہٹایا اور ٹیبل پر جُھک کر بیٹی لَیلیٰ کو دیکھ کر چونک گیا۔

"کیا ہوا؟" اُسے واقعی حیرانگی ہوئی تھی تبھی تیزی سے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"معذرت!" کانپتی آواز پر سیاہ آنکھیں نیم اندھیر میں بھی اپنے حُجم سے پھیل گئیں۔

"کیا ہوا؟" وہ لَیلیٰ کی نرم دِلی سے واقف تھا لیکن ابھی کیوں؟

"مُجھے معلوم نہیں تھا تمہاری بہن کا۔" اُس افسردہ آواز پر سُبکتگین آہستگی سے مُسکرا دیا۔

"کوئی بات نہیں، گُلِ لَیلیٰ۔ تمہیں سات خُون معاف ہیں۔" نثار انداز پر لَیلیٰ کے دِل کی کثافت ذدہ دَھڑکنیں مُنتشر ہوئیں۔

"مُجھے آج وہاں نہیں جانا چاہیئے تھا۔" اصل رونا اِس بات کا تھا۔ نظریں چُرا کر کہتی اُس عورت نے سُبکتگین حیدر کو زندگی بَھر کے لیئے جامد کر دیا۔ وہ سانس بھی اگر لیتا تو حشر بپا ہو جاتا۔

"میں تمہارا دِل دُکھانے کے لیئے وہاں نہیں گئی تھی۔" جُھکتے چہرے کے ساتھ ہتھیلیاں مَسل کر کہتی عورت دِل پر قابض ہو چُکی تھی۔ اِس اِقرار سے اَب فرار نہیں تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں نے تمہارا کتنی بار دِل دُکھایا ہے تو کوئی بات نہیں۔" اُٹھتی پلکوں پر بامُشکل سانس لیتے ہوئے آہستگی سے کہا۔ اُس جواب پر لَیلیٰ چند پَل اُسکو یونہی دیکھے گئی۔

"تم۔۔۔ تم ہالہ سے مُحبت کرتے ہو؟" چند پَل کی خاموشی کے بعد جو پوچھا گیا اُس پر سُبکتگین کی سیاہ آنکھوں میں تعجب سِمٹنے لگا۔ جانتا تھا کہ لَیلیٰ دِل میں کوئی بات اور سوال نہیں رکھتی مگر اِتنی صاف گوئی کی اُمید نہیں تھی۔

"اَب میں۔۔۔ کیسے یہ گِلٹ برداشت کروں گی؟" اُن بادامی آنکھوں میں اُترتے حِزن پر سُبکتگین کی گویا قوتِ گویائی سَلب ہو گئی۔

"تم جانتے ہو نہ مُجھے ہالہ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا۔" طویل ہوتی خاموشی پر بھیگنے کو تیار آنکھیں تیزی سے اُٹھیں۔ وہ بالوں کو مہکاتا خواب نہ جانے کہاں جا سویا تھا۔

"ہالہ کے ساتھ کوئی مسئلہ یا مِس اَنڈرسٹینڈینگ ہو گئی تھی جو تمہیں بابا سے جُھوٹ۔۔۔" وہ جو سوچ کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چونک کر بولنے لگی تھی سُبکتگین نے اُسکی سوچ روک دی۔

"اِیسا نہیں ہے، گُلِ لَیلیٰ۔" اِتنی مدہم تردید ہوئی کہ لَیلیٰ سمجھ نہیں سکی۔

"کیسا؟ خبردار جو مزید جُھوٹ بولا۔ حمزہ بھی ہالہ سے اِسی لیئے شادی نہیں کرتا کیونکہ تم اُس سے۔۔۔" اُسکو ساری معافی تلافی بُھلا کر غُراتے دیکھتے سُبکتگین حیدر نے اُسکے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیوں پر گرفت مضبوط کر کے اپنی جانب کھینچ کر متوجہ کیا۔

"تمہارے ہوتے ہوئے کسی اور کو کیسے چاہا جا سکتا ہے، گُلِ لَیلیٰ!" سُبکتگین حیدر کے ہونٹوں سے الفاظ ناکام حسرت کی مانند نکل کر سارے نیم تاریک ماحول کو سحر زدہ کر گئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

بادامی ششدر آنکھیں لرز کر ایک ہاتھ کے فاصلے پر موجود سیاہ، تابناک آنکھوں کو دیکھنے لگیں۔ قبل اِسکے تیز ہوتی دھڑکنیں اُسکی سماعتیں پھاڑتیں، اُس نے لرزتی پلکوں کے ہاتھ کسمسا کر اپنی اُنگلیاں نرم گرفت سے آزاد کروانی چاہیں۔

"یہاں بابا نہیں جو تمہارے جُھوٹ پر یقین کر لیں۔" مضبوط گرفت پر خفگی سے اُن دیدہ دلیر ہوتی آنکھوں کو دیکھا جِن کی چمک آج سب سے نرالی تھی۔

"میں۔۔۔" اُس دلرُبا چہرے کو دیکھتے دیکھتے اُس نے کچھ کہنا چاہا۔

"میں بس کراچی جا رہی ہوں۔" اِس سے پہلے کہ مزید پٹڑی سے اُترتا لَیلیٰ نے وہی جملہ کہا جِس پر وہ ہتھے سے اُکھڑتا تھا۔ اُنگلیوں پر یک دَم گرفت مزید مضبوط ہوئی۔

"مُجھ سے بھاگنا ہے؟" پُر فُسوں سوال پر خفگی سے گُھورتی آنکھیں لرز کر جُھکیں۔

"ہاتھ تو چُھوڑیں۔" خفت میں گلاب چہرہ یک دَم گُلنار ہوا اور یہ شوق سے دیکھتی آنکھوں نے نیم اندھیرے میں بھی بھانپ لیا۔

"تم بھی چلی جاؤ گی تو میرا کیا ہو گا۔" یک دَم بوجھل ہوتے لہجے نے ساری مزاحمت کمزور کر دی۔

"میں کراچی جانے کی بات کر رہی ہوں۔" وہ اپنے چہرے کے رنگوں سے ناواقف ہونے کے باوجود دَھڑکنوں کے بدلتے انداز سے واقف تھی تبھی گھٹتی آواز میں کہا۔

"میں مُحبت کی بات کر رہا ہوں اور تم۔۔۔ تم جُدائی کی۔" سپید ہوتی اُنگلیوں کو نرمی سے سہلاتے ہوتے اُس نے لَیلیٰ کی پلکوں پر مَنوں بوجھ لا رکھا۔ اُسے معافی کے لیئے نہیں آنا چاہیئے تھا اِس جادوگر، ساحر کے پاس۔ وہ کتنی دیر تک

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اپنی بھاری ہوتی پلکیں، جُھکتی نظر اُٹھا نہیں سکی۔ سُبکتگین چند پَل محویت سے اُن لرزتی پلکوں اور گلنار ہوتے چہرے کو دیکھتا رہا۔ وہ خُوشبو میں بسی عورت اُسکے لیئے مُحبت کا پیام تھی۔ تبھی دِل کے ہاتھوں بے اِختیار، بے بس ہوتے سُبکتگین حیدر نے اُسکا سپید پڑتا ہاتھ اُٹھا کر اپنے دِل کے مقام پر رکھا جبکہ پوری ہستی سے لرز اُٹھتی لَیلیٰ بوکھلا کر اُسکی جانب ہوئی۔ دوسرے آزاد ہاتھ سے بروقت ٹیبل کا کونہ تھام کر خود کو تصادم سے بچا کر اُن سیاہ آنکھوں کو دَھک رہ جاتے دِل سے دیکھا۔

✓"تُو نے رہنا تو یہیں ہے میرے دِل کے اندر

میرا مطلب ہے کہ جُدا ہونے سے کیا ہونا ہے۔۔۔"

اُس سحر طاری کرتی، مَسحور کن اِیستادہ پر وہ جو اپنے ہاتھ کے نیچے سَرپٹ بھاگتی دَھڑکنوں کی رفتار سُن رہی تھی، بے دم ہو گئی۔ اُس خواب کے سمٹے پَر تیز ہوتی آواز سے کُھلنے لگے۔

"ت۔۔۔ تم۔۔۔ تم مُجھے ٹریپ کر رہے ہو۔" اپنا لرز اُٹھتا ہاتھ پوری قوت سے نرم گرفت سے چُھڑوانا چاہا۔ سیاہ گھنی بھنویں تعجب سے اکھٹی ہوئیں۔

"پَر کاٹ کر، پابند کر کے، مسحور کر کے اِیسے نہیں کرتے، سُبکتگین حیدر۔" اُسے یاد تھا وہ یہاں معافی مانگنے آئی تھی مگر دِل کے دغا کی کچھ خبر نہیں تھی۔ باپ کے چلے جانے کا اِحساس اُس مُحبوبانہ انداز نے مزید راسخ کر دیا تبھی اُسکا دِل گُھٹنے لگا۔ اُسے ابھی مُحبت کو درمیان میں نہیں آنے دینا تھا۔

"کیا سب بُھول کر، پسِ پُشت ڈال کر تم مُجھ سے مُحبت نہیں کر سکتی، گُلِ لَیلیٰ؟" اُس سوال پر گُلِ لَیلیٰ حَسن اندر تک کانپ گئی۔ یہ وہ آخری سوال تھا جِسکی اُسے سُبکتگین سے اُمید تھی مگر جانتی نہیں تھی کہ سُبکتگین حیدر اُسکے سامنے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

بے بس ہو چُکا ہے اور گُلِ لَیلیٰ کے پاس سارے اِختیار آ گئے ہیں۔ دُنیا کے اُصول کے مُطابق اِظہار کر دینے والا شخص اپنا سب کچھ دان کر دیتا ہے۔ وہ اپنی کمزوری قبضے میں کر کے اپنی مرضی اور رضا سے ہاتھ پیر بندھوا کر خود کو سمندر کی بہتی لہروں کے سپرد کر چُکا تھا۔

✓ہم بھی دلِ خراب سے بیزار ہیں مگر

کیا کیجیے کہ بات نہیں اِختیار کی۔۔۔

(قابل اجمیری)

"پنجرے سے مُحبت کبھی کسی قیدی کو نہیں ہو سکتی، سُبکتگین۔ صیاد دانا ڈال کر بھی صیاد ہی رہتا ہے، مُحب نہیں بنتا۔" اُن الفاظ پر سُبکتگین حیدر کی گرفت کمزور ہوئی اور پھر لَیلیٰ کو اپنا ہاتھ پیچھے کر لینا پڑا۔ اُسے اِس فریب میں نہیں آنا تھا۔ اُسکے پیارے بابا اُس سے مایوس اور نا اُمید ہو کر نہ جانے کہاں چلے گئے تھے۔ سب کچھ اُس ایک جُھوٹ نے خاک میں مِلا دیا تھا۔

"اور تم۔۔۔ تم میرے لیئے صیاد ہی رہو گے۔ اپنا نشیمن کوئی نہیں بُھولتا سُبکتگین حیدر چاہے پنجرے کو اُس گُلستاں میں رکھ دیا جائے جہاں بہار آ گئی ہو۔" وہ الفاظ رُوح کو گھائل کر دینے والے تھے۔ بوجھل ہوتے دِل سے سُبکتگین حیدر اُسکے بے تاثر ہوتے چہرے کو دیکھا گیا جہاں اُسکے لیئے کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ اول دِنوں میں جو اُن بادامی آنکھوں میں کچھ دِن چھلکتے دیکھا تھا، سب۔۔۔ اُسکی اپنی خواہش، اپنی حسرت تھی۔

"تمہیں میرا گھر پنجرہ لگتا ہے؟" وہ جب بولا تو اُسکی آواز بے حد مدہم، زخم خوردہ تھی۔ لَیلیٰ نے چونک کر اُسکو دیکھا۔ ساری طویل بات میں قابلِ اعتراض یہی لگا تھا اُسے۔ اُن آنکھوں میں اُترتی عجیب سی وحشت پر لَیلیٰ کا ٹھٹک

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

جانا جائز تھا۔ یہ دوسری بار تھا جب لفظ **'پنجرے'** پر اُس نے سُبکتگین حیدر کے چہرے کو وحشت اور زلزلوں کی زَد میں محسوس کیا تھا۔

"تم مُجھے کراچی نہیں جانے دوگے تو یہی لگے گا۔" اُسکی بات واضح تھی۔ اُسے جبر اور سختی یہاں تک مُحبت سے بھی اَسیر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ آزاد رُوح تھی۔

"پھر اِیسا ہی محسوس کرو کیونکہ جب تک حَسن انکل خود واپس نہیں آجاتے کراچی کا نام بھی میں دوبارہ نہ سُنوں۔"
یَک دَم وہی اول روز، حویلیاں کے سٹیشن والی سختی اور تُندہی اُسکے مزاج میں عود آئی۔ لَیلیٰ نے بے یقینی سے اُسکو دیکھا جو کُشن اُٹھا کر صوفے سے اُٹھ کر کمرے سے باہر جا رہا تھا۔ لیونڈر جیسے مخملی خواب کو پَر کھولنے کا موقع نہیں مِل سکا۔ فُسوں پُھونک کر سحر طاری کرتا ساحر اپنا دامن جھٹک کر جا چُکا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے دَرد کا دَرماں نہیں ہوئے تھے ابھی۔

✓ ہمارے دُکھ میں کسی دوسرے کا ہاتھ نہیں

مُراد یہ کہ کسی تیسرے کا ہاتھ نہیں

بس ایک شخص کی یہ خاص مہربانی ہے

ہمارے ٹوٹنے میں حادثے کا ہاتھ نہیں

پھر ایسے ہاتھ سے معذور ہونا اچھا ہے

کسی کے واسطے جو آسرے کا ہاتھ نہیں۔۔۔

(ندیم راجہ)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

---

ہم کئی سال پیچھے ماضی میں چلیں تو ہمیں نثار حیدر کے گھر کے پچھلے دالان میں ایک خوبصورت عورت بے حد پریشان سی چہرہ جُھکائے بیٹھی نظر آئے گی۔ وہ اپنی سوچوں میں اِتنی محو تھی کہ پاس بیٹھتے دس سال کے بچے کی موجودگی کا بھی اِحساس نہیں ہو سکا۔

"کیوں پریشان ہیں، مما؟" اُس بچے کے سوال پر اُس شہر بانو نامی عورت نے چونک کر چہرہ آواز کی سمت پھیرا اور پھر اپنے بیٹے کو دیکھ کر مُسکرا دیں۔ آج وہ مُسکراہٹ ہمیشہ کی طرح روشن نہیں تھی۔

شہر بانو نے مُحبت سے اُسکے گھنے سیال بال سہلائے۔ وہ جانتی تھی کہ اُسکا بیٹا اور بیٹی دونوں میاں بیوی کے درمیان ہوتی اَن بَن اور چپقلش سے واقف ہو چُکے ہیں حالانکہ اُسکی پوری کوشش ہوتی تھی کہ کوئی بھی بات اُسکی اولاد کے کانوں میں پڑ کر اُنکی زندگی پر اثر انداز نہ ہو مگر اُسکی اولاد اِتنی سی عُمر میں بھی سب بھانپ جاتی تھی۔ وہ اِس عُمر میں بھی اپنی ماں کے لیئے ایک قابلِ اعتماد رازدار اور دوست کی حیثیت رکھتا تھا جِس سے شہر بانو کبھی بھی، کچھ بھی بے دھڑک ڈسکس کر سکتی تھی جبکہ سکینہ اُسکے لیئے ایک اِیسا سہارا تھی جِس پر بھروسہ کیا جا سکتا تھا۔ اُسے اپنی دونوں اولادوں پر فخر تھا۔

"تمہارے بابا کل کسی پارٹی میں لے جانا چاہتے ہیں۔" اُس نے چہرہ جُھکا کر آہستگی سے کہا۔ بچہ چند پل ماں کے چہرے کے اُترتے رنگ بغور دیکھتا رہا۔

"پھر سے؟" اُسکے سوال پر شہر بانو نے دیکھے بغیر اثبات میں سَر ہلایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپ کو وہاں جانا کیوں اچھا نہیں لگتا؟" وہ واقعی جاننا چاہتا تھا کہ آخر اِیسی کیا وجہ تھی کہ اُسکے باپ سے اِتنی مُحبت کرنے والی ماں اِس موضوع پر کبیدہ خاطر نظر آتی تھیں۔

"وہاں سب بہت زیادہ فری ہو جاتے ہیں اور تمہارے بابا کا ایک دوست مُجھے زہر لگتا ہے۔" شہر بانو نے اُسکی جانب دیکھ کر قدرے ہلکے پُھلکے انداز میں کہا مگر وہ بچہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔

"آپ نے بابا کو بتایا؟" اُس بچے کے سنجیدہ سوال پر شہر بانو چونکی۔

"اُنکے دوست کے بارے میں؟"

"تمہارے بابا جانتے ہیں۔ اِیسے کیسے ہو سکتا ہے نگین کہ نثار کو معلوم نہ ہو۔" شہر بانو نے تھکتے لہجے میں اعتراف کیا۔

"وہ جانتے ہیں کہ اُنکا میرڈ دوست اُنکی بیوی میں اِنٹرسٹ لے کر اُنہیں پریشان کر رہا ہے؟" نگین نامی بچے کا سوال اِتنا واضح اور کڑا تھا کہ شہر بانو نے تحیر سے چہرہ پھیر کر اپنے بیٹے کو دیکھا۔ وہ جانتی تھی کہ اُسکا بیٹا اپنی عُمر کے بچوں سے ہٹ کر حساس ہے مگر وہ اِتنا کچھ بغیر کہے محسوس کر لے گا اِسکا اُسے اندازہ نہیں تھا۔ شہر بانو اُس سوال کی نہ تردید کر سکی نہ جواب دے سکی۔

"تمہارے بابا کریم سنز کے بزنس پارٹنر ہیں، نگین۔" شہر بانو نے اُسے باپ کی مجبوری سمجھانی چاہیئے۔ جانتی تھی آجکل سکینہ کی غیر موجودگی کی وجہ سے بھی اُسے سب کچھ زیادہ محسوس ہو رہا تھا۔

"تو! اپنی فیملی کے لیئے اُنکو ہر فضول اِنسان کو چھوڑ دینا چاہیئے۔" نگین کے لہجے میں سختی تھی۔

"چھوڑ سکتے ہیں لیکن ابھی مجبور ہیں۔" شہر بانو چاہتی تھی وہ اپنے باپ کو لے کر بد گُمان نہ ہو۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جیسے میں بابا کو نہیں جانتا۔ اُنکے لیئے بزنس سب کچھ ہے مما۔" بچے کا انداز باور کرواتا ہوا تھا۔ جیسے وہ اُنہیں یقین کرنے سے بعض رہنے کو کہہ رہا ہو۔

"پِھر بھی جانا تو ضروری ہے۔" شہر بانو نے نرمی سے اُسکا گال تھپتھپایا۔

"تو میں بھی آپکے ساتھ چلوں؟" اُس نے تیزی سے پوچھا۔

"تم؟ وہاں تمہاری عُمر کے بچے نہیں ہوں گے یا پِھر سکینہ ہوتی تو تمہیں مزا آتا۔" شہر بانو کو کہنا پڑا۔

"میں اپنی عُمر کے بچوں کے لیئے نہیں آپ کے لیئے جاؤں گا۔ میں آپکو پروٹیکٹ کر سکتا ہوں، مما۔" نگین کے لہجے کے مُصمم اِرادے میں اِیسی پُختگی تھی کہ شہر بانو اپنے بیٹے کے معصوم چہرے سے نظر نہیں ہٹا سکی۔

"ہاں! تم مُجھے پروٹیکٹ کر سکتے ہو۔" کوئی سوچ شہر بانو کے ذہن میں لہرائی اور پِھر چمکتی آنکھوں سے اُس نے بیٹے کا ماتھا چوم لیا۔ نثار حیدر تو دعوتوں میں جا کر مصروف ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ اپنے ساتھ اپنے بیٹے سُبکتگین کو لے کر جائے گی تو نہ اکیلے ہونے کا احساس ہو گا نہ کوئی اُسکی جانب بڑھے گا۔ اگر سکینہ ہوتی تو اُسے لے جاتی کہ وہ نگین سے دو سال بڑی تھی مگر اُسے چُھٹیاں گُزارنے نانی کے پاس بھیجنا بھی ضروری تھا۔

"چلو اندر چلتے ہیں۔ میں نے تمہارے بابا سے بات بھی کرنی ہے۔" اُٹھ کھڑے ہوتے ہوئے بیٹے کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا۔ یک دَم اعصاب سے منوں بوجھ اُترتا محسوس ہونے لگا۔ بیٹے کی موجودگی نے اُسے اِیسی تقویت بخشی تھی کہ اُسکا کوئی بدل نہیں تھا۔ ماں کے ساتھ چلتے ہوا نگین گاہے بگاہے ماں کے مُطمئن، مُسکراتے چہرے کو دیکھتا اور نئے سِرے سے اُسکا قد اور سَر اُونچا ہونے لگتا۔ اُسکو کمرے میں سُلا کر شہر بانو اپنے کمرے میں آئی جہاں کھڑکی کے پاس کرسی رکھ کر نثار حیدر کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نثار!" شہر بانو کی پُکار پر کتاب سے توجہ ہٹی۔

"ہمم!" عینک سائیڈ پر رکھتے ہوئے قریب آکر صوفے پر بیٹھتی شہر بانو کو دیکھا۔

"کل کِس وقت جانا ہے؟" شہر بانو کے سوال پر وہ ایک پَل کو چونک گیا۔

"رات آٹھ بجے۔" آہستگی سے کہتے ہوئے وہ بجتے سیل فون کی جانب متوجہ ہوا۔ ٹیبل پڑ پڑے سیل فون تک شہر بانو کی نظریں جاتے ہی اُس نے جِس تیزی سے سیل فون اُٹھایا، شہر بانو سب بُھول کر حیرت سے اپنے شوہر کے چہرے کے اُڑتے رنگوں کو دیکھنے لگی۔

سکرین پر اُبھرتا نام اُس نے پڑھ لیا تھا مگر نثار حیدر کے چہرے کے تاثرات نے اُسکو ہر سوال کا جواب دے دیا۔ چند پل وہ یونہی خالی الذہنی سے بیٹھی رہی۔ سارے الفاظ ذہن کے پردے سے اُڑتے چلے گئے تھے۔ اِیسے منحوس وقت کی چاپ وہ نہ جانے کب سے سُنتی آرہی تھی مگر پھر بھی یہ ایک بہت بڑا ذہنی دھچکا تھا۔

"تم کوئی بات کرنے آئی تھی؟" سیل پر متوجہ وہ شہر بانو کے چہرے کے تاثرات نہیں پڑھ سکا۔

"میں کل تقریب میں نگین کو ساتھ لے کر جاؤں گی۔" اُسکی اگلی بات پر نثار نے تیزی سے چہرہ اُٹھایا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" لہجہ یک دَم تیز ہوا۔

"دوسری بار بھی کہہ دوں تو مطلب وہی رہے گا۔" نہ جانے کیوں مگر اُسکے اندر بیٹے کی بات گھومتے ہی کوئی قوت اُمڈنے لگی۔

"وہ کپلز کی تقریب ہوتی ہے، شہر بانو۔" نثار کو اپنا لہجہ معتدل رکھنا پڑا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کچھ کپلز کی اولاد بھی ہوتی ہے، نثار اور اگر میں خاموشی سے جُھک رہی ہوں تو تھوڑی زحمت آپ کو بھی کرنی ہو گی۔" شہر بانو کا انداز اِتنا ٹھنڈا اٹھار تھا کہ نثار حیدر نے چہرہ اُٹھا کر اُسکو دیکھا اور چونک گیا۔ کچھ تھا جو پہلے اُس نے شہر بانو کے بے خبر، معصوم چہرے پر نہیں دیکھا تھا۔

"شہر بانو تم۔۔۔" چند لمحے لگے نثار کو ہضم کرنے میں۔

"مُجھے آپکے معاملات میں بولنے کی اجازت نہیں تو آپ بھی میری رائے کا احترام کریں۔ رشتے برابری سے چلتے ہیں، نثار حیدر۔" اُٹھ کھڑے ہوتے ہوئے اُس نے کچھ اِس تلخی سے باور کروایا کہ نثار حیدر کا دماغ بھک سے اُڑا۔ شہر بانو جیسی صابر، شاکر عورت سے اُسے اِیسے جواب کی اُمید نہیں تھی۔ شہر بانو اُسکے ششدر چہرے پر دوسری نگاہ ڈالے بنا بستر کی جانب بڑھ گئی۔ وہ خاموش رہتی تھی تو اُسکا یہ مطلب نہیں تھا کہ اُسے کچھ معلوم نہیں۔ اُسے ماہ پارہ اور نثار حیدر کے درمیان بڑھتی بے تکلفی اور اپنائیت کا اچھی طرح عِلم تھا اور یہ بے تکلفی کِس حد تک آگے بڑھ چُکی تھی اِسکا ابھی وہ اندازہ نہیں لگانا چاہتی تھی۔ چہرے تک کمبل اوڑھ کر سوتی شہر بانو کو نہیں معلوم تھا کہ کل کا سورج اُسکے لیئے کیا کچھ لے کر زمین کو چُھونے والا تھا۔

✓ بکھر گیا تو مُجھے کوئی غم نہیں اِسکا

کہ راز مُجھ پہ کئی وَا ہوئے بکھرتے ہوئے

لبوں سے نیم تبسم بھی اُٹھ گیا خورشید

اُداسیوں کا مداوا تلاش کرتے ہوئے۔۔۔

(خورشید رضوی)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

---

"سر! میں نے حَسن صاحب کو لوکیٹ کر لیا ہے۔" اُسکو انہماک سے کام کرتے دیکھ کر اندر آتا آدم ثقلین ایک پل کو ٹھہرا اور پھر آفس کا کُھلا دروازہ بجا کر اُسے اِطلاع دی۔ سُبکتگین نے چہرہ اُٹھا کر اِتنی تیزی سے اُوپر دیکھا کہ کتنی دیر سے جُھکا رکھی گردن کی ہڈی چیخ گئی۔ فائلز کا ڈھیر وہیں چھوڑ کر وہ کرسی دھکیل کا اُٹھ کھڑا ہوا۔

"آگے کہو، آدم۔" اُسکی جانب بڑھتے ہوئے کہا جبکہ آدم نے سیاہ رنگ کی فائل اُسکی جانب بڑھائی۔

"آپ نے مُجھے بتایا کیوں نہیں سَر کہ حُسن صاحب ریسرچر ہیں۔" آدم کے استفسار پر فائل کی تیزی سے رُوگردانی کرتا سُبکتگین کا ہاتھ ٹھہرا۔

"تمہیں معلومات حاصل کرنے کا اِسی لیئے کہا ہے کہ کیونکہ تم قانون بھی سمجھتے ہو۔" سُبکتگین کا جِس جانب اِشارہ تھا اُسے آدم بخوبی سمجھ رہا تھا۔ ظاہر ہے معلومات اور ٹریک کرنے کے مرحلے میں اُسکو سب کچھ معلوم ہونا ہی تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کون کیس جیتے گا؟ plaintiff یا defense؟" صوفے پر بیٹھنے کا اِشارہ کر کے خود بھی بیٹھتے ہوئے اُس نے فائل سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر سنجیدگی سے سوال کیا۔

"سَر! ہائی بایوٹیک پاکستان کا جانا مانا اِدارہ ہے۔ اُنہوں نے اپنے نئے پین ریلیف ڈرگ کے دوسرے کلینیکل ٹیسٹ کو کروائے بغیر مارکیٹ میں لانچ کیا ہے جِس سے اَب تک بیس اموات ہو چُکی ہیں لیکن مرحوم سجاد احمد پر جِس طرح اُنہوں نے اُنکی زندگی میں بیٹی کے ذریعے دباؤ ڈالا اور حَسن صاحب کے whistle blower بننے کے بعد سجاد احمد پر کیس کیا ہے اِس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنی ساکھ کے لیئے کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔" آدم سارا کیس پڑھ چُکا تھا تبھی غیر جانبداری سے بتانے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اُنکے پہلے کلینکل ٹرائل کے ثبوت عدالت میں پیش بھی کیئے گئے ہیں اور اُس میں صاف ظاہر ہے کہ یہ ڈرگ مارکیٹ کے لیئے نہیں ہے۔" آدم کی بات پر سُبکتگین چند پل خاموش ہی رہا۔ معاملا اُسکو پہلے سے ہی پیچیدہ اور مُشکل لگ رہا تھا۔

"ثبوت کی موجودگی کے باوجود plaintiff کے جیتنے کے چانسز کیوں زیادہ ہیں؟" سُبکتگین کے سوال پر آدم نے سَر ہلا کر جیب سے سیل فون نکال کر اُسکے سامنے کیا۔

"یہ دیکھیں سَر! مسئلہ ویکٹمز کی فیملیز کا ہے۔ وہ سجاد احمد صاحب کی موت اور بیٹی کے اغوا پر کافی خوفزدہ ہیں اور گواہیاں دینے کو تیار نہیں۔" سکرین پر نظر آتی شہہ سُرخیاں پڑھتے ساتھ آدم کی بات بھی سُن رہا تھا۔

"کچھ تو کرنا پڑے گا، آدم۔ ایک قتل کرنے والے کو بھی سزا مِلنی چاہیئے اور بیس قتل کرنے والے کو بھی۔" سُبکتگین حیدر جب بولا تو اُسکا لہجہ خُون جما دینے والا تھا۔ آدم کو چند لمحے لگے اُسکی بات سمجھنے میں۔

"میری تمام میٹنگز یہاں ایک دِن کے لیئے ملتوی کرو۔ میں کل کراچی جا رہا ہوں۔" آدم کو ہدایت دے کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ آدم نے حیرانگی سے چہرہ اُٹھا کر اُسکو دیکھا اور پھر سمجھ کر اثبات میں سَر ہلایا۔ ٹیبل سے سیل فون اور باقی ضروری چیزیں اُٹھا کر سُبکتگین آفس سے باہر نِکل گیا۔ تبھی اُسکو رضوان پریشانی سے بوکھلا کر آتا نظر آیا۔

"سَر! ایک مسئلہ ہو گیا ہے۔" رضوان کے چہرے کے تاثرات اُسکو ساری کہانی سُنانے کو کافی تھے۔

"شعیب کیانی کے کچھ بندے مارے گئے ہیں اور۔۔۔" رضوان سے پریشانی میں جملہ بھی مکمل نہیں کیا گیا۔

"اور اُس نے میرا نام پولیس کو دیا ہے۔" سُبکتگین کے سکون میں ذرا فرق نہیں آیا۔

"جی! اَب کیا کرنا ہے، سَر؟" رضوان جانتا تھا کہ سُبکتگین کو اپنے مسئلے بہت اچھے سے ہینڈل کرنے آتے ہیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں ضروری کام سے گھر جارہاہوں پھر دیکھ لیتے ہیں شعیب کیانی کو بھی۔" رضوان کا کندھا تھپک کر اُسکے برابر سے ہو کر نکل گیا جبکہ جگہ پہ آتے اعصاب کے ساتھ رضوان تیز قدموں سے آدم کے آفس کی جانب بڑھا۔ آفس سے جیپ نکال کر گھر کے راستے پر ڈالتے ہوئے اُسکا ذہن مُختلف سوچوں کی اَمجگاہ تھا۔ کل کی گُلِ لَیلیٰ سے ہوئی گفتگو نے بہت سے فیصلے لینے میں آسانی کر دی تھی۔ گھر کے باہر ہی جیپ کھڑی کر کے وہ تیز قدموں سے مین گیٹ کھول کر اندر آیا اور سیل فون نکال کر کان سے لگاتے ہوئے لکڑی کا آبنوسی دروازہ دھکیلا۔

"اسلام و علیکم، آئی جی صاحب!" اندر آکر ایک طائرانہ نظر اطراف میں ڈال کر تصدیق کی گئی۔ یقیناً لَیلیٰ ابھی سٹور سے نہیں آئی تھی تبھی طمانیت سے صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔ سیڑھیاں اُتر کر نیچے آتی لَیلیٰ ہال سے آتی آواز پر چونکی اور پھر اُس جانب پلٹی مگر اُسکو شیشے کے دروازے کے پاس ہی ٹھہر جانا پڑا۔

"بات تو پُہنچ گئی ہو گی آپ تک۔" اُسکا انداز پروفیشنل تھا۔ وہ اپنے کنیکشنز سے بے تکلف نہیں مگر کام نکلوانا جانتا تھا۔

"اگر میں انوالو ہوتا تو خود آکر گرفتاری دیتا۔ سُبکتگین حیدر ڈنکے کی چوٹ پر ہر کام کرتا ہے پھر وہ چاہے قتل ہی کیوں نہ ہو۔" اُسکے کُھردرے لہجے پر لَیلیٰ سُن رہ گئی۔

"جب قتل کیا تھا تو حاضری دی تھی، سزا بھی کاٹی ہے مگر اَب یہ زیادتی ہے۔" انداز میں ٹھنڈک پُہنچا دینے والی لاپرواہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سمجھائیں کیانی کو، دیکھائیں میرا ریکارڈ اور بتائیں کہ آج بھی سُبکتگین قتل کرنے سے نہیں چُوکے گا اگر بے غیرتی کی۔" لَیلیٰ کو لگا قدم اُسکے بے جان ہونے لگے ہیں۔ اُسکو سُبکتگین حیدر کبھی اِتنا سفاک نہیں لگا تھا۔ وہ تو پتھر کا ہو کر بھی اُسکے سامنے موم ہو جاتا تھا۔ دُھندلاتی نظر بے یقینی کا شکار تھی۔

"ٹھیک ہے! میں آدم کو بھیجتا ہوں۔ مُجھے اپنے اہم کام سے دوسرے شہر جانا ہے۔" دوسری جانب آئی جی کی سُن کر اُس نے اثبات میں سَر ہلا کر کال مُنقطع کرتے ہوئے سَر صوفے کی پُشت پر ٹِکا لیا۔ چند پل یونہی خاموشی سے گُزر گئے۔

"تم نے کسی کا قتل کیا ہے؟" مدہم سوال پر بند آنکھوں کے باوجود سُبکتگین نہیں چونکا۔

"ہمم!" بغیر آنکھیں کھولے کہتے ہوئے اُس نے لَیلیٰ کو حیران کر دیا۔ وہ اُسکی آمد سے کیسے باخبر ہوا حالانکہ ہال میں بِچھے قالین نے اُسکے قدموں کی چاپ جذب کر لی تھی۔

"تم۔۔۔ تم میرے آنے سے چونکے کیوں نہیں؟" اپنا پہلا سوال بُھول کر وہ تیزی سے آگے بڑھی جبکہ اُسکے سوال پر اِس بار سُبکتگین کو آنکھیں کھول کر چہرہ اُٹھانا پڑا۔

"خُوشبو سے۔" آہستگی سے کہہ کر اُس نے گردن کی پُشت پر ہاتھ رکھ کر گردن دائیں بائیں جُھکائی یوں جیسے اعصابی تھکاوٹ کا شکار ہو۔

"کونسی خُوشبو؟" اُسے سمجھ نہیں آئی۔

"تم پُھولوں میں رہتی ہو تو اُنہی کی خُوشبو۔" اُس قدرے مُختلف سی بات پر لَیلیٰ نے تعجب سے اُن آنکھوں کو دیکھا جِن میں وہ جذبے اَب ڈھونڈنے سے بھی نظر نہیں آرہے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں تو آج پھولوں کے پاس نہیں گئی۔" اُسکو لہجے میں کچھ اِیسا تھا کہ جُھک کر ٹیبل پر سیل فون رکھتے سُبکتگین کو نگاہیں اُٹھانی پڑیں۔

"کیا یہ بات اہم ہے؟" اُسکی بات پر لَیلیٰ کو لمحے بَھر کے لیئے چُپ لگ گئی۔ دَھڑکن پھِر مُنتشر ہو گئی۔

"تم۔۔۔ ابھی فون پر کیا بات کر رہے تھے؟" اُسکو بات بدلنے کی ضرورت تھی۔

"میرے معاملات میں دخل اندازی بہت فرصت طلب کام ہے۔" یہ پہلا طنز تھا سُبکتگین کی جانب سے یا پھِر لَیلیٰ کو اِیسا لگا؟ وہ فیصلہ نہیں کر سکی۔

"اور میرے پاس آج فرصت ہی فرصت ہے۔" وہ گُلِ لَیلیٰ تھی، چُوک کیسے جاتی۔

"لیکن میرے پاس آج فرصت نہیں۔" نرمی سے کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"میں کل تمہارے بابا کو لینے جا رہا ہوں۔" وہ جو ساکن ہوئی تھی، اُسکی بات پر ایک جھٹکے سے پلٹی۔

"تم۔۔۔ کراچی جا رہے ہو؟" اُس سوال پر محض اثبات میں سَر ہلا۔

"یعنی تم۔۔۔ بابا کو لینے جا رہے ہو؟" جاتے ہوئے سُبکتگین کا راستہ بڑے ہی جُوش سے کاٹا گیا۔ ایک ہاتھ سے اُسکا بازو اِیسے سختی سے تھام لیا جیسے غائب ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ سُبکتگین نے ٹھہر کر خاموش نظروں سے کِھل کر گُلاب ہوتے چہرے کو دیکھا۔ وہ ساری تازگی واپس لوٹ آئی تھی۔ بہار ایک بار پھِر سے اُس کے آنگن میں دستک دینے کو آموجود تھی مگر آگے بڑھ کر دروازہ وَا کرنے کی اُس میں اِستطاعت نہیں تھی تبھی نگاہ چُرا گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سُبکتگین!" اُسکو چہرہ جُھکاتے دیکھ کر اُس نے تیزی سے مُسکراہٹ سے تمتماتا چہرہ جُھکا کر اُسکے چہرے کے عین سامنے کیا۔ سُبکتگین حیدر کتنے ہی پل اُس چہرے سے نظر نہیں ہٹا سکا۔

"اُنکو ہی لینے جا رہا ہوں، گُلِ لَیلیٰ اور اُسکے بعد تم آزاد ہو۔" نرمی سے اُسکی گرفت سے اپنا بازو چُھڑوا کر تصدیق کی گئی۔ مُسکراتی بادامی آنکھیں ٹھٹکیں۔

"کیا مطلب؟" چہرے کی مُسکراہٹ نے اُلجھ کر رخصت ہونے میں لمحہ نہیں لگایا۔

"یعنی کہ تم اپنے بابا کے ساتھ جانے کے لیئے آزاد ہو۔" اُن بادامی آنکھوں میں دیکھ کر ایک ایک لفظ ٹھہر کر ادا ہوا۔

"تم۔۔۔ تم کیا کہہ رہے ہو؟" لَیلیٰ کو اُسکی سنجیدگی نے ہک دَق کر دیا۔

"میں نے تم سے شادی اِسی لیئے کی تھی، گُلِ لَیلیٰ۔" اُسکی اگلی بات پر وہ کتنی ہی دیر تک اُن سیاہ آنکھوں سے نگاہ نہیں ہٹا سکی۔ جمع تفریق کرنے میں اُسکے دِل و ذہن نے لمحہ بھی نہیں لگایا یعنی وہ اُسکے بابا کے جانے کے بارے میں جانتا تھا اور اِسی وجہ سے سب۔۔۔۔ تو مُحبت کا کیا ہوا؟

"میں قاتل ہوں، گُلِ لَیلیٰ مگر جابر نہیں کہ گُلستاں میں بہار جوبَن پر ہو اور میں اَمن کی فاختہ کو پنجرے میں قید کیئے رکھوں۔" بادامی، پھیلی آنکھوں میں بِلا جھجھک دیکھ کر اُس نے گُلِ لَیلیٰ کی قوتِ گویائی سَلب کر لی۔ لَیلیٰ اُسکو چہرہ پھیرتے دیکھ کر کتنی ہی دیر تک دھڑکنیں شمار کرتی رہی اور پھر اُن نظروں کے تعاقب میں قد آدم کھڑکی سے باہر دیکھا۔ سُبکتگین اپنے آنگن کے اُس باغ کو دیکھ رہا تھا جِسے کڑے وقت کی آندھی نے کسی زمانے میں بنجر اور خزاں رسیدہ کر دیا تھا اور اَب وہ باغ، رنگ برنگ کے، خوش نما پُھولوں اور سبزے سے گُلستاں ہو گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں نہیں چاہتا تھا تمہیں یہ گھر پنجرہ لگے۔" جب وہ بولا تو اُسکی آواز نے سارے ماحول کو آندھیوں کے سُپرد کر دیا۔ بھیگتی بادامی آنکھیں لرز کر اُس شخص کے دُور جاتے قدموں کے نشانات کو دیکھنے لگیں۔

✓وہ راستے خبر نہیں کس سمت کھو گئے

نکلے تھے جن پہ رختِ غمِ دل اُٹھا کے ہم۔۔۔

(مجید امجد)

(ماضی)

ہلکا پُھلکا سا تیار شہر بانو آج رات کی دعوت پر جانے کے لیئے بالکل تیار تھی۔ نگین کو ابھی ہی تیار کر کے اپنے کمرے میں آئی تھی اور نثار حیدر تو کچھ گھنٹے سے آ کر اپنی سٹڈی کو ہی پیارا ہو گیا تھا۔ سکینہ اور اپنی ماں سے بات کرنے کے باوجود نہ جانے کیوں مگر شہر بانو کا دِل آج پہلی بار اُسکو گھر سے باہر جانے سے روک رہا تھا مگر اُسے جانا تو تھا۔ اپنی وجہ سے نثار کے نئے اور بڑھتے کاروبار کو نقصان نہیں پُہنچایا جا سکتا تھا تبھی اُسکو لینڈ لائن کے بجنے کی آواز آئی۔ کچھ چونک کر اُس نے کمرے سے جُڑی سٹڈی کا دروازہ دیکھا اور پھر سَر جھٹکا۔ نثار وہیں موجود تھا مگر جب کافی دیر تک لینڈ لائن فون بجتا رہا تو اُسکو اپنے قدم سٹڈی کی جانب بڑھانے پڑے۔ دروازہ کھول کر اُس نے اندر آ کر دیکھا۔ سٹڈی کا باہر کو کُھلتا دروازہ وَا تھا یعنی نثار باہر گیا تھا۔ وہ جو پلٹنے لگی تھی جُھک کر ٹیبل کو دیکھتی نظر ٹھہر گئی۔ پتلی سبز سکرین پر نمایاں ہوتا نمبر دیکھ کر کسی جذبے نے اُسکو کریڈل اُٹھا کر کان سے لگانے پر مجبور کر دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اِس پارٹی پر میں جاؤں گی، نثار۔ وہ شہر بانو نہیں۔ سیل پر آپ میری کالز نہیں اُٹھا رہے تبھی یہاں کی ہے۔"
دوسری جانب سے اُسکی کلاس فیلو، اُس سے دوستی کا دعویٰ کرنے والی عورت کی جُھنجھلائی ہوئی، حسد میں مُبتلا آواز نے اُسکے کانوں کے پردے پھاڑ دیئے۔ اِس لینڈ لائن پر بہت کم کالز آتی تھیں کیونکہ یہ مین ہال سے بھی کنیکٹڈ تھا۔

"جب اُسے جانا پسند نہیں تو کیوں لے کر جاتے ہیں۔ مُجھے اچھی طرح معلوم ہے آپ اُسے زاور کریم سے کیش کروانا چاہتے ہیں کیونکہ مرتا ہے وہ شہر بانو پر۔ ہے میرا بھائی مگر خوب جانتی ہوں اُسے۔" ماہ پارہ کے لہجے کے تمسخر نے شہر بانو کے سارے وجود سے خُون کا آخری خطرہ تک نچوڑ لیا۔

"آپکی خاموشی اِس بات پر مُہر ہے ورنہ بیوی تو میں بھی آپکی ہوں۔ مُجھے کیوں نہیں لے جاتے؟ میرے دونوں بھائیوں سے واقف ہیں نہ تبھی۔۔۔" ماہ پارہ کی آگ اُگلتی زُبان کو بات پوری کرنے کا موقع نہیں مِل سکا۔ شہر بانو نے کانپتے ہاتھوں سے کریڈل پٹخ کر رکھ دیا۔ چند پل اُسکو سانس لینے میں دُشواری ہوتی رہی اور پھر تیز قدموں سے وہ سٹڈی کا دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل کر ہال میں بھاگ کر آئی اور تبھی اُسکے قدموں سے اَب سہی معنوں میں زمین کھینچ نکالی گئی۔ اُسکا شک دُرست تھی۔ کریڈل کان سے لگا کر شل کھڑے اپنے دس سالہ بیٹے کو دیکھتی شہر بانو نے سہارا لینے کو شیشے کا دروازہ تھام لیا۔ آواز پر نگین نے کریڈل رکھ کر چہرہ پھیرا۔ سپاٹ تاثرات میں ماں کو دیکھ کر بدلاؤ آیا۔ صوفے سے اُتر کر بھاگتے ہوئے ماں تک گیا اور اُسکے برف کی طرح ٹھنڈے ہوتے ہاتھ تھام لیئے۔

"میں آپکو کچھ نہیں ہونے دوں گا، مما۔ میں زاور کریم کو دیکھ لوں گا آج۔" اُس دس سالہ بچے کے لہجے میں اِیسی پُختگی تھی کہ شہر بانو کو اپنا دِل کئی ٹکڑوں میں بٹتا محسوس ہونے لگا۔ اگر یہ الفاظ نثار حیدر کہہ دیتا تو کیا اُنکو بیٹا اپنی عُمر سے بڑا ہوتا؟

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ہم چلیں گے دعوت میں اور میں سب سنبھال لوں گا۔" اندر آتے نثار حیدر آخری الفاظ سُن کر مُسکراتے ہوئے اندر آئے۔

"کیا سنبھال لے گا، میرا بیٹا؟" وہ جُھک کر اُسکے سامنے بیٹھا مگر نگین تیزی سے ماں کا ہاتھ تھام کر پیچھے ہوا۔

"وہی جو آپ کو سنبھالنا تھا مگر سنبھال نہیں سکتے۔" اُسکا انداز اِیسا سَرد تھا کہ نثار کا چہرہ پھیکا پڑا۔ نا سمجھی سے چہرہ اُٹھا کر شہر بانو کو دیکھا جِس پر کسی پتھر کے مُجسمے کا گُمان ہو رہا تھا۔

"آج ہم آخری بار جا رہے ہیں دعوت میں۔" اُس بچے کے باور کرواتے انداز پر نثار دھیرے سے مُسکرایا۔

"تو یعنی میرا بیٹا چاہتا ہے میں بھی نہ جاؤں۔" نثار نے حیرانگی کو دبا کر اُن سیاہ برف ہوتی آنکھوں کو دیکھا۔

"ہم کا مطلب میں اور مما ہیں۔" نگین نے ماں کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر جیسے اُنکو کچھ جتایا۔

"تو میں کِس کے ساتھ جاؤں گا؟" نثار حیدر نے پُر مزاح سوال کیا۔

"اپنی وائف، ماہ پارہ کے ساتھ کیونکہ میری مما شو پیس نہیں ہیں۔" اُسکی اگلی بات پر نثار حیدر کے سر پر ساتوں آسماں آ گِرے۔ رنگ اُڑتے چہرے کے ساتھ اُس نے چہرہ بامُشکل اُٹھا کر شہر بانو کو دیکھا جو اُسکے بجائے اپنے بیٹے کے بال آہستگی سے سہلا رہی تھی۔ اہانت، شرمندگی یا پھِر ندامت نہ جانے کیا کچھ نثار حیدر کے چہرے پر اُس ایک وقت میں سِمٹ آیا تھا۔ بامُشکل خود کو سنبھال کر وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔

"چلیں، نگین!" شہر بانو نے جُھک کر بیٹے کو اُٹھایا اور شل کھڑے نثار حیدر پر ایک نگاہِ غلط تک ڈالے بنا قریب سے ہو کر باہر نکل گئی۔ نثار حیدر کو اپنے اعصاب اُس دھچکے سے یکجا کرنے میں کئی لمحے لگے۔ بجتے سیل فون پر سَر جھٹک کر قدموں کو گھسیٹ کر اُسے بھی باہر جانا پڑا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

✓وہ اِک چراغ مگر ہم سے دُور دُور جَلا

ہم ہی نے جس کو بنایا تھا اِستعارۂ خواب۔۔۔

(سلیم سالم)

پارٹی میں سارا وقت نثار حیدر خاموشی سے شہر بانو کے بے رِیا، پُر سکون اور مطمئن چہرے پر نظر ڈال کر متفکر اور اُلجھنے لگتا۔ اِس عورت کو اِتنا مطمئن اور بے پرواہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یہی چیز لوگوں کو اُسکی جانب پوری قوت سے کھینچتی تھی۔ اِسی چیز نے اُسکو بھی تو کھینچا تھا مگر متضاد مزاج، اور زاور کریم کی آمد نے سب تلپٹ کر کے رکھ دیا تھا۔ وہ خاندان اِیسا نہیں تھا کہ نثار حیدر اُس سے بِھڑ جاتا۔

اپنے بیٹے کو سارے زمانے سے کٹ کر اپنی ماں کے ساتھ محو دیکھ کر اُسکا دِل گھٹنے لگا تبھی اُس نے گارڈز کی معیت میں زاور کریم کو آتے دیکھ کر شہر بانو کو دیکھا جو نہ چونکی نہ چہرہ اُٹھایا بلکہ اُسی اِنہماک سے نگین کی باتیں سُنتی رہی۔

"کیا حال ہے، نثار؟" اُسکی نظروں کے تعاقب میں چمکتی آنکھوں سے دیکھتے زاور کریم نے دوستانہ بازو اُسکے گرِد پھیلا کر اُسے جیسے جکڑ کر مفلوج کر دیا۔

"کیا قسمت پائی ہے ہم نے۔ تم میرے بہنوئی بن گئے مگر رقیب بھی ہو۔ بات کی تم نے شہری سے؟" زاور کی بے تکلفی پر نثار حیدر کہیں اندر تک لرزا، بہت کچھ ناگوار گُزارا تھا مگر سہنا تو تھا۔

"ہمت نہیں ہو رہی۔ چلو کوئی نہیں! آج میں خود اُس سے بات کرنے لگا ہوں۔ اَب دوسری شادی کر چُکے مَرد کے ساتھ کیوں مُخلص رہا جائے۔" زاور کا لہجہ مُسکراتا ہوا مگر کاٹ دار تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"یہ تم اپنی اولاد کو کیوں لے آئے؟ کباب میں ہڈی۔" یک دَم نگین کو دیکھ کر اُسکی آنکھوں نے جیسے ہی شعلے اُگلے، نثار حیدر اُسکا بازو ہٹا کر قدرے سائیڈ پر ہوا۔

"تم نے بات کرنی ہے، کر سکتے ہو مگر میری اولاد کو کوئی نقصان نہیں پُہنچنا چاہیئے۔ میں سب بُھول جاؤں گا، زاور۔" اپنے بیٹے کے معاملے میں وہ بہت حساس تھا اِسکی خبر زاور اور شہروز کریم کو تھی۔

"مُجھے تمہارے بیٹے سے مسئلہ نہیں۔ شہری مان جائے تو تم ہی رکھنا اپنے ولی عہد کو۔ مُجھے صِرف شہر بانو چاہیئے، نثار حیدر۔" زاور کا لہجہ چُبھتا ہوا تھا۔ نثار حیدر نے چہرہ پھیر کر شہر بانو کے مُسکراتے چہرے کو دیکھا۔ دِل میں گھٹن بڑھنے لگی مگر جو مقام اُسے مِلا تھا اُسکے لیئے اور اپنا اولاد کے لیئے سب ہیچ تھا۔

"تمہاری ایک بیٹی بھی ہے نہ؟" یاد آنے پر زاور نے داڑھی کُھجائی۔

"ہمم! وہ اپنی نانی کے گھر ہے۔" نہ آنے کی توجیہہ اُسی کو پیش کرنی تھی کیونکہ زاور کریم کا ہاتھ اپنے بڑے بھائی کے سبب اُوپر تھا۔

"ہمم! اپنے بیٹے کو گُم کرو۔ مُجھے شہری سے بات کرنی ہے۔" کہہ کر تیز قدموں سے وہ اندر ریسٹ روم کی جانب بڑھ گیا۔ نثار حیدر نے ایک نظر اُسکو دیکھا اور پِھر شہر بانو کی جانب بڑھا۔

"شہر بانو، نگین کو مُجھے دے دو۔" نثار حیدر کی پُکار پر شہر بانو کے مُسکراتے چہرے سے مُسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ کر کھینچ لی۔ نگین کے ہاتھوں پر گرفت مضبوط ہوئی۔

"میں مما کے پاس ہی رہوں گا۔" نگین نے باپ کو تپتی نظروں سے دیکھ کر ہک دَق کر دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بیٹے تھوڑی دیر کے لیئے آپکی مما کو اندر جانا ہے۔اُنکی دوستیں انتظار کر رہی ہیں۔" نثار کی اگلی بات پر شہر بانو کی چھٹی حِس نے کوئی الارم بجایا۔

"میں نے سب کو کہہ دیا تھا آج میں اپنے بیٹے کے ساتھ۔۔۔" ابھی اُسکے الفاظ مُنہ میں تھے کہ نثار نے آگے ہو کر نگین کو بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچ لیا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے، نثار۔ میرے بیٹے کا بازو چھوڑیں۔" نثار حیدر کی سخت اُنگلیاں نگین کے بازو میں اُترتے دیکھ کر وہ تڑپ کر رہ گئی۔

"تم اندر جاؤ۔" نثار نے دانت پر دانت جمائے۔

"مما کہیں نہیں جائیں گی۔" نگین پلٹ کر باپ پر جِس طرح غُرایا، نثار حیدر ششدر رہ گیا۔

"تم جا رہی ہو یا میں اِسکو گھر بند کر آؤں؟" نثار کی اگلی دھمکی کارگر ثابت ہوئی۔ شہر بانو نے لرز کر بے یقینی سے نثار کو دیکھا۔ آنکھوں میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں چُبھنے لگیں۔ بیٹے پر ایک نمناک نظر ڈال کر تیز قدموں سے اندر جاتی راہداری کی جانب بڑھی۔ ماں کو نظروں سے اُوجھل ہوتے دیکھ کر نگین نے پوری قوت سے باپ کو دھکا دے کر اپنا ہاتھ جھٹکے سے چُھڑا لیا۔ لڑکھڑا کر پیچھے ہوتے نثار حیدر نے ششدر نظروں اور پھٹتے دِل سے اپنے دس سالہ بیٹے کی آنکھوں سے اپنے لیئے نفرت کی چنگاریاں پُھوٹتے دیکھیں۔

"آپ میرے بابا نہیں ہو سکتے۔ باپ آپ جیسے نہیں ہوتے، ہسبنڈ آپ جیسے نہیں ہونے چاہیئے۔" چبا چبا کر کہتے ہوئے وہ پوری رفتار سے اپنی ماں کے پیچھے بھاگا اور پیچھے نثار حیدر کے چہرے پر زلزلوں کے آثار اُتر آئے۔ پندرہ منٹ لگے اُسکو اپنے بکھرتے اعصاب یکجا کرنے میں اور تبھی فضا میں گولیوں کی زوردار آواز گونجی۔ کانپ اُٹھتے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

وجود کے ساتھ مَچتی بھگدڑ میں وہ تیز قدموں سے آواز کی جانب بھاگا۔ اُسے زاور کریم سے کچھ اچھے کی اُمید نہیں تھی۔ دروازے پر پُہنچ کر اُسکے قدم ٹھہر گئے۔ سَر سے اُترے دوپٹے، چہرے پر تمانچوں کے نشان اور ماتھے سے رِستے خون کے ساتھ شہر بانو ٹوٹے کانچ کے ٹیبل کی کرچیوں پر گری ہوئی تھی جبکہ کچھ دُور۔۔۔ زاور کریم کا گولیوں سے چھلنی ہوا وجود خون سے لت پت اور بے جان تھا۔ باہر ابھی تک گولیوں کی آوازیں آرہی تھیں یوں جیسے باہر سے کسی نے حملہ کر دیا۔

"سُبکتگین!" اپنے بیٹے کو پتھر آنکھوں سے پستول تھامے دیکھ کر نثار حیدر کی پُکار سرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔ اُس پُکار پر باپ کو دیکھنے کے بجائے پستول سائیڈ پر رکھ کر وہ لڑکھڑاتے قدموں سے ماں کی جانب لپکا۔

"مما!" وہ اپنی مما کو تھپتھپانے لگا تھا تبھی نثار حیدر بامُشکل قدم گھسیٹ کر آگے بڑھا۔

"مَر چُکا ہے وہ۔" پیچھے سے سُبکتگین کی تصدیق پر نثار نے کرنٹ کھا کر اُسکو دیکھا اور تیزی سے اُس تک آکر دونوں بازوؤں سے سختی سے پکڑ کر جھنجھوڑ دیا۔

"یہ۔۔۔ تم نے کیا کر دیا۔" اُسکو سب کچھ برباد ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ قیامت آنا اِسی کو کہتے تھے۔

"اِس نے میری مما سے بدتمیزی کی، اُنکو بہت مارا اور پھر اِن۔۔۔ اِن کو گولی ماری۔" اپنے باپ کے بازو پوری قوت سے جھٹک کر پھر سے ماں کی جانب لپکا۔

"مما۔۔۔" سسک کر اُس نے خون میں نہائی اپنی ماں کو پلٹا اور نثار حیدر کا سانس تھام گیا۔ شہر بانو کو دِل کے عین مقام پر گولی لگی تھی۔ بَھل بَھل کر بہتے خون کو سُبکتگین چُھوٹے ہاتھوں سے روکنے کی کوشش کرنے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اگر میری مما کو کچھ ہوا میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔" بیٹے کی مُصمم آواز میں اِیسی سختی اور تُندہی تھی کہ ساری قیامت، سَر کو تن سے جُدا کرنے کو تیار شہروز کریم نامی تلوار کو بُھول اپنے بیٹے کے برف، پتھر ہوتے چہرے کو دیکھنے لگا۔ اُس چہرے کے بڑے پَن اور سرد مہری کسی کو بھی یہ بتانے کو کافی تھی کہ اپنی ماں کو بچانے کے لیئے اُس بچے نے بنا تامل اُس آدمی کا قتل کر دیا ہے۔

"تم۔۔۔نے کیا کر دیا۔۔۔ سُبکتگین۔۔۔" نثار کے ہونٹوں سے آہستگی سے پِھسلا۔ ماں سے چہرہ ہٹا کر سُبکتگین نے جِن نظروں سے باپ کو دیکھا وہ اندر تک لرز کر رہ گئے۔

"آپکے کرنے کا کام کیا ہے اگر میری مما کو کچھ ہوا تو میں آپ کو نہیں بخشوں گا۔" وہ بولا نہیں غُرا اُٹھا۔

"میں۔۔۔میں تمہارے لیئے چُپ تھا۔ مُجھے سکینہ کی فکر تھی۔ میں زاور کریم سے زیادہ اُسکے جلاد اور جابر بھائی شہروز کریم سے خوفزدہ ہوں، سُبکتگین۔ وہ ہماری کھال اُتار دے گا۔" باپ کے بربط جملوں اور خوف سے لرزتی آواز کو سِرے سے نظر انداز کر کے سُبکتگین ماں کے اُوپر چادر ڈال کر مدد کے لیئے باہر بھاگا۔ نثار حیدر نے چہرہ پھیر کر شہر بانو کے ساکت وجود کو دیکھ کر آنکھیں سختی سے میچ کر کھولیں۔ سُرخ آنکھوں سے اُس نے ایک نظر پستول کو دیکھا اور پِھر جلدی سے آگے بڑھ کر اپنا رومال نکال کر اُسکو اچھی طرح رگڑ کر صاف کرنے کے بعد زاور کریم کے سرد پڑتے ہاتھوں سے مسح کر کے اُس سے قدرے دُور پھینک کر لڑکھڑاتے قدموں سے اُٹھا۔ باہر پولیس اور ایمبولینس کے بجتے سائرن پر اُسے اِس منظر سے تیزی کے ساتھ غائب ہونا تھا۔

نثار حیدر کے جاتے ہی پیچھے آخری ہچکی لیتی شہر بانو نے چہرہ پھیر کر زخمی ہوتی، خُون رنگ، دُھندلاتی آنکھوں سے اُس شخص کو باہر بھاگتے اور پلٹ کر نہ دیکھتے پایا۔ وہ جا چُکا شخص اُسکا مَحرم تھا۔ اُس بھاگ چُکے شخص سے اُس نے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

مُحبت کی تھی۔ کتنے ہی بے آسرا خون آلود آنسو اُن سیاہ آنکھوں سے گِر کر کنپٹی میں جذب ہوتے گئے اور پھر نگاہیں اپنے بیٹے کو دیکھ کر پتھرا گئیں۔ موت کی جان کنی سَر پر آپہُنچی تھی۔ بھاگ کر پیرامیڈیکل سٹاف کو اندر لاتے سُبکتگین حیدر نے اپنی محبوب اور پیاری ماں کو اذیت سے آخری سانس لیتے دیکھا اور پھر اُسکی ماں کی نظر اُس پر پڑتے ہی اذیت ناک تکلیف سے دلگیر مُسکراہٹ میں ڈھل گئی۔ ٹھٹھرتے وجود سے سُبکتگین حیدر نے میڈیکل سٹاف کو اپنی ماں کی آنکھیں بند کر کے اُن پر سفید چادر ڈالتے دیکھا اور وہ دس سالہ بچہ سمجھ گیا کہ اُسکی ماں کی اِس دُنیا سے جُدائی ہو چُکی ہے۔ وہ یہ چہرہ کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔ اُسکو اِس مُحبت سے دوبارہ کبھی نہیں پُکارا جائے گا۔ اُس رات سُبکتگین حیدر کی ماں شہر بانو مَر گئی تھی اور سُبکتگین حیدر کا بچپن بھی۔ کہتے ہیں اِس دَھرتی پر تمہاری واحد محبوبہ تمہاری ماں ہے اگر وہ مَر جائے تو تمہاری مُحبت کی کہانی ختم ہو جاتی ہے۔ اُس دَس سالہ بچے کی مُحبت کی کہانی کا اختتام بھی اُسی رات ہوا تھا۔ نہ جانے دوبارہ کبھی مُحبت اُس سیاہ اور برف پڑتے وجود میں مَسکن بناتی یا نہیں اِسکو قدرت پر چُھوڑ دیتے ہیں۔

✓اور کچھ دیر لُٹ جائے گا ہر بام پہ چاند

عکس کھو جائیں گے، آئینے ترس جائیں گے عرش کے دیدہِ نمناک سے باری باری

سب ستارے سرِ خاشاک بَرس جائیں گے

آس کے مَارے، تھکے مارے شِبستانوں میں

اپنی تنہائی سمیٹے گا، بچھائے گا کوئی

بے وفائی کی گھڑی، ترکِ مدارات کا وقت

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اُس گھڑی اپنے سِوا یاد نہ آئے گا کوئی

ترکِ دُنیا کا سماں، ختمِ مُلاقات کا وقت

اِس گھڑی اے دلِ آوارہ! کہاں جاؤ گے

اِس گھڑی کوئی کسی کا بھی نہیں ہے، رہنے دو

کوئی اِس وقت مِلے گا ہی نہیں، رہنے دو

اور مِلا گا بھی تو اِس طور کے پچھتاؤ گے

اِس گھڑی اے دلِ آوارہ! کہاں جاؤ گے

اور کچھ دیر ٹھہر جاؤ گے کہ پھر نشترِ سحر

زخم کی طرح ہر آنکھ کو بیدار کر دے

اور ہر کشتہ واماندگیِ آخری شب

بُھول کر ساعتِ درماندگی، آخری شب

جان پہچان پہ، مُلاقات پہ اِصرار کرے۔۔۔

(فیض احمد فیض)

٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں بھی تمہاری ساتھ جاسکتی ہوں؟" صُبح وہ شیشے کے آگے کھڑا جانے کے لیئے تیار ہو رہا تھا تبھی اُسے لَیلیٰ کا عکس نظر آیا۔

"نہیں!" حیرت کی بات تھی کہ وہ پہلی بار اُس سے اِجازت مانگ رہی تھی مگر سُبکتگین کا کوئی اِرادہ نہیں تھا اُسکو اپنے ساتھ خوار کرنے کا۔

"بابا کیوں کراچی گئے ہیں؟" چند پَل کی خاموشی کے بعد آگے بڑھ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر اُس سے پوچھتی لَیلیٰ کو اُس نے چہرہ پھیر کر سنجیدگی سے دیکھا۔

"کل اُن سے خود ایک ایک بات پوچھ لینا۔" اُسکی سنجیدگی پر لَیلیٰ چند پَل اُسکو خاموشی سے دیکھتی رہی جو چہرہ جُھکا کر سیاہ قمیض کے کَف لِنکس لگا رہا تھا۔

"تم اصل میں مُجھے لے جانا ہی نہیں چاہتے، ہیں نہ؟" اُسکے انداز کی کھوج پر سُبکتگین نے اپنا کام ترک کر کے چہرہ اُٹھایا۔

"اِیسا ہی ہے۔" اُسکے صفاچٹ جواب پر ایک پَل کو اُسکا مُنہ کُھلا۔

"یہ تم تیور کِس کو دِکھا رہے ہو؟" اُسکو کچھ بہت بُرا لگا تھا۔ سُبکتگین نے دوسرا کَف لنکس لگا کر آئینے میں ایک خود پر طائرانہ نظر ڈال کر اُسکو دیکھا جو تیز نظروں سے اُسے ہی گھور رہی تھی۔

"کم اَز کم تمہیں نہیں۔" اگلے جواب پر اُس نے دانت پیس لیئے۔

"دیکھا مُجھے پہلے ہی معلوم تھا۔ اصل میں مُحبت تمہیں اُسی ہالہ سے ہے اور مُجھے الو بنا رہے تھے، ہیں نہ؟" وہ اِس سے قبل پلٹ کر جاتا، لَیلیٰ تیزی سے اُسکے مُقابل آئی سُبکتگین نے اُسی سنجیدگی سے اُسکے تپتے چہرے کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کل مُجھے بے وقوف بنانے کے لیئے دانہ ڈال رہے تھے نہ تم؟" اُسکی جانب سے جواب نہ آنے پر لَیلیٰ نے سختی سے کہا۔

"پنجرے میں تو اِیسا ہی ہوتا ہے، گُلِ لَیلیٰ۔" نرم مگر بے تاثر لہجے میں کہتے ہوئے اُس نے لَیلیٰ کو جامد کر دیا۔

"تم۔۔۔ تم۔۔۔ کل مُجھے فریب دے رہے تھے، جُھوٹ بول رہے تھے مُجھ سے؟" بامُشکل سنبھل کر وہ تحیر سے اُن سیاہ آنکھوں کو دیکھ کر غُرائی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے، گُلِ لَیلیٰ؟" جُھک کر وہ عین اُسکے رُوبرو چہرہ لے آیا۔ بادامی آنکھیں لرز کر پھیلیں۔ تیزی سے مُنتشر ہوتی دَھڑکنوں کے ساتھ اُن خالی سیاہ آنکھوں میں کوئی رَبط تلاشتی رہی مگر گُلِ لَیلیٰ کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔

"تم۔۔۔ جُھوٹ بول رہے ہو۔" اُسکے لہجے میں کچھ اِیسا تھا کہ سیاہ آنکھوں میں کچھ اُمڈنے آیا اور لَیلیٰ کے جملے میں حال کا صیغہ بھانپ کر ٹھہرتی دَھڑکن کے ساتھ سُبکتگین حیدر کو پیچھے ہونا پڑا۔ وہ پہلے کی نہیں ابھی کی بات کر رہی تھی اور یہ۔۔۔ خطرناک بات تھی۔ اُسے کچھ بھی بھولنا نہیں چاہیئے۔

✓اِسے یہ گھر سمجھنے لگا ہے رفتہ رفتہ

پرندے سے قفس آزاد کروانا پڑے گا۔۔۔

(ذوالفقار عادل)

"میں نے تم سے صرف ایک سچ کہا ہے ابھی تک گُلِ لَیلیٰ اور وہ یہ کہ میں تمہارے بابا کو لینے جا رہا ہوں اور کل تک لے آؤں گا۔" قطعیت سے کہہ کر وہ اُسکے سامنے سے ہٹ گیا۔ لَیلیٰ چند لمحے خالی ہوتی جگہ کو دیکھے گئی اور پھر تیزی سے پلٹی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"م۔۔۔میں اکیلے یہاں کیا کروں گی؟" اُسکے بوکھلاتے سوال پر سُبکتگین ٹھٹک کر پلٹا۔ کہیں اندر شدید حیرت بھی اُسے گھیرنے لگی۔

"ایک دِن کی بات کی ہے میں نے۔ کل تمہارے بابا اِنشاءاللہ تمہارے ساتھ ہوں گے۔" اَب کے لہجہ اُن متفکر تاثرات پر نرم رکھنا پڑا۔

"ہفتے کی بات ہو یا ایک دِن کی۔ میں تو اکیلی رہ جاؤں گی نہ" اُسکی بات پر سُبکتگین کتنی دیر تک اُس چہرے سے نگاہ ہٹا نہیں سکا۔ آنکھوں میں کئی برسوں پُرانا منظر سِمٹنے لگا تھا۔

"بابا بتا رہے، تم۔۔۔ کہیں جا رہے ہو؟" اُسکے سامنے تیزی سے بھاگ کر آتی بچی نے متفکر لہجے میں سوال پوچھا۔

"ہمم!" گیارہ سالہ بچے کی سنجیدگی دیکھنے لائق تھی۔

"کہاں؟"

"ایبٹ آباد۔"

"وہاں کیا ہے؟"

"میری بہن۔" اُس جواب پر سوالوں کے سلسلے کو تھم جانا تھا۔

"اچھا! پھر تم اُسے بھی یہاں بُلوا لو نہ۔ ہم سب مِل کر رہیں گے ہنسی خوشی۔" مشورہ اِتنے خلوص سے دیا گیا کہ اُس بچے کو وہ معصوم، بے رِیا چہرہ دیکھتے رہنا تھا۔ ہنسی، خُوشی لفظ پر بچے کا چہرہ اِیسے پھیکا پڑا کہ بچی کے ہاتھ میں موجود لیونڈرز تک مُرجھانے لگے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اچھا! تم یہ اپنی بہن کے لیئے لے جاؤ۔" اُس چہرے کا رنگ ماند ہوتے دیکھ کر اُس نے فوراً سے لیونڈرز کا دَستہ زبردستی اُسکے ہاتھ میں تھمایا۔ یک دَم بھینی سی خُوشبو اُس مُرجھاتے بچے کی قوتِ شامہ سے ٹکرا کر اُسے چونکا گئی۔

"تم واپس آؤ گے نہ، نگین؟" اُسکو خاموشی سے پُھولوں کی پتیاں چُھوتے دیکھ کر بڑی آس سے سوال آیا۔ پُھول سہلاتے ہاتھوں کی گردش تھمی۔

"نہیں!" اُسکے صاف جواب پر بادامی آنکھیں لرز کر پھیلیں۔

"کیوں؟ تم۔۔۔ ناراض ہو کر جا رہے ہو؟" اُس بچی کو بے چینی گھیرنے لگی۔ اُسکا سب سے اچھا، واحد دوست جِس نے مُسکرانا اور گُھلنا مِلنا اِتنی مُشکلوں سے شروع کیا تھا وہ پِھر سے ایک سال پہلے والا سخت، گُھردے خول میں چُھپ گیا تھا۔

"میں اپنے آپ سے ناراض ہوں۔" نگین کے مدہم لہجے پر بادامی آنکھوں میں حِزن اُترنے لگا۔ اُس نے آگے بڑھ کر پُھولوں کو تھام رکھے، دونوں سَرد ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر اُسے اپنی جانب متوجہ کیا۔ سیاہ آنکھیں چونک کر اُن بادامی آنکھوں کو دیکھنے لگیں۔

"خود سے ناراض نہیں ہوتے۔ خود سے ناراض ہو کر ہم سب سے ناراض ہو جاتے ہیں۔" اُسکا انداز بالکل اپنے باپ جیسا حلاوت سے پُر تھا۔ نگین نامی بچے نے اُن پُر حدت ہاتھوں سے اپنے ہاتھ کھینچ نکالے اور چھ سالہ بچی کا ننھا سا دِل دَھک سے رہ گیا۔

"واپس پکڑو میرے ہاتھ۔" کڑے لہجے کی باز پُرس پر اِس بار سیاہ آنکھیں نہیں اُٹھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہیں پتہ ہے نہ میں ناراض ہو جاوں گی اور اِیسی ہوں گی کہ یاد رکھو گے۔" نرم تاثرات سخت ہو گئے۔ نگین نے چہرہ اُٹھا کر خفگی سے پُھولتے چہرے کو دیکھا مگر ہمیشہ کی طرح مُسکرا نہیں سکا۔ اِس بچی نے، اِسکے والدین اور اِس گھر نے اُسے زندگی گُزارنے کی ایک انوکھی رَمز سے آشناء کیا تھی۔ وہی انوکھی مُحبت بَھری رَمز جِس سے اُسے اُسکی ماں متعارف کروانا چاہتی تھی مگر زندگی نے مہلت نہیں دی تھی۔

"میں ناراض ہو جاؤں گی، نگین۔" نرمی سے کہہ کر اُسکی جانب ہاتھ بڑھا کر نگین کی برف ہوتی اُنگلیاں مضبوطی سے پکڑنی چاہیں مگر نگین تیزی سے پیچھے ہوا۔

"میں واپس نہیں آؤں گا۔" اُسکے الفاظ پر بادامی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو جما ہونے لگے۔

"تو پھر ہم بھی چلیں تمہارے ساتھ؟" اُس سوال پر نگین نے کچھ کہے بغیر ہاتھ بڑھا کر اُسکے سَر پر رکھ کر تھپتھپایا اور پھِر پلٹ کر تیز قدموں سے باہر چلا گیا۔

"بابا۔۔۔ نگین۔۔۔ جا رہا ہے؟" مین ہال سے نکلتے ہوئے وہ اُسکی تیز ہوتی سسکیوں اور پُکار با آسانی سُن سکتا تھا مگر یہ گھر جنت تھا اور جنت سُبکتگین حیدر کے لیئے اِس دُنیا میں کہیں نہیں تھی۔ اُسے ہمیشہ، ہر آن طوعاً و کرہاً جنت سے نکالے جانا ہی تھا مگر اِس جنت سے اُسے زخم کھا کر، بے آبرو ہو کر نہیں نکلنا تھا تبھی تو خاموشی سے اپنے قدموں کے سارے نشان مِٹا کر چلا گیا تھا کبھی اُس جنت کی جانب نہ پلٹنے کے لیئے۔

"سُبکتگین!" اُسکو خاموشی سے پلٹ کر جاتے دیکھ کر لَیلیٰ نے اُسکو پُکارا مگر وہ اُسکی پُکار با آسانی سُن لینے کے باوجود بہرہ بن کر تیز قدموں سے لکڑی کا آبنوسی دروازہ کھول کر باہر نِکل گیا۔ پیچھے چند پل وہ بے یقینی سے کھڑی رہی اور پھِر تیز قدموں سے بھاگ کر لکڑی کا آبنوسی دروازہ بند کر دیا۔ آنکھوں میں کب سے جمع کر رکھے آنسوؤں کو نکلنے کا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

موقع مِل گیا اور گُلِ لَیلیٰ کی پلکوں کی باڑ کو توڑ کر ایک ایک کر کے پِھسلتے چلے گئے۔ چند لمحے بعد بے دم قدموں سے صوفے پر آ کر بیٹھی رہی۔ عصر کے بعد مغرب اور پِھر عشاء کی اذانیں بھی ہو گئیں۔ نماز پڑھ کر اُٹھتی لَیلیٰ نے ایک نظر کھڑکی سے باہر نظر آتے سبز زار اور لوہے کے گیٹ پر نظر ڈالی۔ نہ جانے سُبکتگین حیدر کہاں رہ گیا تھا۔ کہیں ابھی تو کراچی نہیں چلا گیا۔ اِس سوچ کے آتے ہی جائے نماز تیزی سے اُٹھا کر اُس نے ایک نظر گھڑی کو دیکھا اور پِھر پورے ہال میں گردش کرنے لگی۔ قدم تھم نہیں رہے تھے اور سُبکتگین حیدر گھر لوٹ کر نہیں آ رہا تھا۔

بے چینی سے کھانے کی چیزوں کا ڈھیر ٹیبل پر پھینک کر مُسلسل کھاتے ہوئے اُسکی نظریں گھڑی سے گیٹ اور گیٹ سے گھڑی تک سفر کر کر کے پاگل ہونے والی تھیں۔ گھڑی نے دو کا ہندسہ جیسے ہی عبور کیا۔ دروازہ کُھلا اور جیپ کے اندر آنے کی آواز پر ایک پَل کو بھی اُسکے قدم نہیں ٹھہرے بلکہ اُسی تیزی سے چلنے لگے۔ اندر کی کثافت کسی بھی لمحے پَھٹ کر باہر نکل آنے کو بے تاب تھی۔ دروازہ کُھلنے کی آواز آئی اور پِھر ہال کی راہداری میں نصب شیشے میں سُبکتگین حیدر کا عکس نمایاں ہوا۔ وہ جو کمرے میں جانے لگا تھا، نیم اندھیرے میں اِدھر سے اُدھر مارچ کرتے ہیولے کو دیکھ کر ٹھٹکا اور پِھر خاموش قدموں سے آگے بڑھا مگر پستول نکالنے سے قبل چونک گیا۔ چپس کے پیکٹ اور اُس مخصوص خُوشبو پر وہ آگے بڑھ کر آیا۔

"گُلِ لَیلیٰ!" لہجے کی حیرت پر اُس نے کہتے ساتھ دیوار پر ہاتھ مار کر بتیاں روشن کیں۔ اُس پُکار پر گُلِ تھم گئی۔ قدم چل چل کر تھک گئے تھے۔ تھکن کے آثار اُسکے خاموش، سپاٹ چہرے پر اِتنے نمایاں تھے کہ سُبکتگین کی نظر بے اِختیار اُن پاؤں تک گئی جو سُرخ ہو رہے تھے۔ اِس سے پہلے کہ حیرانگی سے اُسکے اَب تک جاگنے کا سبب دریافت کرتا، لَیلیٰ اُسکے برابر سے اُسکے بازو سے شانہ ٹکرا کر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ بازو سہلا کرنا سمجھی سے پیچھے دیکھ کر اُس نے سامنے دیکھا اور پِھر اُسکی آنکھیں پھیل گئیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"یااللہ!" ہال کی حالت اِتنی بے ترتیب تھی کہ حد نہیں مگر اِس چیز نے اُسکی توجہ نہیں کھینچی تھی۔ ٹیبل پر چپس اور فرائیڈ پینٹس اور نہ جانے کیا کچھ کا ڈھیر لگا تھا یعنی وہ پھر ٹینشن میں تھی، اُس نے پھر سے پر اپر کھانا نہیں کھایا تھا۔ کیا خوشی میں بھی اُسکی یہی کیفیت ہوتی ہے؟ نا سمجھی سے سَر جھٹک کر آگے بڑھتے ہوئے اُس نے جائے نماز تہہ کر کے ٹیبل پر رکھی اور بڑے سے شاپر میں سارے ریپر ڈال کر کچن کے ڈسٹ بِن میں پھینک کر واپس آ کے ہال کی حالت سنوار کر صوفے پر رکھی اپنی چادر اُٹھائی۔ یہ سب کرنے میں اُسکو پندرہ مِنٹ لگ گئے تھے۔ لائیٹ بند کر کے ہاتھ دھو کر اُس نے جیسے ہی اپنے کمرے کا دروازہ کھولا، ایک کشن سنسناتا ہوا آیا اور اُسکے سینے پر لگ کر زمین بوس ہو گیا۔ بوکھلا کر اُس نے چہرہ اُٹھا کر بستر پر بیٹھی گُلِ لَیلیٰ کو بے یقینی سے دیکھا۔ اُسے جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ کُشن اُسے ہی مارنے کی نیت سے پھینکا گیا تھا اور یہ اُن طیش سے گھورتی بادامی آنکھوں سے فاصلے پر بھی اُس نے پڑھ لیا۔

"یہ کیسا اِستقبال ہے؟" جُھک کر کُشن اُٹھاتے ہوئے اُس نے پُر مزاح لہجے میں پوچھا۔

"تمہارے شایانِ شان۔" چیخ کر کہتے ہوئے اُس نے سُبکتگین حیدر کی مُسکراہٹ معدوم کر دی۔ کُشن پھُول کی مانند لگا تھا، وہ خفگی اور انداز نہیں۔

✓ رَستہ ہے، وہی پاؤں وہی، دُھول وہی ہے

اَب تک دلِ آوارہ کا معمول وہی ہے

آتا ہے وہ دِل میں تو بُھلا دیتا ہے سب کچھ

ہے یاد وہی میری، میری بُھول وہی ہے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

مَعقول نہ ہو دل سے کسی دل کا دَھڑکنا

سینوں کی روایت سے تو منقول وہی ہے

یہ کون شجر ہے مُجھے تھکنے نہیں دیتا

سایہ ہے وہی، پَھل ہے وہی، پُھول وہی ہے

وہ دِل جو تیری یاد میں کارِ دو جہاں سے

فارغ ہے حقیقت میں تو مشغول وہی ہے

ہم لوگ کہاں تھے تیری درگاہ کے قابل

سُنتے تھے جو قابل نہیں، مقبول وہی ہے

معروف ہے اِک عالم اَربابِ نظر میں

اے سادگی! یہ بندۂ مَجہول وہی ہے۔۔۔

(افتخار شفیع)

وہ جانتا تھا کہ اُسکے جانے کے بعد پیچھے سے حَسن انکل اور آفرین آنٹی کتنا پریشان ہوئے ہوں گے اور گُل۔۔۔وہ تو دوبارہ کبھی اُسکی شکل نہیں دیکھے گی مگر اُسے جانا تھا واپس، اپنے لیئے نہ سہی سکینہ کے لیئے۔ حَسن انکل کے کمرے میں ایک خط رکھ کر بس سٹینڈ پر آکر اُس نے ٹکٹ خریدا۔ اُسے معلوم تھا کہ نثار حیدر نے کئی لوگ اُسکی کھوج میں پھیلا رکھے تھے جو کراچی تک آ پُہنچے تھے مگر یہاں سے اُسے نہیں مِلنا تھا۔ پیچھے رہ جانے والوں کے لیئے اُس نے کوئی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اِیسی مُشکل نہیں چُھوڑنی تھی کہ وہ ساری عُمر آگے نہ بڑھ سکیں۔اُس نے ایک سال کا وقفہ خود کو سنبھالنے کے لیئے، اپنے ذہن کو یکجا کرنے کے لیئے لیا تھا مگر اَب وہ اپنی بہن کی حفاظت کر سکتا تھا، اُسکی دیکھ بھال اُسے ہی کرنی تھی کیونکہ اُسکو معلوم تھا کہ نثار حیدر، ماہ پارہ نامی عورت کو اپنے گھر لا چُکے ہوں گے اور سکینہ نانو کے گھر ہو گی۔بس نے کراچی کی سَرزمین کو چُھوڑا تب بھی اُسکی آنکھیں نہیں بھیگیں۔وہ گیارہ سال کا بچہ یک دَم بہت بڑا اور مُدبر ہو گیا تھا۔

"ساتھ کون ہے، بیٹا؟" اُسکو کھڑکی سے باہر دیکھتے پا کر ساتھ بیٹھی عورت نے ہلا کر پوچھا جبکہ نگین نے چونک کر اُنکو دیکھا۔

"کوئی نہیں!" مُختصر کہہ کر اُس عورت کو حیران چُھوڑ کر پھر سے باہر دیکھنے لگا۔عورت جو کچھ اور بھی ہمدردی سے پوچھنا چاہتی تھی، چُپ کر گئی۔کئی گھنٹوں کے سفر میں گاڑی ہر جگہ پر رُکی۔کسی سے بھی بات کیئے بغیر، مدد لیئے بغیر اُس نے اپنے کھانے پینے کا اِنتظام خود کیا اور پھر بس ایبٹ آباد پُہنچ گئی۔بس کے سٹیشن پر رُکتے ہی، پیک بیگ کندھوں پر سنبھال کر باہر آتے ہوئے اُس نے گہرا سانس لیا۔یہ جگہ اُسکی اپنی تھی۔یہاں اُسکی ماں اور بہن اُسکے ساتھ ایک سال پہلے تک سانس لیتی تھیں۔چند لمحے یونہی کھڑے رہنے کے بعد اُس نے باہر آ کر کھڑی ٹیکسی کو ہاتھ ہلا کر روکا اور اندر بیٹھ گیا۔

"کہاں جانا ہے، بیٹا؟" بزرگ آدمی نے چہرہ پھیرے بغیر نرمی سے پوچھا جبکہ نگین نے جیب سے نانی کا نمبر نِکال کر پرچی اُنکو تھما دی۔چند منٹ بعد ہی وہ نانی کے دروازے پر تھا۔دروازہ کھٹکھٹا کر چند قدم دُور کھڑی گاڑی تک اُسکی نگاہ جانے سے قبل دروازہ کُھل گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سُبکتگین!" نانو اُسے دیکھ کر ہک دَق رہ گئیں۔

"اسلام و علیکم، نانو!" اُسکی سنجیدہ آواز پر پر رقیہ بیگم نے چھلکتے آنسوؤں کے ساتھ آگے بڑھ کر اُسکو سینے سے لگایا۔

"کہاں چلے گئے تھے، تم۔۔۔ کتنا تلاش کیا ہم نے۔۔۔" وہ روتی جا رہی تھیں جبکہ نگین کا چہرہ یونہی سپاٹ رہا۔

"میری شہر بانو کو دفن کر کے کہاں چلے گئے تھے، میرے بچے۔" پیچھے ہو کر اُسکا سَرد چہرہ ہاتھوں میں بَھر کر چومتے ہوئے وہ دیوانی ہو رہی تھیں۔ نگین کو ندامت ہونے لگی۔ کم اَز کم اُسکو اُنہیں تنہا نہیں کرنا چاہیئے تھا لیکن اگر وہ یہاں رہتا تو اپنے ساتھ جُڑی دو محبوب ہستیوں کے لیئے کبھی مضبوط ڈھال نہیں بن سکتا تھا۔ اُسے خود کے لیئے جو وقت دَرکار تھا، وہ گُزار آیا تھا اَب باقی کی ساری زندگی حفاظت اور تحفظ کے نام ہونی تھی۔

"سکینہ کہاں ہے، نانو؟" رقیہ بیگم کے ہاتھ نرمی سے سہلا کر اُس نے آہستگی سے پوچھا۔

"نانو! کہاں رہ۔۔۔" تیرہ سالہ بچی بھاگ کر باہر نکلی تبھی اُسکی نظر سامنے کھڑے لڑکی تک گئی۔

"نگین۔۔۔!" وہ اِس قدر بُلند آواز میں، جُوش سے چیخی کے اندر بیٹھے نثار حیدر یک دَم چونک کر سیدھے ہوئے اور پھر زندگی میں پہلی بار بھاگ کر باہر کو لپکے اور دروازے پر اُنکے قدم زنجیر ہو گئے۔ سکینہ سے گلے مِلتا لڑکا جسے وہ پورے ایک سال بعد دیکھ رہے تھے، وہ اُنکی پہلی، لاڈلی اولاد، سُبکتگین حیدر تھا۔

"تم۔۔۔ میں نے تمہیں اِتنا یاد کیا۔۔۔" سکینہ آنکھیں مَسل کر پیچھے ہوئی جبکہ نگین نے مُحبت سے اُسکا چہرہ تھپتھپا کر ماتھے پر پیار کیا۔

"آپ دونوں کے لیئے آیا ہوں۔" نانو کے ہاتھ تھام کر آنکھوں سے لگا کر کہتے ہوئے اُس نے رقیہ بیگم کی آنکھوں کو جھلملانے پر مجبور کر دیا۔ وہ کتنی ہی دیر تک اُسکا سنجیدہ، سَرد چہرہ دیکھتی رہیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سُبک۔۔۔" اُس آواز پر چونک کر اُس نے چہرہ پھیرا اور دروازے پر پتھر ہوئے شخص کو دیکھ کر جِس تیزی سے اُسکے چہرے کے تاثرات بدلے، سکینہ اور نانو نے ٹھٹک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"نانو! میں سکینہ کو لینے آیا ہوں۔" دروازے پر اِیستادہ مَرد کو نظر انداز کر کے اُس نے رقیہ بیگم کو دیکھا۔

"آج یہیں رہو۔ نثار کل آجائے گا تم دون۔۔۔" رقیہ بیگم کی بات اُس نے نرمی سے درمیان میں قطع کر دی۔

"میں اور سکینہ کہیں اور جائیں گے۔" نانو کو دیکھ کر کہتے ہوئے اُس نے نثار حیدر کو جھنجھوڑ کر رکھ۔ بیدار ہو کر وہ سیڑھیاں اُتر کر نیچے آئے۔

"سُبک۔۔۔ سُبک تم۔۔۔۔"

"یہ آپکے گھر کیا کر رہے ہیں؟" نگین کے کڑے سوال پر نثار حیدر کا چہرہ پھیکا پڑا۔

"اِنکو یہاں سے روانہ کریں ورنہ مُجھے اجازت دیں۔" رقیہ بیگم اُس سَرد، سنجیدگی پر ٹھٹک گئیں۔ سُبکتگین کو اِتنا سنجیدہ، سخت اور اجنبی اُنہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"سُبک میں۔۔۔" نثار حیدر کے آگے بڑھنے پر وہ چند قدم بروقت پیچھے ہوا۔

"یہ تمہارا گھر ہے میرے بیٹے۔ تم۔۔۔ کیوں کہیں جاؤ گے۔" اُسکے جانے کے اِرادے کو بھانپ کر رقیہ بیگم نے بھیگتے لہجے میں کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تو پھر اِنکو چلتا کریں۔ میں اپنے گھر میں کسی غیر کو نہیں دیکھنا چاہتا۔" نانو کا بازو تھپتھپا کر نرمی سے کہہ کر سکینہ کا ہاتھ تھام کر وہ ساکت و جامد رہ جاتے نثار حیدر کے برابر سے ہو کر گُزر گیا۔ لکڑی کا دروازہ بند ہونے پر اُنہوں نے ہوش میں آ کر گہرا سانس لیا۔

"تم پریشان نہ ہو بیٹا۔۔۔۔ وہ کچھ دِن میں تمہارے ساتھ چلے گا۔" رقیہ بیگم نے نرمی سے کہا جبکہ اُنکی حلاوت پر نثار حیدر مزید ندامت اور پھٹتے دِل کے ساتھ مُضمحل قدموں سے کچھ کہے بغیر دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ رقیہ بیگم اِس بار غلط تھیں۔ سال پر سال گُزرتے چلے گئے مگر سُبکتگین حیدر اپنی بہن سکینہ حیدر کے ساتھ دوبارہ کبھی پلٹ کر **'حیدر منزل'** کبھی نہیں گیا۔ اُس نے یہ بھی بُھلا دیا کہ اُسکا کوئی باپ بھی ہے۔ سکینہ کو نانو کے گھر چُھوڑ کر سکول میں ہاسٹل رہتے ہوئے ساتھ ساتھ وہ جابز بھی کر رہا تھا۔ اُسے اپنی بہن کے فیوچر کو سیکوئیر کرنے کے لیئے جلد اَز جلد خود مُختار ہونا تھا تاکہ کہیں وہ خود کبھی بے غیرت بَن کر دولت کے رعب میں نہیں آ سکے۔ وہ جب نویں جماعت میں تھا تب سکینہ کالج میں تھی۔ یہ اُنہی دِنوں کی بات ہے جب اُسکی زندگی میں وجی نامی مخلوق آئی تھی۔ وہ سکول کا نیا ایڈمیشن تھا اور حد سے زیادہ باتونی۔ پوری باتونی کلاس چُھوڑ کر اُسکو سب سے زیادہ دوستی کے لیئے جو پسند آیا وہ خاموش، اپنے کام سے کام رکھنے والا سنجیدہ سا سُبکتگین حیدر تھا۔

"یہاں کوئی بیٹھا ہے؟"

"نہیں!"

"تو میں بیٹھ جاؤں؟"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نہیں!" اِس بار اُسکی نہیں نظر انداز کر کے بیگ پھینک کر دَھپ سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ سُبکتگین نے ایک پَل کو کتاب سے نظریں ہٹائیں اور دوسرے پَل سَر جھٹک دیا۔

"میرا نام وجدان ہے۔" اُسے آئے ایک ہفتہ ہو چُکا تھا مگر اِس لڑکے کے علاوہ سب سے اُسکی سلام دُعا تھی تبھی تعارف کروایا گیا۔

"اگر یہاں بیٹھنا ہے تو صِرف سانس لینا۔" کمپیوٹر کی کتاب نکال کر سخت لہجے میں تنبیہہ آئی۔

"واہ بھئی! تڑیاں تو چیک کرو۔" وجی نے اُسکی سختی ہوا میں اُڑا دی۔

"میں تو سانس لینے کے علاوہ بولوں گا بھی، تم سے دوستی بھی کروں گا اور تمہارا جینا بھی حرام۔۔۔"

"سَر! نیو کمر کی جگہ چینج کر دیں۔" اُسکی بات مُنقطع کر کے اُس نے اندر آتے اُستاد کو دیکھ کر اِیسی سنجیدگی سے کہا کہ وجدان کے ہاتھ کے طوطے اُڑ گئے۔

"وجدان!" سَر کو معلوم تھا کہ وہ اچھا خاصہ شریر لڑکا ہے۔

"سَر! اِس نے خود مُجھے اپنے ساتھ بیٹھنے کو کہا۔" وجدان کی اگلی بات پر سَر تو اپنے کام میں مصروف ہو گئے مگر سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر اُسکو اِیسی سَرد نظروں سے دیکھا کہ گڑبڑا گیا۔

"یار کیا! گھورنے کے بجائے دوستی کر لو مُجھ سے۔" وجدان کو معلوم ہو گیا کہ دھونس سے اِس میسنے کا دوست نہیں بنا جا سکتا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اگلی کلاس میں شرافت سے یہاں سے اُٹھ جانا اگر خاموش نہیں رہا جا سکتا۔" اُسکی دوہائی کو نظر انداز کر کے سُبکتگین اپنی کہہ کر کام کی جانب متوجہ ہو گیا جبکہ وجدان بُرے بُرے مُنہ بناتا ہوا خاموش بیٹھنے کی ہمت خود میں لا رہا تھا۔ اُسے بس کچھ دیر خاموش رہنا تھا اور بس پھر اِسکا دوست بن کر عُمر بَھر اِسکے کان کھانے تھے۔ شرارتی، مُصمم اِرادے والی نظریں خود پر اچھی طرح محسوس کرنے کے باجود سُبکتگین نے سارا دھیان لیکچر کی جانب لگا لیا۔ اِسکی خاموشی اور آدم بے زاری سے تنگ آ کر ساتھ بیٹھے لڑکے نے خود ہی بھاگ جانا تھا لیکن آنے والے کئی دِن، مہینوں اور سالوں نے اُسے اِس ایک بات میں بہت بُری طرح غلط ثابت کر دیا۔ وہ نہ صرف اُسکے ساتھ کئی مہینے تک خاموشی سے بیٹھتا رہا بلکہ اُسکا دوست بن کر عُمر بَھر کے لیئے اُسکے جوڑوں میں بھی بیٹھ گیا۔ وہ بول بول کر اُسے بھی زِچ کر کے بولتے رہنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ دوستی کبھی نہ کرنے کے سُبکتگین کے دعوے کا اُس نے بڑی دُھوم دھام سے جنازہ نکالا تھا کہ پورے سکول، کالج اور پھر جہاں جہاں وہ دونوں جاتے اُنکی دوستی کی مثال دی جانے لگی اور ایک دِن اُن دونوں پر زندگی کا اِنتہائی بُرا اور کڑا وقت بھی ایک ساتھ ہی آیا۔ اِیسا وقت جِس نے وجدان اور سُبکتگین کی شخصیت کی بُنیادیں ہلا دیں۔ جِس نے دوستی کے مفہوم کو بدل کر رکھ دیا۔ جِس نے اُنکے اندر باہر کو زخمی کرنے کے باوجود اُنہیں دوستی سے بھی قریبی مقدس رشتے میں جوڑ دیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی اذیتوں کے چشم دید گواہ بننے والے تھے۔ دوستی سے آگے کی شروعات ہونے والی تھی۔ زندگی کے آگے سے آگے بڑھتے سالوں میں، آگے مِلنی والی ہر اذیت اور غم میں اُسکے ذہن اور دِل پر لیونڈرز جیسی یاد ہمیشہ نقش رہی۔ اُس جنت نظیر گھر کو وہ کبھی نہیں بُھلا سکا۔ وجدان اور سکینہ کی موجودگی میں سب اور شدت سے یاد آتا تھا مگر کچھ تکلیفیں ہوتی ہیں جو اِنسان کو بجتے ڈھول کی طرح اندر سے خالی کر دیتی ہیں اور باہر سے سب چلتا رہتا ہے۔ اِیسا ہی ایک غم یونیورسٹی کے زمانے میں اُنکو مِلنے والا تھا۔ اُس نے وجدان اور سکینہ کا نکاح، وجدان کی پسند پر کروایا تھا حالانکہ سکینہ، وجدان سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

دو سال بڑی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اگر اِیسا نہ بھی ہوتا تب بھی سکینہ کے لیئے جیسا مَرد سُبکتگین چاہتا تھا وہ وجدان ہی ہو سکتا تھا۔

✓ رنجِ فراقِ یار میں رُسوا نہیں ہوا

اِتنا میں چُپ ہوا کہ تماشا نہیں ہوا

اِیسا سفر ہے جِس میں کوئی ہمسفر نہیں

رَستہ ہے اِس طرح کا جو دیکھا نہیں ہوا

مُشکل ہوا ہے رہنا ہمیں اِس دِیار میں

بَرسوں یہاں رہے ہیں، یہ اپنا نہیں ہوا

وہ کام شاہِ شہر سے یا شہر سے ہوا

جو کام بھی ہوا ہے، وہ اچھا نہیں ہوا

مِلنا تھا ایک بار اُسے پھر کہیں مُنیر

اِیسا میں چاہتا تھا پر اِیسا نہیں ہوا۔۔۔

(مُنیر نیازی)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جب تمہارے بابا کو لے آؤں تب تو اِیسے اِستقبال نہ کرنا۔" مُسکرا کر کمرے کی روشنیاں آگے بڑھ کر مدہم کیں۔ اُسے لَیلیٰ کی جانب سے کسی حملے کی توقع تھی مگر اُسکی جانب سے خاموشی پر چونک کر پلٹا۔ چہرہ جُھکا کر نیچے مُسلسل دیکھتی لَیلیٰ اُسے عجیب سی کیفیت سے دوچار کر گئی۔

"گُلِ لَیلیٰ!" اُسکی پُکار پر خفا چہرہ نہیں اُٹھا۔

"تم نے کھانا کھالیا نہ؟" اُسکو تشویش گھیرنے لگی مگر جواب پِھر نہیں آیا۔

"جیپ کی آواز نے تمہاری نیند ڈسٹرب کر دی ہو گی۔" نرمی سے معذرت خواہانہ لہجے میں کہتے ہوئے جیسے ہی آگے بڑھا، تفکر سے سیاہ بھنویں اکھٹی ہوئیں۔ سب بُھول کر ایک گھُٹنا موڑ کے اُس نے خود کو لَیلیٰ کے قدموں میں بیٹھتے پایا۔

"تم۔۔۔ تم ٹھیک ہو؟" اُسکی جانب سے مکمل خاموشی اچھی نہیں تھی۔ وہ اُس سے لڑتی جھگڑتی ہی ہر منظر میں جان ڈالتی تھی۔

"گُلِ لَیلیٰ!" سُبکتگین کو اُسکی ٹھوڑی چُھو کر چہرہ اُٹھانا پڑا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ مزاحمت سے اُسکا ہاتھ نہیں جھٹکا گیا۔ بادامی آنکھوں میں جمع ہوتے آنسو دیکھ کر سُبکتگین حیدر کا دِل دَھک سے رہ گیا۔ اِن آنکھوں میں وہ کبھی آنسو نہیں دیکھنا چاہتا تھا کیونکہ یہ آنکھیں کسی کے سامنے نہیں روتی تھیں۔ چہرہ اُٹھائے جانے پر دو آنسو پِھسل کر سُبکتگین کے تھوڑی کو تھام رکھے ہاتھ پر گِرے۔ بے یقینی سے سنبھل کر دُکھتے دِل کے ساتھ اُسے اُس محبوب چہرے کی تکلیف اور حِزن نے غم زدہ کر دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم۔۔۔روکیوں رہی ہو؟" بامُشکل پوچھے جانے والے سوال پر بادامی آنکھیں لرز کر اُٹھیں اور سیاہ آنکھوں سے ٹکرائیں۔

"م۔۔۔میرے پاؤں میں دَرد ہے۔" بَھرم رکھنے کو کہا بھی تو کیا۔ سُبکتگین چند لمحے بغور اُن بھیگتی آنکھوں کو دیکھتا رہا اور پِھر نرمی سے اُسکے چہرے کے دونوں جانب ہاتھ رکھ کر آنسو اِیسی محویت سے سمیٹے کہ لَیلیٰ کا دِل کانوں میں آ کر دھڑک اُٹھا۔

"تم سے کِس ظالم نے اِتنا مارچ کرنے کو کہا ہے۔" اُسکا چہرہ چھوڑ کر قدرے پیچھے کو ہوتے اُسکے پاؤں کو دیکھا جو ابھی تک سُرخ تھے۔

"کسی نے بھی نہیں۔" اُسکی توجہ پا کر آنسو خود بخود پیچھے ہٹنے لگے۔

"تو پِھر کیوں تھکاتی ہو خود کو؟" اُس لہجے کی اپنائیت پر سیاہ پلکیں تیزی سے جُھکیں اور پِھر اپنے حُجم سے پھیل گئیں۔ دِل کی دھڑکنیں اُس شخص کے اگلے عمل پر بے ہنگم ہونے لگیں۔ اُسکے دونوں پاؤں اُٹھا کر اپنے گُھٹنوں پر رکھتے ہوئے وہ نرمی سے دبانے لگا تھا۔

"اِتنی سی تو ہو تم۔۔۔اور چل چل کر کے خود کو کتنا تھکاتی ہو۔" چہرہ جُھکا کر وہ دھیرے سے مُسکرایا اور سارا نیم تاریک کمرہ روشن ہو گیا۔

"کتنی سی ہوں میں؟" اُسکے چمکتے اِستفسار پر سُبکتگین نے چہرہ اُٹھایا۔ بادامی آنکھوں کی چمک دِل و نگاہ کو خیرہ کر دینے کے دَرپے تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اِتنی سی کہ اگر میں تمہیں دِل میں چُھپالوں تو کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو کہ گُلِ لَیلیٰ کہاں گئی۔" اُسکا نرم لَمس پاؤں کی ساری تھکاوٹ اپنے ہاتھوں میں جذب کر رہا تھا مگر وہ الفاظ۔۔۔اِس بار لَیلیٰ کو اپنے رنگ بدلتے چہرے کی خبر تھی تبھی چہرہ تیزی سے جُھکا لیا جبکہ ٹھٹکتا سُبکتگین متعجب ہو کر اُن آتے جاتے رنگوں کو دیکھنے لگا جو بہار کے جانے کے اعلان پر بھی دوڑے چلے آئے تھے۔

"مُبالغہ آرائی کی بھی حد ہوتی ہے۔اِتنی چُھوٹی بھی نہیں ہوں میں۔" قابلِ اعتراض دِل میں سب سے چُھپائے جانا نہیں لگا تھا۔ سُبکتگین حیدر کے دِل کی مُرجھاتی کلی کِھل اُٹھی۔وہ اُس حُسن کو دلچسپی سے دیکھتے رہا جِس پر دیوان لکھے جاسکتے تھے مگر معاملہ یوں ہے کہ سُبکتگین حیدر شاعر نہیں تھا۔

✓تُو نے بخشا ہے خِزاں رُت کو بہاروں کا فُسوں

اِیسے جذبوں کی کرامت مُجھے واپس کر دو۔۔۔

(نیر رانی شفق)

"کچھ سکون مِلا؟" خُود کو اُس سحر سے آزاد کروا کر با مُشکل چہرہ جُھکا کر پوچھا۔چہرہ جُھکانے پر سارے بے ترتیب بال ہوا کی وجہ سے ماتھے پر گِرتے چلے گئے۔

"ہمم! بہت۔" وہ تیور نہیں دِکھا رہا تھا تبھی سب کچھ تقویت پُہنچا رہا تھا۔اِیسے مُحبت کا گُمان ہونے لگتا تھا۔ہالہ سرور کہیں پسِ منظر میں تحلیل ہو گئی تھی۔چہرہ جُھکا کر بیٹھے، گھنے سیاہ بالوں والے شخص کو دیکھتے دِل میں کچھ پھر سے سرائیت کرنے لگا۔یہ مَنظر اُن بادامی آنکھوں نے پہلے بھی دیکھ رہا تھا۔بے اِختیار ہاتھ اِس خواہش کے ساتھ اُٹھا کے وہ بال سنوار سکے۔لرزتی اُنگلیاں قریب پُہنچ گئیں اور تبھی طویل ہوتی خاموشی پر سُبکتگین نے چہرہ اُٹھایا اور

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

عین اُسی وقت لَیلیٰ نے ہاتھ آگے بڑھا کر ماتھے پر بکھرتے بالوں کو اُنگلیوں کی مدد سے چُھو کر سُبکتگین حیدر کو ساکن کر دیا۔ سیاہ آنکھیں نا سمجھی سے بادامی آنکھوں میں موجزن تاثرات کو دیکھنے لگیں۔

✓یہ خاکِ گُمشدہ تمہارے ہاتھ کِس طرح لگی

تمہاری اُنگلیوں پر ہم شُمار کیسے ہو گئے۔۔۔

(مُحمد فیضی)

"تم سہی کہہ رہے تھے، سُبکتگین۔" اُسکے بال نرمی سے پیچھے کر کے عین اُن سیاہ آنکھوں میں دیکھ کر اُس نے اِتنا مدہم کہا کہ سُبکتگین کی دھڑکتی دَھڑکنوں نے بامُشکل سُنا۔

"کیا۔۔۔؟" اُسکو واقعی اُن بادامی آنکھوں کے پار اُترتے جذبوں کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"وہی۔۔۔ جُدا ہونے سے کیا ہوتا ہے۔" اگلی بات اِیسے ناز سے باور کروائی گئی کہ سُبکتگین حیدر کا دِل اور دھڑکن ایک ساتھ ٹھہر گئیں۔ لمحہ لگا تھا اُسے اِس بات کے محور کو سمجھنے کے لیئے۔ سُبکتگین حیدر کو لگا وہ اِنہی قدموں میں قربان ہو جائے گا۔

"ہاں!" اُسے جیسے سُننے میں غلطی ہوئی تھی۔

"تمہاری وجہ سے میرے پاؤں کا یہ حال ہوا ہے۔" دھک رہ جاتے دِل سے اُسکو اپنے الفاظ پر وسیس ہو کر سُنائی دیئے تبھی سنوارے بالر جلدی سے بگاڑ کر رکھ دیئے۔

"گُلِ لَیلیٰ!" اُس افتاد پر سب بُھول کر وہ تیزی سے پیچھے ہوا اور اُسکے چہرے کے تاثرات پر لَیلیٰ کِھلکھلا کر ہنستی چلی گئی۔ بائیں ہاتھ کی مدد سے بال پیچھے کرتے سُبکتگین کا ہاتھ اور ہستی عین وقت تھم گئے۔ وہ ہنسی اپنی موجودگی سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

زندگی پر طاری ہوتی لافانی بہار پر مُہر تھی۔ وہ ہنسی اِتنی دلکش اور پیاری تھی کہ سُبکتگین حیدر کی زندگی کے خسارے تقویت پا سکتے تھے۔ اپنی ہنسی روک کر لَیلیٰ نے اُس محو سیاہ آنکھوں کو لرزتے دِل سے دیکھا۔ ایک ہاتھ سے اُسکا پیر تھامے وہ اِیسی حیرانگی بَھری معصومیت سے اُس چہرے کے نقوش اور سمٹتی ہنسی دیکھ رہا تھا جیسے اِس دُنیا میں دیکھنے لائق یہی آخری منظر بچا ہوا۔

✓میں دیکھ سکتا ہوں

اُن خوابوں کو

جِن میں تمہیں داخل ہو جانا ہے

میرے اطراف کی نیندوں سے

ہاتھ چُھڑاتے ہوئے

دیکھ سکتا ہوں

تمہیں بہت دُور جاتے ہوئے

ہاتھ ہلائے بغیر!

اور اُن اندھیروں کو

دیکھ سکتا ہوں

جِن کی جانب ہمیں دھکیل دیا جائے گا

پِھر بھی!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کوئی کہاں تک دیکھ سکتا ہے۔۔۔

(ابرار احمد)

لَیلیٰ نے اُسکی محویت پر اپنا دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پھیلائی۔ اُسکی ذات میں طاری ہوتے جمود پر یک دَم، بروقت وقفہ لگا دیا گیا۔ چونکتے سُبکتگین نے اُس پھیلے ہاتھ کو دیکھا اور قبل اِسکے ہاتھ بڑھا کر اپنا بَھرم کھوتا۔۔۔

"تمہارا سیل فون!" لَیلیٰ نے اُسکا بَھرم رکھ لیا۔ بغیر کچھ سوال کیئے اُس نے سنبھل کر جیب سے سیل فون نکال کر اُسکی پھیلی ہتھیلی پر رکھا۔

"پیٹرن ہے یا پِن؟" کھولے بغیر سوال آیا۔

"دونوں!"

"پیٹرن بتاؤ! "

"ایل!" اُسکے کہے جانے پر فون کو روشن کرتی لَیلیٰ نے چونک کر اُسکو دیکھا۔

"بے فکر رہو، یہ تم سے ملنے سے پہلے کا ہے۔" اُسکی جس طرح تشفی کروائی گئی، لَیلیٰ چند پَل اُسے دیکھتی رہی پِھر خود کو ڈپٹ کر روشن سکرین کو دیکھا اور پِھر سے ٹھٹک گئی۔ لاک سکرین پر کسی کم عُمر بچے اور بچی کا سکیچ تھا۔ بچی سیڑھیوں پر چہرہ جُھکا کر بیٹھے بچے کے بالوں کو چُھو کر پیچھے کر رہی تھی۔ اِس بار وہ چہرہ اُٹھا کر دیکھ نہیں سکی۔ سُبکتگین اُسکی جانب اَب متوجہ ہونے کے بجائے پِھر سے اُسکے پاؤں دبانے لگا۔ دھڑکتے دِل سے پیٹرن لگا کر اُس نے ہوم سکرین کو دیکھا وہاں بھی ویسا ہی سکیچ تھا مگر منظر مُختلف تھا۔ کوئی لڑکی اُونچائی پر کھڑی نیچے ڈھالان پر کھڑے مَرد پر چھتری تانے کھڑی تھی۔ وہ نہ دھڑک اُٹھتی اگر جو اِس منظر کو نہ پہچانتی ہوتی۔ لَیلیٰ یقین سے کہہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سکتی تھی کہ چھتری تھماتی لڑکی وہی تھی اور نیچے کھڑا مَرد، سُبکتگین حیدر لیکن یہ تصویر کیا **'اے آئی'** تھی؟ اُسے تو ہاتھ سے بنائے سکیچ لگ رہے تھے۔

"میرے پاس تمہارا نمبر نہیں ہے۔" طویل ہوتی خاموشی اُس کو نہ جانے اپنے لیئے محسوس ہوئی تھی کہ وضاحت کرنی ہی پڑی۔

"ہمم!" سُبکتگین نے چہرہ نہیں اُٹھایا۔

"ضرورت پڑ جاتی ہے۔ جیسے آج پ۔۔۔" وہ جو روانی سے کہنے لگی تھی بروقت ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر ٹھہر گئی۔ سُبکتگین نے چہرہ اُٹھا کر اُسکو دیکھا جسکی گود میں سیل فون اِیسے سلپ ہو کر گِرا تھا جیسے کوئی راز کی بات نکلنے سے روکنے کو ہاتھوں سے فون جانے دیا گیا ہو۔

"تم۔۔۔" وہ جو بہت کچھ بھانپ کر کہنے لگا تھا، اُس چہرے کے بوکھلاتے، بدحواس تاثرات پر ٹھہر گیا۔

"تم کہیں کراچی جانے کے لیئے تو نہیں۔۔۔" اُسکی بات پر جُھکتی گردن تیزی سے اُٹھ کر تن گئی۔ بوکھلاہٹ اور بدحواسی فوراً سے اُڑنچھو ہوئی۔ شُکر ہے اُس نے کچھ سمجھا نہیں تھا ورنہ اُسکو زمین کھود کر اندر دفن ہونا پڑتا مارے ندامت کے۔ اُسکی صُبح گھر سے نکلنے سے قبل کہی جانے والی باتیں کوئی بُھولی نہیں تھی۔

"ایک دِن کی تو بات ہے۔ تم جاؤ لیکن خبردار جو فون بند رکھا تو۔" اپنا نمبر اُسکے فون میں سیو کر کے وہاں سے مِس بیل اپنے نمبر پر دیتے ہوئے اُس نے تنبیہہ کی جبکہ سُبکتگین مُسکرا دیا۔

"پوری رات منع نہیں کروں گی تو یونہی بیٹھے رہو گے۔" اُسکا سیل فون پاور ڈ آف کر کے اُسکی قمیض کی عین سامنے بنی جیب میں رکھ کر اُس نے مُسکرا کر کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اِس میں حرج کیا ہے۔" وہ جو اُسے سیل فون پاورڈ آف کرتے دیکھ چُکا تھا، نرمی سے مُسکرا دیا۔ اِس ناپسندیدگی، لڑائی جھگڑے میں بھی اُس نے غیر اِرادتاً اُسکا خیال کیا تھا۔ چلتا یعنی آن سیل فون سرہانے رکھنا یا سامنے والی قمیض کی جیب میں رکھنا مُضرِ صحت ہوتا ہے۔

"طعنے مِلیں گے تمہیں۔" کہہ کر اُس نے نرمی سے اپنے پاؤں پیچھے کیئے۔ سُبکتگین نے اپنی گرفت چُھوڑ دی۔

"کیسے طعنے؟" اُٹھ کھڑے ہوتے ہوئے اُس نے ناسمجھی سے پوچھا جبکہ لَیلیٰ کو اُسکی ناسمجھی پر بڑے زور کی ہنسی آئی۔

"زَن مُرید ہونے کے۔" مُسکراہٹ دبا کر چمکتی آنکھوں سے کہتے ہوئے وہ سُبکتگین حیدر کو قہقہ لگانے پر مجبور کر گئی۔ لَیلیٰ کی مُسکراہٹ سِمٹی، ٹھہرتے دِل سے چونک کر اُس بے طرح ہنستے وجیہہ مَرد کو دیکھتی رہی۔ نہ جانے وہ وجیہہ تھا یا اُسکی آنکھوں کو خوبصورت لگتا تھا؟

"لاحول ولا قوۃ!" سَر جھٹک کر اُس نے خود کو بُری طرح ڈپٹ کر سیدھا کیا۔ یہاں تعلق کا دھارا ختم ہونے کو تھا اور اُسکے دِل کو ہری ہری سُوجھ رہی تھی۔ وہ خواب جو آنکھ نے اوئل دِنوں میں دیکھا تھا وہ گُلِ لَیلیٰ حَسن کے دِل سے ابھی تک رُخصت نہیں ہو سکا تھا اور راہ بدلنے کی گھڑی قریب آ لگی تھی۔ باہر چاند رستاروں سے مُزین رات قطرہ قطرہ پگھلنے کو تھی۔

"صِرف زَن مُرید؟ میں تو خُود سے مَنسُوب عورت کے لیئے جان قربان کر سکتا ہوں۔" آنکھ کا گوشہ شہادت کی اُنگلی سے صاف کرتے ہوئے اُس نے اِیسی بات کہہ دی کہ گُلِ لَیلیٰ حَسن کے دماغ کی مزاحمت کرتی ساری کوششیں دم توڑ گئیں۔ بالآخر صیاد کے دام میں صید آ گیا تھا۔ پنجرہ کُھلنے سے کچھ گھنٹے قبل قید کرنے والے صیاد سے اُلفت کا تیر اَسیر قیدی کے عین دِل کے مقام پر جا کر پیوست ہوا اور قیدی ششدر، تیز ہوتی دھڑکنوں سے صیاد کو خوفزدہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

نظروں سے دیکھنے لگ گیا کیونکہ صیاد بے خبر اور لاعِلم تھا۔ سُبکتگین حیدر کو گُلِ لیلیٰ پر گُزرتی قیامت کی کچھ خبر نہیں تھی۔

✓ جشنِ طرب کی دَرد کے ماروں کو کیا خبر

روشن سَحر کی ڈوبتے تاروں کو کیا خبر

جب ساتھ چُھوٹ جائے تو دَھڑکن تھمے مگر

رہرو کے دِل کی راہ گُزاروں کو کیا خبر

کِس نے نبھائی رسمِ وفا جاں پہ کھیل کر

اِسکی ہمارے جاں سے پیاروں کو کیا خبر

طُوفاں کیسے کیسے لہو میں ہوئے بپا

گردابِ جاں سے دُور کناروں کو کیا خبر

اِلزام اِسکا راہنمائی کے سَر ہے کیوں

ناؤ کے ڈوبنے کی مِناروں کو کیا خبر

پِندارِ دَرد اَب ہے مسیحا سے بے نیاز

اِس کی مگر ساتھ سہاروں کو کیا خبر

یہ نقدِ جاں لُٹا کر بچا کچھ نہیں مگر

ثاقب کتابِ دِل کے خساروں کو کیا خبر۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

(حُسین ثاقب)

"کِس کو کالز کر رہا ہے؟" وہ جو سُپر وائیزر کے آفس سے نکل کر کب سے وجدان کو تلاش کر رہا تھا، راہداری میں اُسے بے چینی سے کالز مِلاتا دیکھ کر تیزی سے اُس تک آیا۔

"یار۔۔۔دَریا کو۔" وجدان نے اُسکو دیکھ کر پریشانی سے کہا۔

"تو پریشانی کِس بات کی ہے۔ مصروف ہو گی جامعہ میں۔" سُبکتگین نے اُسکا شانہ تھپک کر تسلی دینی چاہی لیکن ٹھٹک گیا۔

"کوئی اور بات بھی ہے نہ۔۔۔شرافت سے اُگل دے۔" سُبکتگین کا ماتھا اُسکے انداز پر ٹھٹک گیا۔ اِیسا ہو نہیں سکتا تھا کہ وجدان اُسکو کوئی بات بتانے سے چُوک جائے۔

"یار۔۔۔وہ۔۔۔" وجدان نے بات کو گُھمانے کا سوچا مگر سُبکتگین کی کڑی، سَرد نظروں سے مُقابلہ کرنے کا چارہ کِس کے پاس تھا۔

"یار ہالہ سروریا۔۔۔یاد ہے؟" وجدان کے انداز پر سُبکتگین نے اُسکو کڑی نظروں سے گُھورا۔

"ماہ پارہ کی فرینڈ کی بیٹی، ہالہ۔ جانتا ہوں اُس کو۔" گُو کہ اُس نے کبھی پلٹ کر بھی اُس گھر کو نہیں دیکھا تھا مگر سکینہ اور وجدان کے نِکاح پر اُسے اُن لوگوں سے سلام دُعا رکھنی پڑی۔ ایک واحد حمزہ تھا جو اُس سے خوشدلی سے ملا اور سُبکتگین کو بھی اُس سے کوئی بیر اور نفرت محسوس نہیں ہوئی تھی۔ باقی ماہ پارہ کی بیٹیوں سے اُس کا سلام دُعا کا رشتہ تھا اُس دِن کے بعد سے۔ نانو کی وفات کے بعد نثار حیدر نے اِتنا کہا کہ وہ دونوں حیدر منزل چلیں مگر سُبکتگین حیدر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

نے اِس معاملے میں آنکھیں ماتھے پر رکھ لیں۔ کئی جابز سکول، کالج اور یونیورسٹی کے ساتھ کرنے سے اُسکے پاس سکینہ کے لیئے کافی سیئونگز تھیں۔ نانی اپنا گھر اُن دونوں کے نام کر کے گئیں تھیں مگر اُسکی نئی جاب کی وجہ سے اُنکو نانو کا گھر کرائے پر دے کر کہیں اور شفٹ ہونا پڑا مگر اُس نے حیدر منزل کا رُخ نہیں کیا۔ جِس گھر سے اُسکی ماں کو خیر نہیں مِل سکا وہاں سے اپنی بہن کے لیئے اُس نے کوئی خواہش نہیں کی تھی۔ سب سے رشتہ علیک سلیک ہی رہا وہ بھی دُور دُور سے۔ ہالہ سرور کا اُسکو اِیسے بھی عِلم تھا کہ وہ بھی اُسی جامعہ اور کلاس میں پڑھ رہی تھی جِس میں سکینہ اور دَریا تھیں۔

"ہالہ سرور کا ذکر کیوں آگیا؟" وجدان کے تاثرات پر اُس کی نظریں مزید سنجیدہ ہوئیں۔ اُسے معلوم تھا کہ ہالہ۔

"یار وہ عجیب پاگل لڑکی میرے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑی ہوئی ہے اَب تک۔" وجدان نے تیزی سے جُھنجھلا کر کہتے ہوئے سُبکتگین کو ٹھٹکا دیا۔ ہالہ سرور کا وجدان کے نِکاح کے باوجود دماغ ٹھکانے پر نہیں آیا تھا۔

"میں نے اُسے بہت عزت اور شرافت سے اپنا اور سکینہ کی مُحبت کا بتایا ہے مگر یار وہ گلے پڑ رہی ہے اَب تو اُس نے دَریا کو بھی تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔" وجدان کی بات پر سُبکتگین کے ماتھے پر شِکنوں کا جال بِچھنے لگا۔

"تم پریشان نہ ہو۔ اِسکے سارے جِن بُھوت اُتارنے پڑیں گے۔" وہ پہلے بھی ہالہ کو سمجھا چُکا تھا وجدان کو بتائے بغیر مگر اُس لڑکی کو شاید عقل کی کوئی بات سمجھ نہیں آتی تھی۔

"یار۔۔۔ میں نہیں چاہتا تمہارے فیملی ٹرم۔۔۔۔" اِس سے پہلے کہ وجدان بات مکمل کرتا، سُبکتگین نے ہاتھ اُٹھا کر اُسکو پہلے ہی روک دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میری واحد فیملی سکینہ ہے، وجی اور میں چاہتا ہوں تم یہ یاد رکھو۔" اُسکے کچھ باور کرواتے انداز پر وجدان نے اثبات میں سَر ہلایا۔

"میں یاد بھی رکھوں گا اور سمجھتا بھی ہوں۔" اپنی پریشانی بُھول کر اُس نے سُبکتگین کی تشفی کروائی۔

"یار اُس لڑکی کا سرکل اچھا نہیں ہے۔ نہ جانے کِس طرح کے لڑکے ہیں مُجھے ڈر ہے دَریا اور سکینہ کو تنگ نہ کریں۔" وجدان کی بات پر اُسکی پیشانی پر بَل پڑے۔

"اگر اِیسا ہوا تو اُنکو زندہ زمین میں گاڑ دھ دوں گا۔" سُبکتگین کے آگ اُگلتے لہجے میں کچھ اِیسا تھا کہ وجدان نے اپنے خیال سے ٹھٹک کر اُسکو دیکھا۔

"زیادہ پریشان مت ہو۔ مِل کر دیکھ لیں گے۔" وجدان نے اُسکا شانہ تھپتھپا کر اُسکو اپنی جانب متوجہ کیا۔

"میرے خیال سے ہمیں جامعہ چلنا چاہیئے۔" کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے اُس نے کہا اور پھر وجدان کے اثبات میں سَر ہلانے پر دونوں تیز قدموں سے راہداری عبور کر کے پارکنگ لاٹ کی جانب بڑھ رہے تھے۔

صُبح ناشتے کی میز پر بیٹھتے ہوئے اُس نے خود کی جانب دیکھتی لَیلیٰ کو کچھ چونک کر دیکھا مگر پھر ناشتہ آنے پر آدم کو کال کر کے ضروری ہدایات کرنے کے ساتھ ناشتہ کرنے لگا۔ اُسکو کچھ دیر کے بعد کراچی کے لیئے نِکلنا تھا۔ خود پر وقتاً فوقتاً پڑتی نظروں سے وہ اچھی طرح باخبر تھا اور اُن نظروں کا مفہوم بھی کسی حد تک سمجھ آ رہا تھا مگر بے نیاز بن کر ناشتے سے اِنصاف کرتا رہا مگر اُن نظروں پر زیادہ دیر تک بے نیاز نہیں رہا جا سکتا تھا۔ چہرہ اُٹھا کر اُس نے سنجیدگی سے لَیلیٰ کو دیکھ کر سٹپٹانے پر مجبور کر دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیا؟" اُن نظروں پر اُس نے چڑھ دوڑنا تھا۔

"تم میرے ساتھ کراچی نہیں جاؤ گی۔" سُبکتگین کی سنجیدگی پر لَیلیٰ نے سُکھ کا سانس لیا۔

"میں جا بھی نہیں رہی۔" چائے کپ میں ڈالتے سُبکتگین کو دیکھتے رہنے پر وہ خود کو مجبور پا رہی تھی۔ اُسے نہیں معلوم تھا کہ کیوں؟ مگر کچھ تھا جو کل رات تبدیل ہوا تھا؟ کیا اُس سیل فون پر موجود تصاویر سے؟ کیا اِس شخص کے اُن الفاظ سے؟؟؟؟

"تو پھر گھورنا بند کر کے ناشتہ کرو۔" دیکھے بغیر چائے کی پیالی اُسکے سامنے رکھی۔

"میں گھور رہی ہوں؟" اُسکو حقیقتاً صدمہ لگ گیا۔

"ہمم اور اِیسے جیسے ابھی مکھی بنا کر دیوار سے چپکا دو گی۔" مُسکراہٹ بامُشکل دبا کر سنجیدہ چہرے کے ساتھ کہی گئی بات پر لَیلیٰ کا مُنہ کُھل گیا۔

"میں تمہیں چُڑیل نظر آتی ہوں۔" ساری محویت بُھول کر وہ نئے سِرے سے چڑھ دوڑی۔

"چُڑیل تو نہیں ہاں ساحرہ کہہ سکتی ہو۔" بڑے مزے سے اُسکی تپ سے حظ اُٹھایا گیا۔

"میں ساحرہ نہیں گُلِ لَیلیٰ ہوں۔" چائے کا تھام رکھا کپ پٹخ کر ٹیبل پر رکھا۔

"ایک ہی بات ہے۔" چہرہ جُھکا کر اُس نے چائے کا آخری گھونٹ لیتے ہوئے اِتنی آہستگی سے کہا کہ لَیلیٰ نے ٹھہر جاتی دَھڑکنوں کے ساتھ بامُشکل سُنا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں نے گھر کے باہر بھی گارڈز کھا ہے۔ کوئی بھی کام ہو اُسکو کہہ دینا اور پلیز آج سٹور مت جانا۔" کرسی دھکیل کر اُٹھ کھڑے ہوتے ہوئے اُس نے نرم اِستدعا کی۔ لَیلیٰ نے کپ سائیڈ پر رکھ کر اُسکو دیکھا جو خُوشبوئیں لُٹاتا ہوا جانے کے لیئے بالکل تیار تھا۔

"میرے علاوہ کسی کے لیئے بھی گھر کا دروازہ نہیں کھولنا۔" والٹ نکالتے ہوئے پھر سے ایک اور ہدایت کی گئی۔

"چاہے کوئی تمہارے گھر سے آئے؟" اُسکے سوال پر والٹ دیکھتا اُسکا ہاتھ ٹھہرا۔

"چاہے کوئی حیدر منزل سے آئے۔" اُسکی سنجیدگی پر لَیلیٰ کو چُپ لگ گئی۔ نہ جانے کیوں باپ کا گھر اُسے اپنا نہیں لگتا تھا۔

"ہم آج ہی آنے کی کوشش کریں گے مگر دیر سویر ہو سکتی ہے۔" والٹ واپس جیب میں رکھ کر اُس نے ساتھ کرسی پر رکھے سیاہ پیک بیگ میں پاسپورٹ اور ٹکٹ کی یقین دہانی کی۔

"زیادہ دیر نہیں ہونی چاہیے۔" لَیلیٰ کے حکم صادر کرتے انداز پر اُس نے ٹھٹک کر اُسکو دیکھ کر سرِ تسلیم خم کیا۔

"جو حکم!" اُسکے یوں کہے جانے پر گُلِ لَیلیٰ کے دِل کا مُرجھاتا گُلستاں یک دَم مہک اُٹھا۔ اِس سے قبل وہ کرسی پر پڑی سیاہ چادر جُھک کر اُٹھاتا، کھڑی ہوتی لَیلیٰ نے اُٹھاتے ہوئے اُسکو حیران کر دیا۔ چادر کو سہی کر کے اُسکی جانب بڑھی جبکہ سُبکتگین بے اِختیار چند قدم پیچھے ہوا۔

"تم مُجھ سے ڈرتے ہو؟" تیز قدموں سے اُسکے عین قریب آ کر بادامی آنکھوں نے گُھور کر کڑا سوال کیا جبکہ بوکھلاہٹ میں سُبکتگین پیچھے بھی نہیں ہو سکا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"م۔۔۔میں تم سے کیوں ڈروں گا۔" اُسکے لہجے اور نظر چُرانے پر لَیلیٰ کے چہرے پر اِتنی دلکش مُسکراہٹ نمودار ہوئی کہ فرار تلاش کرتیں سیاہ آنکھیں اُچھُنبے سے اُس مُسکراہٹ کو دیکھنے لگیں جو زخم پر مرہم کی حیثیت رکھتی تھیں۔ اُسکے مزید چند قدم آگے بڑھنے پر وہی خُوشبو سُبکتگین کی قوتِ شامہ سے ٹکرا کر اُس جیسے مضبوط حواس والے شخص کو لرزا گئی۔ اُسکی زندگی میں بہار کی نوید حرام تھی تو پھر پاس کھڑی عورت کیسے اُسے بے بس کر سکتی تھی؟ چادر سہی کرتے ہوئے اُس نے چہرہ اُٹھا کر اپنی جانب ناقابلِ فہم سے تاثر والی متوجہ سیاہ آنکھوں کو دیکھا اور پھر ایڑیوں کے بَل اُونچا ہو کر چادر اُسکے گِرد پھیلا کر دونوں سِرے سامنے کر کے اپنے دونوں لرزتے ہاتھ اُس چادر پر رکھتے ہوئے سُبکتگین حیدر کو سانس روک دینے پر مجبور کر دیا۔ اُسکے جانے کا وقت ہوا چاہتا تھا مگر نہ اُسکے اندر، جانے کی ہمت تھی نہ اُن ہاتھوں کو چُھو کر خود سے ہٹانے کی۔ وہ ہاتھ اپنی رضا سے اُس تک آئے تھے۔ وہ لمس اُس نے پہلی بار خاموشی میں محسوس کیا تھا۔ اور پہلی بار ہی اُنکے درمیان الفاظ کی گولہ باری کے بجائے اِسرار میں ڈوبی خاموشی کا بسیرا ہو گیا تھا۔ سیاہ آنکھیں کم فہمی سے لرزتی بادامی آنکھوں کو دیکھ رہی تھیں جِن میں کچھ عیاں ہو کر بار بار چُھپتا جا رہا تھا۔ اُن بادامی آنکھوں کے پار کی جھلملاہٹ دِل کو مائل باکرم کرنے کے درپے تھیں۔

"تم کل۔۔۔کیا کہہ رہے تھے؟" اِس سے پہلے وہ دِل و نگاہ میں پنپتا راز پا لیتا، بادامی آنکھیں جُھک گئیں۔ سُبکتگین نے نگاہیں جُھکا کر اُن لرزتے ہاتھوں کو دیکھا جو چادر پر آہستگی سے اَن دیکھے بَل دُرست کر رہے تھے۔

"کیا؟" چونک جاتے سُبکتگین کو اِدراک نہیں ہوا۔

"وہی۔۔۔کراچی سے۔۔۔واپسی والی بات۔۔۔؟" وہ تصدیق چاہ رہی تھی۔ شاید اُسے اِس پنجرے نُما قید سے جلد رہائی چاہیئے تھی۔ اُن ٹھہر کر سوچتی نظروں پر بادامی آنکھیں اُٹھیں اور سُبکتگین حیدر ششدر رہ گیا۔ بے یقینی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سی بے یقینی تھی۔ جو اُسکی آنکھوں نے ابھی پَرکھ کر بھانپ لیا تھا اُس پر یقین کرنا۔۔۔ ناممکن تھا۔ وہ۔۔۔ وہ اُسے اپنا کل کے بیان میں رَدوبدل کر دینے کی مُہلت دے رہی تھی لیکن کِس لیئے؟"

"تمہیں بااِختیار کرنے کی بات تھی۔" اُن کانپتی اُنگلیوں کو نرمی سے تھام کر اُس نے آہستگی سے کہتے ہوئے لَیلیٰ کو بالکل گُم صُم کر دیا۔

"کیسی بااِختیاری؟" اُس نے ایک بار پھر اپنا ہاتھ نہیں چُھڑایا۔ چُھڑا لینا چاہیئے تھا یوں مُحبت کا گُمان نہ ہوتا مگر اَب تو تیر کمان سے نِکل چُکا تھا۔

"تم جو بھی فیصلہ کرو گی، سَر آنکھوں پر ہو گا۔ تمہارے پاس ہر طرح کا اِختیار ہو گا۔ جو دِل میں آئے وہ کرنے کا اِختیار دے رہا ہوں۔" سَرد لانبی اُنگلیاں اُس پر حدت لمس پر موم ہونے لگیں۔

"جو بھی فیصلہ ہو گا؟ جب بھی کروں؟؟" وہ اِس بااِختیاری کی میعاد جاننا چاہ رہی تھی۔ اُسے کچھ خدشات لاحق تھے تبھی سُبکتگین دھیرے سے مُسکرا دیا۔

"یہ آفر لامحدود مُدت کے لیئے ہے۔" اُسکا انداز کسی ٹیلی کمیونیکیشن کمپنی کے نمائندے کا سا تھا تبھی گُلِ لَیلیٰ بے اِختیار ہنستی چلی گئی۔ سَرد اُنگلیوں کے نیچے دبے دِل میں خُون کی گردش میں بے اَنت روانی آ گئی۔

"بس پھر مُکرنے نہیں دوں گی۔" لَیلیٰ کی تنبیہہ پر اُسکے دونوں ہاتھ یونہی سینے سے لگائے، اُسکے سامنے سَر کو خم کرتا ہوا شخص لَیلیٰ کو آسمان کی وسعتوں سے متعارف کروا گیا اور پھر اُسی خوبصورت لمحے میں سُبکتگین کے جانے کا وقت دَر آیا۔

✓ وہ اشکِ ضبط اگر آنکھ سے نِکل جاتا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

مُجھے یقین ہے پتھر کا دِل پگھل جاتا

خُدا کا شُکر اِسے اِنسان سہہ گئے وگرنہ

یہ ہجر ارض و سماوات تک نِگل جاتا

اگر تُو چاہتی مُرجھائے پُھول کِھل جاتے

تُو چاہتی تو یہ متروک نوٹ چَل جاتا

کسی کی گاڑی نِکلتی تھی پونے بارہ بجے

کسی کا دِن تھا کہ بارہ بجے ہی ڈھل جاتا

بدن نہیں تھا، الاؤ تھا سامنے آثم

میں اُسکو ہاتھ لگاتا تو ہاتھ جَل جاتا۔۔۔

(آثم سیال)

ماضی!

تیز قدموں سے حیدر منزل کا مین گیٹ پار کرتے ہوئے اُسکی آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھیں۔ سماعتیں ابھی تک پُر اذیت تھیں۔ خود کو کسی لاش کی طرح گھسیٹ کر اُس منزل کی جانب لا رہا تھا جہاں اُس نے مَر کر بھی نہ آنے کی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

قسم کھائی تھی۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ جیسے ہی اُوپر آیا، حمزہ کی نگاہ سب سے پہلے اُس پر گئی مگر حمزہ اور نثار حیدر کو دیکھ لینے کے باوجود وہ اُن دونوں کے بجائے ساتھ ملحقہ کال کمرے میں بیٹھی ہالہ سرور کی جانب بڑھا۔

"ہالہ! "

"ہالہ!" اُسکی دھاڑ اِتنی اُونچی تھی کہ قبروں میں سوئے مُردے جاگ جاتے یہ تو پھر ہالہ سرور تھی۔ چونک کر اُس نے اپنی جانب آندھی طوفان بن کر آتے سُبکتگین کو دیکھا اور پھر تیزی سے سیدھی ہوئی۔

"تم۔۔۔ یہاں۔۔۔ کیا۔۔۔" ماہ پارہ سے حیرت کے سبب جملہ بھی مکمل نہیں ہوا۔

"بھیجو سب کو یہاں سے ہالہ سرور ورنہ بہت بُرا ہو گا۔" ایک کڑی نظر خائف نظر آتی ہالہ پر ڈال کر اُس نے اِتنے سَرد لہجے میں کہا کہ سب کو خود ہی ہال چھوڑنا پڑا۔ اُسے ایک جھٹکے سے ہال کا شیشے کا دروازہ بند کر کے اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر ہالہ بوکھلا کر کھڑی ہوئی۔

"میری بہنیں کہاں ہیں، ہالہ؟" اُسکا لہجہ اِیسا سَرد تھا کہ خوش ہونے کے باوجود ہالہ کا دِل سُکڑ کر پھیلا۔

"دَریا اور سکینہ کہاں ہیں؟ اگر تم نے نہیں بتایا تو تمہیں میں زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا۔" عین اُسکے سامنے کھڑے ہوئے کر اُس نے اِیسی تُندہی سے کہا کہ ہالہ کا چہرہ سُرخ ہوا۔ نئے سِرے سے وجدان ور اِس شخص کے ہاتھوں ہوئی ذلت یاد آنے لگی۔

"تم۔۔۔ تم نے مُجھ سے وجدان کو چھینا ہے اور تمہیں لگتا ہے میں تمہیں بتادوں گی۔" لمحہ لگا تھا ہالہ سرور کو اپنی جون میں پلٹنے میں۔ سُبکتگین سُرخ آنکھوں سے اُسکا قابلِ نفرت چہرہ دیکھتا رہا۔

"وہ تم سے مُحبت نہیں کرتا، ہالہ سرور۔" سُبکتگین کا انداز کڑا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم نے جانتے بوجھتے اپنی بہن کو اُسکی زندگی میں گُھسایا ہے، میں جانتی ہوں۔" ہالہ یک دَم چیخی۔

"میں بھی جانتا ہوں کہ تم نے سکینہ اور اُسکی مُحبت جاننے کے بعد اِس ڈرامے کا آغاز کیا ہے اِس لیئے مُجھے تم پر ترس آتا ہے۔ تم۔۔۔ ذہنی بیمار ہو ہالہ سرور۔ حسد اور جَلن میں اِنسان اِیسے ہی کرتا ہے۔" سُبکتگین کا وار کڑا تھا۔ ہالہ کا چہرہ نفرت اور اہانت سے سُرخ ہو کر پھیکا پڑا۔ اُس کم بخت نے کیسے سب ایک نظر میں بھانپ لیا تھا۔

"اَب شرافت سے بتاؤ ہالہ سرور کہ دَریا اور سکینہ کہاں ہیں۔۔۔ اگر تم نے نہیں بتایا تو میں تمہاری زندگی کے دِن کم کر دوں گا۔" چند پل وہ کینہ توز نظروں سے سُبکتگین کو دیکھتی رہی۔

"اور اُسکے بدلے مُجھے کیا مِلے گا؟" کسی خیال سے اُسکی آنکھیں چمکیں۔ اُسکی آدھی ذلت باہر موجود سب نے دیکھی اور سُنی تھی۔ اُسے اپنی فیس سیوئینگ کرنے کے لیئے کچھ کرنا چاہیئے۔

"تمہیں کیا چاہیئے؟" دانت پر دانت جما کر بڑے ہی ضبط سے پوچھا گیا۔

"تم۔۔۔!" ہالہ سرور کا جواب دماغ بھک سے اُڑا دینے والا تھا۔

"تم۔۔۔ پاگل ہو چکی ہو۔" سُبکتگین کو اُسکی بات ہر ذرا حیرت نہیں ہوئی۔

"ریجیکشن کے لیئے اِتنا نہیں گرتے۔ اِسکو گریس سے برداشت کر کے آگے بڑھا جائے تو زندگی بڑی عزت اور سہولت سے گُزرتی ہے، ہالہ۔" اُس نے یک دَم جِس نرمی سے سمجھانا چاہا، ہالہ سب بُھول کر اُسکا سنجیدہ، وجیہہ چہرہ دیکھے گئی۔

"اَب بتاؤ۔۔۔ کہاں ہیں دریا اور سکینہ؟" اُس نے بہت تحمل کا مظاہرہ کیا کیونکہ اُسکے سامنے ایک عورت تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم نے سُنا نہیں کہ اپنے مَرے بغیر تو جنت نہیں مِلتی۔" ہالہ سرور مشکوک انداز میں مُسکرائی۔

"اگر میری بہنوں کو ایک خراش بھی آئی نہ ہالہ سرور تو میں بُھول جاؤں گا کہ تم۔۔۔۔ایک عورت ہو۔" اُسکا انداز کُھردرا تھا مگر ہالہ محظوظ نظروں سے اُسے دیکھتی رہی۔

"تم ہر عورت کے لیئے اِتنے ہی پروٹیکٹیو ہو؟" ہالہ سرور کسی اور ہی چینل پر چل پڑی تھی۔ سُبکتگین نے ناگوار نظروں سے اُسکو دیکھا۔

"صِرف اپنی عورتوں کے لیئے اور بہتر ہو گا کہ تم میرا وقت ضائع مت کرو۔" وہ بولا نہیں غُرایا تھا۔ ہالہ مُسکراتی نظروں سے اُسکو دیکھے گئی۔

"ٹھیک ہے میں تمہیں بتا دیتی ہوں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ جانتے بھی ہو، مُقابل کون ہے تمہارے؟" اُسکی اگلی بات واقعی قابلِ توجہ تھی، بکواسیات سے ہٹ کر۔ سُبکتگین بغیر کچھ پوچھے اُسے یونہی دیکھے گیا۔

"ماہ پارہ آنٹی کے بھائی، شہروز کریم کا بیٹا۔" اُسکے الفاظ نہیں پگھلہ ہوا سیسہ تھے جو سُبکتگین کی سماعتوں میں اُنڈیل دیا گیا۔ سیاہ آنکھیں سَرد ہوئیں، مُٹھیاں اور جبڑے بینچ گئے۔

"اُس خاندان کی طرف ویسے بھی میرے بہت حساب نکلتے ہیں۔" سَرد لہجے میں کہتے ہوئے ہالہ کو اُس نے چونکا دیا۔

"تم بتاؤ گی مُجھے یا میں خود تلاش کروں؟" اُس حکمانہ سوال پر ہالہ نے چہرہ پھیر کر شیشے کے اُس پار دیکھا جہاں نثار حیدر، ماہ پارہ، حمزہ، نادیہ، فلک اور اُسکی ماں اپنی محفل بُھول کر وہیں مُنتظر، متفکر نظروں سے متوجہ تھے۔

"میں دے دوں گی مگر تمہیں مُجھ سے معافی مانگنی چاہیئے، سُبک۔" انداز نرم مگر اُکساتا ہوا تھا۔ سُبکتگین چند لمحے اُسکو تولتی نظروں سے دیکھتا رہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"خود ہی بتادو تمہیں کیسی معافی چاہیے؟" اُسکے جان چُھڑانے والے لہجے پر ہالہ کا چہرہ سُرخ ہوا۔

"نیچے بیٹھ کر معافی مانگو اور یہ ایڈریس تمہارا۔" سیل فون پر نمایاں ہوتی گوگل لوکیشن اُسکے سامنے لہرا کر بامُشکل رنگت بحال کر کے کندھے اَچکائے۔ وہ جانتی تھی سُبک کی ناک اُونچی ہے۔ اُسے اِس گھر اور مکینوں کے سامنے خود کو نہ جُھکانے کا جُنون لاحق تھا۔ وہ یونہی مُسکراتی آنکھوں سے اُسکو دیکھتی رہی تبھی سُبکتگین تیزی سے گُھٹنوں کے بَل جُھکا اور پھر ہالہ سرور کی پھیکی پڑتی مُسکراہٹ کو چہرہ اُٹھا کر دیکھا۔

"ایڈریس!" اُٹھا سَر، تنی گردن، سپاٹ چہرہ اور سَرد آنکھوں کے ساتھ اُس نے ہالہ سرور کو مبہوت کر دیا۔ چند لمحے حیرت سے اُسکو دیکھتی رہی کہ اِیسا مَرد وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی جو انا اور اکڑ سے بَھرپور ہونے کے باوجود اپنی عورتوں کے لیئے ہمیشہ موم ہو کر جُھک جاتا تھا۔ شہر بانو حیدر والی کہانی محض کہانی نہیں تھی یہ ہالہ سرور کو اِسی لمحے اِحساس ہوا۔ بغیر کچھ کہے اُس نے اپنا سیل فون بے اِختیار سُبکتگین کی جانب بڑھایا۔ اُٹھے بغیر سُبکتگین نے سیل فون لے کر ایڈریس اپنے سیل فون میں اطمینان سے سیو کیا اور فون اُسکو واپس کر کے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"تم۔۔۔" ہالہ اِس سے قبل کچھ کہتی، سُبکتگین تیز مگر مضبوط قدموں سے اُسکے پاس سے ہو کر گُزر گیا۔ شیشے کا دروازہ پیچھے کھول کر اُس نے ایک نظر اُن سب کے سوال مانگتے چہروں پر ڈالی اور نثار حیدر پر نگاہِ غلط ڈالے بغیر باہر کی جانب اُنہی قدموں سے بڑھ گیا جن سے آیا تھا۔ اُسکے جاتے ہی نادیہ اور فلک بھاگ کر شل کھڑی ہالہ تک آئیں۔

"سُبک۔۔۔ کیا کہہ رہا تھا تمہیں؟" دونوں نے اُسکو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ ہالہ نے چونک کر اُن دونوں کو دیکھ کر قریب آتے حمزہ اور ماہ پارہ کو دیکھا۔ نثار حیدر البتہ وہیں سے پلٹ کر اپنی سٹڈی کی جانب بڑھ گئے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"وہ تمہارے آگے گُھٹنوں کے بل کیوں بیٹھا تھا؟" ماہ پارہ کے سوال پر اُسے بس ایک لمحہ لگا سنبھلنے میں۔

"مُحبت کا اِظہار کر رہا تھا۔" نخوت سے کہہ کر اُس نے بال جھٹکے۔ سارا غصّہ اُس کم بخت پر تھا جو کام نکلتے ہی شٹ آپ کال دے کر دفعان ہو گیا تھا اُوپر سے اِن لوگوں کے سوال۔

"وہاٹ؟ ناممکن۔" حمزہ کو تو سِرے سے یقین نہیں آیا تبھی ناک چڑھا کر کہا۔ وہ سُبکتگین کو بہت آئیڈیلائیز کرنے لگا تھا تبھی ناپسندیدہ نظروں سے ہالہ کو دیکھا۔

"تو تم نے کیا جواب دیا؟" حمزہ کی جانب اُسکی تیز نظروں کا رُخ دیکھ کر نادیہ نے فوراً سوال کیا۔

"میں نے اِنکار کر دیا۔ اَب تمہارا بھائی میری مُحبت میں ایڑھیاں رگڑ تا رہے تب بھی ہالہ سرور نہیں مانے گی۔" اطمینان سے کہہ کر وہ حیران پریشان رہ جاتے اُن چاروں نفوس پر محظوظ نگاہ دوڑا کر دروازے کی جانب بڑھی۔ اَب آنا تھا مزہ۔ سُبکتگین حیدر اَب کِس کِس کو صفائیاں دیتا پھرے گا مگر نہیں جانتی تھی کہ جا چُکا سُبکتگین حیدر اُس سمیت حیدر منزل کے ایک ایک شخص کی رگ رگ سے واقف تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اُسکے نکلتے ہی ہالہ سرور ضرور کوئی نہ کوئی گند گھول چُکی ہو گی۔ اُسے اُن سب سے کسی قِسم کے خیر اور بَھلے کی نہ اُمید تھی اور نہ ہی آرزو۔

✓ بعد میں حملہ ضروری ہے مگر

ہاں! میں پہلے وار کے حق میں نہیں۔۔۔

سُبکتگین حیدر کو کراچی کے لیئے نکلے ایک گھنٹہ ہو چُکا تھا۔ اُسکے جہاز کی پرواز کو جناح اِنٹرنیشنل ائیرپورٹ پر لینڈ ہونے کے لیئے ایک گھنٹہ اور 46 منٹس درکار تھے۔ سارے ایبٹ آباد میں اُسکے جاتے ہی خزاں اُتر آئی تھی۔ سٹور

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

میں تازہ، خُوشبو لُٹاتے پُھولوں کو دیکھتے ہوئے بھی لَیلیٰ کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پُھولوں کے رنگ اور خُوشبو یہاں سے کُوچ کر کے کہیں اور جا کر خیمہ زن ہو گئے ہوں۔

"آج کہاں گُم ہیں آپ؟" اُسکی بے دِلی زارا سے مُخفی نہیں رہی۔ ظاہر ہے پُھولوں کو دیکھتے ہی مُسکرا اُٹھنے والی عورت کا چہرہ اِتنا مُرجھایا ہوا کیسے ہو سکتا ہے۔

"کہیں نہیں۔" اُسکے کہے جانے پر زارا چند پَل اُسکو دیکھتے رہنے کے بعد مُسکرا دی۔

"سُبکتگین بھائی سے جھگڑا ہوا ہے؟" اُسکے اگلے سوال پر لَیلیٰ ٹھٹکی۔

"ارے نہیں۔۔۔ وہ تو کراچی گئے ہوئے ہیں۔" اُسکی وضاحت پر زارا کی مُسکراہٹ گہری ہوئی۔

"تو تبھی آپ مُرجھائی ہوئی ہیں۔" اُسکے مُسکراتے لہجے پر لَیلیٰ کا دِل دَھک سے رہ گیا۔

"ب۔۔۔ بالکل نہیں۔" زارا اُسکی وضاحت اَن سُنی کر کے مُسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر پُھول ریک میں رکھنے لگی۔

"زارا۔۔۔ تم۔۔۔ تم نے پسند کی شادی کی ہے نہ؟" اُسکے سوال پر ریک دیکھتی زارا نے چہرہ پھیرا۔

"جی! بتایا تھا نہ آپ کو؟" زارا کی مُسکراہٹ کچھ اور بڑھی۔

"تم۔۔۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ کوئی پسند آ گیا ہے؟" پُھولوں کی جانب متوجہ ہر مُمکن لہجہ لاپرواہ اور سرسری رکھا۔ زارا نے مُسکراتی نظروں سے اُسکو دیکھا جو متوجہ نہ ہو کر بھی جی جان سے متوجہ تھی۔

"آپ کو بھی مُحبت ہو گئی ہے؟" زارا کے اگلے سوال پر جامنی لیونڈرز اُسکے ہاتھ سے چُھوٹ کر گِر پڑے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں تمہاری بات کر رہی ہوں، سُبکتگین کہاں سے آ گیا بیچ میں۔" اُسکے جُھنجھلا اُٹھنے پر زارا کا قہقہ بے ساختہ تھا۔ لَیلیٰ نے پھُول اُٹھاتے ہوئے چونک کر نا سمجھی سے اُسکو دیکھا۔

"تمہیں کیا ہوا؟" اُسکی نا سمجھی پر زارا کی ہنسی تھمنے کے بجائے مزید بڑھ گئی۔

"میں نے سُبکتگین بھائی کا کب کہا؟" میں تو مُحبت کی بات کر رہی تھی۔" زارا نے بامُشکل مُسکراہٹ قابو کی جبکہ لَیلیٰ کا چہرہ یک دَم خفت سے سُرخ ہوا۔

"شادی شُدہ عورت تو یہی سمجھے گی نہ۔" سَر جھٹک کر اُس نے بات رفع دفع کرنی چاہی۔

"ہیں! آپ دونوں کی مُحبت کی شادی نہیں؟" زارا کے یک دم چیخ اُٹھنے پر لَیلیٰ نے دہل کر اُسکو دیکھا۔

"مُحبت کہاں سے آ گئی؟" اُس نے دَھڑک اُٹھتے دِل کے ساتھ بے اِختیار نفی کی۔

"آپ دونوں کو ساتھ دیکھ کر لگتا ہے ہمیشہ سے مُحبت بیچ میں ہے۔" زارا کے مدلل لہجے پر لَیلیٰ کی آنکھوں کے آگے حویلیاں کا منظر لہرایا۔ وہ پہلی بار، پہلی مُلاقات منفی ہو کر بھی نقش تھی۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بات حویلیاں سٹیشن سے بھی پہلے کی ہے۔

"تم نے کب ہمیں ساتھ دیکھ لیا؟" سَر جھٹک کر پھُولوں کی تراش خراش کرتے ہوئے پوچھا۔

"آپکے نِکاح والے دِن جب وہ یہاں سٹور آئے تھے۔" زارا کے یاد دِلانے پر اُسکی آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرایا جب حمزہ کو لگانے کے بعد اگلے دِن سُبکتگین اُسکو مینڈیج دینے آیا تھا اور اُسی رات اُسکی زندگی کا دھارا بدل گیا تھا۔ لَیلیٰ کے سنجیدہ ہوتے تاثرات پر زارا نے چونک کر اُسکو دیکھا مگر وہ تاثرات اِیسے تھے کہ اُس نے کچھ بھی نہ پوچھنا ہی مُناسب سمجھا جبکہ گُلِ لَیلیٰ خالی ہوتے دِل اور بوجھل ہوتے اعصاب کے ساتھ پھُولوں کو دیکھنے لگی۔ پہلی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

بار پُھول بھی اُسکی خوشی کا موجب نہیں بن رہے تھے۔ پہلی بار اِرد گرد پھیلتی وہ مخصوص خُوشبو اُس سے بَرگشتہ ہو کر جا چُکی تھی۔

✓بَس اِسی بات کا ماتم ہے نگارِ ہستی

جِس جگہ پُھول سا کِھلنا تھا وہیں خاک ہوئے۔۔۔

"مُجھے آپ سے اِیسی اُمید نہیں تھی۔" پچھلے پندرہ منٹ سے اپنے سامنے چہرہ جُھکا کر بیٹھے احمد حَسن صاحب کو دیکھتے ہوئے سُبکتگین نے واقعتاً افسوس سے کہا۔

"کم اَز کم آپ کو مُجھے بتا کر آنا چاہیئے تھا۔ میں آپ کی مدد کر سکتا تھا۔" اُنکو یونہی خاموش دیکھ کر اُسکو پھر سے کہنا پڑا مگر احمد صاحب اُسکو وہ دَھڑ کے نہیں بتا سکتے تھے جو اُنکو لاحق تھے۔

"آپ نے مُجھے زُبانی کلامی کا بیٹا سمجھا ہو گا مگر میں نے ہمیشہ آپ کی دِل سے عزت کی ہے، حَسن انکل۔" اَب کی بار لہجہ مدہم ہونے پر احمد حَسن کو اپنا جُھکا رکھا چہرہ اُٹھانا پڑا۔

"میرے قاتل ہونے کا سُن کر تو خوفزدہ نہیں ہو گئے آپ؟" اُسکے اگلے سوال پر احمد صاحب کے چہرے کا رنگ تیزی سے ماند ہوا۔

"اگر اِیسا تھا بھی تو کم اَز کم اپنی بیٹی کو تو ساتھ لے جاتے۔" اُس شکوے پر وہ کتنی دیر تک خالی ہوتی آنکھوں سے اُسکو دیکھتے رہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"خیر! میں نے اپنے ایک دوست سے بات کر لی ہے۔ کل ہر شہر کی دوپہر کی بُلیٹن پر بائیوٹیک کا سب کیا کرایا نشر ہو جائے گا۔" اگلی بات بدل کر وہ کام کی بات پر آیا جسکے لیئے اُسے اِس شہر میں پھر ایک بار آنا پڑا تھا۔ اِس گھر سے اُسکا بچپن، اُسکا قیمتی وقت اور بہت سے خواب جُڑے تھے مگر یہاں بھی وہ حیدر منزل کی طرح دوبارہ نہیں آنا چاہتا تھا۔ حیدر منزل نے اگر دُکھ دیئے تھے تو یہاں سے خُوشی اور اَن گنت خواب وابستہ تھے۔ حیدر منزل سے خیر نہیں مِلا تھا مگر یہاں سے اُس نے ہمیشہ خیر اور بَھلائی پائی تھی مگر پھر بھی یہاں آنا عجیب بے چینی کا موجب تھا۔ اُسکی شخصیت تبدیل ہو چُکی تھی۔ پہلے وہ صِرف قاتل بَن کر اِس گھر میں آیا تھا مگر اَب اِتنا کچھ منفی اُسکی شخصیت اور وجود کے ساتھ اَن مِٹ ہو کر جُڑ گیا تھا کہ اُسکو گھبراہٹ ہونے لگی۔

"کل صُبح اِسی عدالت سے سجاد صاحب اور آپکو اِنصاف مِلے گا۔" اُسکے الفاظ طمانیت کا زریعہ تھے۔ جِس کام کے لیئے اُنکو ایک مہینے سے دَر دَر کی خاک چھان کر خوار ہونا پڑ رہا تھا وہ سُبکتگین حیدر کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

"عدالت گواہان کے بغیر کچھ کرنے پر راضی نہیں ہو گی اِسی لیئے۔" کہہ کر اُس نے اپنے پیک بیگ میں سے ایک خاکی لفافہ نکال کر احمد صاحب اور اپنے درمیان حائل اُس ٹیبل کے بیچ میں رکھ کر اُنکی جانب سرکایا۔

"ایک ایک گواہان کی گواہی کاغذ اور ریکارڈ میں موجود ہے۔ صُبح وکیل عدالت میں جمع کروا دے گا۔" وضاحت پر اُنہوں نے بے یقینی سے آگے بڑھ کر خاکی لفافہ کھول کر کاغذات نکالے اور پھر سب کاغذات پر دستخط، گواہی اور شناختی کارڈ کی کاپیوں کے ساتھ ایک سیاہ یو-ایس-بی دیکھ کر تحیر سے چہرہ اُٹھا کر اطمینان سے بیٹھے سُبکتگین کو دیکھا۔

"تم آج ہی کراچی آئے ہو نہ؟" اُنکے ہکا بکا سوال پر وہ بے ساختہ مُسکرا دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جی! صُبح آٹھ بجے پُہنچا ہوں۔" اُسکے مُسکراتے جواب پر اُنکی بے یقین نظریں گھڑی پر بجتے سات کے ہندسے تک گئیں۔ اُسے یہاں آئے ہوئے بامُشکل آدھا گھنٹہ ہوا تھا۔

"تمہیں گھر ڈھونڈنے میں پریشانی تو نہیں ہوئی؟" اُنکے سوال پر سُبکتگین نے ٹھٹکے بغیر نفی میں سَر ہلایا۔۔

"آج کل ایڈریس معلوم کرنا کونسا مُشکل ہے۔" اُس نے بات چُٹکی میں اُڑادی۔

"لمبے سفر سے آئے ہو۔ میں کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔" چند پَل اُسکے چہرے کو دیکھتے رہنے کے بعد وہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور سُبکتگین کی ناں ناں کے باوجود کچن کی جانب بڑھ گئے۔ اُنکے جانے کے بعد سُبکتگین نے چاروں جانب نگاہ دوڑا کر اُس ہال کمرے کا طائرانہ جائزہ لیا۔ سب کچھ ویسا ہی تھا۔ کھڑکی کے پاس رکھے دیوان کو دیکھتے ہوئے اُسکو وہ وقت یاد آنے لگا جب اُس نے یہاں ایک مہینہ گُزارنے کے بعد پھر سے بولنا شروع کیا تھا، حَسن انکل کو اپنے قاتل ہونے کا بتایا تھا اور گُلِ لَیلیٰ کے لیئے فلوریسٹ کے پروفیشن کا اِنتخاب کیا تھا۔ تب وہم و گُمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ واقعی میں پھُول فروش بَن جائے گی۔ صوفے سے اُٹھ کر کھڑکی کا شیشہ کھول کر اُس نے پچھلے دالان میں قدم رکھا۔ جہاں اَب پھُولوں کی مہکتی بہار کہیں نہیں تھی۔ دھیان بھٹک کر اپنے گھر کے دالان کی جانب جانے لگا جہاں ساری توجہ اور محنت نے بہار بکھیر دی تھی۔ کسی گہرے خیال سے چونک کر اُس نے سیڑھیوں کے پاس کی زمین کو دیکھا اور ذہن میں کوئی کوندا سا لَپکا۔ گُھٹنوں کے بَل بیٹھتے ہوئے اُس نے کچھ دِن کی بارشوں سے گیلی ہوتی زمین کو اُنگلی سے چُھوا اور چُھوٹے سے پتھر کی مدد سے سائیڈ پر ہٹانے لگا۔ نہ جانے وہ یہاں ہوتا یا نہیں مگر اُسے ایک بار تشفی کرنی تھی۔ کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھ کر پلٹ کر آتے احمد صاحب نے چونک کر کُھلی کھڑکی کو دیکھا اور پھر تیز قدموں سے آگے بڑھ کر باہر نِکل آئے۔ سیڑھیوں پر کچھ قدم نیچے ہی سُبکتگین کو بیٹھے دیکھ کر حیرانگی سے ٹھٹک کر ٹھہرے اور قبل اِسکے نا سمجھی سے پُکارتے کُھودے گڑھے میں سے کوئی چھوٹا سا لوہے کا ڈبا نکالتے دیکھ کر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

خاموش قدموں سے آگے بڑھے۔ چہرہ جُھکا کر مُسکراتی آنکھوں سے اُس نے ڈبا اُٹھا کے چہرے کے قریب لے جاتے ہوئے پُھونک مار کر نرمی سے ہاتھ پھیرا اور پِھر پلاسٹ کے شاپر میں لپٹا لوہے کا چھوٹا سا ڈبہ باہر نکالا جِس پر بچگانہ سی لکھائی میں 'نگین اور لَیلیٰ' لکھا تھا۔

"یہ کیا ہے؟" احمد صاحب کا سوال اِتنا مدہم تھا جیسے سُبکتگین کے اپنے دِل کا سوال ہو۔

"یہ ہم دونوں نے یہاں چُھپایا تھا۔ گُلِ لَیلیٰ کو تو یاد بھی نہیں ہو گا۔" وہ اپنے دھیان میں کہتے ہوئے ذرا بھی نہیں چونکا۔ احمد صاحب کی آنکھوں میں نمی جھلکی اور پِھر وہ پلٹ کر دبے قدموں واپس اندر کی جانب بڑھ گئے۔
سُبکتگین نے وہ ڈبہ کھول کر ایک نظر دیکھا اور پِھر مُسکراتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا۔ سب کچھ اِس ڈبے کے اندر ویسا ہی تھا۔ اندر آ کر اُس نے وہ ڈبہ اپنے پیک بیگ میں ڈالا اور تبھی احمد صاحب نے کھانے کی ٹرے ٹیبل پر رکھی۔

"آ جاؤ بیٹا!" اُنکی نرم پُکار پر اُس نے چونک کر اُنکو دیکھا اور پِھر اپنے ہاتھوں کو۔

"میں ہاتھ دھو لوں۔" مٹی سے لگے ہاتھ جھاڑ کر کہتے ہوئے وہ آگے بڑھا۔ قبل اِس کے احمد صاحب اُسکو واش رُوم کا بتاتے وہ خود ہی اُس جانب بڑھ گیا۔ اُسے اِتنے سال گُزر جانے کے باوجود یہ گھر اَب بھی اَزبر تھا۔ ہاتھ دھو کر واپس آتے ہوئے آستین اُلٹ کر وہ پوری جانفشانی سے کھانے کی جانب متوجہ ہو گیا جبکہ احمد حَسن آنکھوں میں ڈھیروں شفقت اور مُحبت لیئے اُسکو دیکھتے رہے۔ نظروں کا اِرتکاز محسوس کر کے سُبکتگین نے چہرہ اُٹھا کر اُنکو دیکھا اور پِھر اِن نظروں کے تاثرات پر اندر تک چونک گیا۔

"کیا ہوا؟ آپ ٹھیک ہیں؟" اُسکو متفکر ہوتے دیکھ کر دھیرے سے مُسکرا دیئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں ٹھیک ہوں۔ تمہارے یہاں آنے سے تو مزید ٹھیک ہو گیا ہوں۔" اُنکی اگلی بات پر سُبکتگین ٹھٹکا۔ یعنی وہ اُس سے ناراض نہیں تھے۔

"تو پھر اِیسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟" اُسکی نا سمجھی پر احمد صاحب کی مُسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

"دیکھ رہا ہوں کہ میرا بیٹا کتنا بڑا ہو گیا ہے۔" اُنکی بات پر نوالہ لے جاتا ہاتھ وہیں ساکن ہوا۔

"آپ تو اِیسے کہہ رہے ہیں جیسے۔۔۔۔"

"جیسے میں نے تمہارا بچپن دیکھا رکھ ہوا۔" اُسکی بات قطع کر کے جملہ مکمل کیا گیا۔

"میں تمہارے قاتل ہونے کا سُن کر نہ تب خوفزدہ ہوا تھا اور نہ اَب کیونکہ میں اپنے بیٹے کو جانتا ہوں۔" اُنکی اگلی وضاحت رُوح کھینچ لینے والی تھی۔ سُبکتگین وہ نوالہ نگل نہیں سکا۔ جو یقین اُسے سگے رشتوں سے درکار ہونا چاہیئے تھا ہمیشہ اِنہی سے مِلا تھا۔ سیاہ آنکھوں میں بے ساختہ کچھ جِھلملایا اور پھر اُس نے چہرہ جُھکا لیا۔ احمد صاحب اپنی جگہ چُھوڑ کر اُسکی جانب بڑھے اور بیٹھے ہوئے سُبکتگین کا سَر خود سے لگا لیا۔

"میرے بیٹے نگین۔ تم۔۔۔۔نے پلٹنے میں اِتنے سال کیوں لگا دیئے۔" احمد حَسن بالکل سیدھے کھڑے گلوگیر لہجے میں کہہ رہے تھے۔ اُنکے کانپتے لہجے کے شکوے پر سُبکتگین کی آنکھوں کی سطح تیزی سے بھیگنے لگی۔

"میں آپکی اور شہرین آنٹی کی محنت اور مُحبت خاک نہیں کرنا چاہتا تھا۔" اُنکے گِرد اپنے مضبوط ہاتھ پھیلا کر اُس نے اِتنی معصومیت سے بتایا کہ احمد حَسن بھیگتی آنکھوں سمیت مُسکرا دیا۔

"اِتنے بڑے ہو گئے ہو مگر گدھے کے گدھے ہو۔" اُنہوں نے اُسکی پُشت زور سے تھپتھپائی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جیسا بھی ہوں آپ ہی کا بیٹا ہوں۔" شانے پر آرُکتا اُنکا ہاتھ نرمی سے تھام کر آنکھوں سے لگاتے ہوئے وہ پیچھے ہوا جبکہ احمد صاحب کی آنکھوں کی بینائی بڑھنے لگی۔

"اَب تو ہمارا رشتہ ڈبل ہو گیا ہے۔" اُنکے مُسکراتے لہجے پر سُبکتگین نہیں مُسکرا سکا اور اُسکے چہرے کو بغور دیکھتے حَسن صاحب چونک گئے۔

"لَیلیٰ کیسی ہے؟" اُنکے سوال پر اُس نے نرمی سے اُنکا ہاتھ چھوڑا۔

"اللہ کا شُکر!"

"مُجھ سے ناراض ہے؟"

"ہے تو سہی۔"

"تم سے بھی ہے؟"

"بہت زیادہ۔"

"تو راضی نہیں کیا تم نے؟" سُبکتگین کو اُٹھا رکھا چہرہ جُھکانا پڑا۔

"پہلے آپ کریں نہ شروعات۔" اُسکی پہلو تہی پر احمد حَسن کا ٹھٹکنا واجب تھا۔

"تم کیوں نہیں کرتے؟"

"میری شروعات خُوش آئند نہیں ہوتی۔" اُسکا اِشارہ اپنے نِکاح کی جانب تھا اور احمد حَسن اُسکا اِشارہ بخُوبی سمجھ گئے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میری بیٹی تو جلد معاف کر دیتی ہے بلکہ تمہیں تو معافی مانگنے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔" احمد صاحب کے یقین پر سُبکتگین نے تحیر سے چہرہ اُٹھا کر اُنکو ناسمجھی سے دیکھا۔

"آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

"کیونکہ میں اُسکا باپ ہوں۔" اُنکے واضح جواب پر بھی وہ ناسمجھی سے اُنکو دیکھتا رہا۔

"سمجھ جاؤ گے۔ یہ بتاؤ کب واپس جا رہے ہو؟" اُسکا شانہ تھپک کر واپس اپنی کرسی پر جا کے بیٹھ گئے۔

"میں نہیں آپ جا رہے ہیں وہ بھی آج۔" اُسکے کہے جانے پر احمد صاحب نے حیرانگی سے کچھ کہنا چاہا۔

"میرا کولیگ یہاں ہے فیضان۔ آپ اُسکے ساتھ آج رات کی فلائیٹ سے واپس جا رہے ہیں۔ میں نے گُلِ لَیلیٰ سے آج کا وعدہ کیا ہے۔" وہ جو مزاحمت کرنے والے تھے، ٹھہر گئے۔ اُس لہجے کی مٹھاس پر کتنی دیر تک اُسکے چہرے کو دیکھتے رہے۔

"تو تم کب جا رہے ہو؟"

"میں یہاں عدالتی کاروائی اور سب کچھ نپٹا کر۔ آپ اپنے حصّے کی شمع جلا چکے اَب کچھ نیکی اپنے اِس گناہ گار بیٹے کو بھی کمانے دیں۔" اُسکے حلاوت بَھرے انداز پر احمد حَسن کچھ کہنے کے قابل نہیں رہے۔

"گُلِ لَیلیٰ آپ کا شدت سے اِنتظار کر رہی ہے۔ اُس نے ایک دِن بھی چین سے نہیں گُزارا۔" اُسکی اگلی بات تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اور تمہیں بھی سکون سے نہیں گُزارنے دیا ہو گا۔ میں پُر یقین ہوں۔" اُنکے یک دَم شریر ہو اُٹھنے پر وہ چہرہ پیچھے کو کیئے قہقہ لگا کر ہنستا چلا گیا۔

"اُسکو سات خُون معاف ہیں، حَسن انکل۔" اُس نے بچپن والی بات ایک بار پھر دُہرا کر اُنہیں سُن کر دیا۔

"لَیلیٰ کو اعصاب پر سوار مت ہونے دینا، بیٹا۔" اُنکی سنجیدہ آواز میں کوئی اِیسی گہری بات تھی کہ سُبکتگین حیدر نگاہ چُرانے پر مجبور ہو گیا۔

"اَب تو ہو چُکی ہے۔" چہرہ جُھکا کر سِمٹتی مُسکراہٹ سے وہ اِتنی آہستگی سے بڑبڑایا کہ احمد حَسن بامُشکل سُن سکے اور سُن کر شل رہ گئے۔

"جلدی سے پیکنگ کریں۔ فیضان آنے والا ہو گا۔ میں یہاں سب دیکھ لوں گا۔" وہ جو پریشانی سے کچھ کہنا چاہتے تھے اُسکی آخری تسلی پر سارے وجود میں طمانیت کی لہر دوڑتی محسوس کر کے ہلکے ہوتے کندھوں کے ساتھ مُسکرا دیئے۔

"تم نے مُجھے پہچان لیا تھا یا میں بوڑھا ہو گیا ہوں؟" اُٹھتے اُٹھتے دلچسپی سے سوال کیا۔ سُبکتگین نے مُسکراہٹ دبا کر اُنکو دیکھا۔

"پہچان لیا تھا کیونکہ اِتنے بوڑھے نہیں ہوئے آپ۔ ویسے معلومات میں درج گُلِ لَیلیٰ کے نام اور پُروفیشن کو پڑھ کر میں پہلے ہی مُحتاط ہو چُکا تھا۔" اُسکی مزید وضاحت پر وہ مُسکرائے بغیر نہیں رہ سکے۔

"اور آپ نے پہچانا؟" اُسکے لہجے کی آس پر احمد حَسن اُسکی جانب بڑھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"پہلی نظر میں اور تمہیں اُس کرسی پر بیٹھا دیکھ کر میری فخر سے گردن تَن گئی تھی تبھی تو تمہیں وہ بات بتادی جو میں اپنے فرشتوں تک سے چُھپانا چاہتا تھا۔" اُنکے مان اور لہجے میں دَر آتے فخر پر سُبکتگین حیدر دِل سے مُسکرا دیا۔ وہ اُسکے لیئے سراپا مُحبت اور شفقت تھے۔

"مُجھے لگا آپ نے نہیں پہچانا۔" اُنکو دیکھتے ہوئے اُس نے بوجھل لہجے میں اپنا خدشہ بیان کیا۔

"مُجھے بھی یہی لگا تھا۔" سُبکتگین نے چونک کر اُنکو دیکھا اور پھر دونوں ایک ساتھ ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے قہقہ مار کر ہنستا چلے گئے۔ اُسکے ساتھ وہ شخص تھے جو کڑی، تپتی دُھوپ میں سُبکتگین جیسے ترسے ہوئے بچے کے لیئے سایہ دار شجرہ بنے تھے۔ جِس نے خود جَل کر اُسکو ہمہ وقت سایہ فراہم کیا تھا مگر اُن سب کو چُھوڑ کر جانے کے فیصلے پر اُسکو کبھی بھی پچھتاوا نہیں ہونا تھا۔ اُس نے سہی فیصلہ لیا تھا۔

✓پار تو مُجھ کو دُعائیں بھی لگا سکتی ہیں

میں سمجھتا ہوں مگر تیرے جانا اچھا۔۔۔

(علی تاصف)

فیضان نے اُنکو سُبکتگین کی ہدایت پر جہاز سے اُترتے ہی سُبکتگین کے گھر ڈراپ کر دیا۔ احمد حَسن اُسکا شکریہ ادا کر کے اپنا سامان لیتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھے اور کچھ سوچ کر بیل بجائی۔ کیا معلوم لَیلیٰ سو رہی ہو۔ اُنکو یہاں واپس پُہنچتے ہوئے رات کے گیارہ بج گئے تھے۔ مُلازم کے دروازہ کھولنے پر وہ اندر چلے آئے۔ اُسکو معلوم تھا کہ کون ہیں تبھی سلام دُعا کر کے دروازے اچھی طرح بند کرتے ہوئے اپنے کواٹر کی جانب بڑھ گیا۔ سوٹ کیس ساتھ لیئے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اُنہوں نے لکڑی کا آبنوسی دروازہ کھٹکھایا۔ہال میں بے چینی سے اِنتظار کرتے ہوئے مونگ پھلیاں کھاتی لَیلیٰ کے قدم تھمے۔مُرجھاتے چہرے کی رونق بحال ہوئی اور پھر تیر کی سی تیزی سے دروازے کی جانب بھاگی۔

"تم میرے ہاتھ سے کیسے بچ۔۔۔" مزے سے کہتے ہوئے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا مگر سامنے کھڑے احمد حَسن کو دیکھ کر باقی کے الفاظ مُنہ میں ہی رہ گئے۔وہ جو لَیلیٰ کی سُبکتگین سے بے تکلفی پر سہی سے خُوش بھی نہیں ہوئے تھے،اُسکے تاثرات پر تکان سے مُسکرا دیئے۔

"با۔۔۔با۔۔۔" بے یقینی سے دروازہ چُھوڑ کر اُس نے اندر آتے احمد صاحب کو دیکھا۔

"اسلام و علیکم!کیسی ہے میری بیٹی۔" وہ جتنی حیران اور ششدر تھی جانتے تھے کہ سلام دُعا کا بھی اُسے ہوش نہیں ہو گا۔

"آپ۔۔۔آپ کہاں چلے گئے تھے؟" اُسکا ذہن کسی اور ہی نکتے پر ٹھہرا تھا۔

"سب بتاؤں گا تمہیں لیکن کیا بیٹھنے کو نہیں کہو گی؟" اُنکے نرم سوال پر اُس نے ہوش میں آکر اطراف میں دیکھا اور اُسکے ہاتھ کے طوطے کبوتر اُڑھ گئے۔

"آپ۔۔۔آپ خود آئے ہیں؟ آپ کو سُبکتگین لینے گیا تھا۔اُسکو معلوم ہے کہ آپ۔۔۔" دروازے سے باہر جھانک کر اُس نے پریشانی سے باہر دیکھا جبکہ احمد صاحب بغور اُسکے اُڑتے رنگ دیکھنے لگے۔

"نگین ہی مُجھے لینے آیا تھا۔" اُنہوں نے اُسکا شانہ تھپک کر کہا۔وہ دھیان میں ہوتی تو ضرور سُنتی۔

"تو پھر کہاں ہے؟ اُس نے وعدہ کیا تھا آج واپس آئے گا۔" اُسکو نئی پریشانی گھیرنے لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"وہ کراچی میں ہی ہے۔ایک دو دِن میں میرے کام کو مکمل کر کے واپس آجائے گا۔"نرم وضاحت کر کے وہ ہک دَق رہ جاتی لَیلیٰ کو اپنے ساتھ لگا کر اندر کی جانب بڑھے ورنہ لَیلیٰ کا دروازے کے پاس سے ہلنے کا کوئی اِرادہ نہیں لگ رہا تھا۔اندر صوفے پر بیٹھ کر اُنہوں نے اُسکے متفکر چہرے کو دیکھا۔

"میرے آنے کی خُوشی نہیں ہوئی، گُل؟"اُنکے سوال پر لَیلیٰ چونک کر بیدار ہوئی۔

"آپ۔۔۔آپ مُجھ سے ناراض ہیں نہ، بابا تبھی مُجھے چھوڑ کر گئے تھے۔"یک دَم اُسکا لہجہ گلوگیر ہوا اور پھر احمد حَسن صاحب نے بے حد تعجب سے اُسکی چھلکتی آنکھوں کو دیکھا۔وہ اِتنی آسانی سے رونے والوں میں سے نہیں تھی۔کیا یہی بات تھی جِس نے اُسکے دِل کو گُداز کر دیا تھا؟وہ زمانہ شناس تھے۔

"میں تم دونوں سے ناراض نہیں بس مُجھے ایک بہت ضروری کام کرنا تھا بیٹا۔وہ نہ کرتا تو ساری عُمر پچھتاوے میں مُبتلا رہ کر ایک دِن مَر جاتا۔"اُنکی بات پر ٹھٹھرتے آنسوؤں کے ساتھ اُس نے ناسمجھی سے اُنکو دیکھا۔

"ہم کراچی سے یہاں کیوں آئے تھے، بابا؟"اُسے اَب اِس سوال کا جواب چاہیئے تھا۔

"تمہیں سب بتانا ہے میں نے۔اصل میں میری ریسرچ لیپ میں ایک نئے ڈرگ پر کام ہو رہا تھا جِس کا صِرف ایک ہی کلینکل ٹرائل ہوا تھا اور اُسکے مطابق اُس ڈرگ کو مارکیٹ میں نہیں آنا چاہیئے۔میں اُن دِنوں ایک ہفتے کی چُھٹی پر تھا یورک ایسڈ کی وجہ سے تمہیں یاد ہو گا۔"اُنکے بتانے پر توجہ سے سُنتی لَیلیٰ نے اثبات میں سَر ہلایا۔

"میرے کولیگ سجاد نے بہت مُذمت کی مگر بڑے لوگ پیسے کے پیچھے ہوتے ہیں لوگوں کی فلاح سے اُنکا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ڈرگ مارکیٹ میں آگئی اور لوگوں کا ٹیسٹ سبجیکٹ سمجھ لیا گیا اور اِسی اثناء میں بیس لوگوں کی اموات اُس ڈرگ کی وجہ سے رپورٹ ہوئیں۔"احمد صاحب کی بات پر لَیلیٰ کی آنکھیں پھیلیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"وہ کِس قسم کا ڈرگ تھا؟" لَیلیٰ کے سوال پر اُنہوں نے گہرا سانس لیا۔

"پین ریلیف مگر اُسکو مارکیٹ میں نہیں جانا چاہیئے تھا بیٹا۔ مُجھے سجاد نے کال کر کے سب بتایا اور طبیعت ٹھیک ہوتے ہی میں اگلے دِن لیب جانے لگا تو معلوم ہوا کہ سجاد نے اپنے قرضوں کی وجہ سے کسی بُلند عُمارت سے کُود کر خودکُشی کر لی ہے۔" احمد صاحب کی آنکھیں ضبط سے لال پڑنے لگیں۔

"سجاد انکل اپنی دو بیٹیوں کے ہوتے کیسے۔۔۔" لَیلیٰ نے اُنکا ذکر اپنے باپ سے اِتنا سُن رکھا تھا کہ حد نہیں۔

"اُسے قتل کیا گیا بیٹھا کیونکہ اُس نے بائیوٹیک کے خلاف ثبوت اکھٹے کر کے کیس فائل کر دیا تھا۔" لَیلیٰ کو تاسف گھیرنے لگا۔

"اُنہوں نے سجاد کو اُسکی بیٹی کے اغوا کے ذریعے بہت دھمکایا۔ اُس نے کیس تو ڈراپ کر دیا مگر سارے ثبوت میرے لیئے محفوظ کر کے گھر جا رہا تھا کہ اُسکا قتل ہو گیا۔" احمد صاحب نے چہرہ جُھکا کر آنکھیں میچ لیں۔ لَیلیٰ چند پَل سب بُھول کر اُنکو دیکھتی رہی اور پِھر اُنکے ہاتھوں کو نرمی سے تھام لیا۔

"میں سجاد کا ادھورا کام مکمل کرنا چاہتا تھا مگر کمپنی کو بَھنک پڑ گئی۔ اُنہوں نے

میرے پیچھے بندے لگا دیئے بس تبھی مُجھے سب چھوڑ کر تمہارے لیئے یہاں آنا پڑا راتوں رات۔" اُنہوں نے چہرہ اُٹھا کر لَیلیٰ کو بے حد ندامت سے دیکھا۔

"میں نے تمہیں پریشان کر کے اکیلا کر دیا بیٹا۔۔۔ مُجھے معاف کر دو۔ میں اپنی اولاد کے لیئے ایک خود غرض باپ نہیں بننا چاہتا تھا۔" اُنکی بھیگتی آواز پر لَیلیٰ نے مُسکرا کر اُنکے شانے سے سَر ٹکا لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپ سہی سلامت میرے پاس واپس آ گئے ہیں مُجھے اور کچھ نہیں چاہیئے بابا اور اتنے عظیم کارِ خیر میں حصّہ لینے پر مُجھے آپ پر فخر ہے۔" اُنکے ہاتھ کو اُٹھا کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے اُس نے احمد صاحب کو بھیگتی آنکھوں سے مُسکرانے پر مجبور کر دیا۔

"تو اَب معملا حل ہو گیا؟" کچھ دیر کی سکون آمیز خاموشی کے بعد اُس نے خود کو کہتے سُنا۔

"میں وہاں گواہان اور مقتول کے گھر والوں کو عدالت میں پیش ہونے کے لیئے راضی کر رہا تھا مگر وہ سب سجاد کے قتل کے بعد سے بے حد خوفزدہ ہیں۔" اُنکی اگلی بات پر لَیلیٰ پریشانی سے ٹیک چھوڑ کر سیدھی ہوئی۔

"تو پھر اَب بابا؟ یعنی کام نہیں ہوا؟" اُسکے تفکر پر احمد صاحب مُسکرا دیئے۔

"میرے سُبکتگین کے ہوتے ہوئے کوئی پریشانی ہو سکتی ہے۔ تم جانتی ہو وہ میرے پاس شام سات بجے آیا تھا۔" اُنکی بات پر لَیلیٰ ٹھٹکی۔

"کیا مطلب؟ بابا سُبکتگین کی فلائیٹ تو بامُشکل دو گھنٹے کی تھی اُسکو تو صُبح ہی۔۔۔" اُسکی پریشانی اور گھبراہٹ پر احمد حَسن نے اُسکو مُسکراتی آنکھوں سے دیکھا۔

"وہ سیدھا مقتولین کے گھر گیا تھا اور تمام بیس افراد کا بیان وکیل کے ساتھ ریکارڈ کروا کر، کاغذات پڑ دستخط کروا کر مُجھ تک پُہنچا۔" اُنکے بتائے جانے پر اُسکے اعصاب یکجا ہوئے۔

"تو پھر آپکے ساتھ کیوں نہیں آیا؟" اُسکے کڑے سوال پر احمد حَسن نے مُسکراہٹ دبائی۔

"وہ کل عدالت میں سب سب کچھ پیش کر کے فیصلہ کروا کر، میڈیا کو ریج دینے کے بعد واپس آئے گا۔ میں نے کہا کہ ساتھ چلتے ہیں تو اُس نے کہا کہ گُلِ لَیلیٰ سے آپکو آج ہی لانے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ فیضان کے ساتھ بے فکر ہو کر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

جائیں، میں یہاں سب سنبھال لوں گا اور آپ کل دوپہر دو بجے کی خبریں لازمی دیکھیئے گا۔" اُنکی وضاحت پر لَیلیٰ کے چہرے کی خفگی نرمی میں ڈھل گئی۔

"پھر بھی اُسے آپ کے ساتھ آنا چاہیئے تھا۔" کچھ تھا جو لَیلیٰ کو بہت بُرا لگا مگر کیا اِسکی اُسے کچھ خبر نہیں تھی۔

"آپ کے لیئے کھانا لگاؤں؟" سَر جھٹک کر اُس نے اُنکو پانی پیتے دیکھ کر پوچھا مگر اُنہوں نے نفی میں سَر ہلایا۔

"راستے میں کھا لیا تھا اَب بس آرام کرنا چاہتا ہوں۔" اُنکے کہے جانے پر لَیلیٰ اُٹھ کر راہداری کے آگے بنے کمرے تک گئی اور پھر واپس آئی۔

"نیچے والا کمرہ یا اُوپر والا؟" اُسکے سوال پر احمد حَسن اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"تم کہاں سوتی ہو؟ اُوپر یا نیچے؟"

"ہمارا کمرہ اُوپر ہے۔" اُنکھوں سے اُوپر کی جانب اِشارہ کرتے ہوئے لَیلیٰ نے اُن کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

"میں پھر نیچے آرام کروں گا۔ کوئی آئے جائے تو دروازہ کھولنے میں آسانی رہے گی۔" اُنکے کہے جانے پر لَیلیٰ نے مُسکرا کر اُنکا سوٹ کیس کا ہینڈل اُن سے لیا اور راہداری کے آخری سِرے والے کمرے کا دروازہ کھول کر بتیاں روشن کیں۔

"سُبکتگین کا گھر بہت خوبصورت ہے۔" اُس نفیس سے کمرے کو ستائش سے دیکھ کر وہ کہے بغیر نہیں رہ سکے۔

"ہے نہ، بابا۔ کل میں آپکو اپنا کمرہ دِکھاؤں گی تو آپ حیران رہ جائیں گے۔" اُسکے یک دَم جُوش سے بھاگ کر خود تک آنے پر اُنہوں نے خُوش آئیند حیرت سے اُسکو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"حیران کیوں؟ "

"کیونکہ وہ کمرہ بالکل ویسا ہے جیسا میں ہمیشہ سے چاہتی تھی۔ آپ کو معلوم ہے نہ مُجھے کُھلے آسمان پر چاند ستارے دیکھ کر سونے کا کتنا شوق ہے؟" اُنکا بازو نرمی سے تھام کر چہکتے ہوئے یاد دِلایا گیا۔ اندر تک شاد ہوتے احمد حَسن نے مُسکرا کر اثبات میں سَر ہلایا۔

"سُبکتگین نے چھت پر بالکل اِیسی روشنیاں لگا رکھی ہیں کہ چھت رات کو چاند ستاروں سے بَھرا آسمان لگتا ہے۔" اُسکی فصیح وضاحت پر وہ بے اِختیار مُسکرا دیئے۔

"ہو سکتا ہے وہ کمرہ تمہارے لیئے ہی بنایا گیا ہو۔" اُنکی مُسکراتی بات پر لَیلیٰ کی دَھڑکن ٹھہری۔

"کیا مطلب؟" اُسکے سوالیہ انداز پر احمد صاحب ٹھٹک گئے۔ کیا اُسکو ابھی تک سُبکتگین کے نگین ہونے کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔

"یہ مطلب تو سُبکتگین ہی بتا سکتا ہے۔" مُسکرا کر اُنکو بات بدلنی پڑی۔ لَیلیٰ نے نا سمجھی سے اُنکو دیکھا۔

"آپ پِھر آرام کریں۔ میں صُبح آپکا دماغ کھاؤں گی۔" مُسکرا کر وہ احمد صاحب کے سینے سے لگی۔ باپ کے واپس آتے ہی اندر چِھڑتی جنگ بغیر کسی ہار جیت کے تمام ہو گئی تھی۔ کمرے کا دروازہ بند کر کے سیڑھیاں طے کر کے اُوپر جاتی گُلِ لَیلیٰ کے چہرے پر الوہی سی چمک تھی مگر دِل کا ایک گُوشہ بے حد اُداس اور مُضمحل تھا۔ نہ جانے کیوں، کِس لیئے؟ اپنے کمرے میں آ کر ساری بتیاں گُل کر کے اُس نے ایک نظر چھت پر چمکتے چاند ستاروں کو محویت سے دیکھا اور پِھر ڈریسنگ روم میں آ گئی۔ دِل میں ہوتی اُٹھک بیٹھک اُسے خود سے نالاں کرنے پر تُلی ہوئی تھی۔ اُسکے بابا واپس آ گئے تھے، اُس سے خفا نہیں تھے تو اُسے اور زندگی سے کیا چاہیئے تھا؟ اُن بوجھل کرتے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سوالوں پر وہ آئینے کے سامنے آکر ٹھہر گئی۔ بادامی آنکھیں بے حد غور سے اپنا ایک ایک نقش دیکھ رہی تھی۔ اُسے اپنا آپ خوبصورت لگ رہا تھا مگر کیوں؟ پہلے تو اُس نے کبھی اِیسا نہیں سوچا تھا۔ بادامی آنکھوں کا آئینے میں خود سے زبردست تصادم ہوا اور پھر جو اُن آنکھوں میں تحریر ہو رہا تھا اُس پر گُلِ لَیلیٰ نے تیز ہوتی دَھڑکن کے ساتھ نگاہیں چُرا لیں۔

✓ آئینہ دیکھ ذرا، کیا میں غلط کہتا ہوں

تُو نے خود سے بھی کوئی بات چھپا رکھی ہے۔۔۔

ماضی!

"افتخار! میرے بیٹے کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونا چاہیئے۔" آئی جی کے سامنے پریشان بیٹھے نثار حیدر کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ پورے سسٹم کو ہلا کر رکھ دیتے۔ اُنکو تحمل سے کام لینا تھا مگر جو کچھ ہو چُکا تھا وہ بے حد بھیانک تھا۔

"تم ہمارا مسئلہ بھی سمجھو، نثار۔ جانتے ہو نہ تفتیش کے معاملے کتنے نازک اور حساس ہوتے ہیں۔" آئی جی افتخار نے اُنکو ٹھنڈا کرنا چاہا مگر ایک بے بس اور مجبور ہوتے باپ کو کیسے ٹھنڈا کیا جا سکتا تھا۔

"مُجھے کچھ نہیں سُننا تفتیش کے بارے میں۔ مُجھے میرا بیٹا اِس کیس سے باعزت بَری چاہیئے۔" اُنکے دوٹوک انداز پر آئی جی افتخار نے گہرا سانس لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیا تم جانتے ہو نثار تفتیش کے مرحلے میں بے شک گواہان، ثبوت، آلہ قتل، عینی شاہدین بھی موجود ہوں تب بھی مُجرم کو کیا چیز مُلزم رہنے دیتی ہے؟" افتخار کا لہجہ کُھردرا ہونے پر نثار حیدر اُسکو خالی آنکھوں سے دیکھتے گیا۔

"اقبالِ جُرم! یہ ایک اِیسی چیز ہے نثار جِس کے نہ ہونے پر کیس بڑا پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ پولیس ایڑھی چوٹی کا زور لگاتی ہے، جسمانی ریمانڈز کرتی ہے تب کہیں جا کر حاصل ہوتا ہے اور مُلزم، مُجرم بنتا ہے۔" افتخار نے کہتے ساتھ سامنے پڑی سیاہ جِلد والی فائل اُسکی جانب دھکیلی۔

"تمہارے بیٹے کے کیس میں نہ ثبوت ہے، نہ آلہ قتل، نہ عینی شاہدین، نہ گواہیاں مگر صِرف ایک چیز نے بازی پلٹ دی ہے اور وہ ہے تمہارے بیٹے کا اقبالِ جُرم۔" افتخار نے رکھ کر ٹیبل پر ہاتھ مارا۔ وہ خود نثار کی مدد کرنا چاہتا تھا مگر اُسکے ہاتھ بندھ چُکے تھے۔

"تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ قتل ہونے والا شہروز کریم کا بیٹا تھا۔ یہ وہی شہروز کریم ہے جو تمہارا سالہ ہے، جسکے بھائی زاور کریم کے قتل کا الزام وہ بھرے مجمعے میں سُبک پر لگا تا رہا ہے۔ سب کچھ تمہارے بیٹے کے خلاف ہے نثار۔ وقت اور حالات بھی اور تمہارا بیٹا خود بھی۔" افتخار کے پریشان کُن لہجے پر نثار حیدر کا کلیجہ چھلنی ہونے لگا۔

"تم۔۔۔ میری مُصیبت سمجھو اِفتخار۔ بیٹی اور اُسکے شوہر کی تدفین چھوڑ کر یہاں موجود ہوں۔" اُسکے بے بس، گلوگیر لہجے پر افتخار کا دِل بھی دُکھ سے بھرنے لگا۔

"میں قانون بدل سکتا تھا سُبک کے لیئے لیکن اگر اُس نے اقبالِ جُرم تفتیشی کمرے یا کمرہ عدالت میں کیا ہوتا نگر تمہارا بیٹا جیل جانے کے لیئے مَر رہا ہے۔" اُنکی آخری بات ساری اُمیدوں پر پانی پھیر دینے والی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اُس نے ہزاروں میڈیا والوں کے سامنے ببانگِ دہل قتل کا اعتراف کیا ہے۔ نان بیل ایبل وارنٹ پر میں مجبور ہوں، نثار۔" آئی جی افتخار نے نثار حیدر کے سامنے کوئی لگی لپٹی نہیں رکھی۔ بھیگنے کو تیار آنکھوں کو بامُشکل سنبھال کر وہ کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔۔

"میں صِرف اِتنا کر سکتا ہوں کہ سکینہ اور وجدان کے جنازے اور تدفین میں شرکت ہونے کی سُبک کو مُہلت دوں۔" آئی جی افتخار بھی اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"میں تمہارا احسان مَند رہوں گا۔" نثار حیدر مدہم لہجے میں کہہ کر دروازے کی جانب بڑھے۔

"مُجھے معاف کر دینا، نثار۔" پیچھے سے آتی افتخار کی اِستدعا پر وہ رُک کر پلٹے نہیں بلکہ اُنھیں بوجھل اور نڈھال قدموں سے باہر نکلے۔ راہداری سے گُزرتے ہوئے اُنکو خبروں کی تیز آواز پر چونک کر ٹھہر جانا پڑا۔

"پاکستان کے تیسرے جبکہ کے-پی-کے کے سب سے بڑے اِنڈسٹر لسٹ نثار حیدر کے بیٹے، سُبکتگین حیدر جو کہ پچھلے پندرہ دِنوں سے لاپتہ تھے، شہروز کریم کے بیٹے کا قتل کر دینے کے بعد منظر عام پر آ گئے۔ ہمارے نمائندے کے مُطابق وہ اِن پندرہ دِنوں میں شہروز کریم کی جبری حراست میں تھے۔"

"آپ بالکل سہی چونکے ہیں ناظرین۔ آج سے کئی سال پہلے شہروز کریم کے بھائی زاور کریم کا قتل ہوا تھا جِسکا اِلزام شہروز کریم نے نثار حیدر کے آٹھ سالہ بیٹے پر لگایا تھا مگر اُنکا یہ الزام ثابت نہیں ہو سکا۔" نثار حیدر ساکت و جامد سے کھڑے اپنے برسوں کی کمائی محنت اور عزت کو خاک ہوتے دیکھ رہے تھے۔ جِس بیٹے کے لیئے وہ سب کچھ داؤ پر لگاتے آ رہے تھے اُس نے اُنکو کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اِس فوٹیج کو بغور دیکھیئے جو آج مُلک بَھر میں تیزی سے وائرل ہو رہی ہے۔اِس میں سُبکتگین حیدر میڈیا کے سامنے اقبالِ جُرم کرتے ہوئے نظر آ رہے ہوں گے۔اُنکا حُلیہ، چہرے، سَر، ہاتھوں اور پاؤں سے نکلتا خُون اور لاتعداد زخم ہمیں یہ چیخ چیخ کر بتانے کو کافی ہیں کہ پندرہ دِنوں میں اُنکے ساتھ کوئی اِنسانی سلوک روا نہیں رکھا گیا۔شہروز کریم کی جانب سے مکمل خاموشی ہے حالانکہ سب ہی جانتے ہیں کہ نثار حیدر اور شہروز کریم بزنس پارٹنر ہونے کے ساتھ ساتھ سالہ، بہنوئی بھی ہیں۔" اگلی خبر پر نثار حیدر مُٹھیاں بینچ کر تیزی سے پلٹے۔اِس سے زیادہ جگ ہنسائی وہ نہیں سُن سکتے تھے۔بیٹی اور اُسکے شوہر کی ناگہانی موت نے پہلے ہی اُنکے اعصاب جُھنجھُنا رکھے تھے۔اُنکے قدم جیل کی جانب اُٹھ رہے تھے جہاں سُبکتگین تھا۔سُلاخوں کے پار وہ اُنہیں دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا نظر آیا۔آنکھیں مُوند کر ابھی بھی وہ زخم زخم، لہولہان کھڑا تھا۔اُسکی حالت دیکھ کر اُنکا دِل کانپ اُٹھا۔

"سُبک۔۔۔۔" لرزتی آواز میں کہہ کر وہ ساری جگ ہنسائی، ذلت اور گھاٹا بُھول کر اُسکی جانب لپکے۔اُس آواز پر سُبکتگین نے آہستگی سے آنکھیں کُھول کر اُنکو اِیسی نظروں سے دیکھا کہ وہ ششدر ہو کر اندر باہر سے زخمی ہو گئے۔

"یہ۔۔۔تم نے کیا کر دیا پِھر سے۔۔۔" وجود میں ہوتی لرزش پر قابو پاتے ہوئے اُنہوں نے جیل کی سلاخوں کو مضبوطی سے جھکڑ کر کہا مگر سُبکتگین کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں آیا۔

"میں موجود تھا، میں سب سنبھال لیتا۔تمہارا باپ زندہ۔۔۔۔" قریب آتے سُبکتگین نے بھسم کرتی نظروں سے اُنکی قوتِ گویائی چھین لی۔

"میں ہمیشہ سے آپ کے بارے میں دُرست تھا۔آپ جیسا مفاد پَرست شخص باپ نہیں ہو سکتا۔" اُس نے نثار حیدر کی سماعتوں میں صُور پُھونک کر بے جان کر دیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم۔۔۔۔ تم اَب بھی میرے بارے میں۔۔۔۔ منفی سوچ رہے ہو۔ میں نے تمہارے لیئے، اپنی اولاد کے لیئے کیا کچھ۔۔۔" اُنکے تاسف بَھرے لہجے پر سُرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ سُبکتگین نے اِتنی زور سے سَلاخوں کو جھکڑا کہ تھرا اُٹھتے ہاتھوں سے نثار حیدر کو پیچھے ہونا پڑا۔

"آپ کا ایک جملہ میری زندہ، جیتی جاگتی بہن نگل گیا، نثار حیدر۔ میرا عزیز از جان، واحد دوست کچا چبا لیا آپ نے۔ آپ اِنسان نہیں ہو سکتے۔ لعنت ہے مُجھ پر جو آپکی اصلیت جانتے ہوئے بھی آپ سے اُمید لگا بیٹھا کہ آپ۔۔۔ اپنی اولاد کے لیئے یکساں ایڑھی چوٹی کا زور لگائیں گے۔ لعنت ہو میری سوچ پر، لعنت ہو اِس حقیقت پر کہ میں آپ کا بیٹا ہوں۔" تیز ہوتی آواز کے ساتھ وہ اِتنی زور سے چیخا کہ نثار حیدر کا دِل پھٹنے کے قریب ہو گیا۔ پھیلتی آنکھوں سے وہ سُبکتگین حیدر کے لفظوں، لہجے، آنکھوں اور چہرے پر رقم نفرت اور تحقیر کو دیکھ رہے تھے۔

"تم۔۔۔۔"

"چلے جائیں میری نظروں کے سامنے سے اور آج کے دِن میری بہن نہیں آپ میرے لیئے مَر گئے ہیں۔ آپ نے میری ماں، بہن اور بھائی کا قتل کیا ہے۔ آپ نے میرا پورا خاندان مُجھ سے چھینا ہے۔ میں آپ دونوں میاں بیوی اور سالے کو چین کی نیند نہیں سونے دوں گا۔" دانت پر دانت جما کر غُراتے ہوئے وہ نثار حیدر کا وجود اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل رہا تھا اور بخوبی باخبر تھا۔

"میں نے تمہارے لیئے اپنی بیٹی کو قربان۔۔۔۔"

"جائیں اِس سے پہلے کہ میں سارا ضبط، لحاظ بُھول کر آپ کی قربانی کو خراجِ عقیدت پیش کروں۔۔۔ اپنی بہن اور بہنوئی کا جنازہ میں خود پڑھوں گا۔ میری بہن کا ولی آپ جیسا شخص نہیں ہو سکتا۔" نفرت سے چُبا کر کہتے ہوئے وہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اُنکے دُھواں دُھواں چہرے پر تحقیر بَھری نظر ڈال کر ایک جھٹکے سے پلٹا۔ واپس جاتے قدموں کی آہٹ پر اُس نے لَب بینچ کر اپنی سسکیوں اور چیخوں کا گلہ گھونٹا۔ آنکھوں کے سامنے سے تین بہت پیارے لوگوں کی لاشیں جانے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔ خون میں ڈوبتی بہن اور دوست کی مسخ لاشوں پر اُسکا جی چاہا زمین اور آسمان ایک کر دے۔ اِتنا چیخ کر گریہ کرے کہ عرش کے پائے کو ہلا ڈالے مگر ضبط اور صبر لازمی تھا ویسا ہی جیسا صبر اِمام سجاد(ع) نے شام میں کیا تھا۔ گُو کہ اُسکا تصور بھی مُشکل تھا مگر اُسکے سامنے مثال اور شخصیت بہت بڑی تھی اور غم چُھوٹا تھا۔ اگلی صُبح فجر کی اذانوں کے ساتھ بہن اور دوست کی نمازِ جنازہ ادا کر کے سُپردِ خاک کرنے کے بعد سُبکتگین حیدر کو کمرہ عدالت میں پیش کیا گیا جہاں اُس کو پانچ سال قیدِ بامُشقت کی سزا سُنا دی گئی۔ سُبکتگین حیدر کو پاکستان کی سب سے خطرناک مَچھ سینٹرل جیل میں بھیج دیا گیا۔ یہ سب کِس کے کنکشنز پر ہو رہا تھا سب کو معلوم تھا۔ احمد حَسن دِل میں اُٹھتے دَرد اور بہتی آنکھوں کے ساتھ وہ خبریں سُن رہے تھے۔ کلیجہ چھلنی ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہونا کیا ہوتا ہے، اُنکو معلوم تھا۔ کوئٹہ میں واقع اُس جیل سے سبھی لوگ پناہ مانتے ہیں اور آپ سب جانتے ہی ہوں گے کہ کیوں۔ دِل تھام کر اُنہوں نے دُعا کی کہ وہ جَلد رہا ہو جائے کیونکہ خبروں میں یہ نہیں بتایا جا رہا تھا کہ سُبکتگین حیدر کب تک رہے گا۔ اُنکو یقین تھا کہ اُسکے والد کے کنیکشنز اور پُہنچ اُسکو ضرور باعزت بری کروائیں گے۔ وہ سامنے آ کر اُسکو مُشکل اور پریشانی میں مُبتلا نہیں کر سکتے تھے۔ اِیسے نازک موقعے پر اُس پہ کوئی اور الزام بھی دَھرا جا سکتا تھا۔ سال پر سال گُزرتے چلے گئے، وقت کا کام ہے گُزرنا۔۔۔ لوگ بُھول بھال گئے کیونکہ اُنکو معلوم تھا کہ امیر باپ کا بیٹا کچھ دِن میں ہی نکل گیا ہو گا۔ چار سال بعد مَچھ سینٹرل جیل میں موجود سُبکتگین حیدر کو رِہا کر دیا گیا۔ جلد رہائی کی وجہ نہیں بتائی گئی لیکن باہر نکلتے سُبکتگین حیدر کو معلوم ہو گیا تھا کہ ایک ٹریفک حادثے میں ٹرالر نے شہروز کریم کو کُچل کر جہنم واصل کر دیا تھا۔ اُس کی رہائی کی اطلاع اُسکے منع کرنے پر کسی کو بھی نہیں دی گئی۔ باہر نکل کر اُس نے سَر پر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

پھیلے آسمان اور تپتی دُھوپ پھینکتے سورج کو دیکھا اور پھر اس گھر کی جانب چل پڑا جو اُس نے اپنی ماں اور بہن کے لیئے اچھے وقتوں میں خریدا تھا۔ ڈگری کمپلیٹ ہونے کے باوجود سُبکتگین حیدر کو اَب زندگی سے کوئی اُمید نہیں تھی۔ سب خواب، آگے بڑھنے کی جُستجو مَر گئی تھی۔ رُوح چَھلنی ہونے کے عمل نے اُسکو مزید راسخ الفطرت بنا دیا تھا۔ جیل کا ایک فائدہ ہوا تھا کہ سب اُسکے چہرے کو بُھول گئے تھے۔ کئی سالوں سے بند پڑے، مُحبت سے تعمیر کروائے گئے اُس گھر کی دیواروں نے آہٹ پر حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھ کر چُپ سادھ لی۔ یہ قدم مانوس تھے۔ اِن قدموں کے ساتھ پہلے ایک لڑکا اور لڑکی آئے تھے، ساتھ قہقے، کِھلکھلاہٹ اور زندگی لے کر آئے تھے۔ اُن تین نفوس کے ساتھ رہنے کے خواب اُنکے ہمراہ تھے مگر اَب کی بار آنے والے قدم خاموش، ساکن اور زندگی سے بے نیاز تھے۔ کوئی جُوش، کوئی جذبہ نہیں تھا۔ اُسکے چہار جانب اجنبیت اور خاموشی تھی۔

✓اِتنی مُدت دلِ آوارہ کہاں تھا کہ تُجھے

اپنے ہی گھر کے دَر و بام بُھلا بیٹھے ہیں

یار یاروں نے تو کب حرفِ مُحبت رکھا

غیر بھی طعنہ و دُشنام بُھلا بیٹھے ہیں

تُو سمجھتا تھا کہ یہ دَربدری کا عَالم

دُور دیسوں کی عنایت تھا سو اَب ختم ہوا

تُو نے جانا تھا کہ آشفتہ سَری کا موسم

دَشتِ غُربت کی ودیعت تھا سو اَب ختم ہوا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اَب جو تُو شہرِ نگاراں میں قدم رکھے گا

ہر طرف کِھلتے چلے جائیں گے چہروں کے گُلاب

دوست، احباب تیرے نام کے ٹکرائیں گے جام

غیر، اغیار چُکائیں کے رقابت کے حساب

مائیں رکھیں گی تیرے نام پہ اولاد کا نام

باپ بیٹوں کے لیئے تیری بیاضیں لیں گے

جِن پہ قدغن ہے وہ اشعار پڑھے گی خلقت

اور دُکھتے ہوئے دِل تُجھ کو سلامی دیں گے

لیکن اِیسا نہیں، اِیسا نہیں اے دِل، اے دِل!

یہ تیرا دیس، تیرے دَر و دیوار نہیں

اِتنے یُوسُف تو نہ تھے مصر کے بازاروں میں بھی

جِنس اِس درجہ ہے وافر کے خریدار نہیں

سَر کسی کا بھی دِکھائی نہیں دیتا ہے یہاں

جِسم ہی جِسم ہیں، دَستاریں ہی دَستاریں ہیں

تُو کسی قریہ زِنداں میں ہے شاید کہ جہاں

طوق ہی طوق ہیں، دیواریں ہی دیواریں ہیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اَب نہ طُفلاں کو خبر ہے کسی دیوانے کی

اور نہ آواز کہ "اُو چاک گریبان والے"!

نہ کسی ہاتھ میں پتھر، نہ کسی ہاتھ میں پھُول

کر گئے کُوچ کہاں کُوچہ جاناں والے۔۔۔

(احمد فراز)

* * * * * * *

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

السلام علیکم احباب۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چُوک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے "ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group, Insta Pg, Youtube Channel)

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Nkd (ZT) (UserName: Novelskiduniya77)

Youtube Channel: Novels Ki Dunya (NKD) Official

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے Blue الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے شکریہ-----

احمد حَسن مُسلسل دو گھنٹے سے بولتے رہنے کے بعد خاموش ہوئے تو بغور ساتھ بیٹھی لَیلیٰ کو دیکھا جو تب سے سانس روکے سبکتگین حیدر کی سرگُزشت اُن سے سُنتے ہوئے باہر کے پُھولوں سے بَھرے دالان کو دیکھ رہی تھی۔

"اُسکے سامنے نثار کا نام مت لینا بیٹا۔ وہ باپ کی چوٹ کھایا ہوا شخص ہے۔ لڑائی جھگڑے میں بھی اُسکے زخم مت کُریدنا۔ تمہیں اُسکا ماضی بتانے کا اور کوئی مقصد نہیں ہے میرا۔" اُسکی خاموشی پر اُنکو مزید کہنا پڑا مگر وہ یونہی گُم صُم رہی۔

"وہ نگین ہے نہ، بابا۔۔؟" کچھ دیر کی سرسراتی خاموشی کے بعد گُلِ لَیلیٰ نے اِتنی آہستگی سے پوچھا جیسے کچھ ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوا۔ احمد صاحب چونک گئے۔ اُنہوں نے ساری بیتی میں کہیں بھی اُسکے نگین ہونے کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔

"مُجھے معلوم ہے۔ میرا وجدان مُجھے کہتا ہے کہ سبکتگین حیدر میرا وہی نگین ہے جسے میں نے کھو دیا تھا۔ جسے میں نے ہر ممکن بُھلائے رکھا۔" اُسکے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی چُبھن تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"وہ ہمیں اِس لیئے چُھوڑ کر گیا تھا؟" چہرہ پھیر کر اُس نے لرزتے لہجے میں سوال پوچھ کر احمد حَسن کو ششدر کر دیا۔ وہ تحیر سے اپنی بیٹی کی بھیگتی آنکھوں کو دیکھ رہے تھے۔ یہ نہیں تھا کہ اُسے رونا نہیں آتا تھا مگر وہ اُنکے سامنے نہیں روتی تھی۔

"قتل معمولی بات نہیں لَیلیٰ۔ قتل ہمارے اندر کے اِنسان کو مار دیتا ہے۔ میں نگین کو سمجھ سکتا ہوں۔" اُنکے اعتراف میں اعتراف تھا۔ یعنی وہ اُن قتل کی حقیقت جانتے تھے اور وہ۔۔۔ بے خبر تھی۔ کیا کچھ اُس نے تنہا سہا ہو گا۔ بَھرے پڑے خاندان کے ہوتے ہوئے۔ چار سال کی جیل کوئی آسان تو نہیں رہی ہو گی اُس پر۔

"پِھر بھی بابا اُسے ہمارے پاس رہنا چاہیئے تھا۔" لَیلیٰ نے آنسو سمیٹ کر سنجیدگی سے کہا۔

"اور اِس سے کیا ہوتا؟" احمد حَسن اپنی بیٹی کا اندر جاننا چاہتے تھے۔

"میں سبکتگین کو اکیلا نہیں ہونے دیتی۔ میں اُسے چار سال کی جیل نہیں کاٹنے دیتی کیونکہ میں اُسکے قاتل ہونے کے بارے میں مشکوک ہوں بابا۔" اُسکے اُلجھے سے انداز اندرونی خلفشار کا پتہ دے رہے تھے۔

"تمہیں لگتا ہے اُس نے دو قتل نہیں کیئے؟" احمد صاحب چونک گئے۔

"پہلا قتل نگین نے ہی کیا ہے۔ مُجھے اِس بات کا یقین ہے لیکن دوسرا قتل۔۔۔ مُجھے اُسکے ذکر پر سبکتگین کا چہرہ دیکھنا ہو گا۔" اُس نے جیسے کچھ ٹھان لیا تھا۔ احمد حَسن صاحب اُسکے مُصمم اِرادے پر اُسے دیکھ کر رہ گئے۔

"وجدان اور سکینہ کا قتل کیسے ہوا پِھر؟" اپنی سوچ سے نکل کر اُسکو اصل مُدعے کی بات یاد آئی جبکہ احمد صاحب کے چہرے کو رَنج نے چُھو لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں نے یہی سُنا کہ سبکتگین اور وجدان دریا اور سکینہ کو بچانے گئے تھے مگر شہروز کریم نے اُنکو قید کر لیا اور وہیں شہروز کریم کے آدمیوں نے سکینہ اور وجدان پر فائر کھول دیا تھا۔ سکینہ کی بوڈی پر گولی کے علاوہ اور کوئی نشان نہیں لکھے ہوئے رپورٹ میں لیکن وجدان بہت بُرے ٹارچر سے گُزرا ہے۔" اُنکے دُکھتے، تاسف ذدہ لہجے پر لَیلیٰ کا دِل سُکڑا کر پھیلا۔ آنکھوں کے آگے بے اِختیار ڈریسنگ روم میں اپنے اِرد گرد سے بیگانہ، خوفزدہ اور سَرد سے سبکتگین کا چہرہ لہرایا۔ تو کیا وہ بھی اُس ٹارچر سے گُزرا ہوا گا؟؟ کیا اُس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو گا؟؟؟

سوال بہت تھے اور ہر سوال کا جواب سبکتگین حیدر کے پاس تھا مگر جواب کے لیئے وہ اُسکے زخم نہیں اُدھیڑ سکتی تھی تبھی احمد حَسن صاحب ظہر کی نماز کے لیئے اُٹھ گئے۔ جاتے ہوئے وہ ٹی-وی چلانا نہیں بُھولے تھے مگر لَیلیٰ کو اُنکے جانے کا معلوم نہیں ہو سکا۔ وہ اپنے کسی گہرے خیال میں غرق تھی۔ جو سُن کر اُسکے دِل پر اِیسا حِزن اُتر رہا تھا تو سبکتگین سب دیکھ کر، سہتے ہوئے کِس قیامت کے زیرِ اثر رہا ہو گا۔ اِسی لیئے اُسکی شخصیت میں ایک جمود، طوفان کے بعد والی خاموشی جیسا ٹھہراؤ تھا۔ یوں جیسے ساری تباہی اور طوفان اُسکی ہستی کو ہلائے بغیر گُزر کر جا چُکے تھے اور وہ اَب بھی اپنی جگہ پر جَم کر کھڑا تھا۔ وہ یونہی محو رہتی اگر جو نیوز اینکر کی کان پھاڑتی آواز اُسکے کانوں تک نہ جاتی۔ چونک کر تیزی سے سیدھی ہوئی۔

"بابا۔۔۔!" اُسکی تیز آواز پر وضو کر کے نکلتے احد صاحب چونک کر باہر آئے اور سکرین پر چلتی خبروں کو دیکھ کر ساکن رہ گئے۔ خبروں میں اُنکی لیب کے تمام کرتا دَھرتا کو عدالت کے حکم پر گرفتار کر کے لے جایا جا رہا تھا۔ عوام کا ایک سمندر کھڑا اُن پر جوتے، انڈے، بوتلیں اور نہ جانے کیا کچھ پھینک رہا تھا۔ لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کے خاموشی پر دیکھا اور پھر اُنکو بھیگتی آنکھوں سے مُسکراتے دیکھ کر خود بھی آسودگی سے مُسکرا دی۔ اینکر لوگوں کی اموات، اُس ڈرگ کے نقصانات اور ملوث لوگوں کی فہرست اور جرائم کی تفصیلات بتا رہی تھی مگر لَیلیٰ نے ایک افسردہ نگاہ گھڑی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

پر دوڑائی۔ وہ کل گیا تھا اور محسوس یوں ہو رہا تھا جیسے صدیوں کا ہجر بیچ آ گیا ہو۔ شاید لَیلیٰ اُسے تصدیق کے بعد اُن آنکھوں سے دیکھنا چاہتی تھی جنہیں اُسکے نگین ہونے کی تسلی مِل گئی تھی۔ گُلِ لَیلیٰ، سبکتگین حیدر کے لیئے محوِ اِنتظار تھی۔ دِل کا اضطراب ہر گُزرتے لمحے کے ساتھ بڑھتا جا رہا تھا۔ ظُہر سے، عصر، عصر سے مغرب اور پھر عشاء ہو گئی۔ دِل کا موسم گہری ہوتی رات کے ساتھ اَبر آلود ہونے لگا۔ بوجھل ہوتے قدموں کے ساتھ خود کو گھسیٹ کر کمرے میں لا کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے اُسے چشم براہ ہونا ہی تھا۔ یہ شوق اور دِل کی مجبوری تھی۔ جانے والے نے پلٹنے میں اور کتنی دیر لگانی تھی؟

✓ایک خواہش صد رنگ تھی جو سب کو نظر آئی

اِک رنجِ بلاخیز تھا۔۔۔بس دِل کے لیئے تھا۔۔۔

(حارث خلیق)

"مُجھے ڈراپ کر کے تم جیپ لے کر گھر جاؤ۔۔" ائیر پورٹ سے نکلتے نکلتے اُنکو رات کا ایک بج گیا تھا اور سبکتگین اپنے ساتھ فیضان کو مزید خوار نہیں کر سکتا تھا۔ اُس نے بائیو ٹیک والوں کے لیئے اِیسا اِنتظام کیا تھا کہ وہ لمبے عرصے تک اِس میس سے باہر نہیں نکلنے والے تھے تبھی ایک طمانیت سی اُسکی رُوح میں سرائیت کرتی جا رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اُس نے احمد حَسن صاحب کے لیئے کوئی معرکہ سَر اَنجام دے دیا ہو۔ اُنکے پُر شفقت الفاظ یاد آتے ہی اُسکے چہرے کو مُسکراہٹ چھو گئی۔ جیپ ڈرائیو کرتے فیضان نے اُنجُھنبے سے مُسکراتے سبکتگین کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"گھر اُترنا ہے آپ نے؟" فیضان کے پوچھے جانے پر اپنے خیال سے چونک کر اُس نے گھر کا بتایا۔ کچھ دیر بعد فیضان اُسکو گھر کے باہر چھوڑ کر جیپ لے کر جا چُکا تھا۔ چند پل سبکتگین یونہی چہرہ اُٹھائے گھر کی مدہم جلتی روشنیوں کو دیکھتا رہا۔ یقیناً لَیلیٰ، حَسن انکل کے ساتھ اپنے گھر جا چُکی ہو گی تو ابھی گارڈ کی نیند برباد کرنے کے بجائے دوسری چابی سے چھوٹا گیٹ کھول کر اندر آتے ہوئے اُس نے دروازہ بند کر کے پیک بیگ کندھے پر پہنا اور پھر لکڑی کے دروازے پر پُہنچ کر چابی گُھمائی۔ ٹھٹک کر اُس نے اِرد گرد دیکھا۔ لکڑی کے دروازے کی لاک کے ساتھ کُنڈی لگی تھی۔ لَیلیٰ گھر پر نہیں تھی تو اندر سے لاک کیسے لگا؟ سَر جھٹک کر تیز قدموں سے پچھلے دالان میں گیا اور پھر ریلنگ کی مدد سے اُوپر والے پورشن کے ٹیرس میں چھلانگ ماری۔ دبے قدموں اُس نے اپنے کمرے کی کھڑکی کا شیشہ سرکایا۔ شُکر ہے یہ بند نہیں تھی ورنہ ساری رات ٹیرس پر گُزارنی پڑتی۔ اندر آتے ہوئے مدہم جلتی روشنیوں پر کھڑکی کو لاک کرتا اُسکا ہاتھ ٹھہرا۔ پردے پیچھے کر کے اُس نے تحیر سے صوفے پر بیٹھی لَیلیٰ کو دیکھا جِسکی اُسکی جانب پُشت تھی۔ وہ کوئی کرائم تھرلر سیریز دیکھ رہی تھی اور ساتھ ساتھ کھانے کی چیزوں پر بھی ہاتھ صاف ہو رہے تھے۔

وہ جو ایک ٹرانس میں آگے بڑھنے لگا تھا فلور لیمپ سے ٹکرایا۔ کھٹکے کی آواز پر لَیلیٰ کی تیز سماعتیں تیزی سے چوکنا ہوئیں۔ غیر محسوس انداز میں پارپ کارن سے خالی ہو چُکا ماربل کا باؤل اُٹھا کر ایک جھٹک سے پلٹی۔ سبکتگین نے اُسی تیزی سے ہوا میں معلق ہوتا اُسکا ہاتھ روک دیا۔ اُس نرم گرفت پر نیم اندھیرے کے باوجود وہ کسمسائی اور پھر۔۔۔

"سبکتگین!" اُسکی مدہم سی پُکار پر سبکتگین ٹھہر گیا۔ سنبھل کر اُسکے ہاتھ سے باؤل لے کر ٹیبل پر رکھا اور پھر دیوار گیر لائیٹس جلا دیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپ۔۔۔تم کب آئے اور یہ کونسا طریقہ ہے گھر میں داخل ہونے کا؟" حیرانگی سے کھڑکی کو دیکھ کر اُس نے شرمندہ ہوتے سبکتگین کو دیکھا۔

"اسلام و علیکم۔۔!" اُسکے جواب میں کہے جانے پر لَیلیٰ چند پَل ٹھہر کر اُسکو دیکھتی رہی۔ اُس نے سبکتگین حیدر سے شدید ناراض ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا مگر۔۔۔وہ نگین تھا۔ یہ آگاہی ہر اِحساس پر حاوی تھی۔

"وعلیکم اسلام! کھانا لگاؤں؟" سارا کچھ سائیڈ پر رکھ کر تیزی سے اُٹھی۔ ناراض رہنے کی قرارداد دِل نے بے دردی سے رَد کر دی۔

"کھا کر آیا ہوں۔" آہستگی سے کہہ کر سبکتگین اُسکی چھوڑی جگہ پر دَھپ سے بیٹھ گیا اور سَر صوفے کی پُشت پر ٹِکا لیا۔ لَیلیٰ نے چہرہ جُھکا کر اُسکے تھکان زدہ چہرے کو دیکھا۔

"تھک گئے ہو؟" اُسکے سوال پر سبکتگین نے آنکھیں مُوند لیں۔ وہ واقعی بُری طرح تھکاوٹ کا شکار تھا۔

"ہمم!" دو دِن سے نہیں سویا تھا تو تھکاوٹ یقینی تھی۔

"پانی پی لو اور پھر جا کر سو جاؤ۔" اُس نے پانی کا گلاس آگے بڑھایا جبکہ سبکتگین چونک کر سیدھا ہوا۔ اُسکے دیکھتے ہی لَیلیٰ نے بستر کی جانب اِشارہ کیا۔

"نیند نہیں آ رہی، بس تھوڑی سے تھکن ہے۔" پانی کا گلاس غُٹاغٹ چڑھا کر اُسکی جانب بڑھانے کے بعد گردن کی پُشت پر ہاتھ پھیر کر سہلایا۔

"تم سوئی کیوں نہیں؟" اُسکے اگلے سوال پر سٹپٹانے کی باری لَیلیٰ کی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سو گئی تھی، کچھ دیر پہلے آنکھ کُھلی۔" بوکھلا کر اُس نے تیزی سے کہا۔ سبکتگین نے ایک نظر اُسکے چہرے کے اُڑتے رنگوں پر ڈالی اور بغیر کُریدے ایل-ای-ڈی کی جلتی سکرین کو دیکھا۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟" اُسکے سوال پر لَیلیٰ تیزی سے ٹھٹکی اور اُسکے برابر آکر بیٹھتے ہوئے جلدی سے آگے بڑھتا ڈرامہ پیچھے کیا۔ وہ نیٹ سے کچھ دیکھ رہی تھی۔

"تم ڈرامے دیکھتے ہو؟" اُسکو اُٹھتے نہ دیکھ کر لَیلیٰ نے نرمی سے پوچھا۔

"بالکل نہیں!" جواب بروقت آیا۔

"پھِر کیڑے مت نکالنا۔" اُسکی تنبیہہ پر سبکتگین نے مُسکرا کر سَر کو خم کیا۔

"یہ کورین ہیں؟" کچھ دیر سکرین کو دیکھتے رہنے کے بعد تصدیق چاہی گئی۔

"ہمم!" مونگ پھلی کا پیکٹ کھول کر کھاتے ہوئے مُختصر جواب آیا۔

"اِس لڑکی کی آنکھیں لیونڈر کیوں ہیں؟" ایک اور سوال۔۔

"کیونکہ وہ اِنسان نہیں ہے۔" کہتے ہوئے کئی مونگ پھلیاں پھانکیں۔

"تو اِنسان نہیں ہے مگر جج بن گئی؟"

"ہاں! کیونکہ جِسکی اندر اِسکی رُوح ہے وہ لڑکی جج تھی۔" مصروفیت سے کہہ کر اُسکی جانب مونگ پھلی بڑھائی۔ چونکتے سبکتگین نے ایک نظر اُس کے ہاتھ کو دیکھا اور پھِر پیکٹ میں سے مُٹھی بَھر مونگ پَھلی لے کر مُسکراہٹ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

دبائی۔ سکرین پر نظر آتی خوبصورت سی وہی جج اَب کورٹ روم کے بجائے کسی ویران پڑے گھر میں اُسی بندے کو بے دردی سے مار رہی تھی جِسکو اُس نے آزاد کروایا تھا۔ سبکتگین کے قہقے پر لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا۔

"اِسکے ساتھ یہی ہونا چاہیئے تھا۔" اُسکے مُسکراتے انداز پر لَیلیٰ آہستگی سے مُسکرا دی۔

"پلاٹ کیا ہے؟" سبکتگین کی دلچسپی بڑھنے لگی تھی۔۔

"یہ لڑکی قاتلوں کو سخت سزا دینے والا دروغہ تھی۔ ایک غلطی کی وجہ سے اِسے اَب دُنیا میں آکر دس قاتلوں کو مارنا ہے جو اپنے کیئے پر نادم نہیں۔" اُسکی اطلاع پر سبکتگین نے اثبات میں سَر ہلایا۔

"فی میل لیڈ charismatic ہے۔" وہ جو سبکتگین کے تبصروں اور سوالات پر مُسلسل مُسکرا رہی تھی، اَب مُسکرا نہیں سکی۔ چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا جو سادگی سے سکرین کو دیکھتا ہوا مونگ پھلیاں کھا رہا تھا۔

"تمہیں نیند نہیں آرہی؟" لَیلیٰ کے سوال پر سبکتگین نے وہیں دیکھتے دیکھتے نفی میں سَر ہلایا۔

"ڈرامے کا نام کیا ہے؟" سبکتگین کے اگلے سوال پر اُس نے پیکٹ سائیڈ پر رکھا۔

"The judge from hell"

"اور فی میل لیڈ کا نام؟" اور یہاں لَیلیٰ کی بس ہوئی۔

"تم تو ڈرامے نہیں دیکھتے نہ۔" لَیلیٰ کے تپتے لہجے پر سبکتگین نے سکرین سے نظریں ہٹا کر اُسکو ناسمجھی سے دیکھا۔

"ہاں مگر جتنے شوق سے تم دیکھ رہی تھی اُس حساب سے اچھا ہے۔" سبکتگین کا لہجہ بے رِیا ہی تھا۔

"پھر تمہیں کیا؟" ایک نظر اپنے خالی ہوتے پیکٹ پر ڈال کر اُسکو خفگی سے گھورا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہیں کیا ہوا ہے؟ مُجھے گھورنے کے بجائے سکرین کو گھورو۔ ختم ہونے والا ہے ڈرامہ۔" مُسکراہٹ دبا کر مونگ پھلی کا پیکٹ ٹیبل پر رکھا اور پھر سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ لَیلیٰ چند پَل اُسکے اطمینان کو دیکھتی رہی اور پھر سَر جھٹک کر سکرین کی جانب متوجہ ہوئی مگر جب جب مین لیڈ نئے اور خوبصورت لباس میں ٹائم لیپس میں دیکھائی جاتی وہ ایک نظر سبکتگین کے چہرے کی ستائش ضرور دیکھتی۔

"ڈریس کلر اور ڈریسنگ سینس اچھی ہے۔" اُسکے اگلے تبصرے پر لَیلیٰ ٹھٹکی۔ چونک کر اپنے ہلکے آسمانی رنگ کے کپڑوں کو دیکھا۔ عموماً اُسکو سارے گہرے رنگ پسند تھے اور یہ رنگ آج اُس نے بے دلی میں پہنا تھا اور آج ہی کھو کھاتے۔

"تمہیں کھلتے ہوئے رنگ پسند ہیں؟" لَیلیٰ کے سوال پر چونکے بغیر اُس نے اثبات میں سَر ہلایا۔

"میری امی پھولوں کے پرنٹ والے ڈریسز پہننے کی شوقین تھیں۔ جیسے اِس لڑکی نے پہنے ہیں۔" اُسکی اگلی بات پر لَیلیٰ کتنے ہی پَل اُسکے چہرے سے نظر نہیں ہٹا سکی۔

"سکینہ کی عادت مما سے مُختلف تھی۔ اُسے ہلکے رنگ پسند تھے مگر اُس پر بھی گہرے رنگ اچھے لگتے تھے۔" وہ شخص رنگوں کی بات کر رہا تھا جسکے اِرد گرد سب کچھ بنجر اور بے رونق تھا۔

"تم پر بھی فلور پیٹرن ڈریس اچھے لگتے ہیں۔" یہ پہلی بار تھا جو سبکتگین نے براہ راست چہرہ پھیر کر اُسکی تعریف کی۔ اُسے معلوم تھا کہ بچپن سے لَیلیٰ کو گہرے رنگ اور فلور پیٹرن ڈریس کتنے پسند تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"خاص طور پر لیونڈر رنگ کا فلور پیٹرن تم پر اچھا لگتا ہے۔" لَیلیٰ سانس روک کر اُن سیاہ آنکھوں میں سمٹتے اپنے واضح عکس کو دیکھتی رہی۔ وہ جانتی تھی کہ بات کِس ڈریس کی ہو رہی ہے وہی ڈریس جو اُس نے حمزہ کے گھر والوں کی آمد پر پہنا تھا اور سبکتگین مُبارکباد دینے لیونڈرز کے پُھولوں کے ساتھ پہلے آیا تھا۔

"تمہیں کیسے معلوم۔۔؟" ڈرامہ کب ختم ہوا لَیلیٰ کو خبر نہیں تھی بس اُسے کچھ اور سُننا تھا سبکتگین حیدر سے۔ وہ اُس پر بات کر رہا تھا۔ موضوع وہ تھی۔ بات کو طُول دینے میں آج کوئی مُضحکہ نہیں تھا۔

"تمہیں آنکھ بَھر کر جو دیکھا تھا۔" اُس نے اُن حیران، لرزتی آنکھوں سے نگاہ ہٹا کر سکرین پر چلتی سیاہ سکرین کو دیکھا جہاں سفید رنگوں میں نہائی کورین زُبان کی لکھائی تیزی سے اُوپر جاتے ہوئے ڈرامے کے ختم ہونے کا عندیا دے رہی تھی۔

"جی نہیں! تم نے نہیں دیکھا تھا۔" اُسکے پُریقین لہجے پر سبکتگین نے اُسکے ہاتھ سے ریموٹ کنٹرول لیتے ہوئے سکرین بُجھا کر فرصت سے چہرہ پھیرا۔

"تمہیں یقین نہیں؟" اُس نے حیرانگی سے پوچھا۔ لَیلیٰ کا اِس بات پر جم جانا تعجب انگیز تھا۔ وہ خود کو موضوعِ گفتگو بنائے ہوئے تھی۔

"نہیں۔!" تیزی سے نفی میں گردن ہلی۔ اِیسا کرنے پر سَر پر رکھا ریشمی دوپٹہ سِرک کر شانوں پہ آ گِرا۔ سبکتگین سانس روکے اُس کو دیکھے گیا۔

"کیسے یقین کرو گی؟" مدہم لہجے میں تھکن اُتر آئی۔ وہ بے نیاز عورت دِل کی مکین تھی۔ اُسکی بے نیازی شدت سے محسوس ہونے لگی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کہو تو بتادوں اُس دِن تمہیں دیکھ کر کیا کچھ مبہوت ہوا تھا۔" یہ سوال نہیں تھا گُلِ لَیلیٰ کے دِل کو خبر تھی۔ وہ یونہی چہرہ پھیر کر اپنے برابر بیٹھے شخص کی راز مُنکشف کرتی سیاہ آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

"میرے ہاتھوں میں موجود پھُول، اِرد گرد چلتی ہوا اور سبکتگین حیدر کی پوری ہستی۔" لہجہ سرگوشی سے زیادہ نہیں تھا۔ بادامی آنکھیں تیز ہوتی دَھڑکن سے اُس چہرے پر یک دَم اُترتے جذبوں کو دیکھے گئیں اور تبھی ایک ٹرانس میں سبکتگین نے ہاتھ آگے بڑھا کر چہرے سے ٹکراتی لِٹ نرمی سے پیچھے کرتے ہوئے لَیلیٰ کو گہرے خواب سے بیدار کر دیا۔

"ابھی بھی بڑے بال رکھنا نہیں پسند؟" لَیلیٰ کے دِل کو مغلوب کرتی کیفیت سے اَنجان نیا سوال آیا۔ بچپن میں اُسکو چھوٹے بال رکھنے کی خواہش تھی لیکن آفرین آنٹی اُسکے بال کم کٹواتی تھیں۔ لَیلیٰ سنبھل کر دھیرے سے مُسکرا دی۔ کتنے بہت سے دن اور مہینے ہو گئے تھے اُنکے نِکاح کو اور سبکتگین حیدر نے ابھی تک اپنے نِکاح میں موجود عورت کے بال نہیں دیکھے تھے۔

"تم نے میرے ابھی تک بال نہیں دیکھے؟" اچانک سے کوئی سوچ لہرائی۔ چونک کر اپنی جگہ سے وہ ایک جُوش سے اُٹھی جبکہ سبکتگین نے چہرہ اُٹھا کر اُسکے جُوش کو حیرانگی بَھری ناسمجھی سے دیکھا۔ بے اِختیار اُس نے نفی میں سَر ہلایا۔ ذہن سے اُسکے لیئے بڑی چاہ سے خریدے گئے تحفے کا خیال محو ہو گیا۔

"میں ایک سکینڈ آئی۔ تم نے سونا نہیں ہے۔" نیند سے پُر ہوتی اُن آنکھوں کو دیکھ کر حکم صادر ہوا۔ سبکتگین نے بے اِختیار سَر جُھکایا جبکہ لَیلیٰ بھاگ کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔ اندر آکر مُسکراتے ہوئے اُس نے سَر سے دوپٹہ

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اُتار کر کیچر کھول کر بالوں میں برش کیا اور دوپٹہ نفاست سے شانوں پہ پھیلاتے ہوئے ایک نظر گھوم کر خود کو دیکھا اور پھر ڈریسنگ روم کا دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔

"آنکھیں بند کرو۔" اُسکے اگلے حکم کی تعمیل فوراً ہوئی۔ کلائی میں چھوٹی سی پونی پہنے دبے قدموں صوفے کی جانب بڑھی۔ چہرے سے مُسکراہٹ جُدا ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ اُسکو یاد تھا کہ نگین کو لمبے بال کتنے پسند تھے۔

"کیسے ہیں میرے بال؟" اُسکے سامنے موجود ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے اُس نے سبکتگین سے چہرہ پھیر لیا۔ سبکتگین نے جیسے ہی آنکھیں کھولیں اُسکی مُسکراہٹ سِمٹی۔ اخروٹی رنگ کے ٹیبل سے نیچے جاتے گھنے، موٹے بال اِتنے دلکش لگ رہے تھے کہ وہ بے اِختیار ٹیک چھوڑ کر آگے ہوا۔ طویل ہوتی خاموشی پر لَیلیٰ مُسکراتے چہرے کو پھیرا مگر قریب آتے سبکتگین کے چہرے کو دیکھ کر اُسکی مُسکراہٹ سِمٹی۔ اُسکے بال مُٹھی میں لیئے، چہرے کے قریب کر کے وہ اُس خُوشبو کے تعین کو یقینی بنا رہا تھا۔

"کیا ہوا؟" اُسکی ناسمجھی پر سبکتگین نے آنکھیں کھولیں مگر اُسکے بال یونہی مُٹھی کی نرم گرفت میں رہے۔

"تو خُوشبو کا راز یہ ہے۔" بادامی ناسمجھ آنکھوں میں دیکھ کر سیاہ آنکھیں چمکیں۔

"کونسی خُوشبو؟" اُسکو پھر سے سمجھ نہیں آئی۔

"تم پھُول کھاتی ہو یا بالوں میں لگاتی ہو؟" اُسکے اگلے بے تُکے سوال پر بادامی آنکھیں جو کچھ اور سُننے کی متمنی تھیں، خفگی سے سِمٹیں۔

"تم پاگل پہلے سے تھے یا یہ کیفیت کبھی کبھی نازل ہوتی ہے؟" تڑختے سوال پر سبکتگین کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ لَیلیٰ تیزی سے اُسکی جانب پلٹی اور اُسکو گھُورا جو اُسکے شانے پر گرتے بال ہنوز نرم گرفت میں لیئے ہوئے تھا۔ اُن خفا ہوتی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

آنکھوں کو دیکھ کر سبکتگین نے مُسکراہٹ دبائی اور ایک بار پھر آگے کو جُھکتے ہوئے مُٹھی میں قید بالوں کو مُسکراتے چہرے کے ساتھ ناک کے قریب لے جا کر آنکھیں موندیں۔ پھیلتی آنکھوں سے پیچھے ہوتی لَیلیٰ کی قریب آ چُکے چہرے کو مُنتشر ہوتے دِل سے دیکھنے لگیں۔

"معاملہ ابھی متشبہ ہے۔" سیاہ آنکھیں کُھل کر پھیکی بادامی آنکھوں سے ٹکرائیں اور سبکتگین حیدر کے ہونٹوں سے آہستگی سے پھسلا۔ اُس ذو معنی جواب پر سبکتگین حیدر نے بے حد تفصیل سے اُس چہرے کا ایک ایک رنگ اور تاثر بدلتے دیکھا اور مبہوت رہ گیا۔ وہ اُسکی بات پر گُلابی پڑتی ہوئی اُسکو عجیب سی کیفیت سے دوچار کر گئی۔

"میں نے بال باندھنے ہیں۔" اُسکو محو ہو جاتے دیکھ کر اُس نے اِتنا آہستہ کہا کہ تیز ہوتی دھڑکنوں میں خود تک اپنی بات نہیں سُن سکی۔

"ہمم!" وہ یونہی اپنی نگاہ کے شوق سے گُلنار ہوتے چہرے کو دیکھے گیا۔

"بال تو چُھوڑو۔" اُسکے خفت زدہ لہجے پر سبکتگین چونک کر پیچھے ہوا۔ اُسکے شرمندہ تاثرات پر لَیلیٰ پہلے ٹھٹکی اور پھر مُسکراہٹ دبا گئی۔

"اُس طرف چہرہ کرو۔" سنبھلتے سبکتگین نے نرمی سے کہا جبکہ لَیلیٰ مشکوک ہوئی۔

"چُٹیا باندھنی ہے نہ؟" اُسکے سوال پر لَیلیٰ نے اثبات میں سر ہلایا اور چہرہ پھیرا۔ دِل کا موسم اندر باہر سے کِھلنے لگا۔ وہ اُسکا نگین ہی تھا۔ سبکتگین حیدر اُسکے بالوں کی بڑی نفاست سے چُٹیا باندھے گیا۔

"پونی!" کچھ دیر بعد اُس نے ہاتھ اُسکی جانب بڑھایا جبکہ لَیلیٰ نے اپنی کلائی اُسکی سِمت۔ اُسکے ہاتھ سے پونی اُتار کر اُس نے چُٹیا میں لگا کر ستائشی نظروں سے خوبصورت بالوں کو دیکھا۔ لَیلیٰ اُٹھ کے صوفے پر اُسکے برابر آ کر بیٹھ گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم اچھی چُٹیا باندھ لیتے ہو۔" چُٹیا آگے کر کے دیکھتے ہوئے اُس نے مُسکرا کر کہا جبکہ سبکتگین چند پَل اُس تابناک ہوتے چہرے کو دیکھے گیا اور پھر اپنا سَر اُسکے شانے پر رکھتے ہوئے لَیلیٰ کو ساکن کر دیا۔

"نگ۔۔۔!" اُسکی گویا قوتِ گویائی سَلب ہو گئی۔

"بس کچھ دیر۔ آنکھ لگ گئی تو جگا دینا۔" بھاری ہوتے لہجے میں اِتنی تھکن تھی کہ لَیلیٰ مزاحمت نہیں کر سکی۔ چہرہ جُھکا کر گھنی پلکوں والی بند آنکھوں کو دیکھا جِنکا کُھلنا دِل کے لیئے ایک امتحان تھا۔ اُسکے چہرے کے نقش توجہ سے دیکھتے تیز ہوتی دھڑکنوں پر بوکھلاتے ہوئے اُس نے کھڑکی سے باہر فلک پر تیرتے چاند کو دیکھا۔ کچھ دیر بعد بھاری ہوتے شانے نے اُسکو اِحساس دِلا دیا کہ سبکتگین حیدر سو چُکا ہے مگر وہ یونہی چاند کو محویت سے دیکھتی رہی اور چاند اُسکو۔ کوئی ربط سا تھا جو بنتا محسوس ہو رہا تھا۔ کوئی اِسرار میں ڈوبا اعتراف چاند کو دیکھتے ہی کانوں میں آ کر دَھڑک رہا تھا اور ایک بے آسرا آنسو گُلِ لَیلیٰ کی آنکھوں سے نکل کر اُسکے شانے پر دَھرے سَر کے سیاہ گھنے بالوں میں جذب ہو گیا۔

✓ بُھلا بھی دے اُسے جو بات ہو گئی پیارے

نئے چراغ جَلا رات ہو گئی پیارے

اپنی نگاہِ پشیماں کو کیسے دیکھوں گا

کبھی جو تُجھ سے ملاقات ہو گئی پیارے

نہ تیری یاد، نہ دُنیا کا غم، نہ اپنا خیال

عجیب صورتِ حال ہو گئی پیارے

اُداس اُداس ہیں شمعیں، بُجھے بُجھے ساغر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

یہ کیسی شامِ خرابات ہو گئی پیارے

کبھی کبھی تیری یادوں کی سانولی رُت میں

بہے جو اشک تو برسات ہو گئی پیارے

وفا کا نام نہ لے کوئی زمانے میں

ہم اہلِ دِل کو اگر مات ہو گئی پیارے

تمہیں تو ناز بہت دوستوں پہ تھا

الگ تھلگ سے ہو، کیا بات ہو گئی پیارے۔۔۔

(حبیب جالب)

"لگتا ہے سُبک کا ولیمہ کرنے کا کوئی اِرادہ نہیں۔" ناشتے کی ٹیبل پر ماہ پارہ بریڈ کو جیم لگاتے ہوئے کہہ کر نثار حیدر کو چونکا دیا۔

"تمہیں کہا ہے نہ اُسکے معملات میں مت کہو کچھ۔" نثار حیدر کی سنجیدگی پر ماہ پارہ نے پہلو بدل کر نادیہ اور فلک کو دیکھا۔

"نادیہ کے لیئے جہاں رشتے کی بات چلا رہی ہوں وہاں سے بہت پوچھا جا رہا ہے۔ بیٹی کا معاملا ہے نثار۔" اُنکی اگلی تمہید پر نادیہ نے چونک کر ماں کو دیکھا۔ چہرے کا رنگ تیزی سے پھیکا پڑا جو فلک سے مُخفی نہیں رہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آپ۔۔۔ آپ میرے رشتے کی بات مُجھ سے پُوچھے بغیر چلا رہی ہیں۔" کانٹا ٹیبل پر پٹخ کر اُس نے جِس تیز لہجے میں کہا سب نے چونک کر اُسکو دیکھا جو خونخوار نظروں سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں بتایا تو تھا میں نے ارفعہ کے بیٹے کا۔" ماہ پارہ نے اُسے گھُور کر جامے میں رہنے کا اِشارہ کیا۔

"اور میں نے آپ کو تب ہی منع کر دیا تھا۔" اُسکے تیز لہجے پر حمزہ ٹھٹک گیا۔

"تمہیں لوگ پسند نہیں آئے؟ اچھے خاصے ویل آف، پڑھی لکھی فیملی ہے بیٹا۔" نثار حیدر نے اُس سے نرمی سے کہا مگر نادیہ کے بگڑے تیور دُرست نہیں ہوئے۔

"مُجھے نہیں کرنی وہاں شادی۔" نخوت سے سَر جھٹکا گیا۔ چونکتے نثار حیدر نے بڑے غور سے اُسکے انداز کو دیکھا۔

"تو پِھر کہاں کرنی ہے؟" حمزہ کی جانب سے سَنسناتا ہوا سوال آیا۔

"اپنی مرضی سے کروں گی اور تم مت بولو میرے معاملے میں۔" تڑخ کر حمزہ کو جواب دیا۔

"کِس سے کرنی ہے؟ نام تو ہو گا کوئی؟" نثار حیدر کے سوال پر نادیہ کو سنبھلنا پڑا۔

"میرا کلاس فیلو ہے۔ مُجھے پسند کرتا ہے۔" اُسکے کہے جانے پر اُنہوں نے اثبات میں سَر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔ اُسکو کہو اپنے گھر والوں کو رشتے کے لیئے بھیجے۔" نادیہ کا چہرہ اُنکی بات پر حیرانگی سے کِھل اُٹھا۔

"سچ، ڈیڈ؟ اور پِھر؟" اُسکے جُوش پر نثار حیدر دھیرے سے مُسکرا دیئے۔

"اگر تمہارا اِنتخاب اچھا ہوا تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔" اُنکے جواب پر ماہ پارہ نے ٹھٹک کر اُنکو دیکھا جبکہ نادیہ اور فلک نے خوشی سے مغلوب ہو کر ایک دوسرے کو۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"لیکن اگر اچھا ہوا تب۔۔۔" اُنکی اگلی بات پر نادیہ کی مُسکراہٹ غائب ہوئی جبکہ حمزہ کے چہرے کو مُسکراہٹ چُھو گئی۔

صُبح اُسکی آنکھ جِس وقت کھلی اُس نے پیچھے ہو کر حیرانگی سے بے آرامی سے بیٹھ کر سوتی لَیلیٰ کو دیکھا اور اور پھر دیکھتا رہا۔ سَر صوفے کی پُشت سے ٹِکا رکھے چہرے سے ہی بے آرامی واضح تھی۔ وہ اُسے یونہی دیکھتا رہتا اگر زندگی اِسی لمحے تمام ہو جاتی مگر سبکتگین حیدر کی زندگی طویل تھی اور اِس زندگی میں آسانیاں نہیں تھیں۔ مُحبت اور بدلے میں چاہے جانے کی خواہش والی آسانی تو بالکل ہی نہیں۔ اُن پلکوں کی لرزش پر اُسکو اپنا آپ لرزتا محسوس ہونے لگا۔ یہ آسانی سبکتگین حیدر کے لیئے نہیں تھی۔ گہرا تھکا ماندہ سانس لے کر آہستگی سے اُٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد لَیلیٰ کی آنکھ کُھلی، اپنے ساتھ خالی جگہ دیکھ کر چونکتے ہوئے سیدھے ہو کر اُس نے سارے خالی کمرے کو ایک نظر دیکھا اور قبل اِسکے کچھ سوچتی تبھی اُسکا سیل فون بج اُٹھا۔

"اسلام و علیکم، زارا!" ٹیبل سے سیل فون لے کر کال اُٹھاتے ہوئے اُس نے دُکھتی گردن کو سہلایا۔

"ہاں، مُجھے یاد ہے۔ میں بس نکلتی ہوں۔" آنکھیں بند کر کے کہتے ساتھ اُس نے کال مُنقطع کی۔ آج اُسکا سٹور جانے کا بالکل اِرادہ نہیں تھا مگر ایک ضروری فنکشن کو کور کرنا تھا۔ جلدی سے اُٹھ کر وہ ڈریسنگ روم گئی اور ٹھیک پندرہ منٹ بعد نہا دھو کے، کپڑے بدل کر نماز پڑھنے کے بعد سٹور جانے کے لیئے تیار باہر نکلی۔ اُس نے جامنی رنگ کا فلور پیٹرن کا خوبصورت سا فراک پہن رکھا تھا جو ٹخنوں تک آرہا تھا۔ کندھے پر ہلکے جامنی رنگ کا دوپٹہ لیئے سَر پر ہاتھ مار کر وہ واپس گئی اور تبھی سلائیڈنگ شیشہ کھول کر سبکتگین اندر آیا۔ خالی کمرے کو دیکھ کر ڈریسنگ روم کے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

آدھ کُھلے دروازے تک اُسکی نگاہ گئی۔ صوفے پر پڑے اپنے پیک بیگ سے کچھ نکال کر آہستہ قدموں سے ڈریسنگ روم کا دروازہ پیچھے کر کے اندر آیا اور اُسے لگا وہ دوسرا سانس نہیں لے سکے گا۔ اُس خوبصورت پوشاک میں دھمکتے وجود کو دیکھ کر اُسے وہیں تھم جانا تھا۔ یہ اُس پر واجب تھا۔

"شُکر ہے تم آئے، کہاں تھے صُبح صُبح؟" آئینے میں اُسکے ساکت کھڑے وجود کو دیکھ کر گُلِ لَیلیٰ کے چہرے کی مُسکراہٹ دیکھنے لائق تھی۔

"اِدھر آکر پیاری سی چُٹیا تو باندھ دو۔" اُسکی آواز اُسکو محو ہونے کے عمل سے بچا گئی۔ کچھ کہے بغیر خاموشی سے اُسکے عقب میں جا کھڑا ہوا۔ ایک پُشت سے نیچے تک گرتی، بادامی بالوں کی آبشار کو دیکھا اور کانپتا ہاتھ اُنکی جانب بڑھایا۔

"تم تو مُجھ سے بھی اچھی باندھتے ہو۔" اُسکو نرمی سے بالوں کو چُھوتے دیکھ کر اُس نے ڈریسنگ سے ربڑ بینڈ لے کر ہاتھ میں پہنی۔

"تم چُٹیا باندھنے میں اِتنے ایکسپرٹ کیسے ہو؟" طویل ہوتی خاموشی پر اُسکو اُکسانا پڑا۔ وہ شاید اُسکے ہونٹوں سے بچپن کی کوئی بات نادانستہ سُننا چاہتی تھی۔ اُسے لَیلیٰ یاد تھی نہ؟؟

"اِس میں کونسی راکٹ سائنس ہے۔" اُسکے سنجیدہ جواب پر لَیلیٰ کی کِھلتی مُسکراہٹ سِمٹی۔ اُس سنجیدہ لہجے میں کچھ اِیسا تھا کہ لَیلیٰ کا دِل خالی ہونے لگا۔ اُسے اپنے وہ الفاظ یقیناً یاد تھے جو اُس نے کراچی جانے سے قبل کیئے تھے۔

"تم بالکل نہیں بدلے۔" ہنس کر اُسکی سنجیدگی ہوا میں اُڑا دی۔ سبکتگین نے چونک کر آئینے میں نظر آتے مُسکراتے عکس کو دیکھا جِسکی مُسکراہٹ اُسکی نظروں کو متوجہ دیکھ کر مزید گہری ہو گئی۔ دَھڑک اُٹھتے دِل کے ساتھ نظریں جُھکا کر عُجلت میں چُٹیا باندھ کر تیزی سے پیچھے ہوا اور پِھر حیران ہوتی لَیلیٰ کو کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر تیزی سے نکل

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

گیااور وہ تحفہ اُسکی جیب میں خود کو بُھلا دیئے جانے پر گریہ کناں رہا۔ کتنی دیر تک لَیلیٰ کُھلے دروازے کو دیکھتی رہی اور پِھر سَر جھٹک کر حجاب پہنتے ساتھ باہر نکلی۔ اُسکو دیر ہو رہی تھی اور نگین کو تو بعد میں اچھی طرح دیکھ لے گی۔ باہر کاؤنٹر پر احمد حَسن کو دیکھ کر وہ تیزی سے آگے بڑھی مگر سبکتگین کو ناشتہ بناتے دیکھ کر ٹھہر کر آگے بڑھی۔

"اسلام و علیکم، بابا!" اُسکی پُکار پر احمد صاحب مُسکرا کر پلٹے مگر لَیلیٰ کی نظریں سبکتگین پر محسوس کر کے چونک کر پلٹ کر دیکھا جہاں وہ پورے اِنہماک سے کام میں متوجہ تھا۔

"وعلیکم اسلام! اِتنی صُبح کہاں؟" اُنکے سوال پر اُس نے ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا۔

"سٹور بابا۔ بہت اہم کام ہے۔ سبکتگین، مُجھے سٹور ڈراپ کر دو۔" احمد صاحب کو کہہ کر اُس نے سنجیدگی سے سبکتگین کو گھسیٹا۔ وہ اِیسے چونک کر پلٹا جیسے اُسکی آمد سے غافل ہو۔ لَیلیٰ نے بامُشکل دانت پیسے مگر چہرہ بے تاثر رہا۔

"جیپ فیضان کے پاس ہے۔" اُسکی اطلاع پر لَیلیٰ کا دماغ گُھوم گیا۔ فیضان کے پاس اپنی گاڑی تھی مگر اُسکو اپنی جیپ دینے کا سبکتگین کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔

"تو۔۔۔ پیدل چلو میرے ساتھ۔ میں اکیلے نہیں جا رہی۔" اُسکے نرم انداز پر احمد صاحب نے ٹھٹک کر لَیلیٰ کو دیکھا جو خفگی کے باوجود کپ میں دودھ ڈالتے سبکتگین کو نرمی سے دیکھ رہی تھی۔

"روز خود جاتی ہو آج بھی چلی جاؤ۔ میں ناشتہ بنا رہا ہوں، گُلِ لَیلیٰ۔" اُسکی سنجیدگی پر لَیلیٰ نے ایک نگاہ اُسکی مصروفیت پر ڈالی۔ احمد صاحب اُس بڑھتے تناؤ پر کچھ کہنے کا اِرادہ ترک کر کے کپ اُٹھاتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر اُنکو جاتے دیکھا اور کچن کے اندر خاموش قدم رکھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"یہ تیور کِس کو دِکھا رہے ہو؟" دھیمے لہجے کے سوال پر سبکتگین نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا جو اُس پُھولوں والے لباس میں خود بھی ایک مہکتا پُھول لگ رہی تھی۔ ذہن پھر سے جیب میں رکھے تحفے کی جانب گیا مگر دِل کو دماغ نے رَد کر دیا۔ وہ اُسکی زندگی میں مُستقل قیام کے لیئے نہیں آئی تھی۔ ابھی اُسے بہت سے حساب چُکتا کرنے تھے۔

"تم روز خود جاتی ہو تو مُجھ سے بحث کیوں کر رہی ہو۔" نرم سرزنش میں بات ختم کرنے کا عندیا تھا۔ لَیلیٰ چند لمحے اُسکے نیم رُخ کو دیکھتی رہی اور پھر مزید کچھ کہے پلٹ کر لکڑی کے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ اُسکی بَس اِتنی سی تھی۔ سبکتگین نے چہرہ پھیر کر اُسکو جاتے نہیں دیکھا، نہیں دیکھ سکتا تھا تبھی خاموشی سے ناشتہ بنانے کی جانب متوجہ ہو گیا۔ ایک فکر تھی کہ وہ ناشتہ کیئے بغیر جا رہی تھی مگر اُسے اپنے دِل کو سخت کرنا تھا۔ اُسے گُلِ لَیلیٰ کو جانے کی سہولت دینی تھی۔

✓ مُجھ میں رہ کر آخر اُس کو مُشکل پیش تو آئے گی

مَچھلی سُتھرے پانی کی ہے اور تالاب میں کائی ہے

تم اَب قیس کی شہرت دیکھنے لگ جاؤ تو مرضی ہے

ورنہ میں نے کچھ دن اُس سے اچھی خاک اُڑائی ہے۔۔۔

(دانش نقوی)

"ماشاءاللہ! آپ آج بہت اچھی لگ رہی ہیں۔" آج زارا نے دیر سے آنا تھا تبھی وہ خاموشی سے اپنے کام میں مگن اُسکی آواز پر چونکی اور پھر مُسکرا دی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جزاک اللہ، اَب کیسی طبیعت ہے؟" لَیلیٰ کے مُسکرا کر پوچھے جانے پر وہ اپنی طبیعت کا بتانے لگی تبھی ونڈ چائم کی آواز پر لَیلیٰ نے غیر اِرادتاً دروازے کی جانب دیکھا مگر اندر آتی عورت کو دیکھ کر ٹھہر گئی۔

"اسلام و علیکم!" اُسکو ٹھہرتے دیکھ کر پُراِسرار سا مُسکراتے ہوئے اُسکی جانب بڑھی جبکہ زارا اپنی بات ختم کر کے ایک نظر اُسے دیکھنے کے بعد کام میں مصروف ہو گئی۔

"وعلیکم اسلام! کیسے پھُول چاہیے؟" اُسکے پُوچھے جانے پر اُس نے کاؤنٹر پر آ کر ایک طائرانہ نظر ڈالی جہاں خوبصورت بُکے نفاست اور تازگی سے سجے تھے۔

"پھُول نہیں تمہارا وقت چاہیئے۔" اُسکے کہے جانے پر لَیلیٰ چونک گئی۔

"جی!" اُسکو کوئی خطرے کی گھنٹی اپنے اِرد گرد بجتی محسوس ہونے لگی۔

"تھوڑی دیر کی بات ہے۔" اُسکے تاثرات پر سامنے کھڑی ہالہ سرور کو مُسکرانا پڑا۔ کچھ کہے بغیر لَیلیٰ نے ایپرن اُتار کر پیچھے کرسی پر رکھا اور پھِر کاؤنٹر کے پس سے گھُوم کر اُسکے سامنے آئی۔

"یہاں آ جائیں!" سائیڈ کا دروازہ کھول کر اُس نے اندر موجود خوبصورت سے سجے آفس کم ویزیٹنگ روم کی جانب اِشارہ کیا۔ ہالہ کے بڑھنے کے بعد اُس نے دروازہ بند کیا اور پھِر ہالہ کے مُقابل صوفے پر بیٹھی جبکہ ہالہ فرصت سے اُسکے خوبصورت پھُولوں والے لباس کو دیکھ رہی تھی۔

"تم نے پچھلی بار کہا تھا کہ سُبک نے تم سے نہیں، تم نے اُس سے شادی کی ہے۔ کیا مطلب اِس بات کا؟" وہ جو بات کچھ اور سمجھ رہی تھی، ہالہ کے سوال پر ساکن ہوئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میرے خیال سے ہم اِتنے کلوز نہیں کہ اِتنی پرسنل باتیں ایک دوسرے سے کریں۔" لَیلیٰ کو اُسکا انداز بہت بُرا لگا تھا۔

"تمہارے نہ سہی سُبک کے بہت کلوز ہوں میں۔ تمہیں اُس نے بتایا نہیں۔" آگے ہو کر اُن بادامی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ مُسکرائی۔

"نہیں! ہم دونوں میں کسی تیسرے کی کبھی گنجائش نہیں رہی۔ ذکر تو بہت دُور کی بات ہے۔" لَیلیٰ کی بات پر ہالہ سرور کے چہرے کا رنگ تیزی سے بدلا جو لَیلیٰ کی سب بھانپتی نظروں سے چُھپا نہیں رہ سکا۔

"حَسن انکل کی وجہ سے اُسکو بہت سے کمپرومائز کرنے پڑے ہوں گے۔" اُسکی اگلی اُکساتی بات پر لَیلیٰ اندر تک ٹھٹک گئی۔ ہالہ سرور کے انداز سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اُسکے خاندان اور سبکتگین کے بہت پُرانے تعلق کو جانتی ہے۔ دِل کسی انہونی کے اِحساس سے سُکڑ کر پھیلا۔

"میں اُسکی رازدان ہوں، لَیلیٰ۔ تم جاننا نہیں چاہو گی کہ کونسا اُسکا راز میرے پاس ہے؟" اُسکے انداز کی بے مقصد پُراِسراریت پر لَیلیٰ نے گہرا سانس لیا۔

"مُجھے اِس میں کوئی دلچسپی نہیں اور اگر کچھ پوچھنا ہو بھی تو میں نگین سے براہِ راست پُوچھنے کو پسند کروں گی۔" اُسکے کڑے، دوٹوک لہجے پر ہالہ سرور ٹھٹکی مگر سب سے زیادہ اُس لڑکی کے حق جتاتے انداز اور لفظ **'نگین'** چونکانے والا تھا۔ ماہ پارہ آنٹی نے اِس عورت کو سہی ٹیڑھی کھیر کہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم معاملے کی نزاکت کو سمجھنا نہیں چاہ رہی۔ میرے پاس سُبک کا اِیسا راز ہے جسکے باعث وہ میرا غلام ہو سکتا ہے۔" ہالہ سرور کا دعویٰ ماحول سَرد کر دینے والا تھا۔ لَیلیٰ نے بغور اُس لڑکی کو دیکھا۔ سامنے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر نخوت سے بیٹھی ہالہ سرور کے اِرادے نیک نہیں تھے۔

"تو پھر اُسکو اپنا غلام کرنے کے بجائے آپ میرے ساتھ کیوں مغز کھپائی کر رہی ہیں؟" لَیلیٰ کا سوال کچھ اِیسا مذاق اُڑاتا ہوا ہالہ کو محسوس ہوا کہ اُس نے مُٹھیاں بینچ لیں۔

"کیونکہ اُس راز میں اِتنی طاقت ہے کہ سُبک میرا غلام ہوتے ہی تمہیں چُھوڑ دے گا اور اِیسے میں تمہیں غفلت میں رکھنا ظُلم ہے۔" لَیلیٰ اُن الفاظ پر اُس عورت کو اندر تک اُتر جاتی نظروں سے دیکھتی رہی۔ آنکھوں کے سامنے سبکتگین حیدر کا رات اور صُبح والے متضاد رویئے لہرائے تو آنکھوں میں مرچیں سی چُبھنے لگیں مگر اُسکو اپنے تاثرات پر ملکہ حاصل تھا تبھی سپاٹ چہرے کے ساتھ اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"اگر نیت سبکتگین حیدر کو غلام کرنے کی ہے نہ مِس ہالہ سَرور تو اپنا وقت یہاں مت خرچ کریں۔ آپ کو بہت ایڑھی چوٹی کا زور لگانا ہے۔ بڑے دِل گُردے کا کام کرنے والی ہیں آپ اِس لیئے اپنی اِنرجی مُجھ پر مت ویسٹ کریں اور جا کر سبکتگین کو غلام کرنے کی تدبیر کریں۔" اُس کی اُٹھی گردن، کڑے، اُکساتے لہجے میں عجیب طرح کا زعم محسوس کر کے ہالہ سرور دانت پیس کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اِس لڑکی کی اکڑ تو اَب اُسے ہی ختم کرنی تھی۔ یہ مَان اور اُٹھی گردن سَرنگوں کرنے میں اُسکو بہت لُطف آنے والا تھا۔

"میں تمہیں خبردار کرنے آئی تھی کہ سُبک کی نظرِ عنایت اَب تمہارے حصّے میں کبھی نہیں آنے والی۔" بیگ کی زنجیر تھام کر نخوت سے کہتے ہوئے وہ اپنی سی کہہ کر قبل اِسکے پلٹتی، لَیلیٰ کے الفاظ نے اُسکے اعصاب جُھنجھنا ڈالے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سبکتگین میرا شوہر ہے، ہالہ سرور اور اپنے شوہر کو میں اپنا غلام نہیں بننے دے سکتی، غیر عورت تو بہت دُور کی بات ہے۔ وہ غلامی کے لیئے نہیں ہے۔ تم میرے سَر کے تاج پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی۔" سخت لہجے میں جو اُٹھان اور تنبیہہ تھی اُس پر ہالہ نے اہانت سے پیر پٹخا اور باہر نکل گئی مگر لَیلیٰ اُسکے پیچھے نہیں جا سکی۔ اُن آخری الفاظ نے غیر محسوس طریقے سے رُوح کھینچ لی تھی۔ کراچی جانے سے قبل سبکتگین کے سب اِختیار دان کرتے الفاظ دِل و دماغ پر ابھی تک نقش تھے۔ اُسکا بدلتا، کُترا اتا رویہ جو سمجھ سے باہر تھا اُسکو فہم اور اِدراک کی منزلیں مِلنے لگیں۔ تو کیا اُسکے فیصلے کی کوئی اہمیت نہیں ہونی؟ وہ جو بھی چاہے نتیجہ کیا اُسکی خواہش سے برعکس ہی نکلنے والا تھا؟؟

✓یہ بھی کم ظرف مُحبت کا وطیرہ ہے میاں!

جب نئے زخم کی خواہش ہو، پُرانے دینا

جِس نے دَامن میرا دُکھ دَرد سے بَھر ڈالا ہے

میرے مولا! اُسے خوشیوں کے خزانے دینا

عزت نفس سے بڑھ کر تو کوئی چیز نہیں

جو تمہیں چھوڑ کے جائے، اُسے جانے دینا۔۔۔

(کومَل جُوئیہ)

آفس کے کاموں میں بُری طرح مصروف وہ آدم کی آمد پر چونک کر سیدھا ہوا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سَر! اپ سے مِلنے کے لیئے مِس ہالہ سَرور آئی ہیں۔" آدم کی اطلاع پر اُسکی پیشانی پر بَل آئے۔ چند لمحے کچھ سوچتے گُزرے۔

"اندر بھیجو۔" اُسکے کہے جانے پر آدم سَر ہلا کر تیزی سے باہر گیا اور ٹھیک دو مِنٹ بعد ہالہ سرور آفس کا دروازہ کھول کر اندر آئی۔

"اسلام و علیکم، سُبک! کیسے ہو؟" اُسکے ہشاش بشاش لہجے کو نظر انداز کر کے سبکتگین اُسی سنجیدگی سے اپنی سیٹ سے اُٹھ کر اُس تک آیا۔

"و علیکم اسلام، کام بتاؤ اور نکلنے کی کرو۔" اُسکے صفاچٹ انداز پر ہالہ بد مزہ ہوئی۔

"اُونہوں! آج تو میں آسانی سے نہیں جانے والی۔" ایک نزاکت سے کہہ کر اُسکی اجازت کے بغیر مزے سے صوفے پر بیٹھ گئی۔ سبکتگین اُسے سنجیدگی سے دیکھے گیا۔

"تمہارے پاس دو مِنٹ ہیں اُسکے بعد میں لحاظ نہیں کروں گا۔" اُسکا اِشارہ جِس جانب تھا اُسکا ہالہ کو اچھی طرح عِلم تھا۔

"تم جانتے ہو میں وجدان کی جانب کیوں متوجہ ہوئی؟ مُجھے وہ کیوں پسند آیا؟" اُسکے اگلے سوال پر سبکتگین حیدر کی ہستی ٹھہر گئی۔

"تم سہی کہتے ہو مُجھے اُس سے مُحبت نہیں۔ نہ اُس سے نہ تم سے مگر تم دونوں میں کچھ اِیسا ہے جو میں نے اپنے اِرد گرد مَردوں میں بہت تلاش کیا اور ناکام رہی۔" وہ سبکتگین کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے نرمی سے کہہ رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"وہ ہے تمہارا اپنی عورتوں کو پرٹیکٹ کرنا۔ اُنکے لیئے جان کی بازی لگا دینا۔ اُنکی جانب دیکھنے والے کی آنکھیں نکال دینا اور یہاں تک کے قاتل بَن کر اپنے جُرم کو اُون کرنا۔" ہالہ جو ماضی کھنگال رہی تھی وہ سبکتگین کے لیئے سہل نہیں تھا۔

"میرے ڈیڈ کتنے سالوں سے ہر نئی لڑکی کے ساتھ آفیئر چلا کر میری مما کو چیٹ کر رہے ہیں۔ یہ بات میرے بچپن سے اَب تک چلتی آ رہی ہے اور میں صِرف تمہیں بتا رہی ہوں۔" اُس بات پر سبکتگین چہرہ پھیر گیا۔ اِتنے نجی معاملے میں اُسکو کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

"تم سے پہلے میں نے وجدان کو دیکھا اور سکینہ کے لیئے جِتنا وہ پروٹیکٹو تھا۔ میں حیران رہ جاتی۔ تم میری نظروں میں تب اپنے خاندان سے بدذن ہوئے، بدتمیز، غصّے والے، متنفر مَرد تھے لیکن پِھر آہستہ آہستہ تم دونوں کا سکینہ کے ساتھ برتاؤ دیکھ کر سچ کہوں، میں جیلس ہونے لگی۔" بات جِس سمت جا رہی تھی اُس پر سبکتگین نے مُٹھیاں بینچ لیں۔

"بات مُختصر کرو، ہالہ سَرور۔" اُسکے کڑے لہجے پر وہ مُسکرا دی۔

"مُجھے اپنے لیئے وجدان اور تم جیسے مَرد کی خواہش ہونے لگی۔ وجدان چلا گیا مگر میرے اندر سے یہ خواہش کبھی نہیں گئی۔" اُس لرزتے لہجے پر بھی سبکتگین نے چہرہ نہیں پھیرا۔ حیدر منزل سے مشروط ہر شخص پر اُسکو ٹکے کا بھروسہ نہیں تھا۔

"میں اپنی یہ خواہش تمہارے ذریعے پوری کرنا چاہتی ہوں، سُبک۔" اُٹھ کھڑے ہوتے ہوئے جو بات کہی گئی وہ اعصاب پر دھماکہ تھی۔ سبکتگین نے چہرہ پھیر کر بے یقینی سے اُسکو دیکھا مگر اُسکی سنجیدگی پر سبکتگین کے چہرے پر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

پتھروں جیسی سختی چھانے لگی جسے محسوس کر کے ہالہ سرور کا دِل ڈوب کر اُبھرا۔ وہ جانتی تھی سبکتگین حیدر اُسکو آسانی سے نہیں مِل سکتا۔ ایک تحفظ دیتا مَرد اُسکی ماں کی طرح، اُسکے نصیب میں بھی نہیں تھا مگر اُسے اپنی قسمت بدلنی تھی۔ اُسے یہ بازی اپنے نام کرنے کی کوشش ہر حال میں کرنی تھی۔

"بہت سُن لی میں نے تمہاری بکواس۔ اَب نِکلو یہاں سے۔" سبکتگین نے اپنے طیش پر ہر ممکن قابو پر ضبط سے کہا۔

"تم میری یہ خواہش ضرور پوری کرو گے کیونکہ میں تمہیں۔۔۔" اِس سے قبل وہ اپنا جملہ مکمل کرتی، سبکتگین تیز قدموں سے اُسکے عین سامنے آیا۔ چند لمحے اُسکے چہرے کو نفرت سے دیکھتے رہنے کے بعد اُس نے دروازے کی جانب بازو پھیلا کر اِشارہ کیا۔

"آئی سیڈ، گیٹ لاسٹ!" اُسکی آواز اُونچی نہ ہونے کے باوجود پتھر کر دینے والی تھی۔ ہالہ چند لمحے تپتی نظروں سے اُسکو دیکھتی رہی۔

"میرے پاس تمہارا اِیسا راز ہے سبکتگین حیدر کہ اگر میں تمہیں بتاؤں تو تم ابھی میرے قدموں میں بیٹھ کر میرے غلام ہو جاؤ۔" اُسکے سنسناتے لہجے میں کچھ اِیسا تھا کہ اُسے نظر انداز کرنا ناممکن تھا۔

"سبکتگین حیدر صِرف ایک عورت کا غلام ہے اور وہ عورت گُلِ لَیلیٰ ہے، میری بیوی۔ یہ بات تم۔۔۔ اپنے اِس بیمار ذہن میں بٹھو لو ہالہ سرور کیونکہ میری بہن کے ساتھ کی گئی تمہاری گھٹیا حرکت میں مَر کر بھی نہیں بُھولنے والا۔ اَب، دفع ہو جاؤ۔" ایک ایک لفظ نوکیلا اور اہانت سے بَھرپور تھا۔ ہالہ کی آنکھوں کا رنگ تیزی سے بدلا۔ یہ بے عزتی اُسکو نہیں چاہیئے تھی۔ اُسکی خواہش کچھ اور تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہاری بہن کے ساتھ بُرا کرنے میں، تنہا نہیں تھی۔" اُس نے اپنی جانب سے اِنکشاف آمیز دھماکہ کرنا چاہا مگر سبکتگین حیدر کے سب جانتے، سمجھتے تاثرات پر گنگ ہو گئی۔

"تم جانتے ہو، تمہیں خبر ہے تو کیا تم یہ جانتے ہو کہ تمہارے دوسرے قتل کی عینی شاہد میں ہوں۔" اُسکی آخری بات واقعی دھماکہ تھی۔ سبکتگین حیدر شل اور پھٹتے اعصاب سے اُسکو دیکھے گیا جِسکی آنکھوں میں جیت لینے کا عظم تھا۔ اُسے اپنی خواہش عزیز تھی اور اِسی لیئے وہ جُھوٹ نہیں کہہ رہی تھی۔ رُکتی سانس کو چلنے کا عندیا دے کر سبکتگین نے نظریں پھیر لیں۔ اُس کے اندر چِھڑا اُٹھتی جنگ کی ہالہ سرور کو اچھی طرح خبر تھی۔ اُس بے تاثر چہرے کے پار ہوتی تباہی کا عِلم اُس سے زیادہ کِس کو تھا۔

"میرے پاس ثبوت ہے تمہارے دوسرے قتل کا۔ اُسے اگر میں پبلک کر دوں تو تم۔۔۔ کیا کرو گے، سُبک۔ میں جاننا چاہتی ہوں۔" اُن رات سے زیادہ سیاہ ہوتی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے مُجھے یہ سب جاننے میں دلچسپی ہو گی؟" اُسکے سوال میں سوال ہر گز نہیں تھا۔

"تم اِس لیئے بے خوف ہو نہ کیونکہ تم اپنے جُرم کی سزا کاٹ چُکے ہو۔" ہالہ چند قدم آگے بڑھ کر سبکتگین کے عین قریب آ کھڑی ہوئی مگر سبکتگین نے چہرہ پھیر کر اُسکو نہیں دیکھا۔ وہ چند پل اُسکے بے تاثر چہرے کو دیکھے گئی۔

"لیکن تمہیں اِس بات سے ضرور خوف زدہ ہونا چاہیئے کہ اگر میں نے دُنیا کو بتا دیا کہ تم بے قصور تھے، دوسرا قتل تم نے نہیں کیا تھا تو پھر؟" ہالہ سرور سارے ہتھیاروں سے لیس ہو کر سبکتگین حیدر پر حملہ آور ہوئی۔ سیاہ آنکھوں نے بے یقینی سے اُس عورت کو دیکھا جو تمسخرانہ مُسکراہٹ سے اُسے دیکھ رہی تھی یعنی وہ حق بجانب تھی۔ وہ سبکتگین حیدر کو اپنا غلام کر سکتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ڈرو اُس وقت سے سُبک جب میں دُنیا کو بتادوں گی کہ جِس جُرم کی سزا تم نے کاٹی ہے وہ تم نے نہیں کیا۔" سیاہ آنکھوں کے پار کچھ ٹوٹ کر مسمار ہوتے دیکھ کر ساکن یوتے دِل سے اُس نے آہستگی سے باور کروایا۔ پہلی بار، بہت پہلی بار اُس نے سبکتگین حیدر کی ہستی کو مُنہدم ہوتے دیکھا۔ وہ تب بھی مضبوطی سے کھڑا رہا تھا جب سکینہ اور دریا کا پُوچھنے حیدر منزل اپنی عزتِ نفس کُچل کر کے آیا تھا۔ تب بھی اُسکی آنکھیں اُٹھی ہوئیں اور گردن تنی ہوتی تھی جب ہالہ سرور کے سامنے گُھٹنوں کے بَل بیٹھا تھا۔ تب نہ ٹوٹنے والا شخص اُسکے ایک جملے سے ڈھے رہا تھا۔ لرز اُٹھتے دِل سے ہالہ اُسکے برابر سے ہو کر تیزی قدموں سے آفس کا دروازہ پار کر گئی۔ وہ مزید اُس شخص کا اِنہدام نہیں دیکھ سکتی تھی۔ پیچھے سبکتگین حیدر سانس تک نہیں لے رہا تھا۔ جو بات وہ خود تک سے مُخفی رکھے ہوئے تھا اُسکا گواہ کوئی اور بھی تھا اِس اِدراک نے اُسکی رُوح کھینچ لی تھی۔ کیا اُسکی چار سالہ قیدِ بامُشقت کو یونہی رائیگاں چلے جانا تھا۔ نہیں! اِس راز کو اُس نے پاتال کی گہرائیوں میں دفن کرنا تھا ورنہ حشر کے دِن وہ سَر نہیں اُٹھا سکے گا۔ سَر جُھکانا اُسے نہ یہاں منظور تھا، نہ ہی حشر میں۔

✓ میرے زمان و ذات کا ہے یہ معاملہ کہ اَب
صُبحِ فِراق بھی نہیں، شامِ وصال بھی نہیں
پہلے ہمارے ذہن میں حُسن کی اِک مثال تھی
اَب تو ہمارے ذہن میں کوئی مثال بھی نہیں
میں بھی بہت عجیب ہوں، اِتنا عجیب ہوں کہ بس
خُود کو تباہ کر لیا اور مَلال بھی نہیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

حال یہ ہے کہ خُواہش پُرسشِ حال بھی نہیں

اُس کا خیال بھی نہیں، اپنا خیال بھی نہیں۔۔۔

(سید جون ایلیاء)

"نگین ابھی تک گھر نہیں آیا؟" کمرے سے باہر نکل کر احمد حَسن نے حیرانگی سے گھڑی دیکھ کر کچن سمیٹتی لَیلیٰ سے پوچھا۔ عِشاء ہوئے کافی دیر گُزر چُکی تھی اور اُسکے ورکنگ آورز شام چھ بجے تک کے تھے۔

"آتا ہی ہو گا۔ آپ سو جائیں۔ میں جاگ رہی ہوں۔" ہاتھ دھو کر لَیلیٰ اُنکی جانب آئی اور اُنکا بازو تھپتھپایا۔

"نگین کو تم کہہ کر بُلاتی ہو؟" اُنہوں نے مُسکرا کر لَیلیٰ کو دیکھا اور وہ مُنتشر سوچوں کے باوجود اُنکے انداز پر مُسکرا دی۔

"ظاہر ہے! وہ نگین ہے، بابا۔ آپ، جناب کرتی اچھی لگوں گی۔" اُسکے شرارتی انداز پر احمد صاحب کا خُوشگوار قہقہ بے ساختہ تھا۔

"یہ بھی سہی کہا۔ اُسکو کال کر کے جلدی آنے کا کہو۔" مُسکرا کر کہتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے جبکہ لَیلیٰ تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر اپنے کمرے میں گئی اور ٹیبل سے فون اُٹھا کر کال مِلائی۔ دوسری جانب سے کال کاٹے جانے پر اُس نے بے یقینی سے فون سامنے کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نہیں! مصروف ہو گا۔" دوبارہ سے سَر جھٹک کر کال مِلائی اور پھر مِلاتی گئی۔ ہر بار دوسری جانب سے کال اُٹھائے جانے کے بجائے کاٹ دی گئی۔ فون ٹیبل پر پٹخ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے وہ بڑے ضبط سے سبکتگین کا اِنتظار کر رہی تھی۔ دروازہ کُھلنے کی آواز پر اُس نے چونک کر پیچھے دیکھا اور اندر آتا سبکتگین اُسکو جاگتے دیکھ کر وہیں ٹھہر گیا۔

"جاگ کیوں رہی ہو؟" اندر آکر دروازہ بند کرتے ہوئے اُس نے آہستگی سے کہا جبکہ لَیلیٰ خاموشی سے چہرہ پھیر کر اُسکو ڈریسنگ روم میں جاتے دیکھنے لگی۔ ٹھیک دس مِنٹ بعد باہر آیا۔ کپڑے تبدیل ہو چُکے تھے۔ سیاہ شرٹ اور سیاہ ٹراوزر پہنے، تولیئے سے اپنے بال خُشک کرتے ہوئے وہ باہر نِکلا۔

"سونے کا اِرادہ نہیں ہے؟" اُسکو اپنی جانب فرصت سے متوجہ دیکھ کر سبکتگین کو پھر سے کہنا پڑا۔

"کہاں تھے تم؟" ذہن میں ہالہ سرور کی مُلاقات ابھی تک تازہ تھی۔ بال سُکھاتے سبکتگین کے ہاتھ ساکن ہوئے۔ تولیہ سائیڈ سٹینڈ پر لٹکا کر اُس نے گیلے، گھنے ہاتھوں میں بے پرواہی سے ہاتھ پھیر کر پیچھے کیا۔

"آفس! کچھ ضروری کام تھا۔" سامنے سِنگل سِٹر پر بیٹھتے ہوئے سنجیدگی سے بتایا گیا۔

"ہالہ سرور آئی تھی آج مُجھ سے مِلنے۔" طویل ہوتی خاموشی کو لَیلیٰ نے توڑ کر سبکتگین کو چونکا دیا مگر چہرے پر کوئی بھی تاثر لائے بغیر وہ یونہی لَیلیٰ کو دیکھے گیا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ تمہیں کچھ بتانا چاہیئے مُجھے۔" لَیلیٰ کے اِستفسار پر سبکتگین حیدر کو نظریں پھیر لینی پڑی۔

"نہیں! کیوں آئی تھی وہ؟" مُختصر جواب کے بعد کیئے جانے والے سوال میں بہت سے معنی پنہاں تھے۔

"تمہیں اپنا غلام کرنے۔" لَیلیٰ کے ہونٹوں سے آہستگی سے پھسلا اور سبکتگین حیدر---اُسکو چہرہ پھیر کر لَیلیٰ کو دیکھنا پڑا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"نادان سمجھ کر نظر انداز کرو اُسکی باتوں کو۔" اُن بادامی آنکھوں میں دیکھے بغیر اُس نے اِیسے کہا جیسے کوئی سرسری بات ہو۔

"ایک پاگل تک کی بات نظر انداز نہیں کرنی چاہیئے اور ہالہ تو پھر نادان ہے، نگین!" وہ جو اُسکی بات پر اُلجھا تھا، آخری طرزِ تخاطب پر شَل رہ گیا۔ لَیلیٰ نے رُکتے دِل سے اُن سیاہ آنکھوں کی بے یقینی دیکھی۔

"وہ تمہیں اپنا غلام کرنے کے لیئے بڑی سنجیدہ ہے، نگین۔" اگلی بات میں بَلا کی فکر اور رَنجش تھی۔ سبکتگین حیدر کو لگا اُسکے دِل پر زبردستی کا لگایا قفل ٹوٹ جائے گا۔

"اِس بات پر مت حیران ہو کہ میں تمہیں نگین کہہ رہی ہوں بلکہ اِس بات پر توجہ کرو کہ وہ تمہیں اپنا غلام کر سکتی ہے۔" لَیلیٰ کے لہجے میں کچھ اِیسا تھا کہ سبکتگین حیدر کو دِل میں کوئی آہنی کیل سی گڑھتی محسوس ہوئی۔

"تمہیں کِس نے بتایا؟" بے ربط سوال پر لَیلیٰ کو معلوم تھا کہ کیا پوچھا جا رہا ہے۔

"تم نے اور بابا نے تو نہیں بتایا۔" اُن بادامی آنکھوں میں نرمی اور دُکھ ایک ساتھ مُوجزن تھے۔

"ہالہ سرور مُجھے اپنا غلام نہیں کر سکتی، گُلِ لَیلیٰ۔" سبکتگین حیدر نے گُلِ لَیلیٰ سے زیادہ شاید خود کو تسلی دی تھی۔

"مگر تمہارا چہرہ کیوں مُجھے یہ بتا رہا ہے کہ وہ کر سکتی ہے۔" لَیلیٰ کے اِسرار میں اِیسے جذبے تھے جِسے سبکتگین محسوس کرنے کے باوجود کوئی نام نہیں دے سکا۔

"میں ہالہ کو ہینڈل کر لوں گا۔ تم اُس پر دھیان مت دو۔" سبکتگین نے بات رفع دفع کرنی چاہی۔ سامنے بیٹھی عورت اپنی ایک نظر اور لہجے کے مُخفی اِسرار سے سبکتگین حیدر کی پوری ہستی تپلٹ کر سکتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں نہیں دے رہی مگر اُسکا دھیان تم پر ہے۔ اُسکے پاس تمہارا کوئی راز ہے نہ؟" لَیلیٰ کسی بات کے پیچھے پڑنے والوں میں سے نہیں تھی مگر ہالہ سرور کی آمد، اُسکی باتیں کسی پھانس کی مانند اُسکے وجود میں گڑ گئی تھیں۔

"تم کب سے ایک بات کے پیچھے پڑ کر بحث کرنے لگی۔" سبکتگین وہ بات واقعی تمام کرنا چاہتا تھا۔

"اُس نے میرے مُقابل آکر تمہیں اپنا غلام کرنے کی بات ہے اور تم مُجھے کہہ رہے ہو میں دھیان نہ دوں۔" اُسکی آواز قدرے بلند ہوئی۔ جو بات اُسکے لیئے اِتنی بڑی تھی سبکتگین اُسکو ہلکے میں کیوں لے رہا تھا۔ کتنی دیر تک سبکتگین ناسمجھی بَھری بے یقینی سے اُسکے سُرخ پڑتے چہرے اور خفگی سے پُر آنکھوں کو دیکھے گیا۔ اُن بادامی آنکھوں کے پار کوئی طوفان اُٹھ رہا تھا اور اُسکا سبب جان کر سبکتگین حیدر کی دَھڑکنیں مُنتشر ہونے لگیں۔

"میں اِس بات کو اِتنی آسانی سے نہیں جانے دوں گی۔" لَیلیٰ کے طیش کو سبکتگین حیدر کیسے سمجھ سکتا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں، بات ختم کرو، گُلِ لَیلیٰ۔ جب وہ آئی تھی تب اُسکو سُنا دیتی۔" سبکتگین نے سَر جھٹک کر جِس انداز میں کہا لَیلیٰ نے دانت پیس لیئے۔

"اُسکو تو میں بہت اچھی طرح باور کروا چُکی ہوں۔ اُس کی اِتنی ہمت کہ میرے شوہر کو غلام کرنے کا سوچے۔" ہاتھ میں موجود سیل فون صوفے پر پٹخ کر کہتے ہوئے وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی جبکہ سبکتگین حیدر کو لگا وہ زندگی بَھر اُن مُردہ وجود میں رُوح پھُونکتے، تراوہٹ پُہنچاتے الفاظ پر جھگڑا کھڑا رہ جائے گا اور محشر کے روز ہی بیدار ہو گا۔ سبکتگین کی اَسیری سے بے خبر وہ جا کر چادر کھول کر بستر پر دراز گئی۔ اُسکو نیند آرہی تھی مگر ہالہ سرور کی خیر نہیں تھی۔ اُسکو کیا لگ رہا تھا کہ گُلِ لَیلیٰ کو خبر دار کیا جا سکتا ہے۔ اُسکے مُصمم اِرادوں سے بے خبر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سبکتگین اپنی دھڑکنوں کے بدلتے انداز سے اچھی طرح آگاہ تھا۔رُوح میں اُترتی تازگی کا کوئی نعم البدل نہیں تھا مگر دماغ کی سَرزنش زورآور تھی۔

✓عَاقِل کو اَسیری کے تقاضے کہاں مَنظور

نادان ہی ہوتا ہے، گرفتارِ مُحبت۔۔۔

صُبح سبکتگین اور بابا کو سٹور میں اہم کام کا کہہ کر وہ گھر سے جلدی نکل آئی تھی۔سٹور میں آتے ہی زارا کو ضروری ہدایات اور اپنے آج کہیں جانے کا کہہ کر سٹور سے ٹھیک ایک گھنٹے بعد نکل گئی مگر اُسکے قدم اپنے گھر سے مُخالف سمت اُٹھ رہے تھے۔اُس عالیشان سی حویلی کے باہر پُہنچ کر اُس نے ایک نظر دیوار پر لگی نفیس سی تختی کو دیکھا جِس پر خوبصورت خطاطی سے **'حیدر مَنزل'** لکھا تھا۔بیل بجا کر چند لمحے وہ اِنتظار کرتی رہی تبھی گارڈ باہر نِکلا اور پھر اُسکو دیکھ کر پہچانتے ہوئے دروازہ کھول کر پیچھے ہوا۔

"اسلام و علیکم!" لَیلیٰ نے چھوٹے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا

"وعلیکم اسلام!اے-سی صاحب نہیں آئے؟" اُسکو اکیلے دیکھ کر گارڈ کہے بغیر نہیں رہ نہیں۔

"وہ آفس ہیں۔ہالہ بی بی یہاں ہیں؟" اُسکے اگلے سوال پر گارڈ نے اثبات میں سَر ہلایا تو لَیلیٰ اُنکا شکریہ ادا کر کے اندر کی جانب بڑھ گئی۔آج اُسے حساب چُکتا کرنا تھا۔ہال کمرے سے گُزرتے نثار حیدر کی سرسری نظر اُس تک گئی تو چونک کر اُسکی جانب بڑھے مگر لَیلیٰ کی نظر اُن تک نہیں گئی تھی تبھی تیز قدموں سے مین ہال کی جانب بڑھی۔

مُلازمہ کی اطلاع پر ماہ پارہ کسی قدر حیرانگی سے اپنے کمرے سے باہر نِکلی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ارے! تم یہاں کیسے؟" مصنوعی مُسکراہٹ سے لَیلیٰ کو آج کوئی لینا دینا تھا۔

"اسلام و علیکم! بس ہالہ کے بارے میں آپ سے اور نثار انکل سے کچھ بات کرنی تھی۔" ماہ پارہ کا جہاں ماتھا ٹھنکا وہیں ہال میں آتی نادیہ اور فلک اُسکو دیکھ کر چونکتے ہوئے آگے بڑھیں۔

"کیا بات کرنی ہے، بیٹا؟" پیچھے سے آتی نثار صاحب کی آواز پر وہ سب بیک وقت پلٹے۔

"اسلام و علیکم!" لَیلیٰ نے اُسی سنجیدگی سے اُنھیں سلام کیا۔ اِن لوگوں سے روابط قائم رکھنے کی تو خواہش پہلے بھی کبھی نہیں رہی مگر جو سلوک اِن سب نے سبکتگین کے ساتھ روا رکھا اُسکے بعد تو بالکل گُنجائش نہیں نِکلتی۔

"ہالہ کو بھی بُلا لیں۔" فلک کو دیکھ کر وہ نثار حیدر کے اِشارے پر صوفے پہ بیٹھ گئی۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد فلک کی واپسی ہالہ کے ساتھ ہوئی جو اُسکو دیکھ کر کچھ خاص خُوش نظر نہیں آ رہی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" ہالہ کو خُوب تپ چڑھ رہی تھی اور اِسکا سبب لَیلیٰ کا معلوم تھا۔ اُسے یہ لگ رہا تھا کہ بڑوں میں بات لے کر جانے کی دھمکی دے کر لَیلیٰ کو جُھکا لے گی تو وہ غلط تھی۔ یہ آج اور ابھی اُس پر واضح ہو گیا۔

"میں تم سے ہی بات کرنے آئی تھی مگر مُجھے بند کمروں میں باتیں کرنا پسند نہیں اِس لیئے سب کے سامنے بات ہو گی آج۔" ہالہ نے بے بسی سے اُسکو دیکھا اور پھر بیٹھتے ہی ہاتھ میں موجود سیل فون سے سبکتگین کو تیزی سے میسج کرنے لگی۔ میسج اُڑتا ہوا ہواؤں کے سنگ سرکاری عمارت کے اے-سی آفس تک پُہنچ گیا۔ کام سے چُونک کر سبکتگین نے میسج نظر انداز کرنا چاہا مگر اُس میں لکھا نام وہ نظر انداز نہیں کر سکتا تھا تبھی فوراً ریوالنگ چیئر دھکیل کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ جیپ کی چابیاں اُٹھا کر باہر بھاگا۔ راستے میں حیران پریشان سے آدم کو کچھ پوچھنے کا موقع ہی نہیں مِلا کیونکہ وہ آندھی طوفان بنا اپنی جیپ اُڑا لے گیا۔ حیدر منزل کے سامنے جیپ روک کر ایک جُست میں باہر نِکلا اور گارڈ نے حیرانگی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سے اُسے دیکھ کر دروازہ کھول دیا۔ جیپ اندر کھڑی کر کے وہ تیزی سے اُترا۔ سبکتگین حیدر کے قدموں میں پہیئے لگے تھے۔ اپنا راز افشاء ہو جانے کے خدشے نے اُسکے اعصاب چٹخا کر رکھ دیئے تبھی لَیلیٰ کی آواز پر ہال کے داخلی دروازے پر اُسکو پوری ہستی سمیت ساکن ہو جانا پڑا۔

"نادیہ یہ تمہارا معاملہ نہیں ہے۔ خاموشی سے بیٹھنا زیادہ مُناسب رہے گا۔" وہ جو کچھ سبکتگین کے بارے میں کہہ رہی تھی اُسے لَیلیٰ مزید برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"کیوں خاموش رہوں۔ تمہیں سُبک کے ساتھ رہ کر بھی اندازہ نہیں ہوا کہ وہ کیسے ہلکے کردار کا اِنسان ہے۔" نادیہ کا اِستفسار طنزیہ تھا۔

"نادیہ!" نثار حیدر بڑے ضبط سے بولے مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔

"تمہارا لحاظ میں نے صِرف اِس لیئے کیا ہے کیونکہ نگین تمہاری بہت عزت کرتا ہے ورنہ ہالہ سے پُوچھو میرے شوہر کے بارے میں بکواس کرنے والوں کا کیا حشر کرتی ہوں۔" وہ بے حد تحمل سے کہہ رہی تھی مگر نادیہ اور ماہ پارہ کا چہرہ اہانت سے سُرخ ہوا۔ پیچھے ساکن سبکتگین حیدر کی سیاہ گھنگھور آنکھوں کی پلکوں میں دَھڑکن کی مَانند اِرتعاش پیدا ہوا۔

"تم محفوظ ہو، یہاں کی ہر عورت محفوظ ہے تو اُسکے پیچھے نگین ہے۔ یہ تمہیں بھی اچھی طرح معلوم ہے نادیہ۔ اَب خاموش رہنا ورنہ سخت سُنو گی مُجھ سے۔" نادیہ کے چہرے کو بے عزتی سے سُرخ ہوتے دیکھتے ہوئے بھی وہ رُکی نہیں بلکہ اُسی سنجیدگی اور سختی سے اُسکو دیکھ کر باور کرواتے ہوئے تلملاتا چھوڑ کر ہالہ کو دیکھا۔

"تمہیں میرے جواب کا اِنتظار ہو گا نہ، ہالہ؟" ماہ پارہ نے چونک کر اُس لڑکی کی تمکنت اور اُٹھی گردن کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تو میرا جواب یہ ہے کہ میرے سبکتگین کو خُواب میں بھی اپنا غلام کرنے کا مت سوچنا۔ نگین احترام میں خاموش رہ جائے گا میں نہیں۔ میں تمہیں اپنے سَر کے تاج پر ہاتھ نہیں ڈالنے دوں گی۔" ایک نظر نثار حیدر کے شرمندہ ہوتے چہرے پر ڈال کر اُس نے کڑی نظر سے ہالہ اور ماہ پارہ بیگم کو دیکھا اور اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"نثار انکل، ماہ پارہ آنٹی! مُجھے اُمید ہے اِس گھر سے دوبارہ کبھی نگین کو غم اور دُکھ نہیں مِلے گا۔ اِس بار وہ اکیلا نہیں ہے۔ میں اُسکے لیئے مزید کچھ بھی منفی برداشت نہیں کروں گی۔" نثار حیدر کے پھیکے پڑتے چہرے کو سرسری نظر دیکھ کر وہ تیزی سے پلٹی اور اُسی تیزی سے سبکتگین دروازے کی جانب بڑھ کر دالان میں آ کھڑا ہوا۔ ایک گہرا کثافت بَھرا سانس فضا کے سپرد کر کے اُس نے آسمان کی جانب چہرہ اُٹھایا۔ وہ ایک پھانس جو دِل میں گڑھ کر کچوکے لگا رہی تھی یک لخت کسی نے اپنے نرم ہاتھوں سے کھینچ کر نکال پھینکی تھی گویا۔

"نگین!" دروازہ کے باہر کھڑے سبکتگین کو دیکھ کر چونکتے ہوئے تیزی سے اُس تک آئی۔ ایک نظر احتیاطاً پلٹ کر پیچھے ڈالی۔

"یہاں کیا کر رہے ہو؟" سبکتگین کے پلٹنے پر اُس نے حیرانگی سے پوچھا مگر وہ جواب دیئے بغیر اُس چہرے کے تفکر کو یونہی دیکھے گیا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اُسکے چہرے کی بوکھلاہٹ سبکتگین سے مُخفی نہیں تھی۔

"میں۔۔۔ بس ویسے ہی ماہ پارہ آنٹی نے نادیہ کی شاپنگ کے لیئے بُلایا تھا۔" بروقت بات بدل کر گھڑتے ہوئے اُس نے سبکتگین کو مُسکرانے پر مجبور کر دیا۔ اُسکا چہرہ سنجیدہ تھا مگر دِل مکمل آمادگی سے مُسکرا رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"چلو گھر!" جُھک کر اُسکا ہاتھ نرمی سے تھام کر وہ آگے بڑھا جبکہ لَیلیٰ کا دِل ٹھہر گیا۔ چہرہ جُھکا کر مضبوط گرفت کو دیکھا۔ اُسکے ساکن رہنے پر سبکتگین نے پلٹ کر اُسکو دیکھا جو آنکھیں پھیلائے اُسکے ہاتھ کو دیکھ کر اُسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟" اُسکی لاعلمی پر لَیلیٰ نے تیزی سے نفی میں سَر ہلایا اور اُسکے ہم قدم چل پڑی۔

"تمہیں میرے یہاں آنے کا کِس نے بتایا؟" جُھک کر اُسکے لیئے جیپ کا دروازہ کھولتے سبکتگین نے چہرہ پھیر کر قریب موجود مشکوک نظروں کو دیکھا جو اُسے دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھیں۔ نثار حیدر لَیلیٰ سے معذرت کرنے کے لیئے جیسے ہی باہر نکلے اُنکے قدم وہیں زنجیر ہو گئے۔

"مشکوک کیوں ہو رہی ہو؟" دروازے پر ہاتھ رکھ کر اُس نے مُسکراتی آنکھوں سے پوچھا۔

"تم نے میرے پیچھے جاسوس لگائے ہوئے ہیں؟" اُس نے مشکوک لہجے میں جِس انداز میں پلکیں سُکیڑ کر خفگی سے کہا سبکتگین حیدر چہرہ اُٹھا کر، گردن پیچھے کو کرتے ہوئے قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گیا۔ وہ اُسکے صُبح کے عُمل کی وجہ سے خفا تھی۔ اُسے بخوبی سمجھ آ رہی تھی۔ لَیلیٰ ٹھہرتی دَھڑکنوں سے اُسکو دیکھنے لگی جو دیکھنے میں مکمل جہاں لگ رہا تھا۔ بہار اُسکی زندگی میں واپس آ گئی تھی۔ دِل کے سارے موسم اُس مَرد کے بے فکر قہقہے سے کھِلنے لگے تھے۔

"بدتمیز! مُجھ پر ہنس رہے ہو؟" خود کو ڈپٹ کر صُبح کا بدلہ اُدھار نہ رکھتے ہوئے لَیلیٰ نے آگے ہو کر اُسکے بازو پر تھپڑ مارتے ہوئے سبکتگین کے قہقہے کو مزید دوام عطا کر دیا۔

"یار! ہاتھ ہے یا ہتھوڑا!" تھمتے قہقہے مگر مُسکراتے چہرے کے ساتھ بازو تیزی سے سہلا کر لَیلیٰ کو خفگی چِڑھائی گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بتاؤں تمہیں!" اور وہ ہمیشہ کی طرح چڑھ بھی گئی مگر اُسے صُبح کی نظر انداز بُھولی نہیں تھی تبھی خفا نظر اُس پر ڈال کر اندر بیٹھ گئی۔ سبکتگین نے چونک کر اُسکے بُجھتے چہرے کو دیکھا اور پھر سِمٹتی مُسکراہٹ کے ساتھ دروازہ بند کر کے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے گاڑی ریورس کی اور پھر جیب ایک بار پھر نثار حیدر کی نظروں سے اوجھل ہو گئی مگر وہ کتنی ہی دیر تک وہیں بے حِس و حرکت کھڑے رہ گئے۔ اُن کے کانوں میں ابھی تک سُبک کا ہر فکر اور غم سے آزاد قہقہ گُونج رہا تھا۔ جو اُنکی بُزدلی اور بے غیرتی کے سبب اُنکے بیٹے نے کھویا تھا وقت اُسے بے حد خُوشی اسلوبی سے واپس لوٹا رہا تھا۔ وقت جو ایک سا، نامہربان نہیں رہتا۔

وقت مگر اُنکے ساتھ اَب پورے طمراق سے نامہربانی کا اِرادہ کر چُکا تھا۔ اُنکا لاڈلا بیٹا اَب اُنکو کبھی نہیں مِلنے والا تھا۔ وہ بیٹا جسکے لیئے اُنہوں نے بُزدلی کو وطیرہ بنا کر غیرت کو گہری نیند سُلا دیا تھا۔ وہ بیٹا جو باپ کی شباہت احمد حَسن میں پا چُکا تھا۔ جو زندگی جینے کا ہنر سیکھ چُکا تھا وہی ہنر جِس سے شہر بانو اپنی اولاد کو مُتعارف کروانا چاہتی تھی۔ شہر بانو کے ذہن میں آتے ہی دِل سے ناکام ہوک سی اُٹھی۔ اُنہوں نے شہر بانو کھوئی نہیں گنوائی تھی، اپنے ہاتھوں سے اور اُسکے بعد یہ دلگرفتہ سلسلہ چَل نِکلا۔ سکینہ اُنکی زندگی سے گئی اور سبکتگین۔۔۔ وہ تک اُنکے ہونے کو نہ ہونے قرار دے چُکا تھا اور وہ اپنے قدموں پر جَم کر سب دیکھ رہے تھے۔

✓ سِرک رہی ہیں میری بستیاں کِناروں سے

وہ مُجھ کو بُھولتا جاتا ہے اور میں دیکھتا ہوں

میں خاک زار سَرابوں کی خاک چھانتا ہوں

تُو اور لوگوں سے مِلتا ہے اور میں دیکھتا ہوں۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

(حامدِ محبوب)

"شُکریہ!" گاڑی کی خاموشی کو سبکتگین کی مدہم آواز نے توڑا۔ لَیلیٰ نے چونکے بغیر چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا جِس کی جانب نہ جانے کب سے پوری ہستی راغب ہو چُکی تھی۔

"کِس لیئے؟" اُس نے ایک پَل کو بھی نظر نہیں جَھپکائی۔

"ہر چیز کے لیئے۔" وہ جانتی تھی اِشارہ کِس جانب ہو رہا ہے تبھی چہرہ واپس پھیر لیا۔

"مُجھے تم سے شُکریہ نہیں سُننا تھا۔" اُسکی اگلی بات پر سبکتگین نے چونک کر ایک نظر اُسکو دیکھا جو عین سیدھ میں دیکھ رہی تھی۔

"تو پھر؟" اُس سوال پر لَیلیٰ کا دِل سُکڑ کر پھیلا۔

"میں کچھ اور سُننا چاہتی تھی۔" اُس نے اِتنی آہستگی سے کہا کہ ٹھٹکتے سبکتگین تک بامُشکل وہ آواز گئی جو سَرگوشی سے زیادہ نہیں تھی۔

"کیا؟" وہ واقعی نہیں سمجھا۔ لَیلیٰ نے بے اِختیار نفی میں سَر ہلایا۔ وہ نہ دیکھ کر بھی جانتی تھی کہ سبکتگین اُسے دیکھ رہا ہے۔ گھر کے آتے ہی وہ سبکتگین کو کچھ کہنے، سُننے کا موقع دیئے بغیر نیچے اُتر گئی۔ جیپ کھڑی کر کے جِس وقت وہ اندر آیا، احمد صاحب ٹی-وی دیکھ رہے تھے۔

"لَیلیٰ کو کیا ہوا ہے؟" اُنکے پُوچھے جانے پر سبکتگین کندھے اَچکا کر مُسکرایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"صُبح کا بدلہ لے رہی ہے۔" اُسکے انداز پر احمد صاحب مُسکرا دیئے۔

"مناؤ جا کر۔ کہے کی نہیں مگر مُنتظر ہو گی۔" اُنکے حوصلے بلند کرتے انداز پر سبکتگین نے گہرا سانس لیا۔ ہالہ نامی مصیبت کو ذہن سے محو کرنا اِتنا سہل نہیں تھا مگر کچھ دیر کے لیئے وہ اُس عورت کے لیئے کر سکتا تھا جِس نے اُسکو کسی غیر کا غلام نہیں ہونے دیا۔ کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھول کر اندر آتے ہوئے اُس نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا۔ لَیلیٰ بستر کے دوسری جانب پاؤں زمین پر ٹِکائے بیٹھی چہرہ پھیر کر کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ سبکتگین کے آنے کا سِرے سے نوٹس ہی نہیں لیا گیا۔ قریب کھڑے ہو کر کھنکھارنے پر بھی جب اُسکی توجہ نہیں حاصل ہوئی تو وہ گُھوم کر اُسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"اِتنی خفا کیوں ہو؟" وہ جو بڑی مُشکل سے غصّہ دبائے بیٹھی تھی، چہرہ پھیر کر اُس لاعِلم چہرے کو دیکھا۔

"تم میری صُبح والی۔۔۔۔" وہ جو کہنے لگا تھا لَیلیٰ اُسکی بات کا مفہوم جان کر تیزی سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور سبکتگین اُسی تیزی سے پیچھے ہوا۔

"میں تب بس۔۔۔ دماغ اُلٹ گیا تھا۔" اُن بڑھتے قدموں پر اُس نے نظریں جُھکا کر بے ربطی سے کہا مگر قدم پیچھے ہونے اور آگے بڑھنے سے نہیں ٹھہرے۔

"حَسن انکل بھی کہہ۔۔۔ رہے ہیں کہ تم میری معاف۔۔۔" اُسکے الفاظ بیچ میں ہی رہ گئے کیونکہ اُسکی جانب بڑھتے قدم تھم گئے تھے حالانکہ ابھی پاٹنے کو فاصلہ بے حد تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میرے علاوہ ہر ایک کے آگے خاموش ہو کر جُھک سکتے ہو تم، ہیں نہ؟" وقفے کی خاموشی کے بعد جو کہا گیا اُس پر سیاہ آنکھیں تحیر سے اُٹھ کر بادامی آنکھوں تک گئیں اور ساکن ہو گئیں۔ وہاں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں بکھری پڑی تھیں اور سبب۔۔۔۔۔

"میرے علاوہ ہر ایک کے غلام ہو سکتے ہو تم۔ میرے علاوہ ہر ایک تابعدار بَن سکتے ہو۔ میرے علاوہ ہر ایک کو اپنے راز تھما سکتے ہو۔ میرے علاوہ ہر ایک۔۔۔۔۔" دائیاں ہاتھ اُٹھا اور لفظ کے ساتھ سبکتگین حیدر کے دِل کے مقام پر برسنے لگا مگر کسی نرم پُھوار کی مَانند۔ اُس لرزتے لہجے اور لَمس پر سبکتگین نے ششدر ہوتے دِل سے اُس ہاتھ اور چہرے کو نگاہ جُھکا کر دیکھا اور آخر کار جُرأت سے اپنی مضبوط مگرفت میں قید کر لیا۔ لَیلیٰ نے جھٹکا کھا کر اُسکو دیکھا۔

"تمہارے علاوہ کسی کو اِتنی طویل مُدت یاد نہیں رکھا۔ تمہارے علاوہ کسی کو دِل نہیں دیا۔ تمہارے علاوہ کسی سے مُحبت میں مُبتلا نہیں ہوا۔" اُس مسحور کرتے تھکتے لہجے میں وہی اعتراف تھا جو لَیلیٰ کی پیاسی سماعتیں سُننے کی حریص تھیں۔ لرز کر پلکیں اُٹھیں اور حیرانگی سے اُسکو دیکھنے لگیں جِسکا اعتراف جان قربان کر دینے والا تھا۔

"مُجھ۔۔۔۔ مُجھ سے۔۔۔۔۔" بے یقینی اور تحیر بہت زیادہ تھا حالانکہ وہ پہلے بھی اُسے ایک اعتراف سونپ چُکا تھا مگر یہ دِل دَھڑکنے کے بعد کا تھا لیکن نہیں اُسکا دِل تو نِکاح سے پہلے ہی سبکتگین حیدر کا ہو گیا تھا۔ کیا اِس راز کی اُس نے کسی کو خبر ہونے دی تھی؟

"ہاں! تم سے۔ اپنا مُقابلہ ہالہ سرور یا کسی کے ساتھ مت کرو۔ وہ مُجھ سے مُحبت نہیں کرتی بس اُسکا پُرانا حساب ہے جو مُجھ سے چُکتا کرنا چاہتی ہے۔" تسلی دینے کا انداز بھی اِیسا تھا کہ لَیلیٰ سانس نہیں لے سکی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تو اُس حساب کو چُکتا کرنے کے لیئے وہ تمہیں اپنا غلام بنا لے گی؟" اُسکی سُوئی بس اِس ایک بات پر جا کر اٹک رہی تھی۔

"میں تم سے مُحبت کی بات کر رہا ہوں، گُلِ لَیلیٰ۔" اُسکا برف کی طرح ٹھنڈا ہوتا ہاتھ یونہی تھامے، سہلا کر حدت پُہنچانی چاہی۔

"اور وہ تمہیں اپنا غلام بنانے کی بات کر رہی تھی، نگین۔ تم نے اُسکی آنکھیں نہیں دیکھیں، میں نے دیکھیں ہیں اور اُن میں صاف لکھا تھا اُسکی غلامی میں تم سب کچھ پسِ پُشت ڈال دو گے، یہ مُحبت بھی جو تم۔۔۔ تمہیں مُجھ۔۔۔۔ سے ہے۔" مضبوطی سے باور کرواتے ہوئے آخر میں اُسکا لہجہ لرز اُٹھا، اُٹھیں پلکیں جُھک گئیں۔ سبکتگین نے ٹھٹک کر لَیلیٰ کے مُضطرب، سفید پڑتے چہرے اور برف ہوتے ہاتوں کو دیکھا۔ وہ کیوں اُسکی مُحبت کے اعتراف سے کِھل کر اُس دِن کی طرح گُلاب نہیں ہو رہی تھی۔ کیوں اُس دِن کی طرح پلکوں پر اِرتعاش نہیں تھا۔ کیوں اِس بار وہ برف کی مانند سَرد ہوئی جا رہی تھی؟؟؟

اور سبکتگین حیدر نے آہستگی سے اُسکا سَرد ہوتا ہاتھ چُھوڑ دیا۔ بادامی آنکھیں لرز کر اُٹھیں اور پھٹتے دِل سے سبکتگین حیدر کو دیکھا جسکے قدم پیچھے ہو رہے تھے۔ اُسکے خدشات رفع نہیں کیئے گئے۔ اُسکو لاحق تحفظات کا سدِ باب نہیں کیا گیا۔ مُحبت کے اعتراف کے گلاب پُھول کو مہکنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

✓ ہم محبت کے نہاں خانوں میں بَسنے والے

اپنی پامالی کے افسانوں پہ ہنسنے والے

ریگِ دیروز میں خوابوں کے شجر بوتے رہے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سایہ ناپید تھا، سائے کی تمنّا کے تلے سوتے رہے۔۔۔۔

(ن م راشد)

"آپ خفا ہیں کیا؟" اُسکو بے زاری سے صوفے پر بیٹھے دیکھ کر زارا اُسکے سامنے آکر بیٹھی۔ لَیلیٰ نے چونک کر اُسکو دیکھا۔

"نہیں!" مُختصراً کہہ کر وہ پھر سے اپنے خیال میں غرق ہو گئی۔ سبکتگین نے اُسکی تشفی کیئے بغیر اُسے جانے دیا تھا اِس بات میں بڑے دُکھ پنہاں تھے۔

"آج آپ نے پھُولوں کو دیکھا تک نہیں یعنی آپ خود سے بھی ناراض ہیں۔" زارا کی اگلی بات کچھ اِیسی تھی کہ اُس سے نظریں چُرائی جا سکتی تھیں۔

"ہمم، شاید اِیسا ہی ہے۔ مُجھے تو ہواؤں میں اُڑنا چاہیئے تھا مگر میرے قدم کِس اِحساس نے زنجیر کر رکھے ہیں؟" اُسکی خود کلامی کو زارا نے بہت توجہ سے سُنا۔

"لڑائی ہوئی ہے؟" زارا نے آہستگی سے پُوچھا۔

"نہیں! بس مُجھے اِس بات نے بہت تکلیف دی ہے کہ ایک راز اُسے کسی اور کا غلام کر سکتا ہے۔ وہ غلامی کے لیئے تو نہیں ہے۔ اُسے تو میں نے ہمیشہ سَر اُٹھا کر چلتے دیکھا ہے۔" زارا کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہہ رہی ہے بس خاموشی سے اُسے سُنتی رہی۔ اُسکے الفاظ میں کچھ اِیسا تھا کہ خالی سٹور پا کر پلٹتا سبکتگین، آفس کا اَدھ کُھلا دروازہ دیکھ کر وہاں بڑھا اور وہیں جامد ہو گیا۔ وہ الفاظ، اُس میں پُوشیدہ حِزن اور اُلفت چُھپائے نہیں چُھپ رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اگر میں مُحبت کو مکمل اپنے لیئے چاہ رہی ہوں، تو کیا بُرا چاہ رہی ہوں، زارا؟" اُسکے سوال میں بڑا حِزن پوشیدہ تھا۔ زارا نے بے اِختیار نفی میں سَر ہلا کر اُسکا ہاتھ تھپتھپایا اور سبکتگین کا دِل پوری قوت سے سُکڑ کر پھیلا۔

"میں تو اُسے اپنا غلام بھی نہیں کرنا چاہتی تبھی تو اُس راز کو جاننے کی کوشش نہیں کر رہی اور وہ میری مُحبت میں سانس لیتے ہوئے کسی اور کا غلام بن جائے گا۔" اُسکے خدشات کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا، نگین تک نہیں۔

"ہالہ نے مُجھے اُس راز میں شریک کرنا بھی چاہا تو میں شریک نہیں ہوئی تو صِرف اِس لیئے کہ مُجھے اُسکے لیئے غلامی پسند نہیں آئی اور وہ۔۔۔" لرزتے ہاتھ باہم مِلا کر اُس نے کانپتے لہجے میں کہہ کر اپنا چہرہ جُھکا لیا۔ سبکتگین کو لگا اُن الفاظ نے اُسکے دِل کو کسی آہنی گرفت میں جکڑ لیا ہو۔ اُسے ہالہ سرور کے نام نے بھی طیش میں مُبتلا نہیں کیا۔ اُسکے دِل و دماغ میں تو بس گُلِ لَیلیٰ کے الفاظ اپنا گہرا اَن مِٹ نشان چھوڑ کر دِل کی سَرزمین پر نقش ہو رہے تھے۔ وہ اُسکے لیئے کیسے اِیسی حساسیت اور بے ریائی سے آزادی چاہ سکتی تھی۔ سبکتگین حیدر کو راز مہنگا پڑ رہا تھا مگر حقیقت میں وہ راز اُسکی زندگی کا حاصل تھا جو فاش ہو جاتا تو عُمر بھر خود سے نظریں مِلانے کے قابل نہیں رہتا مگر گُلِ لَیلیٰ کے تحفظات اُسکی زندگی کا حاصل ثابت ہو رہے تھے۔ کوئی راستہ سُجھائی نہیں دے رہا تھا۔ دِل جِس جانب بغیر دِقت کے کھینچا جاتا تھا وہاں اُسکے لیئے خیر، مُحبت اور عزت سب کچھ تھا مگر کیا قسمت کو یہ سب منظور ہو جائے گا؟

✓ دِل مُضطرب! کوئی اِسم ہو

جسے پڑھ کے کم ہو مَلالِ جاں

وہ فشارِ رَنج ہے رُوح میں

کہ فضائیں سبز قدم لگیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

میں ہنسوں تو سارے جہان کو

میری ہنستی آنکھیں بھی نم لگیں

دلِ مُضطرب! کوئی چارہ گر

جو اَسیر غم کی دوا کرے

ہو ذرا سکون خُدا کرے

جو تھمی تھمی سی ہیں دَھڑکنیں

اُنہیں اَب نہ کوئی مَلال ہو

دَھرے سَریوں سینے پہ چارہ گر

کہ یہ سانس پھِر سے بحال ہو

دلِ مُضطرب!

میرے آسماں سے یہ تیرگی نہیں ہٹ رہی

کوئی گردسی بے مَلال کی

نہ وہ گَھٹ رہی ہے، نہ چَھٹ رہی

دلِ مُضطرب!

کوئی نقش ہو جو بصارتوں میں کشید ہو

غمِ زندگی سے کہو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کہ اَب مُجھے خوشبوؤں کی نوید ہو

کوئی چاند چہرہ دِکھائی دے

تو اُداس شخص کی عید ہو

دلِ مُضطرب! کوئی اِسم ہو۔۔۔

"میں کچھ دیر کے لیئے ذرا پیچھے پہاڑوں تک جا رہی ہوں۔ تم سب سنبھال لینا۔" زارا کو کہہ کر وہ سٹور سے باہر نِکل آئی۔ کام کرنے کا بالکل دِل نہیں کر رہا تھا۔ اِرد گرد دیکھتے ہوئے وہ جیسے ہی روڈ کراس کرنے لگی سامنے جیپ کی پُشت سے ٹیک لگا کر کھڑے سبکتگین کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ چند لمحے وہیں کھڑے رہنے کے بعد اُسکو مُخالف سمت جاتے دیکھ سبکتگین بوکھلا کر سیدھا ہوا۔ قسمت کے ساتھ ٹکراؤ کا فیصلہ مُشکل سہی مگر ناممکن نہیں تھا۔ دِل جہاں مائل تھا وہیں زیادہ دلکشی اور طمانیت تھی۔

"گُلِ لَیلیٰ!" وہ روڈ کراس نہیں کر سکا کیونکہ سامنے سے ٹریفک گُزر رہی تھی۔ اُسکی پُکار پر لَیلیٰ نے ٹھہر کر اُسکو دیکھا اور پھر سَر جھٹک کر آگے بنی زیبرا کراسنگ سے گھُوم کر روڈ کراس کر کے دوسری جانب آئی اور سبکتگین گہرا تشکر بَھرا سانس لے کر اُسکی جانب بڑھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" ظاہر ہے ابھی کچھ گھنٹے پہلے ہی تو وہ گھر سے سٹور آئی تھی۔ سبکتگین نے ایک نظر اُسکے سنجیدہ چہرے پر ڈالی۔ وہ اُسے تین دِن سے لڑ جھگڑ نہیں رہی تھی، تُرکی بہ تُرکی جواب نہیں دے رہی تھی تو زندگی بڑی پھیکی اور بے رونق لگنے لگی تھی اور ابھی کی اُسکی زارا سے کہی گئی باتیں دِل کی دُنیا تہہ و بالا کرنے کو کافی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم ناراض ہو مُجھ سے تو میں کیسے سکون سے رہ سکتا ہوں۔" اُسکے لہجے میں اِیسے جذبے تھے جو نظر انداز نہیں کیئے جاسکتے تھے۔ لَیلیٰ نے اندر تک چونک کر اُسکو دیکھا۔

"میں کیوں ناراض ہوں گی تم سے۔" چہرے کا ہر تاثر بے تاثر رکھ کر جواب دیا گیا۔

"تم چاہتی ہو نہ میں کسی کا غلام نہیں ہوں تو۔۔۔" اُسکی اگلی بات پر لَیلیٰ نے اُسکو اِن نظروں سے دیکھا کہ سبکتگین کے باقی الفاظ گُم ہو گئے۔

"یہ تمہارے چاہنے کی بات ہونی چاہیئے۔ کسی اِنسان کو اِتنی جُرأت نہیں دیتے کہ وہ ہمیں غلام کرنے کا سوچے بھی اور تم سُن کر خاموشی سے میرے سامنے مُحبت مُحبت کر رہے ہو۔" اُسکا لہجہ بلند نہیں مگر سخت ضرور تھا۔ اُن الفاظ پر سبکتگین کے چہرے کا رنگ بدلا۔

"تمہیں لگتا ہے میں تمہارے ساتھ مُحبت کا ڈرامہ کر رہا ہوں؟" قابلِ اعتراض یہی بات تھی اور یہی تیر کی طرح دِل کو جا لگی تھی۔

"تم مُجھ سے مُحبت نہیں کرتے، سبکتگین۔" لَیلیٰ کے لہجہ سخت اور کڑا ہو گیا۔ بادامی آنکھوں نے سیاہ آنکھوں کے پار کچھ ٹوٹتے بڑے حوصلے سے دیکھا۔

"اگر کرتے ہوتے تو ہالہ کی اِتنی جُرأت نہ ہوتی۔" اگلی بات پر سبکتگین نے چونکتے ہوئے اُن بادامی آنکھوں میں دیکھا جہاں اِس ایک بات کا غم ٹھہر کر بس گیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم سہی کہہ رہی ہو۔ جو خود سے مُحبت نہ کرتا ہو وہ کسی اور سے کیسے مُحبت کر سکتا ہے چاہے مقابل چاہے جانے کی حق دار گُلِ لَیلیٰ ہی کیوں نہ ہو۔" سبکتگین حیدر خود پر تمسخرانہ ہنس دیا لَیلیٰ کے چہرے کے تاثرات میں تبدیلی آئی۔ بادامی آنکھوں میں وہی اِرتعاش سِمٹ آیا جسے دیکھنے کی سبکتگین حیدر نے تمنا کی تھی۔

"اَب میرا یہ مطلب بھی نہیں ہے۔" وہ اور اُسکا دھڑک اُٹھتا دِل فوراً پسیج گئے۔ سامنے کھڑے مَرد کی دلگرفتی دیکھنا سہل نہیں تھا۔

"ایک تو تم نہ ناراض بھی ہونے نہیں دیتے۔" ساری خفگی بھاڑ میں جُھونک کر اُس نے مصنوعی خفگی سے کہتے ہوئے سبکتگین کو چہرہ تحیر سے اُٹھانے پر مجبور کر دیا۔

✓دُنیا سے کہو جو اُسے کرنا ہے وہ کر لے

اَب دِل میں میرے وہ علی الاعلان رہے گا۔۔۔

"میں تم سے معذرت چاہتا ہوں، گُلِ لَیلیٰ۔" فاصلہ سمیٹ کر قریب آتے ہوئے اُسکے دونوں ہاتھ نرمی سے تھام کر اُس نے ندامت سے چُور لہجے میں کہہ کر لَیلیٰ کو سوگوار کر دیا۔

"میں اِس لیئے خفا نہیں تھی کہ تم معذرت کرو۔" اُس نے اپنے ہاتھ پھِر سے نہیں چُھڑوائے۔

"تو پھِر کِس لیئے خفا تھی؟" سیاہ آنکھیں سب بُھول کر شوق کا ایک جہاں آباد کر کے بادامی آنکھوں اور دلفریب چہرے کی جانب متوجہ ہوئیں۔ اُس کامِل توجہ پر لَیلیٰ کے چہرے کا رنگ بدلا، پلکوں اور ہاتھوں میں اِرتعاش محسوس ہوا جو بغور دیکھتے سبکتگین حیدر کی نگاہوں سے چُھپا نہیں رہ سکا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بتاؤ تاکہ میں تمہیں منانے کی تدبیر کروں۔" اِسرار سے کہہ کر اُسکے ہاتھوں کو دیکھا جو کسی بھی قسم کی زیبائش سے پاک تھے۔

"تم مُجھے مناؤ گے؟" حیا کے سارے اسباب بُھول کر بادامی آنکھیں چمک کر اُٹھیں اور سبکتگین نے مُسکراہٹ دبائی۔ وہ آج بھی مَنائے جانے کے لیئے اُتنی ہی پُرجوش تھی۔

"ظاہر ہے مَن چاہی بیوی کی ناراضگی کیسے سہہ سکتا ہوں۔" اُسکی بے چارگی پر لَیلیٰ کی ہنسی بے ساختہ تھی۔ سبکتگین حیدر کی گرفت میں قید سَرد ہاتھوں میں حرارت زندگی بَن کر دوڑی۔

"تم نے مُجھے ایک تحفہ بھی نہیں دیا۔" اُسکو فوراً سے اپنی ڈیمانڈ یاد آئی۔

"اللہ! جتنے میں نے تمہیں تحفے دیئے ہیں اُسکا کوئی حساب نہیں۔" سبکتگین نے جیسے اُسے خوفِ خُدا دِلانا چاہا۔

"ہمارے نِکاح کے بعد کی بات کر رہی ہوں۔ ایک انگھوٹی تک نہیں دی تم نے۔" اپنے خالی ہاتھوں کی جانب توجہ دلائی گئی۔ سبکتگین نے چہرہ جُھکا کر اُسکے ہاتھوں کو دیکھا اور پِھر اُسکے ہاتھ چھوڑ کر سائیڈ پر موجود پُھولوں کے خوبصورت باغ کی جانب بڑھا جِس میں رنگ برنگ کے پُھول سڑک کنارے لگا کر شہر کی خوبصورتی میں اضافہ کیا گیا تھا۔ تجسس کے ہاتھوں لَیلیٰ بھی اُسکے پیچھے آئی۔ سبکتگین نے جُھک کر سورج مُکھی کا کِھلتا ہوا پُھول توڑا اور لَیلیٰ کی جانب پلٹا۔

"ہاتھ آگے کرو۔" پُھول والا ہاتھ پیچھے تھا تبھی لَیلیٰ دیکھ نہیں سکی کہ اُسکے ہاتھ میں کیا ہے۔

"کوئی کیڑا تو نہیں ہے۔" اُسے بچپن کی شرارت بُھولی نہیں تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تب ہم دوست تھے۔اَب بیوی کے ساتھ اِیسا مذاق کروں گا۔" سبکتگین نے مُسکراہٹ دبائی۔اُسکی یقین دہانی پر لَیلیٰ نے مُسکرا کر اپنا بائیاں ہاتھ ایک اَدا سے اُسکے سامنے کیا۔مُسکرا کر جُھکتے ہوئے اُسکا ہاتھ تھام کر سبکتگین نے اپنا دائیاں ہاتھ آگے کیا اور سورج مکھی کے پُھول کی خود سے بنائی انگوٹھی لَیلیٰ کی بائیں اُنگلی میں پہنا دی۔ مسحور رہ جاتی لَیلیٰ نے حیرانگی سے اُس پُھول نُما انگوٹھی کو دیکھا جسکی ٹہنی کو اُسکے گِرد نفاست سے لپیٹ کر انگوٹھی کی شکل دی گئی۔

"واہ۔!!!"سب بُھول کر اُس نے مُحبت سے مغلوب ہو کر اپنا ہاتھ ہوا میں اُونچا کر کے آنکھوں کے سامنے کیا۔

"یہ بہت خوبصورت ہے۔" چمکتی آنکھوں سے وہ اپنا ہاتھ ہر زاویے سے دیکھ رہی تھی۔ سبکتگین اُسکی محویت دیکھ کر تقویت پاتے اعصاب سے اُسے دیکھنے لگا۔وہ چھوٹے سے تحفے، بے ضرر سی نرم بات پر پگھل جاتی تھی۔

"تمہیں اچھی لگی؟"اُسکے سوال پر لَیلیٰ نے مُسکرا کر اُسکو دیکھا۔

"یہ بہت حسین ہے۔"اُس مغلوب کرتے جواب پر سبکتگین ٹھہر کر اُسکے گُلاب کی مانند کھِلتے چہرے کو نظر بَھر کر دیکھے گیا۔وہ یونہی دِل کی مکین لگ رہی تھی۔وہ چُھوڑ کے جانے کا فیصلہ، غلام ہونے کی بات، راز کا بوجھ سب اُس منظر سے تحلیل ہو کر اپنا اثر کھونے لگے۔

"تمہارا اصل تحفہ کراچی سے لایا ہوں وہ گھر پر ہے۔ تمہیں شام کو مِلے گا۔" سبکتگین کے مزید اضافے پر اُسکا جُوش دیکھنے لائق ہو گیا۔

"اور تم اَب بتا رہے ہو۔" پُھول کو اُنگلی سے چُھو کر محسوس ہوئے اُس نے مصنوعی خفگی سے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"گھر جاتے ہی تمہاری امانت تمہارے حوالے۔ یہ بتاؤ کہاں جا رہی تھی۔" سبکتگین اَب اُسکی خفگی نہیں سہہ سکتا تھا چاہے پِھر وہ مصنوعی ہوتی۔

"میں نے بھی تمہیں کچھ دینا ہے آج۔" پُھول کو سونگھ کر نرمی سے کہا۔ سبکتگین نے ناسمجھی سے اُسکو دیکھا۔

"یہ تو شام کو ہی معلوم ہو گا۔ میں اَب سٹور جاؤں، زارا اکیلی ہے۔" پِھر سے اپنے ہاتھ کو دیکھ کر نرمی سے کہتے ہوئے پلٹی اور چند قدم جا کر ٹھہر گئی۔ سبکتگین دھیرے سے مُسکرا دیا۔

"ابھی بتانا ہے؟" اُسکے سوال پر وہ مُسکراہٹ دبا کر پلٹی۔

"ویسے پُھول کیوں دیا انگوٹھی کے بجائے؟" اُسکے ذہن و دِل میں جو بات تھی اُسکو زُبان مِل گئی۔

"جب سے انگھوٹی نے تمہارے ہاتھ زخمی کیئے ہیں میں خوفزدہ ہوں۔" اُسکا جواب لاجواب کر دینے والا تھا۔ لَیلیٰ کے دِل کی کَلی کِھل کر چہار جانب کو مہکانے لگی۔ مُسکرا کر پلٹی اور ٹریفک کو سگنل پر رُکتے دیکھ کر تیز قدموں سے بھاگتے ہوئے پلٹ کر سبکتگین کو دیکھا جو مسحور کر دیتی نظروں سے اُسکی جانب ہی پوری توجہ سے متوجہ تھا۔

"شام کو جلدی۔۔۔۔۔" اِس سے قبل اُسکی بات پوری ہوتی دُور سے آتی نیلی رنگ کی گاڑی پوری قوت سے بے قابو ہو کر گُلِ لَیلیٰ سے ٹکرا کر سائیڈ روڈ پر موجود کھمبے سے جا لگی۔ گاڑیوں کا ہارن، اِرد گرد گُزرتے لوگوں کی چہل پہل، اُٹھتا شور سب یک دَم تھم گیا۔ سبکتگین حیدر لرز کر جیپ کے بونٹ سے ٹیک چُھوڑ کر سیدھا ہوا۔ ماحول کی ساری خوبصورتی اور تابناکی ایک چھناکے سے ٹوٹ گی۔

"گُلِ لَیلیٰ!" پھٹتے اعصاب کے ساتھ کراہ کر وہ سڑک کے عین وسط میں اکھٹے ہوئے رش کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"گُلِ لَیلیٰ!" وہ خود کو گھسیٹ کر بے جان ہوتے قدموں اور بے یقینی سے بڑھتے رش کو بے دردی سے چیرتے ہوئے آگے بڑھا مگر اُسکے قدم زنجیر ہو گئے۔ گُلِ لَیلیٰ کے بے حس و حرکت پڑے وجود سے بہتا خُون سڑک کو رنگین کر رہا تھا۔ بے دم ہوتے قدموں سے نیچے بیٹھتے ہوئے اُس نے لرزتے، کانپتے وجود سے لَیلیٰ کا خُون آلود ہاتھ تھاما۔ لرزتی اُنگلیوں نے اُس پُھول کو چُھوا جِسکی پتیاں خُون میں رنگنے کے ساتھ کئی ٹوٹ کر فضا میں بکھر چُکی تھیں۔ اُسکے برابر کتنے ہی لوگ پولیس اور ایمبولینس کو کال کر رہے تھے اور وہ برف کا مُجسمہ بنا اُس چہرے کو نمناک ہوتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا جو کچھ دیر پہلے تک گُلابیاں چھلکا رہا تھا، اُسکی نظر کی شدت سے گُلاب ہوا جا رہا تھا۔ ایمبولینس کے سائرن کی آواز کے ساتھ سبکتگین حیدر کی تھمتی دَھڑکنوں میں ہر سُو عمیق گہرائی اور اندھیرا چھا رہا تھا۔

✓ یہ آرزو ہے کہ مہکائیں باغِ عالم کو

برنگِ نکہتِ گُل چار سُو بکھر جائیں۔۔۔

* * * * * * *

"تمہیں لگتا ہے ہالہ نے سچ بتایا ہے؟" وجدان اُس سے سارا رستہ کوئی دسویں بار بے چینی سے یہ سوال پوچھ رہا تھا۔ سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر اُسکے مُضطرب تاثرات کو دیکھا۔ اُسکا خود کا حال بھی وجی سے مِلتا جُلتا ہی تھا مگر اُن میں سے کسی ایک کے لیے حوصلہ اور ہمت پکڑتے ہوئے عقل کو ہوش میں رکھنا بے حد ضروری تھا اور وہ سُبکتگین حیدر کو ہی ہونا تھا۔ گاڑی تیزی سے دوڑتے ہوئے ہالہ سرور کے بتائے گئے دُشوار گُزار راستے کی جانب دُھول اُڑاتی ہوئی جا رہی تھی۔ آبادی کہیں بہت پیچھے رہ گئی تھی اور آگے ویران جنگل کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو چُکا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اُس نے بالکل سچ بتایا ہے وجی۔ ہم بس پُہنچنے والے ہیں۔" گاڑی سائیڈ پر روکتے ہوئے اُس نے وجدان کا شانہ تھپتھپا کر اُسے حوصلہ دیا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے اِرد گرد مُحتاط نگاہ دوڑائی۔ شام کا اندھیرا ہر سُو پھیلنے والا تھا اور سُبکتگین کو رات ہونے کا ہی اِنتظار تھا۔ گاڑی اچھی طرح درختوں اور جھاڑیوں میں چُھپا کر وجدان کو ساتھ لیے آگے بڑھتے ہوئے وہ تیز مگر مُحتاط قدموں سے طائرانہ نظر ڈال لیتا۔ وجدان اِتنا چوکنا نہیں تھا۔ اُسے بس سکینہ اور دَریا کی فکر تھی۔ کچھ قدم دُور جانے کے بعد اِس سے پہلے کے وجدان سامنے نظر آتی پُرانی، بند پڑی فیکٹری دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوتا، سُبکتگین نے اُسکا بازو سختی سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچتے ہوئے درخت کے پیچھے کیا۔

"ہوش کے ناخن لو، وجی۔ اگر ہم بغیر کسی تدبیر کے اندر جائیں گے تو پکڑے جائیں گے اور سکینہ اور دَریا کے ساتھ پھر خُدا جانے کیا ہو۔" اُسکے سنجیدہ مگر سخت لہجے پر وجدان کا چہرہ مزید نڈھال ہونے لگا۔ سُبکتگین نے گہرا سانس لے کر ایک تیز نگاہ دروازے پر کھڑے دو افراد پر ڈالی جن کے ہاتھوں میں اسلحہ تھا۔ چند لمحے یونہی سوچتا رہا اور پھر وجدان کو وہیں جم کر اِنتظار کرنے کا کہتے ہوئے بلی کی سی چال چلتا ہوا آگے بڑھا۔ رات کے بڑھتے اندھیرے میں دیوار کے ساتھ چلتے ہوئے اُسکا ہونا، نہ ہونا برابر تھا۔ اُسکا اِرادہ سامنے سے جانے کا نہیں تھا۔ گُھوم کر اُس نے چاروں جانب دیکھ لیا مگر کوئی اور دروازہ نہیں تھا جِس سے اندر جایا جائے۔ وہ یہ بات جانتے تھے تبھی گارڈ سامنے کھڑے کر رکھے تھے۔ پلٹ کر اُس نے ایک نظر ٹوٹی پُھوٹی بلند دیوار کو دیکھا اور پھر کوئی اندر اُترنے کا روہزن اور تدبیر نہ پا کر ناکام قدموں سے واپس آیا۔ گارڈز کا ہی صفایا کرنا واحد حل تھا۔ پتھر ہلکا سا پھینک کر ایک گارڈ کی توجہ مبذول کروا کے وہ دیوار کے ساتھ سانس روک کر کھڑا ہو گیا۔ گارڈ جیسے ہی اُسکے پاس سے گُزرا اُس نے ہاتھ میں پکڑ رکھی موٹی سی رسی اُسکی گردن کے گرد لپیٹ کر مُنہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر بے ہوش کر دیا۔ دوسرا گارڈ چونک کر اُس جانب آیا اور سُبکتگین نے اُس پر بھی بے خبری میں حملہ کرتے ہوئے بے ہوش کر کے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سائیڈ دیوار کے ساتھ لگا کر گھسیٹتے ہوئے فیکٹری سے چند قدم دُود موجود درختوں کے ساتھ اُسی رسی سے الگ الگ باندھ دیا جو اُسکو پیچھے سے مِلی تھی۔ وہ اُن دونوں کو ایک ساتھ باندھ کر کوئی بے وقوفی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ گھوم کر وجدان کے پاس آتے ہوئے اُسکا ہاتھ کھینچ کر دبے قدموں دروازے کی جانب بڑھا اور نامحسوس انداز میں اِتنا سا کھولا کہ نہ آہٹ پیدا ہو اور نہ اندر کی روشنی میں باہر کچھ نظر آئے۔ وجدان کو اپنے پیچھے ایک ہاتھ سے کیے وہ محتاط سا دیوار کی اُوٹ میں ہوتے ہوئے آگے بڑھا تبھی اُسکا کُھلا ہال نظر آیا۔ زمین پر بچھا رکھی پلاسٹ پر وجدان کو آہستہ قدم رکھنے کی ہدایت دے کر اُس نے دیوار پر لگائی پلاسٹ شیٹ میں سُوراخ کرتے ہوئے اندر جھانکا اور وہیں دو الگ کرسیوں کے ساتھ اُسے سکینہ اور دَریا بندھی نظر آئیں۔ کم اَز کم دونوں خیریت سے تھیں۔ گہرا سانس لے کر سُبکتگین بے دم قدموں سے پیچھے ہوا اور سُوراخ مزید بڑا کر کے چاروں جانب دیکھنے لگا۔ ہال کے اندر کوئی موجود نہیں تھا۔ ایک جانب آگ جَل رہی تھی اور ہال کے دوسرے کنارے پر کمرہ نُما کوئی جگہ تھی اور وہاں یقیناً اور لوگ بھی ہونے تھے۔ وجدان کو اچھی طرح احتیاط سے بڑھنے کا باور کروا کر وہ جیسے ہی آگے بڑھے، جذباتی قِسم کے وجدان کا ضبط اِتنا سا ہی تھا۔ وہ دیوار کی اُوٹ سے بھاگ کر نکلتے ہوئے دَریا اور سکینہ کی جانب بھاگ پڑا۔ سُبکتگین نے سُکڑ کر پھیلتے دِل سے اُس کمرے کو دیکھا جہاں بھاگتے قدموں کی آواز پر ایک آدمی تیزی سے نکلا مگر وجدان کو کچھ خبر نہیں تھی۔ سُبکتگین نے تھکتی آنکھوں سے سکینہ اور دَریا کے نڈھال مگر وجدان کو دیکھتے ہی دھمکتے چہروں کو دیکھ کر ان لوگوں کو دیکھا اور بروقت پیچھے ہوا۔ اُسکا اِرادہ اُن پر غفلت میں حملہ کرنے کا ہی تھا۔ وجدان کی طرح جذباتیت کا مُظاہرہ کر کے سب کی زندگی داو پر نہیں لگائی جا سکتی تھی۔ اُس آدمی کے ہاتھ میں سرنج تھی جو وہ آہستہ قدموں سے آکر وجدان کے پیچھے سے آکر اُسکی گردن میں پیوست کرنے لگا تھا۔ بھاگتے مگر مدغم قدموں سے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سُبکتگین نے اُس شخص کو ایک ہی جُست میں گردن سے پکڑ کر بے ہوش کر کے دیوار کی اُوٹ میں کرتے ہوئے وجدان کو پکڑ کر سیدھا کیا۔

"کچھ عقل اور ہوش سے کام لو وجدان، خود بھی مرو گے اور اِن دونوں کو بھی مرواؤ گے۔" سکینہ اور دَریا کے تیزی سے ہاتھ کھولتے ہوئے وجدان کو اُس نے ہوش دِلانا ضروری سمجھا جو اُنکو سسکتے ہوئے تسلیاں دے رہا تھا۔

"اُٹھو! یہ وقت تسلیاں دینے کا نہیں ہے۔" دَریا کو کھول کر اُس نے سکینہ کی رسیاں کھولنے کا اِشارہ کر کے وجدان کو پوری ہستی سمیت جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔

"یہ دیکھو! دونوں بلکل سہی سلامت ہیں لیکن تم خُدا کا واسطہ ہے عقل کو حاضر رکھو۔" سُبکتگین جانتا تھا وہ کتنا جذباتی شخص ہے تبھی اُسکو ہوش میں لانا ضروری تھا۔ سکینہ نے رسیوں سے آزاد ہو کر دَریا کا ہاتھ تھاما اور قدرے روشنی میں آئی۔ اُن دونوں کے چہروں پر تھپڑوں کے نشان دیکھ کر جہاں سُبکتگین سُن ہوا وہیں وجدان کے لہو میں لاوا اُبلنے لگا۔

"کِس نے مارا ہے تم دونوں کو؟" وجدان آہستگی سے غُرایا جبکہ سُبکتگین نے پریشانی سے ایک نظر اُس کمرے میں دیکھا اور وجدان کو بازو سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ کرتے ہوئے سکینہ اور دریا کو دیکھا۔

"یہ وقت جذباتی ہونے کا نہیں ہے وجی۔ تم اِن دونوں کے ساتھ جلد سے جلد نکلو یہاں سے۔" سُبکتگین کی سخت ہدایت پر وجدان اور سکینہ نے ایک ساتھ چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"مُجھے حساب چُکتا کرنا ہے اُس خاندان سے۔" سُبکتگین کے دانت پیسنے پر سکینہ تیزی سے اُس تک آئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ابھی سب دفع کرتے ہیں، نگین۔ سب بعد میں دیکھیں گے۔" سکینہ کے کہنے پر سُبکتگین نے چند لمحے کو کچھ سوچا۔ دو عورتوں کو محفوظ ٹھکانے پر پُہنچائے بغیر اُسے آگ میں نہیں کُودنا چاہیئے۔

"چلو سب!" خود سب سے پیچھے رہتے ہوئے اُس نے آہستگی سے کہا۔ اُسکے ہاتھ میں موجود سرنج اُس نے پینٹ کی جیب میں ڈال لی تھی۔ باہر جیسے ہی نکلنے کو بڑھے پیچھے سے ہوائی فائیر ہونے پر اُن سب کے قدم ایک ساتھ ساکت ہوئے۔ سُبکتگین نے پلٹ کر پیچھے دیکھا اور پھر خُون اُسکی کنپٹیوں میں جُوش مارنے لگا کیونکہ سامنے ہی شہروز کریم کا بیٹا کھڑا پستول ہاتھ میں تھامے دانتوں کی نمائش کروا رہا تھا۔

"کہاں نکلنے کی تیاری ہے، سُبکتگین۔" اُسکے تمسخرانہ سوال پر سُبکتگین نے پلٹ کر اُسکو دیکھا۔

"میں جانتا ہوں تمہیں مسئلہ مُجھ سے ہے تو پھر اپنے بزدل چاچو کی طرح عورتوں کو بیچ میں کیوں گھسیٹ رہے ہو؟ کہیں یہ تم لوگوں کا خاندانی وصف تو نہیں؟" اُسکے اُکساتے سوال پر معید کریم کا مُسکراتا چہرہ اہانت سے سُرخ ہوا۔

"اپنی بکواس بند کرو۔" پیچھے کھڑے دوستوں کے سامنے یہ اہانت برداشت سے باہر تھی تبھی اُس نے پستول سُبکتگین پر تان لیا۔

"عورتوں کو اِس میں شامِل کر کے تم نے ثابت تو یہی کیا ہے۔" سُبکتگین کے چہرے پر البتہ طمانیت کا راج تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ معید کریم کو کیسے گھیرا جا سکتا ہے۔

"کہیں تم میرے اور اپنے پیچھے موجود لوگوں کی وجہ سے تو بہادر نہیں بنے ہوئے؟" اَب والا سوال کڑا اور خُون کھولا دینے والا تھا۔ وجدان نے چونک کر سُبکتگین کو دیکھا۔ اُسکے متفکر دماغ نے یہ بات سمجھنے میں ایک لمحہ لگایا کہ سُبکتگین اصل میں کرنا کیا چاہ رہا ہے تبھی وہ پستول جیب میں اڑاستا ہوا سُبکتگین میں پِل پڑا۔ ایک دوسرے کو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

بُری طرح مارتے ہوئے وہ تھک نہیں رہے تھے مگر ایک بات ثابت ہو رہی تھی کہ معید کا پلڑا کمزور ہے۔ اُچھل کر زخم زخم ہوتے وجود کے ساتھ پیچھے گرتے ہوئے اُس نے تیزی سے ایک بار پھر پستول باہر نِکل کر مُنہ میں آتا خُون باہر تھوکا۔

"میرے خیال سے تمہیں میں بہت بے وقوف لگ رہا ہوں، ہیں نہ؟" معید پستول گُھما کر اُسکی جانب جیسے ہی دوبارہ بڑھنے لگا۔ سُبکتگین نے بازو پیچھے کر کے اپنے عقب میں کھڑے وجدان کو جانے کا اِشارہ کیا مگر وہ دیکھ رہا ہوتا تب۔

"لگ نہیں رہے، تم بے وقوف ہو تبھی تو تمہیں معلوم نہیں ہے کہ خاندانی معاملات خراب کرو گے تو نقصان کِس کا ہو گا۔" سُبکتگین کا اِشارہ یقیناً اُسکی لاڈلی پھوپھو ماہ پارہ کی جانب تھا۔

"ماہ پارہ آنٹی کو بیچ میں مت لے کر آؤ ورنہ۔۔۔" وہ تیزی سے اُسکے عین سامنے آیا۔

"تم بھی ہمارے معاملے میں میری بہنوں کو بیچ میں لائے ہو اور سمجھتے ہو میں آرام سے بیٹھ جاؤں گا تو تم غلط ہو۔" سُبکتگین کے مضبوط لہجے پر معید نے ایک نظر وجدان کی اُوٹ میں کھڑی دونوں لڑکیوں کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے تمہاری بہن سکینہ کو جانے دیتا ہوں۔" معید کا انداز لاپرواہ تھا۔

"میں نے بہنیں کہا ہے۔ دَریا اور سکینہ دونوں میری بہنیں ہیں اور وہ دونوں یہاں سے جائیں گی۔" سُبکتگین کے سخت لہجے پر وجدان کی آنکھوں کی سطح بھیگنے لگی۔ اُسکا باپ کوئی سُبکتگین کے باپ کی طرح امیر آدمی نہیں تھا کہ اُنکے لیے کچھ کر سکتا مگر سُبکتگین اُسکو تنہا نہیں ہونے دے گا اِسکا اُسے یقین تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ابھی تمہارا یہ مسئلہ حل کر دیتے ہیں۔" کہتے ساتھ معید نے سیل فون جیب سے نکال کر کال مِلائی مگر فون کان سے لگانے کے بجائے سپیکر آن کر دیا۔

"اسلام و علیکم، نثار انکل! معید بات کر رہا ہوں۔" اُسکی مُسکراتی آواز پر آفس میں بے چینی سے ٹہلتے نثار حیدر تیزی سے ٹھہر گئے۔

"کہاں ہے میرا بیٹا؟ اگر اُسے ایک کھرونچ بھی آئی معید تو میں ہر لحاظ اور مروت بُھول جاؤں گا۔" سُبکتگین نے چونک کر اپنے باپ کی لرزتی آواز پر فون کو دیکھا۔ پہلی بار اُسکو حیرانگی ہوئی تھی مگر دِل میں کوئی جذبہ سَر نہیں اُٹھا سکا کیونکہ باپ کے لیے مُحبت محسوس کرنے والا دِل اُسکے بہت بچپن میں ہی مَر گیا تھا۔

"بتاتا ہوں! بے صبری کِس بات کی ہے۔ آپکے بیٹے کی طرف ہمارے بڑے حساب نکلتے ہیں۔" معید بے حد محظوظ ہو رہا تھا۔ اُسکی پہلے بھی بات اُن سے ہوئی تھی تھی اور تب اُسے نہیں معلوم تھا کہ سُبکتگین یہاں آئے گا مگر ایک یقین تھا۔

"اگر میں کہوں کہ اپنی بیٹی اور بیٹے میں کسی ایک کو تو قربان کرنا ہی پڑے گا، نثار صاحب تو کِس کو کرنا چاہیں گے؟" اُس سوال کے ساتھ ہی اُس نے ایک چِڑھاتی مُسکراہٹ سُبکتگین پر ڈالی جو سانس روکے کھڑا تھا۔

"میرے بیٹے کو ہاتھ لگانے کا سوچنا بھی مت۔ اُسکے لیے میں کسی کو نہیں بخشوں گا۔" نثار حیدر کی غُراتی آواز پر معید کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"یعنی آپ اپنی بیٹی کو ڈِس اُون کر رہے ہیں؟" اُسکا سوال چِڑھاتا ہوا تھا۔ وجدان نے مُٹھیاں بھینچ کر اُس گھٹیا آدمی کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ہاں! اپنے بیٹے کے مقابل جب اُسکی ماں تھی تب بھی میں نے اپنے بیٹے کو چُنا اور تم یاد رکھنا ہے اگر میری اولاد کو کھرونچ بھی آئی تو تمہاری کھال کھینچ لوں گا۔" نثار حیدر کے پھٹتے لہجے پر سکینہ کی پلکیں لرز کر جُھکیں۔ اُسکو پہلی بار معلوم ہوا تھا کہ اُسکی ماں کی دِل کی کیفیت کیا رہی ہو گی۔ آخری وقت میں اُنہوں نے نثار حیدر کی باتوں سے کیا محسوس کیا ہوا گا اور سُبکتگین آج تک اُنہیں معاف کیوں نہیں کر سکا تھا۔

"اوکے ڈَن! میں جانے دیتا ہوں آپکے بیٹے کو۔" مُسکراہٹ دبا کر کہتے ہوئے اُس نے نثار حیدر کو مزید کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر کال کاٹ کر سُبکتگین کو اُکساتی نظروں سے دیکھا۔

"تم جا سکتے ہو۔" اُسکے اُکساتے لہجے کر سُبکتگین نے مٹھیاں بھینچ کر اُسکو دیکھا اور پھر چند قدم آگے بڑھا اور ٹھہرا نہیں۔ اِتنا قریب آ کھڑا ہوا کہ بس ایک اِنچ کا بامُشکل فاصلہ رہ گیا۔

"اکیلی تو تمہاری لاش جائے گی یہاں سے۔" بھینچتے جبڑے سے کہتے ہی سُبکتگین نے اُسے سوچنے سمجھنے کا موقع دیئے بغیر پاکٹ سے وہی سرنج نکال کر اُسکی شہہ رگ میں پیوست کر دی۔ کراہ کر وہ تیزی سے پیچھے ہوا۔ اُس سرنج میں بے ہوشی کی نہیں کوئی نشہ آور دوائی تھی جِس سے آنکھوں کے آگے سب کچھ گھومتا محسوس ہونے لگا۔ معید ہاتھ سے پستول چھین کر سُبکتگین نے اُسکے سینے پر لات مار کر پیچھے کھڑے لوگوں کی جُھولی میں پھینکا اور اُن سب کو بھاگنے کا اِشارہ کیا۔ دیوار کا سہارا لے کر دروازے کی طرف بھاگتے ہوئے اِس سے قبل سب باہر نکلتے، گولی کی سَنسناتی ہوئی گولی کی آواز نے کان کے گویا پَردے پھاڑ دیئے۔

✓ قاتل کی یہ دلیل مُنصف نے مان لی

مقتول خود گرا تھا خنجر کی نوک پر۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

---

✓مُدت سے میری آنکھ سے آنسو نہیں گرے

مُدت سے میرے رَنج کو رَستہ نہیں مِلا۔۔۔

(فیصل محمود)

ایمبولینس میں خُشک، پتھرائی آنکھوں سے یک ٹک وہ لَیلیٰ کی بند آنکھوں اور لَٹھے کی مانند سفید پڑتے چہرے کو گھُٹتے دِل سے دیکھ رہا تھا۔ سُبکتگین حیدر کی جان نکالنے کا کوئی کارآمد طریقہ تھا تو یہی تھا۔ زندگی ہر گُزرتے لمحے کے ساتھ اُسکو اپنے ہاتھوں سے سرکتی محسوس ہو رہی تھی۔ ہسپتال کب آیا، ایمبولینس کب رُکی، سٹریچر کیسے دھکیلتے ہوئے نیچے اُتار کر اندر ایمرجنسی میں لے کر جایا گیا اُسکو کچھ خبر نہیں تھی۔ ہوش تب آیا جب آپریشن تھیٹر کے قریب پُہنچ کر نرسز نے اُسکو وہیں زبردستی رُکنے کا کہنے کے ساتھ بازو سے پکڑ کر روکا۔ چونک کر ہوش میں آتے ہوئے یونہی خالی خالی آنکھوں سے ہسپتال کی وحشت ٹپکاتی دیواروں کو دیکھ کر بے دم سا دیوار کا سہارا لے کر وہیں زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ دِل غم سے پھٹ جانے کو تھا مگر آنکھ خُشک تھی۔ اندر کے گریے کو باہر ظاہر ہونے کا موقع نہیں مِل رہا تھا۔ خُون سے تر دونوں ہاتھوں میں چہرہ گرا کر چند لمحے یونہی خالی الذہنی سے بیٹھا رہا اور یک دَم خیال بھٹک کر حَسن انکل کی جانب بڑھا تو لرزتے ہاتھوں سے سیل فون نکال کر بغیر کچھ بھی سوچے اُنکو فون کر دیا۔ پہلی ہی بیل پر کال اُٹھالی گئی۔

"ہاں بھئی! کب واپس آرہے ہو روٹھی بیوی کو راضی کر کے؟" احمد حَسن کے شرارتی لہجے پر اُسکے دِل سے خُون رِسنے لگا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"وہ نہیں راضی ہو رہی، بابا۔" وہ جب بولا تو اُسکی آواز بے حد بھاری اور کُھردری تھی یوں جیسے نہ جانے کتنے عرصے بعد قوتِ گویائی کو کام میں لایا گیا ہو۔ اُسکے لہجے اور الفاظ پر دوسری جانب احمد حَسن چونک کر سیدھے ہوئے۔ دِل کسی انہونی کے احساس سے لرز اُٹھا۔ سُبکتگین حیدر نے اُنکو **'بابا'** کہہ کر پُکارا تھا یعنی وہ دگرگوں حالت میں تھا کیونکہ **'بابا'** اُنکے بہت کہنے کے باوجود اُس نے کبھی اُنکو نہیں کہا تھا۔

"کیا ہوا، میرے بچے؟ سب سہی ہے نہ؟ میری بات کراؤ لَیلیٰ سے میں سیدھا کرتا ہوں اُسکو۔" اُنکے لہجے کی حلاوت پر اُسکا ضبط چھلک جانے کو بے چین ہونے لگا۔

"آپ۔۔۔ میرے پاس آجائیں، بابا۔ میں مزید نہیں سہہ سکتا۔" اُسکی لرزتی آواز پر احمد حَسن تیزی سے اپنی جگہ چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُنکا بیٹا، سُبکتگین تکلیف میں تھا اُنہیں ہر حال میں اُس تک پُہنچنا ہی تھا۔ گھر سے باہر نکلتے ہی اُنہوں نے ٹیکسی کو روکا اور اُس میں سوار ہو کر گاڑی کو چلنے کا اِشارہ کیا۔

"میں آرہا ہوں۔ تم کہاں ہو، بیٹا؟" اُنکے ڈھارس بندھاتے لہجے میں تقویت تھی جو فلحال اُسکو مُیسر نہیں آنے والی تھی۔

"جناح انٹرنیشنل ہاسپٹل۔" نڈھال آواز میں کہتے ساتھ دوسری جانب بے جان ہاتھوں نے فون کو چھوڑ دیا۔ گود میں گِرتے سیل فون کو بُھلائے، وہ چہرہ ایک بار پِھر سے بازوؤں میں گِرا چُکا تھا۔ دوسری جانب کسی انہونی کی گہری چاپ واضح سُننے کے باوجود احمد حَسن کو اپنے اعصاب یکجا رکھنے تھے۔ ہسپتال پُہنچتے ساتھ اُنہوں نے عُجلت میں کرایہ دیا اور بھاگتے ہوئے ایمرجنسی میں داخل ہوئے۔ کاؤنٹر پر پُوچھنے کا کچھ ہوش نہیں تھا۔ مُختلف راہداریوں میں جِس چہرے کو تلاش کر رہے تھے، وہ مِل نہیں رہا تھا۔ پُھولتی سانس کے ساتھ قبل اِسکے آگے بڑھتے اُنکے قدم ٹھہر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

گئے۔ واپس پلٹ کر اُنہوں نے آپریشن تھیٹر کی راہداری میں رکھی کرسیوں سے ہٹ کر کسی کو زمین پر گُھٹنوں کے بَل بیٹھے دیکھا۔ چہرہ گرا ہونے کے باوجود لپک کر اُس جانب بھاگے اور پھر لرزتے ہاتھوں سے اُن مضبوط مگر ڈھلکے شانوں کو تھام کر متوجہ کیا۔

"نگین!" شناسا، لرزتے، حلاوت سے بَھرپور لہجے پر اُس نے آہستگی سے چہرہ اُٹھایا اور احمد حَسن جو مزید اُسکی جانب جُھکنے لگے تھے، اُسکے تاثرات پر جُھک نہیں سکے۔ اُسکے ساتھ لَیلیٰ نہیں تھی یعنی اُنکی بیٹی کو کچھ ہوا تھا۔

"بابا۔۔۔!" چند لمحے یونہی اُنکو خالی، سوگوار آنکھوں سے دیکھتے دیکھتے وہ جُھک کر کھڑے احمد حَسن کے ساتھ لپٹ کر سسکیاں بَھر کر رونے لگا۔ اُسکے آنسو قطرہ قطرہ شل جُھکے رہ جاتے احمد حَسن کے بازوؤں پر گِر رہے تھے۔ اُنہیں صبر کرنا تھا۔ اولاد کے لیے اُنہیں حوصلے کا دامن تھامنا ہی تھا۔ گہرا سانس لے کر اُسکو یونہی خود سے لگائے دوزانوں سامنے بیٹھتے ہوئے وہ ضبط کھوتے سُبکتگین حیدر کی پُشت تھپکنے لگے۔ اُنکے ہاتھوں میں جو شفقت، نرمی اور مہربانی تھی اُسے محسوس کر کے سُبکتگین کا کُرلاتا دِل مزید خُون آلود ہونے لگا۔ وہ اُس سے لَیلیٰ کے بارے میں کچھ بھی پُوچھے بغیر یونہی اگلے ایک گھنٹے تک بغیر تھکے، تھپکتے رہے۔ وہ اُنکی اولاد تھا، آنکھوں کی ٹھنڈک۔ اُسکو تکلیف میں یوں بے حال روتے دیکھنا سوہانِ رُوح تھا۔ اپنے دوست کی عیادت کر کے واپس جاتے نثار حیدر، احمد حَسن کی جَھلک پا کر مُسکراتے ہوئے جیسے ہی آگے بڑھنے لگے اُنکے بازوؤں میں کسی چھوٹے بچے کی طرح سمائے، سسکتے، بلکتے اپنے تینتیس سال کے مَرد بیٹے کو دیکھ کر اندر تک تھم گئے۔ کبھی نہ رونے والا کیسے ٹوٹ کر رو رہا تھا۔ ہچکیوں کی زد میں آیا اُس لاڈلے بیٹے کا وجود یہ بتانے کو کافی تھا کہ وہ ریزہ ریزہ ہو گیا ہے اور سمیٹنے کے لیے اُسے احمد حَسن ہی دَرکار تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"صبر کرو، میرے بیٹے!" احمد صاحب کی نڈھال آواز اُنکو کسی گہرے خواب سے بیدار کر گئی۔ سُبکتگین چہرہ جُھکا کر پیچھے ہوا اور اُسکا بھیگا چہرہ دیکھا کر احمد حَسن نرمی سے ہاتھ کی پُشت سے اُسکے آنسو صاف کرنے لگے۔

"بابا! گُلِ لَیلیٰ۔۔۔م۔۔۔میں۔۔۔میرے سامنے اُسکو۔۔۔" اُسکے بے ربط جملے احمد حَسن کو بہت کچھ باور کروانے کو کافی تھے۔

"گُل کو کچھ نہیں ہو گا۔ تم صبر اور حوصلہ کرو۔" اِتنا اُونچا لمبا مَرد اِیسے اعصاب چھوڑے، ہچکیاں بَھرتا اُنکا کلیجہ مُٹھی میں جکڑ رہا تھا۔

"ہر بار کیسے صبر کروں؟" وہ تھک رہا تھا اور سبب احمد حَسن کو معلوم تھا۔

"بس تھوڑا اور صبر، بیٹا۔ جب ہمیں لگتا ہے ہمارے صبر کا ضبط ختم ہونے والا ہے تبھی انعام مِلنے کا وقت ہوتا ہے۔ اِیسے موقعے پر صبر نہیں چھوڑتے۔" وہ اُسے تھپکتے نہیں تھک رہے تھے۔ دوسرا گھنٹہ ہونے والا تھا تبھی آپریشن تھیٹر کا دروازہ کُھلا اور نرس باہر نکلی مگر سُبکتگین نے تیز ہوتی دَھڑکنوں کے باوجود سَر نہیں اُٹھایا۔

"پیشنٹ کی حالت اَب خطرے سے باہر ہے۔ آپ میں سے کسی کو پولیس کو بیان ریکارڈ کروانا ہو گا۔" نرس کی اطلاع پر سُبکتگین نے ایک جھٹکے سے چہرہ اُٹھایا۔ کب سے جُھکا رکھی گردن کی ہڈی ایک دَم اُٹھائے جانے پر چیخ گئی مگر سُبکتگین کو پرواہ نہیں تھی۔

"بابا۔۔۔" اُس نے لرزتے لہجے میں بے یقینی سے اُنکو دیکھا اور اُنکے مُسکراتے چہرے کو دیکھ کر دِل نے حوصلے کی جانب ہاتھ بڑھایا۔ احمد صاحب نے اُٹھ کھڑے ہونے کے بعد سُبکتگین کے آگے ہاتھ بڑھایا۔ تھکتے اعصاب کے ساتھ بامُشکل اُس نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور اُنکا ہاتھ تھام کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"پولیس کو بیان دے کر آؤ اور حوصلہ پکڑو۔ سب خیر ہے اللہ کے کرم سے۔" اُنکے ہمت بندھاتے پُر شفقت لہجے پر سُبکتگین نے اُنکو بے حد الفت اور احترام سے دیکھا۔ اُنکو معلوم تھا کہ اُنکی بیٹی کو کچھ ہوا ہے مگر اُنہوں نے غم سے نڈھال سُبکتگین حیدر سے ایک لفظ بھی پُوچھے بغیر اُسکو کیسے حوصلے اور صبر سے سنبھالا تھا۔

"میں۔۔۔ آتا ہوں۔" اُنکا ہاتھ کی پُشت کو ہونٹوں سے لگاتے ہوئے نرمی سے کہہ کر وہ تیز مگر لڑکھڑاتے قدموں سے باہر بڑھا جبکہ نثار حیدر عین وقت پر سائیڈ پر ہوتے ہوئے باہر کو نکل گئے۔ اُنکے قدم مَن بَھر کے ہو رہے تھے۔

"سُبک، بیٹا! یہاں کیا کر رہے ہو؟" سُبکتگین جیسے ہی جیب کا دروازہ کھولنے لگا اُس پُکار پر چونکے بغیر پلٹا۔ وہ جو اُسے پُکار بیٹھے تھے اُن بے تاثر آنکھوں کو دیکھتے رہ گئے۔

"کام سے!" اُس نے اُنکو اِس عُجلت میں بھی نظر انداز نہیں کیا۔ وہ اُن سے نفرت کے باوجود مُنہ ماری اور بد تمیزی نہیں کرتا تھا اور کیوں نہیں کرتا تھا، وہ جانتے تھے یہی آگہی تو نڈھال کر دینے والی تھی۔

"سب خیریت ہے؟" بامُشکل پوچھنے کی ہمت کر سکے۔

"اللہ کا شُکر۔ آپ گھر جائیں۔" آہستگی سے کہہ کر وہ جیپ کے اندر بیٹھ گیا۔ جیپ سٹارٹ ہوئی اور اُنکی آنکھوں کے سامنے سے گولی کی طرح گُزر کر چلی گئی اور وہ وہیں کھڑے رہ گئے۔

سٹیشن پر پُہنچ کے جیپ پارکنگ میں کھڑی کرتے ہوئے وہ تیز قدموں سے باہر نِکلا۔ اُسے ہر حال میں جاننا تھا کہ یہ رزیل حرکت کِس کی ہے۔ کَف اُلٹ کر تیزی سے اندر بڑھتے ہوئے وہ راہداری اور اِراد گرد بغور دیکھتے ہوئے آئی۔جی کے آفس کی جانب بڑھ رہا تھا تبھی سامنے سے انسپکٹر اور ڈی۔ایس۔پی کی معیت میں ہتھکڑیوں میں جکڑے شخص کو دیکھ کر وہ ٹھٹک کر ٹھہر۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اے سی صاحب!" ڈی-ایس-پی اُسے دیکھ کر ٹھہرا جبکہ سلیم کیانی کے چہرے کا رنگ تیزی سے اُڑا۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" وہ جیسے سمجھ رہا تھا مگر اُسے تصدیق چاہیئے تھی۔

"مُجھے بہت معذرت سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آپکی بیوی کا حادثہ سلیم کیانی کی۔۔۔" ڈی-ایس-پی کی بات پوری سُنے بغیر سُبکتگین نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے سلیم کیانی کے سینے پر لات مار کر اُسکو دُور اُچھال دیا۔ اُسکی چیخ پر کئی لوگ اکھٹے ہونے لگے۔ اِنسپکٹر اور ڈی-ایس-پی کو سمجھنے کا موقع دیئے بغیر سُبکتگین حیدر اُس پر پِل پڑا اور لاتوں، گُھونسوں کی بارش کر دی۔

"کمینے، گھٹیا اِنسان!" وہ مار مار کر نہیں تھک رہا تھا۔ ڈی-ایس-پی بوکھلا کر تیزی سے اُسکی جانب لپکا۔

"اے-سی صاحب! چھوڑیں اِسے۔۔۔" اُسکے پوری قوت سے پیچھے کرنے پر بھی سُبکتگین ٹس سے مَس نہیں ہوا۔ اِنسپکٹر نے آگے آکر دوسری جانب سے پکڑنا چاہا۔

"آپ تھانے میں ہیں، اے-سی صاحب!" ڈی-ایس-پی نے اُسے باور کروانا چاہا مگر سُبکتگین کو جیسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔ بُری طرح کراہتے، پِٹتے کیانی کو آخری گُھونسہ مار کر بکھرتے اعصاب سے وہ پیچھے ہوا۔

"بُزدل، گھٹیا آدمی۔" سُبکتگین کی نظروں کی کاٹ لہو سَرد کر دینے والی تھی۔ سلیم کیانی نے اُس مار سے اپنا چہرہ ہر ممکن محفوظ رکھنا چاہا مگر بچ نہیں سکا تھا۔ انسپکٹر نے آگے بڑھ کر اُسے نیچے سے اُٹھا کر کھڑا کیا۔

"مُجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ تمہاری بیوی۔۔۔" کیانی نے گُھگھیا کر کہنا چاہا۔ صفائی پیش کرنی چاہی۔

"کوئی اور عورت ہوتی تب بھی کم ظرف اِنسان اِیسے رُوند کر بھاگ جاتا۔۔۔ تُجھے میں نہیں چُھوڑوں گا۔" بِھپرتے سُبکتگین کا ایک اور گُھونسہ اُسکے جبڑے ہلا گیا۔ ڈی-ایس-پی نے زبردستی سُبکتگین کو پکڑ کر پیچھے کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اِسکو میں آسانی سے معاف نہیں کرنے والا۔ اقدامِ قتل کا پرچہ لکھو کمینے پر۔" بہت عرصے بعد یہ تھانا وہی سُبکتگین حیدر دیکھ رہے تھے جو کئی عرصے پہلے یہاں آتا جاتا رہتا تھا۔ جو اپنی شادی کے بعد تُند خو نہیں رہا تھا۔

"میں بھی تم پر۔۔۔" اپنی دُکھتی ناک اور جبڑا سہلا کر کراہتے ہوئے کیانی نے کچھ کہنا چاہا مگر انسپکٹر نے بروقت اُسکو پیچھے کیا۔

"تُجھے میں نہیں بخشنے والا۔ یہ بات اپنے بھیجے میں بٹھا کر رکھنا۔" نخوت سے کہہ کر وہ تیز مگر مضبوط قدموں سے واپس پلٹا۔ اِس وقت وہ آئی۔جی سے نہیں مِل سکتا تھا۔ ابھی اُسکا دماغ اُلٹنے والا تھا اور وہ کسی کو بھی کچھ بھی کہہ سکتا تھا۔ اِیسے میں خاموشی بہترین تھی۔ جیب سٹیشن سے نکال کر مسجد کی جانب موڑی۔ اُسے شُکرانے کے نفل ادا کرنے تھے۔ یہ اللہ کا کرم تھا جو زندگی کے ہر امتحان میں ناکام ہونے والا شخص کو اِس بار ناکام نہیں ہونے دیا گیا۔ جو اِس بار اُسکے دِل کی لاج رکھ لی گئی۔ اُسے ہمیشہ کی طرح تہی دامن نہیں چھوڑ دیا گیا۔

✓ کسی اور غم میں اِتنی خلش نہاں نہیں ہے

غمِ دِل میرے رفیقو! غمِ رائیگاں نہیں ہے

کوئی ہم نفس نہیں ہے، کوئی ہم زُباں نہیں ہے

فقط ایک دِل تھا اَب تک سو مہرباں نہیں ہے

میری رُوح کی حقیقت، میرے آنسوؤں سے پُوچھو

میرا مجلسی تبسم، میرا ترجُماں نہیں ہے

کسی آنکھ کو صدا دو، کسی زُلف کو پُکارو

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

بڑی دُھوپ پڑ رہی ہے کوئی سائباں نہیں ہے

اِنہی پتھروں پہ چَل کر اگر آسکو تو آؤ

میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے۔۔۔

(مُصطفیٰ زیدی)

"تم۔۔۔ابھی تک اندر نہیں گئے؟" لَیلیٰ کو ہوش آ چُکا تھا مگر وہ ابھی بھی انڈر آبزرویشن تھی تبھی اُسکو کچھ دیر کے لیے مِلنے کی اِجازت مِلی تھی۔ احمد حَسن صاحب اُس سے مِل کر گھر چلے گئے تھے لَیلیٰ کا سامان لینے اور سُبکتگین کو اندر جانے کا کہہ گئے تھے اور ایک گھنٹے بعد اپنی واپسی پر انہوں نے سُبکتگین کو وہیں بیٹھے دیکھا جہاں چُھوڑ کر گئے تھے۔ اُنکے سوال پر سُبکتگین نے اپنا چہرہ نہیں اُٹھایا۔

"نگین!" نرمی سے اُسکا کندھا تھپک کر وہ اُسکے برابر بیٹھے۔

"لَیلیٰ تمہارا اِنتظار کر رہی ہو گی۔" اُنکی بات پر اُس نے نظریں چُرا لیں۔ وہ چند لمحے بے حد غور سے اُسکو دیکھتے رہے۔

"کیا ہوا ہے؟ اَب سب ٹھیک ہے، بیٹا۔" اُنکی تسلی بھی اِس وقت اُسکے بھاری ہوتے دِل اور اعصاب کے لیے مرہم نہیں تھی۔

"آپ گُلِ لَیلیٰ کے ٹھیک ہوتے ہی اُسے لے کر اپنے گھر چلے جائیں۔" اُسکی خاموشی ٹوٹی بھی تو کیسے۔ احمد حَسن ٹھٹک گئے۔

"ابھی بھی وہ اپنے گھر ہی رہ رہی ہے، نگین!" اُنکا انداز سمجھتا اور باور کرواتا ہوا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میرے ساتھ رہنے والوں کو کبھی خیر نہیں مِلتا۔ میں نہیں چاہتا گُلِ لَیلیٰ میرے اعمال کی سزا بُھگتے۔" وہ بہت تھک کر، عاجز ہو کر کہہ رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے تمہارا خود سے الگ کرنا میری بیٹی کے لیے سزا ہو۔" اُنکا انداز سوالیہ نہیں تھا۔ سُبکتگین نے تحیر سے تھکتی آنکھیں اُٹھا کر اُنکو دیکھا۔ اُسکا دِل بغاوت پر اُترنے لگا۔ جی چاہ رہا تھا اُنکی بات پر آنکھیں بند کر کے یقین کر لے۔ لَیلیٰ کو خود سے یوں باندھ کر رکھے کہ کوئی دُنیا کی طاقت اُسکو خُدا کے سوا الگ کرنے کا سوچے تک نہیں۔

"جاؤ، مِل کر آؤ۔" اُنکو معلوم تھا لَیلیٰ اَب دوائیوں کے زیرِ اثر سو رہی تھی تبھی وہ اُسکو اندر بھیج رہے تھے کیونکہ اُسکا ایک نظر لَیلیٰ کو دیکھنا بہت ضروری تھا۔ وہ اُنہیں سانس لیتا نظر نہیں آ رہا تھا۔ اُسکی دَھڑکنوں کی روانگی کے لیے لَیلیٰ کا چہرہ دیکھنا اَز حد اہم تھا۔

مزید کچھ بھی سوچے بغیر سُبکتگین خود میں ڈھیروں ہمت مُجتمع کر کے اندر کی جانب جِس تیزی سے بڑھا، احمد حَسن اِتنی مُشکل کے باوجود مُسکرائے بغیر نہیں رہ سکے۔

اندر آتے گُلِ لَیلیٰ کو دیکھ کر اُسکے قدم ساکن ہوئے۔ وہ اِیسے اِرد گرد سے بیگانہ، خاموش، ساکن اُسکی رُوح فنا کر رہی تھی۔ مضمحل قدموں سے آگے بڑھتے ہوئے اُسکے عین پاس آ کر ٹھہر گیا۔ اِس چہرے کو صرف چند گھنٹے اُس نے نہیں دیکھا تھا اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے لامتناہی زمانے گُزر گئے ہیں اِن دِل چُراتے خدوخال کو دیکھے۔ دائیاں ہاتھ اُسکے سرہانے رکھتے ہوئے وہ قدرے اُسکی جانب جُھک کر فرصت سے اُس مُرجھاتے چہرے کو دیکھنے لگا۔ دُنیا اُس وقت اگر حرکت کر بھی رہی تھی تو سُبکتگین حیدر کے لیے نہیں۔ سیاہ آنکھوں کے پار نمکین پانی جمع ہونے لگا اور پھر لَیلیٰ کی بند آنکھوں کے اُوپر گِرا۔ گھنی پلکوں میں ہلکا سا اِرتعاش پیدا ہوا اور پھر لرز کر وہ آنکھیں کھلیں جِن

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

میں سُبکتگین حیدر کی زندگی مُقید تھی۔ دوائیوں کے زیرِ اثر نیند کا شکار اُن آنکھوں میں سُبکتگین حیدر کو دیکھ کر یوں روشنی کی عمیق چمک لہرائی کہ سُبکتگین کا پورا وجود اُس مہربان روشنی میں نہا گیا۔ اُسکی سیاہ بھیگتی آنکھوں کو دیکھ کر بادامی آنکھوں میں اِرد گرد کا اِدراک نہ ہونے کے باوجود غم اُترنے لگا۔

"نگین۔۔۔!" ماسک لرزتے ہاتھ سے نیچے کرتے ہوئے اُس نے اِتنا مدہم کہا کہ صِرف اُسکی جانب جُھک کر کھڑا سُبکتگین سُن سکا۔

"جانان!" سرہانے رکھا ہاتھ اُٹھا کر اُسکے سَرد، برف ہوتے گال پر رکھتے ہوئے نرمی سے تھپتھپا کر یوں کہاں کہ دِل مُٹھی میں آجائے تبھی برف کی مَانند سفید گال دہک کر گُلابی ہونے لگے۔

"تم۔۔۔ بہت ظالم ہو، گُلِ لَیلیٰ!" اُس چہرے کی رنگت لوٹتے دیکھ کر اُس نے سِسک کر کہا اور پِھر مکمل جُھکتے ہوئے چہرہ اُسکے شانے میں چُھپا لیا۔ نیم غنودگی کے باوجود لَیلیٰ نے اپنی دَھڑکن واضح مُنتشر ہوتی محسوس کی۔ نہ جانے کون کونسی سوئیاں لگے ہاتھ لرز کر اُٹھے اور سُبکتگین حیدر کو اپنے حصار میں لے کر تھپکنے لگے۔ اُس دِل کے مکیں مَرد کے آنسو متواتر اُسکے کندھوں پر گِر رہے تھے۔

✓ یہ وقت اِس طرح رونے کا تو نہیں لیکن

میں کیا کروں کہ میرے سوگوار اَب آئے۔۔۔

(فرحت عباس شاہ)

"نگین۔۔۔!" اُسکی مدہم، نقاہت بَھری پُکار پر سُبکتگین آنکھیں مَسل کر تیزی سے پیچھے ہوا۔ لَیلیٰ نے مُحبت سے مغلوب ہو کر اپنا ہاتھ آگے کرتے ہوئے اُسکے چہرے کو چُھو کر نمی کو پَرے کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"حکم کرو!" وہ جب بولا تو اُسکی آواز بے حد کُھردری تھی۔ لَیلیٰ کو اُسکی اَبتر حالت نے مزید سوگوار کر دیا۔

"مُجھے بُھوک لگی ہے۔" وہ جو کوئی مُحبت بَھرا جملہ سُننے کا خواہش مَند تھا، ہونق ہوا۔ لَیلیٰ با مُشکل مُسکراہٹ دبائے اُسکے چہرے کے تاثرات کو دیکھے گئی۔

"کچھ لے کر آؤ، میرے لیے۔" غنودگی کو جھٹک کر اُس نے پِھر سے کہا۔ سُبکتگین تیزی سے پیچھے ہوا۔

"ابھی لے کر آیا۔" بوکھلا کر جِس طرح وہ باہر بھاگا لَیلیٰ کی ضبط کر رکھی مُسکراہٹ پُھوٹ نِکلی۔ اُسکو طویل اِنتظار نہیں کرنا پڑا۔

"جاگتے ساتھ دوڑیں لگوا رہی ہو میرے بیٹے کی۔" سُبکتگین کے گرد بازو پھیلائے اندر آتے احمد حَسن نے اُسکو آسودہ کر دیا۔

"بابا! یہ میرا شوہر بھی ہے۔" اُسے یہ تقسیم خاص پسند نہیں آئی تھی۔ ٹیبل پر سامان رکھتے سُبکتگین نے اُس نروٹھے باور کرواتے انداز پر چہرہ اُٹھا کر اُسے دیکھا مگر وہ احمد صاحب کو دیکھ رہی تھی۔

"اچھا بھئی! سارا تم رکھ لو مگر بچے کی دوڑیں نہ لگاؤ۔ کب سے کھائے پیئے بغیر خوار ہو رہا ہے۔" اُنکی مُسکراتی وضاحت پر لَیلیٰ نے تھکتی آنکھیں پھیر کر سُبکتگین کو دیکھا جو پورے اِنہماک سے کھانا نکال کر اُسکی جانب لا رہا تھا۔ ٹیبل قریب کھینچ کر برتن اُس پر رکھنے کے بعد اُس نے لَیلیٰ کے پیچھے جُھک کر کُشن رکھتے ہوئے کندھوں سے تھام کر سیدھا کیا اور پِھر اُسکے عین برابر بیٹھ گیا۔

"میں کِھلا دوں؟" سُبکتگین کے سوال پر لَیلیٰ کے دِل کی کَلی کِھل اُٹھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بیٹا اُسکے دائیاں ہاتھ سلامت ہے۔" احمد صاحب نے ایک اور لقمہ دیا جبکہ لَیلیٰ نے جُھنجھلا کر جِس طرح **"بابا"** کہا، احمد حَسن کا قہقہ بے ساختہ تھا جبکہ سُبکتگین نے نا سمجھی سے اُسکو دیکھ کر احمد حَسن کو دیکھا۔

"اُنکو چھوڑو۔ مُجھے کھانا کِھلاؤ۔" ڈرپ والا ہاتھ اُسکے سامنے لہرا کر سُبکتگین کی مکمل توجہ اپنی جانب چاہی گئی۔ احمد حَسن مُسکراہٹ دبا کر ڈاکٹر سے بات کرنے باہر چل دیئے۔ اُنکو معلوم تھی اپنی بیٹی کے دِل کی خواہش۔

"تم نے مُجھے کیا دینا تھا؟" سینڈوچ کا ٹکڑا چباتے ہوئے اُسکے ذہن میں کوندا سا لپکا۔

"بعد میں۔" سُبکتگین نے مُختصراً کہہ کر پھر سینڈوچ اُسکے قریب کیا مگر وہ اُسکو دیکھ نہیں رہا تھا۔

"تم رونے پر شرمندہ ہو رہے ہو؟" لَیلیٰ کے مشکوک سوال پر سیاہ آنکھیں نا سمجھی سے اُٹھیں۔

"رونے پر کیوں شرمندہ ہوں گا؟" اُسکو جیسے واقعی سمجھ نہیں آئی۔

"تو پھر میری طرف کیوں نہیں دیکھ رہے؟" اگلا سوال کڑا تھا۔

"تمہاری طرف دیکھ لیا تو سب بُھول جاؤں گا۔" جواب بغیر کسی دیر کے حاضر تھا۔ لَیلیٰ کی پلکوں میں اِرتعاش پیدا ہوا۔

"تو بُھول جانے میں کیا ہے، نگین؟" اُسکا سوال رُوح گھائل کر دینے والا تھا۔ سُبکتگین نے ٹھٹک کر اُن بادامی آنکھوں میں دیکھا جِن میں اپنائیت کی اِیسی لو بھڑک اُٹھی تھی کہ وہ ایک طویل عُمر چاہے جانے کی خواہش کے بغیر گُزار سکتا تھا۔ اُسکی طویل ہوتی خاموشی پر لَیلیٰ نے اُسکی جُھکتی آنکھوں کو نقاہت سے دیکھا۔ اُسکو تھکان اور غنودگی لاحق ہو رہی تھی مگر وہ اِس شخص کے چہرے کو دیکھتے رہنا چاہتی تھی۔ اِس سے باتیں کرتی رہنا چاہتی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"پھر میں اپنے بھائی جیسے دوست کے سامنے نظر نہیں اُٹھا سکوں گا۔" اُسکی ندامت دِل چکنا چُور کر دینے والی تھی۔

"اور تمہیں لگتا ہے میں تمہیں تمہارے بھائی کے سامنے شرمندہ ہونے دوں گی؟" لَیلیٰ کے اگلے سوال نے سب کچھ ساکن کر دیا۔

"تم غلامی اور ندامت کے لیے نہیں ہو، نگین۔" وہ ہاتھ جِس سے کھانا سہل نہیں تھا، اُسکو آگے بڑھا کر سُبکتگین کا پلیٹ کو تھام رکھا ہاتھ آہستگی سے چُھو لیا۔

"میں تمہیں اِیسے نہیں دیکھنا چاہتی۔" اُسکے لہجے کی لرزش نمایاں ہونے پر سُبکتگین سانس نہیں لا سکا۔ ہاتھ ہر موجود وہ لَمس بڑا جان لیوا تھا۔ اُس کیفیت پر سب کچھ وارا جا سکتا تھا۔

"تو پھر کیسے دیکھنا چاہتی ہو؟" بامُشکل سنبھل کر وہ مُسکرایا۔ جانتا جو تھا کہ یہ وقت سوگواری کا نہیں شُکر گُزاری کا ہے۔ لَیلیٰ اُس پر مُزاح لہجے کو پہچان کر بھی سنجیدہ رہی۔

"تم واقعی مُجھ سے پُوچھ رہے ہو؟" سوال کے بدلے سوال پر سُبکتگین نے پھر سے اُسکی جانب سینڈوچ بڑھایا۔

"ہاں! بقول شاعر:

میں نے تمہارے ظرف پر چھوڑا ہے فیصلہ

خوشبُو، ستارہ، پھُول یا پتھر کہو مُجھے۔۔۔"

وہ ہنس دیا تو سب کچھ سہل لگنے لگا۔ لَیلیٰ اپنا ہاتھ ہٹا کر سینڈوچ کا ٹکڑا لیتے ہوئے مُسکرا دی۔ اَب کی مُسکراہٹ دِل سے پھُوٹی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"خوشبُو، ستارہ، پُھول!" اُسکے لہجے کی شرارت پر سُبکتگین گردن پیچھے کو کیے قہقہ لگا کر ہنس دیا۔ اُس جاندار قہقے کی گُونج باہر راہداری میں ڈاکٹر کے ساتھ کھڑے احمد حَسن تک بھی گئی اور وہ دھیرے سے مُسکرا دیئے۔

"تمہیں ہمیشہ بااِختیار، باوقار اور سَر اُٹھائے رکھنا ہے، نگین۔" اُسکے قہقے کو نہارتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے وہ آہستگی سے بولی۔

"میں نہیں چاہتی کوئی تمہیں غلام کرنے کا سوچے۔ تم کسی کے آگے جُھکو۔ کوئی تم سے تمہارے اِختیارات چھینے کیونکہ یہ دُنیا بہت ظالم ہے، سُبکتگین!" آخر میں اُسکے لہجے میں جو مُحبت بَھرا تفکر تھا اُس کے خلوص کے سامنے اِس ظالم دُنیا کی ہر قیمتی شے ہیچ تھی۔

✓ سُنتا ہوں کہ تُجھ کو بھی زمانے سے گلِہ ہے

مُجھے کو بھی یہ دُنیا نہیں راس آئی، اِدھر آ۔۔۔

سُبکتگین نے باقی ماندہ سینڈوچ پلیٹ میں رکھنے کے بعد سائیڈ ٹیبل پر رکھی اور پھر اُسکے دونوں زرد ہاتھوں کو تھام کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے لَیلیٰ کی ساری نقاہت بَھک سے اُڑا دی۔ نُچڑتے، سپید ہاتھوں میں خُون کی گردش رفتار پکڑنے لگی۔ اُس نے لرزتی آنکھوں سے سُبکتگین حیدر کو اپنی گود میں سَر رکھتے دیکھا۔ وہ مزاحمت نہیں کر سکی۔ سانس نہیں لے سکی۔ لرزتا ہاتھ مُحبت سے مغلوب ہو کر گھنے سیاہ بالوں والے سَر پر رکھ کر نرمی سے سہلانے لگی۔ سُبکتگین حیدر کی کب سے تھکان میں مُبتلا ہوتی آنکھیں اُس اعصاب کو تقویت پُہنچاتے لَمس اور محسوس کرتی خوشبُو پر بند ہو گئیں۔ اُسے کچھ دیر مُحبت بَھری اِس آغوش میں سانس لینا تھا۔ کچھ دیر سُبکتگین حیدر بھی زندگی جینا چاہتا تھا۔ پُرسکون نیند سونا چاہتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

✓کوئی مِلا تو کسی اور کی کمی ہوئی ہے

سو دِل نے بے طلبی اِختیار کی ہوئی ہے

جہاں سے دِل کی طرف زندگی اُترتی ہے

نگاہ اَب بھی اُسی بَام پر جمی ہوئی ہے

ہے اِنتظار اُسے بھی تمہاری خوشبُو کا

ہوا گلی میں بہت دیر سے رُکی ہوئی ہے

تم آ گئے ہو تو اَب آئینہ بھی دیکھیں گے

ابھی ابھی تو نگاہوں میں روشنی ہوئی ہے

نہیں نہیں! میں بہت خُوش رہا ہوں تیرے بغیر

یقین کر کے یہ حالت ابھی ابھی ہوئی ہے

وہ گُفتگو جو میری طرف، اپنے آپ سے تھی

تیری نگاہ کو پُہنچی تو شاعری ہوئی ہے۔۔۔

"کِس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے؟" سب کو باتیں کرتا دیکھ کر حمزہ بھی سیدھا وہیں آ کر بیٹھا۔ نثار حیدر اپنی ہی کسی سوچ میں مُنہمک رہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"لَیلیٰ کا ہوا ہے۔" فلک کی اطلاع پر اُس نے **'او'** کیا۔

"سُبک بھائی ٹھیک ہیں؟" اُسکا سب سے پہلا دھیان اُس جانب ہی گیا تھا۔ ماہ پارہ جو بے حد غور سے نثار حیدر کو دیکھ رہی تھیں، اُس نام پر اُنکو جگہ کا اِدراک کرتے پا کر دانت پیس کر رہ گئیں۔

"اُسکو کیا ہونا ہے۔" ماہ پارہ نے نخوت سے سَر جھٹکا۔

"تمیز سے، ماہ پارہ۔۔!" نثار حیدر کی اِیسی تنبیہہ کی کسی کو اُمید نہیں تھی تبھی اُن تینوں نے اپنے باپ کو دیکھا کر ماں کو دیکھا جِن کا چہرہ سُرخ ہوا اور ظاہر ہے اُنہیں یہ ٹوکنا پسند نہیں آیا تھا۔

"ہسپتال جانا ہے ابھی سب نے۔ جا کر تیار ہو۔" اُنہوں نے اپنا سیل فون ٹیبل سے اُٹھاتے ہوئے کہا جبکہ نادیہ نے کرنٹ کھا کر اُنکو دیکھا۔

"ڈیڈ! آج۔۔۔ تو بالکل نہیں۔" اُسکے تیز لہجے پر وہ جو اُٹھنے لگے تھے، ٹھہر گئے۔

"ایکسیڈنٹ آج ہوا ہے تو مہینے بعد تیمارداری کو جائیں گے؟" اُنکے کڑے لہجے پر نادیہ کے تاثرات بگڑے۔

"کامران کی فیملی نے آج آنا ہے، ڈیڈ۔" اُسکی یاد دہانی پر نثار حیدر اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"کچھ دِن کے لیے معذرت کر لو۔ اپنی بھابھی کی طبیعت کا بتا کر اگلے ہفتے آنے کا کہو۔" اپنی کہہ کر وہ ہال کمرے سے نکل گئے جبکہ نادیہ نے پیر پٹخ کر ماہ پارہ کو دیکھا۔

"ممی! کچھ کریں نہ آپ۔ اِتنی مُشکل سے کامی نے اپنے گھر والوں کو منایا ہے۔" نادیہ کے اصرار پر حمزہ نے ناگواری سے اُسکو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تھوڑی سی شرم کر لو۔ لاکھ اِختلافات ہوں مگر لَیلیٰ ہماری بھابھی ہے۔ ہمیں سُبک بھائی کے لیے وہاں جانا چاہیئے۔"

حمزہ پہلی بار اِیسے سنجیدہ ہوا تھا۔ اُسکی بات پر اُن تینوں نے ٹھٹک کر اُسکے چہرے کی سنجیدگی کو دیکھا۔

"واہ! نو سو چوہے کھا کر بِلّی حج کو چلی۔" نادیہ تو جیسے بَھری بیٹھی تھی۔ اِتنی مُشکل سے اُس نے کامران کو منایا تھا۔

"گئی تو سہی نہ۔ تمہاری بِلّی کی طرح ہزار واں چوہا نہیں کھا رہی۔" حمزہ کا طنز تلملا کر رکھ دینے والا تھا۔ نادیہ نے مُٹھیاں بھینچ کر کُشن اُسکی جانب پھینکا جسے حمزہ نے بروقت کیچ کر لیا۔

"کامران گھونچُو کو کہنا پرسوں آجائے۔" اُسکو تپا کر وہ پُھرتی سے اُٹھا۔

"ممی! دیکھیں نہ اِس کمینے کو۔" اُسکے چیخ اُٹھنے پر ماہ پارہ نے ناگواری سے اُسکو دیکھا۔

"تم اپنا شور شرابہ بند کرو گی تو میں کچھ سوچوں گی نہ۔" تڑخ کر وہاں سے بھی جواب آیا۔ کُشن سائیڈ پر پٹخ کر پھینکتے ہوئے وہ اُٹھ کر اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔ فلک نے اُسکو جاتے دیکھ کر اپنی ماں کو دیکھا۔

"کیا کریں گی آپ، ممی؟ اُس نے بہت مُشکل سے کامران کو آج کے لیے راضی کیا تھا۔" فلک کے اصرار پر ماہ پارہ کے ماتھے پر شِکنوں کا جال بِچھنے لگا۔

"اِس نے بھی جا کر اُسی کم بخت سے شادی کی رَٹ لگانی تھی۔" ماہ پارہ کی بے زاری پر فلک کا ماتھا ٹھنکا۔

"آپ بھی راضی نہیں ہیں کامران سے؟" فلک کے سوال پر ماہ پارہ نے سَر جھٹکا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں وہ حرکت بُھولی نہیں ہوں جب اُس نے نادیہ کو تنگ کیا تھا اور سُبک سے مار کھانے کے بعد پرینک کا نام دے دیا اور یہ بے وقوف لڑکی۔۔۔"ماہ پارہ نے بڑی مُشکل سے ضبط کیا۔کامران کے لیے وہ صرف اِسی لیے مان گئی تھیں کہ وہ مِنسٹر کا بیٹا ہے۔اُنکی بیٹی نے اگلے گھر جا کر بھی عیش کرنا تھا یہ ہر ماں کی طرح اُنکی بھی خواہش تھی۔

"پِھر بھی ممی!اُن دونوں نے اُس مزاق کو جانے دیا ہے تبھی تو بات شادی تک پُہنچی ہے۔"فلک نے سمجھانا چاہا۔

"بالکل اور اِیسی پُہنچی ہے کہ اُسکے ماں،باپ بامُشکل راضی ہوئے ہیں۔"اُنکے نخوت پر فلک نے سَر جھٹکا۔

"آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ اکلوتے بیٹے سے کب تک ناراض رہ سکتے ہیں تو تبھی مانیں ہیں نہ آنے کے لیے۔کچھ کر کے ڈیڈ کو منائیں۔"فلک کی بات میں وزن تھا۔اُنہیں فضول باتوں میں پڑ کر اِتنا قیمتی اور اچھا رشتہ ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے۔

"ہمم!بات کرتی ہوں نثار سے۔"ماہ پارہ مُصمم اِرادہ باندھ کر اُٹھیں جبکہ فلک نے مُسکرا کر اُنکو سٹڈی کی جانب جاتے دیکھا اور خود بھی نادیہ کے کمرے کی جانب بھاگی۔اُسے نادیہ کو خُوش خبری سُنا کر اُسکا موڈ ٹھیک کرنا تھا۔

"اسلام و علیکم!"احمد حَسن نے چونک کر چہرہ اُٹھا کر اُوپر دیکھا۔سامنے ہی ماہ پارہ اور نثار حیدر کو دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"وعلیکم اسلام!"مُسکرا کر وہ نثار حیدر سے بغلگیر ہوئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ہم نے لَیلیٰ کے ایکسیڈینٹ کا سُنا۔ کیسی ہے اَب؟" ماہ پارہ نے سلام کے جواب کے بعد تیزی سے پوچھا۔ اُنہیں واپسی پر کامران کے گھر والوں سے بھی مِلنا تھا اِسی لیے جلدی جلدی یہاں سے جان چُھڑوانی تھی۔ احمد صاحب نے اُنکے پیچھے کھڑی نادیہ، فلک اور ہالہ کے سَر پر ہاتھ رکھ کر حمزہ کا کندھا تھپکا۔

"جی، اللہ کا شُکر۔ اَب بہت بہتر ہے۔" اُنکے نرم لہجے پر نثار حیدر نے اِرد گرد دیکھا۔ احمد صاحب اُنکی نگاہوں کی تلاش سے واقف تھے۔

"کچھ گھنٹے پہلے ہی مِلنے کی اِجازت مِلی ہے تو نگین اندر ہے۔" اُنکے طرز تخاطب پر ماہ پارہ نے نثار حیدر کو دیکھا جبکہ ہالہ ٹھٹک گئی۔

"ہم مِل سکتے ہیں؟" نثار حیدر کے سوال پر جہاں باقی سب چونکے وہیں احمد حَسن نے اثبات میں سَر ہلا کر اُنکو اندر جانے کا اِشارہ کیا۔ اندر داخل ہوتے ہی سُبکتگین کو لَیلیٰ کی گود میں سَر رکھ کر بیٹھے دیکھ کر وہ سب حیران سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ سُبکتگین جیسا مضبوط اعصاب کا شخص کسی کے آگے یوں زیر ہو کر خود کو کمزور نہیں ظاہر کر سکتا تھا۔ ہالہ کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔ اِیسا مَرد تو اُس نے اپنے لیے چاہا تھا۔

"نگین!" اُسکے بال سہلاتی لَیلیٰ کی نگاہ دروازے سے اندر داخل ہوتے لوگوں تک گئی تبھی سُبکتگین کا کندھا تھپک کر اُسکو مُطلع کرنا چاہا۔

"اُونہوں! اِتنے زمانے بعد تو سکون کی نیند لے رہا ہوں۔" اُسکے لہجے میں جو محبوبیت تھی اُس پر فلک اور نادیہ نے ہالہ سرور کی بند ہوتی مُٹھیوں کو دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"مہمان آئے ہیں، نگین!" لَیلیٰ کی اطلاع پر سُبکتگین نے آہستگی سے آنکھیں کھول کر لَیلیٰ کی جانب دیکھا جِس نے آنکھ کے اِشارے سے پیچھے دیکھنے کو کہا۔ نثار حیدر خاموش نظروں سے سُبکتگین کو سیدھا ہوتے دیکھنے لگے۔ وہ سُبکتگین کے لیے مہمان تھے، یہ حقیقت بدلی نہیں جا سکتی تھی۔

"اسلام علیکم!" مُشترکہ سلام کر کے وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ لَیلیٰ کی نگاہ ہالہ سرور تک گئی اور پھر اُسکو سُبکتگین کو گھورتے پا کر اُس نے سائیڈ پر ہوتے سُبکتگین کا ہاتھ نرمی سے تھام کر اُسکی دُور جانے کی کوشش ناکام بنا دی۔ اُس نے چہرہ پھیر کر لَیلیٰ کو دیکھا اور پھر اُسکی جانب جُھک کر بیٹھنے میں مدد دی مگر اُٹھ بیٹھنے کے بعد بھی لَیلیٰ نے اُسکا ہاتھ نہیں چھوڑا تو وہ سٹول قریب کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"اسلام و علیکم!" لَیلیٰ کے سلام پر وہ سب اپنی حیرانگی جھٹک کر اُسکی جانب متوجہ ہوئے جِسکا اُلٹا بازو زخمی ہونے کے ساتھ ماتھے اور چہرے پر کھرونچ کے نشان واضح تھے۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہو بیٹا؟ تمہارے ایکسیڈنٹ کا سُنا تو رہا نہیں گیا۔" نثار حیدر نے آگے بڑھ کر اُسکا سَر تھپتھپایا۔

"جذاک اللہ، انکل! اللہ کا شُکر ٹھیک ہوں اَب۔" نرمی سے کہہ کر وہ ماہ پارہ کے مُسکرا کر دیکھنے پر رسمی سا مُسکرائی۔

"دھیان رکھتے ہیں، لَیلیٰ۔ تمہاری شادی کو مُشکل سے دوسرا مہینہ ہوا ہے ابھی۔" ماہ پارہ کے جملے پر لَیلیٰ مُسکرا دی۔

"سہی کہہ رہی ہیں آپ۔ آئندہ سے اِنشاء اللہ ہر مُمکن احتیاط کروں گی کیونکہ مُجھے ایک طویل عُمر اور آخری لمحے تک نگین کے ساتھ زندگی گُزارنی ہے۔" اُسکے میٹھے لہجے میں جہاں بَھر کی مُحبت سِمٹتے محسوس کر کے سُبکتگین حیدر کا وجدان اندر تک چونک کر لرز اُٹھا۔ عُمر بَھر ساتھ رہنے کے اِس ببانگِ دہل اعلان نے دِل کی دَھڑکنیں مُنتشر کر کے رُوح کو تازگی عطا کر دی تھی۔ ہالہ نے تپتی آنکھوں سے اُسکو دیکھا جِسکے اِرادے ٹھیک نہیں تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ پھر میری شادی میں بھی آنا ہے تم دونوں نے۔" نادیہ کے کہے جانے پر لَیلیٰ نے چونک کر اُسکو دیکھا۔ گو کہ انداز سادہ تھا مگر آنکھوں سے ابھی تک نفرت گئی نہیں تھی۔ نادیہ کا مقصد سُبکتگین پہ آشکار کرنا تھا تاکہ بعد میں وہ کامران کو دیکھ کر کوئی پھڈا نہ ڈالے مگر سُبکتگین نے اُس اطلاع کو اہمیت ہی نہیں دی۔ اُسکے لیے اَب سب کچھ ثانوی ہو چُکا تھا۔

"ماشاءاللہ، مُبارک ہو تمہیں اور آپ سب کو بھی۔" لَیلیٰ نے خُوشدلی سے کہتے ہوئے نثار حیدر کو مُسکرانے پر مجبور کر دیا۔ وہ لڑکی بڑی صاف رُوح تھی۔ بُغض اور عناد سے کوسوں دُور تبھی تو سُبکتگین حیدر اُسکی جانب جی جان سے مائل ہوا تھا۔

"کیسے ہو، سُبک؟" لَیلیٰ کے بجائے، سُبکتگین کا حال پُوچھتی ہالہ نے سب کو چونکا دیا سوائے لَیلیٰ کے۔ اُسے ہالہ کی اچھی طرح سمجھ آ رہی تھی۔

"لَیلیٰ کی پریشانی نے تمہارا یہ حال کر دیا ہے تو کوئی اور غم تمہیں تو نڈھال کر دے گا۔" ہالہ کے اُکساتے اِشارے پر سُبکتگین نے سنجیدگی سے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا جبکہ لَیلیٰ کی رسمی مُسکراہٹ نے معدوم ہونے میں لمحہ نہیں لگایا۔

"غم نگین کو نڈھال نہیں مضبوط کرتے ہیں۔" لَیلیٰ کے کہے جانے پر سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا اور پھر کہیں اور نہیں دیکھ سکا۔ وہ لوگ ٹھیک آدھا گھنٹے تک وہاں رہے اور سُبکتگین نے ایک بار بھی چہرہ پھیر کر اُن سب کو نہیں دیکھا۔ ہالہ ضبط کر کے وہاں کھڑی رہی اور پھر اُن سب کے نکلنے سے پہلے کمرے سے نکل کر چلی گئی۔ اُسکے جانے کا لَیلیٰ اور سُبکتگین نے خاص نوٹس نہیں لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اَب ہمیں اِجازت، لَیلیٰ؟ گھر پر نادیہ کے رشتے کے لیے کچھ لوگ آرہے ہیں۔" ماہ پارہ نے سُبکتگین کو دیکھ کر کہا کہ شاید وہ ردِ عمل دے مگر اُسکو اَب اِن باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا تھا۔ نادیہ اور فلک نے اُنجُھنبے سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تم اِس بار تفتیش نہیں کروگے لڑکے کے بارے میں، سُبک؟" فلک خاموش نہیں رہ سکی۔ اُسکے سوال پر سب نے سُبکتگین حیدر کو دیکھا جِس نے سنجیدگی سے نادیہ کو دیکھا۔

"نادیہ کا باپ اور بھائی موجود ہیں یہ کام کرنے کے لیے اور سب کو اپنا اچھا بُرا معلوم ہوتا ہے۔" اُسکے مدلل جواب پر نادیہ کا چہرہ پھیکا پڑا۔ کچھ تھا جِس نے اُسے بے آرام کر دیا۔ ماہ پارہ نے نثار حیدر کے پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھا۔

"ہمیں اِجازت، لَیلیٰ؟" ماہ پارہ نے آگے بڑھ کر مُسکرا کر پوچھا۔

"جی، خیریت سے جائیں۔ اللہ پاک نادیہ کے حق میں بہتر فیصلہ فرمائیں، آمین۔" لَیلیٰ کے نرمی سے کہنے پر وہ تینوں ماں، بیٹیاں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں۔

"اچھا، برو! ہم چلتے ہیں۔" حمزہ نے آگے بڑھ کر سُبکتگین کا کندھا تھپکا اور پھر وہ سب لوگ آگے پیچھے باہر نِکل گئے۔ اُنکے جاتے ہی لَیلیٰ نے بغور سُبکتگین کو دیکھا۔

"تم کچھ دیر گھر جا کر آرام کر لو۔ کب سے یہاں خوار ہو رہے ہو۔" لَیلیٰ نے نرمی سے کہنے کے ساتھ اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکے ماتھے پر بکھرتے بال نفاست سے سنوار کر پیچھے کرتے ہوئے سُبکتگین کا سانس ساکن کر دیا۔

"کیا ہوا؟" اُسکو یوں خاموش، ساکن دیکھ کر لَیلیٰ نے ناسمجھی سے ہاتھ پیچھے کر کے پوچھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بس تم ڈسچارج ہو گی تبھی گھر جاؤں گا۔ تمہارے بغیر خالی گھر میں وحشت ہو گی۔" نظریں چُرا کر اُس نے جِس انداز میں کہا لَیلیٰ کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ گہری ہونے لگی۔

"جا کر ڈاکٹر سے معلوم کرو نہ کب ڈسچارج کریں گے۔ میں تنگ ہو رہی ہوں۔" لَیلیٰ کی بے زاری پر سُبکتگین اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"ایک دِن میں وہ تمہیں ڈسچارج نہیں کرنے والے نہ میں کرنے دوں گا۔" وہ جو اُسکو چہرہ اُٹھا کر دیکھ رہی تھی آخری بات پر خفگی سے اُسکے ہاتھ پر تھپڑ مار کر چھوڑ دیا۔

"بد تمیز! اگر اُنہوں نے مُجھے یہاں لمبا رکھا نہ تو اپنے سارے کام تم سے کروا کر تمہارا جینا حرام کر دوں گی۔" اُسکی دھمکی پر سُبکتگین کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ اندر آتے احمد حَسن نے لَیلیٰ کی کار آمد بات سُن لی تھی تبھی مُسکراتے ہوئے آگے بڑھے۔

"بصد احترام! ہر حکم بجا لاؤں گا مگر جلدی ڈسچارج نہیں ہونے دوں گا۔" صاف ظاہر تھا کہ وہ لَیلیٰ کو تپا رہا ہے۔

"بابا! دیکھیں نہ اپنے چہیتے کو۔" لَیلیٰ نے احمد حَسن کو دیکھ کر دُہائی دی جبکہ سُبکتگین نے چونک کر چہرہ پھیرا اور پھر اُنکو دیکھ کر مُسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"میرا چہیتا بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ڈاکٹر دو دِن میں ڈسچارج کریں گے سارے ضروری ٹیسٹ کروا کر۔" احمد حَسن کی تصدیق پر لَیلیٰ نے تلملا کر سُبکتگین کو یوں دیکھا جیسے اُس کا پلان ہو سب۔

"اِیسے مت دیکھو! مُجھے نہیں معلوم تھا۔" اُس نے مُسکراہٹ بامُشکل ضبط کی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"لیٹنے میں مدد کرو میری۔ اَب میرا کھانا، پینا، سونا جاگنا، واک کرنا سب تمہارے ذمے ہے۔ اِدھر اُدھر ہو کر دِکھانا تم۔" لَیلیٰ کے کڑے دھمکاتے انداز پر سُبکتگین کی آنکھوں کی چمک خیرہ کر دینے والی تھی تبھی لَیلیٰ کا مضمحل دِل کِھل اُٹھا۔

"حاضر دِل و جان سے۔" سینے پر ہاتھ رکھ کر وہ جِس اَدا سے جُھکا لَیلیٰ اور احمد حَسن کا قہقہ ایک ساتھ پُھوٹ پڑا۔ سُبکتگین نے مُسکراتی آنکھوں سے چہرہ اُٹھا کر اُن محبوب چہروں کو دیکھا جِن کے بغیر زندگی کا تصور سوہانِ رُوح تھا مگر اُسے کچھ تو کرنا تھا۔۔۔۔

✓ نجات اَب تو مُجھے دے دے اے ذوقِ دربدری!

کہ مُدتوں سے میرا گھر میری تلاش میں ہے۔۔۔

"ہالہ!" وہ جو بے زاری سے اِنساٹاگرام کی ریلز دیکھ رہی تھی، اپنی ماں کے پُکارنے کر چونک کر سیدھی ہوئی۔

"تم سے مِلنے سُبک آیا ہے۔" اُنکی اطلاع نہیں تھی، وہ دھماکہ تھا جو اُنہوں نے اُسکے اعصاب پر کیا۔ وہ کبھی بھی اُس واقعے کے بعد اپنے قدموں پر چل کر اُس تک نہیں آسکتا تھا۔ چند لمحے بے یقینی کے یونہی دبے پاؤں گُزر گئے۔

"کہاں ہے؟" اُسکے حلق سے بامُشکل نکلا۔

"ڈرائینگ رو۔۔۔" اُنکا جملہ مکمل ہونے سے قبل تیزی سے فون پھینک کے اُٹھ کر کمرے سے باہر نکلی۔ بھاگ کر سیڑھیاں اُتر کر آتی ہالہ کو سُبکتگین نے چہرہ پھیر کر دیکھا۔ ہالہ عین اُسکے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"مُجھے لگا تم اَب کبھی میری شکل نہیں دیکھو گے۔" اُسکی بات پر سُبکتگین نے نگاہوں کا زاویہ بدلا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ اُسکے اُٹھنے پر ہالہ کو اپنی جُھکا رکھی گردن اُٹھانی پڑی۔ اُسکا دِل مُٹھی میں آکر جکڑا گیا۔ اُسکے سامنے کھڑا مَرد نا پسندیدہ عورت کی بھی جُھکی گردن پسند نہیں کرتا تھا۔ یہی آگہی دِل گھائل کر دینے والی تھی۔

"تمہارے پاس پس جو میرا راز ہے اُس کی وجہ سے مُجھے آنا ہی تھا۔" اُسکو دیکھ بغیر کہتے ہوئے اُس نے ہالہ کو چونکا دیا۔ ہالہ نے بغور اُسکو دیکھا جو قدم آدم کھڑکی سے باہر سبزہ زار کو دیکھ رہا تھا۔

"تم کیا کرنے آئے ہو؟" اُن سیاہ آنکھوں کی معدوم ہوتی چمک پر اُس نے بامُشکل کہا۔ سُبکتگین نے چہرہ پھیرا مگر اُسکو دیکھے بغیر گُھٹنوں کے بَل زمین پر بیٹھ گیا۔ جھٹکا کھا کر ششدر ہوتی ہالہ تیزی سے پیچھے ہوئی۔

"سُبک!" اُسکی حیران، ششدر آواز لرز کر رہ گئی۔ وہ کتنی آسانی سے اپنوں کے لیے غیروں کے قدموں میں بیٹھ جاتا تھا۔ اُسکی وہ اُونچی لمبی انا اِیسے موقعوں پر کیوں آڑے نہیں آتی تھی؟

"تمہیں اللہ کا واسطہ ہے، ہالہ! اُس راز کو فاش مت کرنا۔ میں روزِ مِحشر اپنے بھائی کے سامنے شرمندہ نہیں ہونا چاہتا۔" چہرہ جُھکا کر بیٹھے مَرد کے لہجے کی لرزش دِل چھلنی کر دینے والی تھی۔ وہ ہالہ سرور سے اُسکے اعمال کا احتساب لینے کے بجائے قدموں میں بیٹھ گیا تھا۔

"تم نے آج میری ایک بڑی اُلجھن سُلجھا دی، سُبک۔" ہالہ کی مدہم آواز پر سُبکتگین نے چہرہ نہیں اُٹھایا۔

"میں تو تمہیں اور وجدان کو دوست سمجھتی رہی۔ اَب جا کر کُھلا ہے کہ تم دونوں تو بھائی ہو۔" اُسکے لہجے میں کچھ اِیسا تھا کہ سُبکتگین کو چہرہ اُٹھانا پڑا۔

"تم نے اِسی لیے اُسکے حصّے کی سزا کاٹی ہے نہ؟" اُسکے اگلے سوال پر سُبکتگین کے چہرے کے سارے رنگ نُچڑ گئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جانتے ہو سُبک میں اِتنا اِس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتی تھی کہ جب قتل کرنے والا قتل ہو گیا ہے اور کوئی سزا پانے والا نہیں رہا تو تم کیوں خود کو قاتل بنانے پر بضد رہے؟ کیوں تم نے چار سال کی قیدِ بامُشقت کاٹی؟" اُسکے سوالوں میں اِیسے اِسرار پوشیدہ تھے کہ سُبکتگین نے چونک کر اُسکو دیکھا۔

"اِن سوالوں کے جواب مُجھے آج مِل رہے ہیں۔ تم خود کو ذمہ دار نہ ہو کر بھی ذمہ دار سمجھتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ اللہ معاف کر بھی دے لوگ مرنے والے کو معاف نہیں کرتے۔ وہ اُن عناصر پر غور نہیں کریں گے جِس نے اُسے قتل پر مجبور کیا۔" اگر تو یہ تجزیہ تھا تو بلا کا تھا۔ اگر تو وہ پَرکھنے والی نگاہ رکھتی تھی تو یہ حیران کُن تھا۔

"کیا تم مُجھے روزِ محشر شرمندہ ہونے سے بچا سکتی ہو، ہالہ؟" اُن سب باتوں کی ایک ہی بات تھی۔ ہالہ چند لمحے اُس شخص کو دیکھے گئی جو اُسکی سمجھ سے باہر تھا اور پھر جُھک کر نیچے بیٹھی۔

"اگر تم میری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھاؤ گے تو میں تمہارے لیے وجدان جیسی دوست ثابت ہوں گی۔" اُسکی بات پر سُبکتگین کی سیاہ آنکھوں میں نا سمجھی اُتری۔

"مُجھے بس تم جیسے شخص سے کوئی بھی رشتہ رکھنا ہے، سُبک اَب چاہے وہ خلوص اور دوستی کا ہی کیوں نہ۔" سُبکتگین چند پَل اُسکو تولتی نظروں سے دیکھتا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ ہالہ سرور مُدبر اور سوچ سمجھ والی لڑکی ہے مگر اُسکی ذہنی پُختگی آج سے پہلے کبھی کسی پر نہیں کھلی تھی۔

"بے فکر رہو مُجھے اَب لَیلیٰ اور تمہارے بیچ آنے کی چاہ نہیں رہی۔ مُجھے قدرت نے کچھ اور دِکھا دیا ہے۔ میں اِس خلوص کو جانے نہیں دے سکتی۔" اُسکے چہرے کی مُسکراہٹ سُبکتگین کو پہلی بار بے رِیا لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں تمہیں اپنے خلوص کا ایک ثبوت دینا چاہتی ہوں، سُبک۔" کہنے کے ساتھ اُس نے گلے میں پہن رکھا نفیس سا لاکٹ اُتارا جِس پر سلور رنگ کی کتاب بنی ہوئی تھی۔ ہاتھ میں لاکٹ تھام کر اُس نے وہ چھوٹی سی کتاب کھولی اور پھر اندر موجود سیاہ چُھوٹی سی چِپ نکال کر سُبکتگین کے سامنے کی۔

"اِس میں کیا ہے؟" ہاتھ آگے بڑھائے بغیر اُس نے سنجیدگی سے پوچھنا ضروری سمجھا۔

"خلوص بَھری دوستی کا تحفہ۔ میں جانتی ہوں تم ماہ پارہ آنٹی کو لے کر مشکوک ہو۔ اِس میں تمہارے شک کی تصدیق ہے۔ اِسکے بعد تم کیا کرتے ہو میں یہ دیکھنا چاہتی ہوں اور میں جانتی ہوں تم۔۔۔ کیا کرو گے۔" اُسکی مُسکراہٹ مزید گہری ہوئی اور سُبکتگین نے کچھ سوچ کر اُسکی دو انگلیوں کے درمیان موجود چِپ پکڑ کر آنکھوں کے سامنے کی۔

"اور ہاں! دَریا اور سکینہ کو شہروز کریم کے بیٹے کے ذریعے اغوا کروانے والی میں نہیں ہوں، سُبک۔" آہستگی سے کہہ کر وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔ سُبکتگین نے تیزی سے نظریں اُٹھا کر اُسکو دیکھا اور پھر اُٹھ کھڑا ہوا۔

"لَیلیٰ کو بتا دینا کہ اُسکے شوہر کو غلام کرنے کی اوقات کسی کی بھی نہیں ہے۔" نرمی سے کہہ کر اُس نے سُبکتگین کے بازو پر اپنی شہادت کی انگلی، انگوٹھے کے ساتھ زور سے مِلا کر یوں چھوڑی جیسے کیرم بورڈ پر نشانہ باندھا جائے۔ سُبکتگین چند لمحے اُسکو بغور دیکھتا رہا اور پھر دھیرے سے مُسکرا دیا۔ اُسکا مُسکراتا دیکھ کر تھم جاتی ہالہ سرور کو جیسے ہفت اقلیم کی دولت مِل گئی تھی۔ بے اِختیار مُسکراتے ہوئے اُس نے سُبکتگین کو ہاتھ ہلا کر **"اللہ حافظ"** کہا۔

"اَب ہمارا آنا جانا لگا رہے گا نہ، سُبک؟" پلٹ کر جاتے سُبکتگین کو اُس نے کسی خدشے کے تحت پُکار لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیوں نہیں!" چونک کر پلٹتے سُبکتگین نے اُسی بے رِیا مُسکراہٹ سے کہتے ہوئے ہالہ سرور کو وہ خلوص اور بے رِیائی دے دی جِس کے لیے وہ برسوں سے بھٹک رہی تھی۔

✓بچالیا مُجھے طوفان کی موج نے ورنہ

کنارے والے سفینہ میرا ڈبو دیتے۔۔۔

"اسلام و علیکم!" اندر آتے سُبکتگین کو دیکھ کر زارا مُسکرا کر اُس تک آئی۔

"وعلیکم، سُبکتگین بھائی! لَیلیٰ کی طبیعت کیسی ہے؟" اُسکے نرم اِستفسار پر سُبکتگین نے ایک طائرانہ نظر سٹور پر ڈالی جِس کا تین دِن سے زارا بخوبی خیال رکھ رہی تھی۔

"اللہ کا شُکر! ہسپتال سے آج ڈسچارج کر دیا ہے۔" اُسکے کہے جانے پر زارا کی خوشی دیکھنے لائق تھی۔

"یا اللہ، تیرا شُکر! یہاں سب کچھ بہت ویران ہو گیا ہے اُنکے بغیر۔" زارا بالکل ٹھیک ہی کہہ رہی تھی تبھی سُبکتگین نے اثبات میں سَر ہلایا۔

"میں پُھول لینے آیا ہوں۔" اُسکے کہے جانے پر زارا مُسکرا کر ریک کی جانب بڑھی۔

"لیونڈرز، رائٹ۔۔!" اُسکے یقین پر سُبکتگین کو حیرت نہ ہوئی وہ جانتا تھا کہ گُلِ لَیلیٰ اور زارا میں کافی اچھی دوستی ہے اور جتنی بار وہ یہاں آیا تھا ہمیشہ لیونڈرز لے کر جاتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"جذاک اللہ!" نرمی سے کہہ کر وہ مُختلف پُھولوں کو توجہ سے دیکھنے لگے۔ اعصاب سے کوئی بوجھ تھا جو اُتر گیا تھا۔ وہ تبھی حَسن انکل کو لَیلیٰ کے ڈسچارج کا کہہ کر ہالہ کی طرف گیا تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا سب دُرست نہ بھی ہو کم اَز کم لَیلیٰ کی آنکھوں میں بغیر کسی جھجھک کے دیکھنے کے قابل ہو سکے۔ وہ اُن بادامی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہر غم بُھول جانا چاہتا تھا۔ زارا نے پُھولوں کا خوبصورت سا بُکے بنا کر اُسکے سامنے کاونٹر پر رکھ کر اُسکو چونکا دیا۔ پیمنٹ کر کے سُبکتگین نے بُکے اُٹھا کر چہرے کے قریب لے جا کر سُونگھا۔ تازگی کا خوبصورت احساس دِل و رُوح کو مُعطر کر دینے والا تھا۔ زارا کا شُکریہ ادا کر کے سٹور سے باہر نِکل آیا اور پھر اُسکی جیپ اپنے مکان کی جانب دوڑ رہی تھی جسے گُلِ لَیلیٰ نے گھر کر دیا تھا۔

"نگین کہاں ہے، بابا؟" اُسے ہسپتال سے آئے ہوئے گھنٹہ ہونے والا تھا اور آج صُبح سے اُس نے سُبکتگین کو نہیں دیکھا تھا۔ اللہ جانے وہ کہاں تھا۔ دِل عجیب وہموں اور خدشات کا شکار ہو رہا تھا قبل اِس کے احمد صاحب کوئی جواب دیتے جیپ کی آواز پر چونک کر کرسی سے اُٹھے اور ایک نظر لَیلیٰ کے یک دَم چمک اُٹھتے چہرے کو دیکھا اور مُسکراہٹ دبا کر باہر نکل گئے۔ لَیلیٰ نے چہرہ پھیر کر دیوار گیر آئینے کی جانب دیکھا اور اپنا حُلیہ دیکھ کر اُسکی آنکھیں باہر نِکل آئیں۔ دو دِن ہسپتال رہنے نے اُسکا حال فقیروں جیسا بنا دیا تھا اِیسے میں وہ سُبکتگین کے سامنے۔۔۔۔

"یا اللہ۔۔!" اپنے ہاتھ کی تکلیف بُھول کر خود پر سے چادر پَرے پھینک کر اُس نے تیزی سے پاؤں بستر سے نیچے رکھے قبل اِس کے بھاگ کر ڈریسنگ روم میں جاتی کمرے کا دروازے کُھلا اور کرنٹ کھا کر گُلِ لَیلیٰ نے زمین پر گِرتے ساتھ پوری چادر سَر تا پا لپیٹ لی۔ اندر آتا سُبکتگین بستر پر اُسکو نہ پا کر ایک پَل کو ٹھٹکا اور پھر دوسرے ہی پَل بیڈ کے دوسرے کنارے چادر میں گھڑی بن کر گِری لَیلیٰ کو دیکھ کر پُھولوں کا دَستہ صوفے پر پھینک کر اُسکی جانب لپکا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"گُلِ لَیلیٰ!" اُسکی بوکھلاتی پُکار پر لَیلیٰ نے مزید سمٹتے ہوئے چادر مضبوطی سے ہاتھوں سے پکڑ لی۔

"تم ٹھیک ہو؟" اُس سے چادر ہٹانے کی کوشش کرتے سُبکتگین کے ہاتھ پیر پُھولنے لگے مگر دوسری جانب گرفت مضبوط تھی۔

"تمہیں بیڈ سے اُترنے کی ضرورت کیا تھی، یار۔" بے چینی سے کوئی سِرا ڈھونڈتے ہوئے وہ اُسکا چہرہ دیکھنا چاہتا تھا۔

"چادر تو چُھوڑو، گُلِ لَیلیٰ!" سُبکتگین کی جان پر بَن آئی تھی مگر اِیسی شرمندگی اور ندامت کے بعد تو لَیلیٰ مَر کر بھی چادر کا سِرا نہیں چُھوڑ سکتی تھی۔

"مُجھے مارنے کا اِرادہ ہے کیا تمہارا؟" سُبکتگین کے مُضطرب لہجے پر ہاتھوں کی گرفت کمزور پڑی۔

"ہوا کیا ہے، گُلِ لَیلیٰ؟" وہی ہار مان کر اُسکے پاس بے دم ہو کر بیٹھ گیا۔ مزاحمت ترک ہونے پر لَیلیٰ نے آہستگی سے چادر میں سے یوں چہرہ باہر نکالا کہ بس چہرہ ہی نمایاں تھا۔ جُھکے چہرے کے ساتھ بیٹھے سُبکتگین کو دیکھ کر اُسکی پلکیں لرزیں۔ وہ اُسے کل رات کے بعد اَب دیکھ رہی تھی۔ کل اُسکے سوتے ہی سُبکتگین، احمد حَسن کو لَیلیٰ کے ڈسچارج کا کہہ کر صُبح ہوتے ہی کہیں چلا گیا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟" اُسکے چہرہ اُٹھاتے ہی لَیلیٰ پھر سے چادر کے اندر ہو گئی۔

"ہوا کیا ہے تمہیں؟ اگر نیچے اُترنا تھا تو اِنتظار کر لیتی۔۔۔" اُسکی خاموشی پر سُبکتگین کو اپنے اندازے لگانے پڑ رہے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"یار! اِس تنبو کو تو سائیڈ پر کرو۔۔۔" جُھنجھلا کر اُس نے جس طرح کہا لَیلیٰ کو چہرہ باہر نِکالنا پڑا اور اُس نے جِس طرح چادر چہرے کے گرد لپیٹ رکھی تھی، چہرہ اُٹھاتے سُبکتگین کی مُسکراہٹ بے ساختہ تھی۔ اُسکو مُسکراتے دیکھ کر لَیلیٰ کا چہرہ سُرخ ہوا۔ اِسی خفت سے بچنے کے لیے وہ اِس تنبو میں چُھپی تھی۔

"اَب بتاؤ گی یا قتل کر دیتی نظروں سے گُھورتی رہو گی؟" اُسکے اگلے مُسکراتے سوال پر بادامی آنکھوں میں مزید خفگی سِمٹی۔

"تم صُبح سے کہاں تھے؟" سوال کے بدلے آتے سوال پر سُبکتگین نے چونک کر اُسکو دیکھا۔

"میں۔۔۔ بس۔۔۔ تم اُٹھو تو سہی یہاں سے۔" بات بدل کر کھڑے ہوتے ہوئے اُس نے جیسے ہی اُسے اُٹھانے میں مدد دینے کو ہاتھ اُسکے آگے پھیلایا، لَیلیٰ نے اُسکا ہاتھ بُری طرح جَھٹک دیا۔

"مُجھے اچھی طرح معلوم ہے تم کہاں تھے۔" خفگی سے مزید چہرہ چادر کے اندر کرتے ہوئے وہ اِتنا مدہم بولی کہ جھٹکا کھا کر جُھکتا سُبکتگین بامُشکل سُن سکا۔

"کہاں تھا میں؟" اُسکے سوال پر لَیلیٰ نے چادر ایک جھٹکے سے پَرے کی۔

"اُس ہالہ کے پاس تھے نہ تم۔" اُسکے اِتنے سہی اندازے پر ایک پَل کو سُبکتگین حیران رہ گیا۔

"تمہیں کیسے معلوم؟" اُسکے سوال نے لَیلیٰ کو آگ ہی لگا دیا۔

"دیکھا! مُجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ تم مُجھ سے تنگ آ گئے ہو۔ ظاہر ہے میں سارے کام تم سے کروا رہی ہوں، تم پر رعب ڈالتی ہوں، تین دِن سے عجیب و غریب، گندے سے حُلیے میں ہوں تو تم کیسے مُجھے۔۔۔" وہ جو حیرت سے لَیلیٰ کو پَھٹ پڑتے دیکھ رہا تھا، گردن پیچھے کو پھینکتے ہوئے قہقہ لگا کر ہنس پڑا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم۔۔۔۔۔" لَیلیٰ اُسکے قہقے تھمنے میں نہیں آرہے تھے۔

"میں چلی جاتی ہوں، تم ہنس لو۔" چادر نخوت سے جھٹک کر قبل اِسکے وہ اُٹھتی سُبکتگین نے بروقت اُسکی کلائی تھام لی۔

"آرام سے!" اُسکو اُٹھا کر بیڈ پر بٹھاتے ہوئے اُس نے نرمی سے کہا جبکہ لَیلیٰ نے اُسکے چہرے کو دیکھنے سے ہر مُمکن گُریز کیا۔

"ہاں، اَب بتاؤ! کیا شکایتیں ہیں مُجھ سے؟" اُسکے عین سامنے دوزانوں بیٹھتے ہوئے اُس نے لَیلیٰ کی دِل کی دھڑکنیں مُنتشر کر دیں۔

"کوئی بھی نہیں۔ آگے سے ہٹو مُجھے ڈریسنگ روم میں جانا ہے۔" اُسکے مدہم لہجے پر سُبکتگین نے بغور اُسکو دیکھا۔

"میں ہالہ کے پاس گیا تھا مگر وجہ وہ نہیں ہے جو تم سوچ رہی ہو۔" اُسکے جواب پر بھی لَیلیٰ نے چہرہ اُٹھا کر اُسکو نہیں دیکھا۔

"میں اُس سے درخواست کرنے گیا تھا کہ مُجھے میرے بھائی کے سامنے رسوا مت ہونے دے۔" سُبکتگین کی اگلی بات اِیسی تھی کہ لَیلیٰ اپنا دِل سخت نہیں رکھ سکی۔

"میں جانتا تھا وہ بھی میری طرح اپنے بال کی چوٹ کھائی ہوئی عورت ہے۔ میری مجبوری سمجھ جائے گی اور وہ سمجھ گئی۔ اُس نے مُجھے وہی ثبوت دے دیا جِسکی مُجھے کئی سالوں سے تلاش تھی۔" وہ چہرہ جُھکا کر کہہ رہا تھا تبھی لَیلیٰ کے تاثرات نہیں دیکھ سکا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اُس نے کہا لَیلیٰ سے کہنا کہ اُسکے شوہر کو غلام بنانے کی کسی میں اوقات نہیں ہے۔" اُس اگلی بات پر لَیلیٰ کے چہرے کا رنگ بدلا۔ کچھ تھا جو اُسے اچھا نہیں لگا۔

"اور تم نے یقین کر لیا؟" اُس چُبھتے سوال پر سُبکتگین نے ٹھٹک کر چہرہ اُٹھایا۔ بادامی آنکھوں کی خفگی کم ہونے میں نہیں آ رہی تھی۔

"تم بھی اُس سے ملو گی تو یقین کر لو گی۔" سُبکتگین کی اگلی بات نے گویا لَیلیٰ کے تن بدن میں آگ ہی لگا دی۔

"تمہیں ہی مُبارک ہو۔ مُجھے دوبارہ اُس سے مِلنے کا کوئی شوق نہیں۔" اُسکے سُرخ پڑتے چہرے کو سُبکتگین نے ناسمجھی سے دیکھا اور پِھر سے ہنس پڑا۔ اُس ہنسی نے مزید لَیلیٰ کو جلا کر رکھ دیا۔

"ہاں ہنسو مُجھے دیکھ کر۔ اَب مُجھے اِس حُلیے میں دیکھ کر تمہیں ہنسی ہی آئے گی۔" بے زاری سے پاؤں میں رُلتی چادر کو پٹخ کر اُس نے سُبکتگین کے قدموں کے پاس رکھے اپنے پاؤں سمیٹ کر اُٹھانے چاہے۔

"کیا فضول باتیں کر رہی ہو، گُلِ لَیلیٰ؟" بروقت اُسکے دونوں پاؤں تھام کر اُسکی مزاحمت بیکار کرتے ہوئے سُبکتگین کو سنجیدگی سے کہنا پڑا۔

"اَب تو تمہیں میری باتیں بھی فضول لگیں گی۔" جُھک کر اپنے پاؤں سے اُسکے ہاتھ زبردستی ہٹانے چاہے۔ سُبکتگین حیرانگی سے اُسکے انداز دیکھتا رہا اور پِھر اُسکے پاؤں چھوڑ دیئے۔ لَیلیٰ نے تیزی سے پاؤں اُوپر کر لیے۔ چند لمحے سُبکتگین اُسکے سنجیدہ، خفا اور نہ سمجھ میں آنے والے تاثرات دیکھتا رہا اور پِھر اُٹھ کر بستر پر اُسکے برابر بیٹھا۔

"میں جانتا ہوں تمہیں ہالہ سے کوئی مسئلہ نہیں۔ تم بُغض اور عناد پالنے والی نہیں ہو۔" وہ بغور اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا مگر لَیلیٰ یونہی بیٹھی رہی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"مگر یہ تم خود کو کیا بولے جا رہی ہو۔ جانتی ہو نہ اچھی طرح کہ کیا ہو تم میرے لیے۔" وہ جو بغور اُسکے اتار چڑھاؤ بھانپنا چاہ رہا تھا اپنی آخری بات پر اُسکی پلکوں کی لرزش پر چونکا۔

"میں جانتا ہوں تم مُجھے پسند نہیں کرتی مگر میرے لیے تم زندگی کا حاصل ہو۔ تم خود کے بارے میں اِیسی باتیں کر کے میرا دِل چھلنی کر رہی ہو۔ مُجھ سے مسئلہ ہے تو مُجھے کوسو، بُرا بھلا کہو مگر مُجھ پر یہ ظُلم مت کرو۔" اُس سنجیدہ مُضمحل لہجے پر لَیلیٰ کا دِل مُٹھی میں آ کر دَھڑکنے لگا۔ بھاری ہوتے دِل کے ساتھ لرزتی پلکوں سے آنسو چھلک کر رُخساروں پر بہہ اُٹھے۔

"گُلِ لَیلیٰ!" اُس ڈوبتے لہجے پر اُسکی سسکی بے ساختہ تھی۔

"جانم!" بے اِختیار مُحبت سے مغلوب ہو کر اُس پُھول سے کملاتے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے پیالے میں لے لیا گیا۔

"یہ ظُلم مت کرو مُجھ پر۔ تمہارے آنسو میرے دِل کی موت ہیں۔" نرمی سے ہاتھ کی پُشت سے اُن آنسوؤں کو صاف کیا جن کو دیکھنا سہل نہیں تھا۔ بادامی آنکھیں لرز کر اُٹھیں اور سیاہ، بے چین آنکھوں سے ٹکرائیں۔

"سُبکتگین!" دِل سے ایک ہوک اُٹھی اور وہ نام کسی ناکام حسرت کی مَانند نکلا۔

"جانان!" اُسکا چہرہ تھپتھپا کر ہاتھوں کو ہونٹوں سے چُھو کر آنکھوں سے لگایا گیا۔

"تم۔۔۔۔ میں۔۔۔ تم میری شکل دیکھ کر تنگ آ رہے ہو نہ؟ میں ابھی اپنا خیال نہیں رکھ سکتی۔ سب کام تمہیں کرنے پڑیں گے۔ تمہیں میں اَب اچھی نہیں لگوں گی۔ تم۔۔۔ میرے چہرے سے تھک جاؤ گے۔۔۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

وہ جو کچھ اور سمجھے بیٹھا تھا، ششدر سا چہرہ اُٹھائے اُسکو سسک کر کہتے سُن رہا تھا۔ وہ اِیسا بھی سوچ سکتی ہے یہ سُبکتگین کے وہم و گُمان میں بھی نہیں تھا۔ اُس جیسی مُضبوط، عزتِ نفس کو مُقدم جان کر رکھنے والی لڑکی خود کو یوں جج کر سکتی ہے یہ سُبکتگین حیدر نے کسی ڈراؤنے خواب میں بھی نہیں دیکھنا چاہا تھا۔

"تم۔۔۔۔ تم اگر اِیسا سوچتی رہی ہو تو میرے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔" اُسکی طویل ہوتی خاموشی جب لَیلیٰ کو ہولانے لگی تب جا کر کہیں وہ بے حد افسوس سے بولا۔

"میں تو جب سے تم ہوش میں آئی ہو خوشی اور سر مَستی سے عالم بالا کی بلندیوں کو چُھو رہا ہوں کہ مُجھ سے اللہ پاک نے وہ حسین چہرہ نہیں چھینا جسے میں عُمر کے آخری حصّے تک آنکھ بَھر کر دیکھ سکتا ہوں۔ وہ دِل میں اُتر جاتی آنکھیں نہیں چھین لیں جِن میں میری زندگی سانس لیتی ہے۔ وہ ہاتھ نہیں دُور کیے جِنکو میں زمانہ دراز تک تھام کر سینے سے لگا کر رکھنا چاہتا ہوں اور تم۔۔۔۔" وہ جب بولا تو اُسکے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی چُبھن تھی۔ لَیلیٰ سانس روکے، بے دم ہو کر اُس لرزتے لہجے، دِل کی دھڑکنوں میں اِرتعاش برپا کرتے شخص کو ماحول میں رس گھولتے دیکھ رہی تھی۔

اُن ششدر، پھیلتی بادامی آنکھوں کو دیکھ کر ہارتے دِل سے سُبکتگین حیدر نے اُس چہرے کو لرزتے ہاتھوں سے نرمی سے چُھوا۔ بکھرتے بالوں کی بے پرواہ، اُلجھاتی لِٹیں آہستگی سے پیچھے کر کے اُس تابناک چہرے کو دیکھا۔

"تمہیں معلوم بھی ہے کہ میں تمہیں سانس روک کر دیکھتا ہوں؟ تمہارا چہرہ دیکھ کر میرا دِل دَھڑکنا بُھول جاتا ہے؟" آہستگی سے کہتے ہوئے وہ اپنا مُشاق، پُر شوق چہرہ اُس چہرے کے بالکل قریب لے آیا جِس پر کسی بھی لمحے قربان ہوا جا سکتا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سیاہ آنکھوں نے ٹھہر کر اُس چہرے کو رنگ بدل کر گُلابی ہوتے دیکھا۔ پلکوں کا اِرتعاش دِل گھائل کر دینے والا تھا۔

"اِس چہرے سے میں کیسے بے زار ہو سکتا ہوں، گُلِ لَیلیٰ۔ اِس چہرے سے میں نے مُحبت کی ہے۔ اِن آنکھوں پر میں نے دِل ہارا ہے۔ اِس رُوح پر میں قربان ہو گیا ہوں۔ تم سے بے نیازی کیسے بَرت سکتا ہے، سُبکتگین حیدر؟" وہ اِتنا حیران سا تھا کہ لَیلیٰ کو لگا اُسکا کانوں میں دَھڑک اُٹھتا دِل پسلیاں توڑ کر باہر نِکل آئے گا۔

"سُبکتگین!" لرزتے ہونٹوں سے بامُشکل وہ نام نِکلا جو دِل کی دُنیا تہہ و بالا کر دیتا تھا۔

"شش! تم نے مُجھے غم زدہ کر دیا ہے، گُلِ لَیلیٰ۔۔۔" نرمی سے اُسکے ہونٹوں پر شہادت کی اُنگلی رکھ کر آہستگی سے کہتے ہوئے اُس نے گُلِ لَیلیٰ کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے سینے سے لگا لیا۔ ساکن رہ جاتی، مُنتشر دھڑکنیں دھڑکنا بُھول گئیں۔ اپنی سماعتوں کے نیچے دَھڑکتے اُس مضبوط دِل نے لَیلیٰ کی بادامی آنکھوں کو پانیوں سے بَھر دیا۔ یہ شخص تو سر تا پا اُس کے لیے آسانی تھا۔ شاید اُسکو کھو دینے کے خدشے نے لمحے بَھر کے لیے اُسکے دماغ کو اُلٹ دیا تھا ورنہ وہ۔۔۔ اِتنا منفی خود کے بارے میں مَر کر بھی نہیں سوچ سکتی اور سُبکتگین حیدر وہ غم زدہ کر دینے والی عورت کو یوں سینے سے لگائے ہوئے تھا جیسے اُسے جانے دیا تو خود کہیں کا نہیں رہے گا۔ بے نیاز محبوب پر بھی قربان جاتا نہیں تھکتا تھا۔ سب کے سامنے اُٹھا رکھی گردن اور انا کا پرچم صِرف اِسی عورت کے آگے سَرنگوں کیا جاتا تھا۔

✓ دیکھو! یہ ضبطِ سوزِ مُحبت بُرا ہے داغ

تم جَل نہ جاؤ آپ، کہیں اپنی آہ سے۔۔۔

(داغ دہلوی)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اُسکو پیچھے کرتے ہوئے آہستگی سے اُسکے آنسو کسی قیمتی متاع کی طرح سمیٹتے ہوئے اُسکا ماتھا چوم کر وہ بستر سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ لَیلیٰ نے لرزتی آنکھوں سے اُسکو دیکھا جو اُٹھ کر صوفے کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں سے کچھ اُٹھا کر پیچھے کر رکھے ہاتھ سامنے کیا اور اُن ہاتھوں میں لیونڈرز کا مہکتا گُلدستہ دیکھ کر وہ بھیگتی آنکھوں سے کھلکھلا کر ہنس دی۔ رُکتی دَھڑکن کے ساتھ جُھک کر سُبکتگین نے اُسکی جانب گُلدستہ بڑھایا جِسے بغیر کسی دیر کے تھام کر چہرے کے قریب لے جایا گیا۔

✓ عشق کا عارضہ ہے اور میرا یار

پھول لایا ہے صحت یابی کے لیے۔۔۔

(ڈاکٹر یاسین عاطِر)

"کامران کے والدین کیوں نہیں آئے؟" کامران کے جاتے ہی سنجیدہ سے نثار حیدر کی سٹڈی میں نادیہ کی حاضری تھی۔ خاموشی سے چہرہ جُھکا کر کھڑی اُس سے کوئی بات نہیں بَن رہی تھی۔

"تمہیں اِس لیے میں نے کہا تھا کہ اُس کے والدین کا ہونا ضروری ہے۔" پاس کھڑی ماہ پارہ نے جِس بے زاری سے نادیہ کو گُھرکا نادیہ اُنہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"اُسکے والدین راضی نہیں ہیں اِس شادی سے مگر کیوں؟" ماہ پارہ کے تیور نظر انداز کر کے وہ اُسی سنجیدگی سے نادیہ کو دیکھتے رہے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"وہ اُسکی شادی اپنے بزنس پارٹنر کی بیٹی سے کروانا چاہتے ہیں۔" نادیہ کی گھگھیاتی اطلاع پر ماہ پارہ اور نثار حیدر نے ٹھٹک کر اُسکو دیکھا۔

"یہ وہی لڑکا ہے، ہے نہ جِس کی سُبک سے لڑائی ہوئی تھی اور تمہیں چھیڑنے پر مار کھائی تھی اُس نے؟" نثار حیدر کے اگلے سوال پر نادیہ کی رُوح فنا ہونے لگی۔

"جی، ڈیڈی!" بامُشکل اُسکے ہونٹوں سے پِھسلا۔

"تو اِیسے اِنسان سے شادی کرنا چاہتی ہو جِسکا کردار مشکوک ہے۔ اگر وہ تم سے بدلہ لے رہا ہوا تو کیا کرو گی تم؟" اُنکے کڑے سوال پر ماہ پارہ نے چونک کر اُنکو دیکھا۔ اِس سرے سے اُنہوں نے سوچا ہی نہیں تھا۔

"اِیسی بات نہیں ہے، ڈیڈ۔ وہ تب مزاق تھا۔ سب جانتے تھے مگر سُبک۔۔۔" نادیہ کو اُسکی بات مکمل کرنے کا موقع نہیں مِل سکا۔

"جا کر اُس لڑکے سے صاف کہہ دو کہ اگر تم سے شادی کرنی ہے تو اپنے ماں، باپ کو لے کر آئے ورنہ بُھول جائے کہ تم سے شادی ہو گی اُسکی۔" نثار حیدر کے دوٹوک جواب پر نادیہ نے پیچ و تاب کھا کر ماں کو دیکھا اور پِھر پیر پٹخ کر دروازہ کھول کر باہر نِکل گئی۔ ماہ پارہ نے چہرہ پھیر کر گہری سوچ میں جاتے نثار حیدر کو دیکھا۔

"اُسکے والدین اگر نہیں مانتے تو آپ مان جائیں۔ اولاد کی خوشی کے لیے والدین کیا کچھ نہیں کرتے۔" ماہ پارہ کے چُبھتے لہجے پر نثار حیدر نے چہرہ اُٹھا کر اُنکو دیکھا۔

"تم چاہتی ہو کہ نادیہ کے ساتھ اُسکا شوہر وہی کرے جو شہر بانو کے شوہر نے اُسکے ساتھ کیا تھا؟" اُنکا سوال نہیں تھا سَنسناتا ہوا تیر تھا جو ماہ پارہ کے دِل میں پیوست ہو گیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں اپنے جیسے کم ظرف مَرد کے ہاتھ اپنی بیٹی تھمادوں گا تو کیا مکافات کے پھیر میں نہیں آؤں گا؟" اُنکا اگلا سوال رُوح کھینچ لینے والا تھا۔ماہ پارہ کو لگا وہ سانس نہیں لے سکی گی۔

"جاکر سمجھاؤ اُس پاگل لڑکی کو۔" نثار حیدر کے لرزتے لہجے پر ماہ پارہ تیز قدموں سے سٹڈی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئیں۔

اُسکے اُوپر چادر اچھی طرح اوڑھ کر، ماتھا چُھوتے ہوئے وہ جیسے ہی پیچھے ہو کر جانے لگا، لَیلیٰ کی آنکھیں تیزی سے کھلیں۔

"کہاں جارہے ہو؟" اُسکا بازو تھام کر دُور جانے کی کوشش ناکام بنادی گئی۔ سُبکتگین نے چہرہ جُھکا کر اُسکو دیکھا۔

"سونے جارہا ہوں۔" جُھک کر اُسکے بال نرمی سے پیچھے کر کے اپنا ہاتھ نکالنا چاہا مگر لَیلیٰ کی گرفت مضبوط تھی۔

"یہیں سو جاؤ۔" پیچھے کو سرکتے ہوئے اُس نے جِس تیزی سے سُبکتگین کے لیے جگہ بنائی وہ اُسے دیکھ کر رہ گیا۔

"گُھور کیا رہے ہو۔ یہیں سو جانا۔ مُجھے تم سے باتیں کرنی ہیں ابھی۔" اُسکا بازو گھسیٹ کر اپنی جانب کھینچا گیا۔
سُبکتگین نے مُسکرا کر کُشن بیڈ کراؤن کے ساتھ لگایا اور اُسکے لیے چھوڑی گئی جگہ پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ لَیلیٰ نے چہرہ اُٹھا کر اُسکو دیکھا اور پھر کُشن سے سَر اُٹھا کر سُبکتگین کی جانب آئی اور اُسکے کندھے پر سَر رکھ کر لیٹ گئی۔ سُبکتگین نے اُسکے اُوپر اچھی طرح چادر دے کر اُسکو دیکھا جو چہرہ پھیر کر پوری محویت سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟" بازو اُسکے شانے کے گرِد مُحبت سے پھیلا کر سوال کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہیں!" لَیلیٰ نے پَلک تک نہیں جَھپکی۔ یونہی بادامی آنکھیں بغیر جَھپکے فرصت سے قریب موجود چہرے کو دیکھتی رہی۔

"وہی پُوچھ رہا ہوں۔ خیریت ہے نہ؟" کہتے ساتھ اُسکا ماتھا چُھو کر جاننا چاہا کہ کہیں اُسکا بُخار تو نہیں دماغ پر چَڑ گیا۔

"بدتمیز۔۔!" بُخار تو نہیں البتہ لَیلیٰ کی تیوری چَڑ گئی۔ سُبکتگین نے چہرہ جُھکا کر اُن پھیلی آنکھوں پر پُھونک ماری۔ مُسکرا کر آنکھیں بند کر کے کھولتے ہوئے وہ پِھر سے سُبکتگین کو دیکھنے لگی۔

"کونسی باتیں کرنی ہیں تم نے؟" اُسکو یونہی خاموش خود کو دیکھتے پا کر سُبکتگین کو ہی پوچھنا پڑا۔

"تمہیں مُجھ سے مُحبت کب ہوئی؟" اُسکے پُراِشتیاق سوال پر سُبکتگین نے ناسمجھی سے اُسکو دیکھا۔

"کیوں پوچھ رہی ہو؟" وہ واقعی جاننا چاہتا تھا۔

"پِھر میں بھی تمہیں بتاؤں گی۔" اُسکے جواب پر سُبکتگین کی ناسمجھی قائم رہی۔

"تمہیں نہیں معلوم نہ۔" لَیلیٰ نے مُسکرا کر اُسکی ناسمجھی دیکھی۔

"کیا نہیں معلوم؟" وہ واقعی نہیں سمجھا تھا۔

"کہ تم مُجھے بے حد اچھے لگتے ہو۔ مُجھے تم سے بہت مُحبت ہے، سُبکتگین!" وہ اعتراف نہیں تھا سحر تھا جو سُبکتگین حیدر کے چہار جانب پُھونک دیا گیا تھا۔ جُھکا رکھے چہرے کا رنگ بدلا، سیاہ آنکھیں لرز کر جُھکیں۔

"دیکھا! تم کتنے انجان ہو میری مُحبت سے۔" اُن آنکھوں کی لرزتی حیرت پر لَیلیٰ کی مُسکراہٹ بے ساختہ تھی۔ سُبکتگین کو لگا وہ سانس لے گا تو محشر بپا ہو جائے گا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم۔۔۔۔سچ۔۔۔سچ کہہ رہی ہو؟" اُسکے یوں کانپتے لہجے میں کیے گئے سوال پر لَیلیٰ کا چہرہ سُرخ ہوا تبھی اُسکے شانے سے سَر ہٹا کر سیدھی ہو بیٹھی۔یوں کہ سُبکتگین کی جانب اُسکی پُشت تھی اور وہ اُسکو چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"گُلِ لَیلیٰ!" نرم پُکار پر اُسکو لگا اُسکو دِل پھٹ جائے گا تبھی چہرہ نہیں پھیرا۔

"میری طرف دیکھو، گُلِ لَیلیٰ!" ہاتھ بڑھا کر اُسکا شانہ تھاما مگر وہ ٹس سے مَس نہیں ہوئی۔

"پہلے تم بتاؤ پھر میں بتاؤں گی۔" وہ کسی اور ہی چینل پر چل رہی تھی۔ سُبکتگین نے سیدھے ہو کر ایک جھٹکے سے اُسکا رُخ اپنی جانب کیا۔کندھے پر آ گرتے بالوں کے ساتھ اُس نے جھٹکا کھا کر سُبکتگین کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا۔

"میں جان سے بھی جا سکتا ہوں، گُلِ لَیلیٰ!" اُسکے مدہم لہجے میں اِیسے جذبے پنہاں تھے کہ لَیلیٰ کی اُٹھی پلکیں لرز کر جُھکیں۔

"فضول باتیں کیوں کر رہے ہو جب میں نے مُحبت کی بات کی ہے۔" اُٹھتی گرتی پلکوں کے ساتھ کہتی وہ اِتنی دِل رُبا، دَھڑکن چُراتی لگی کہ سُبکتگین کے عُمر کے خسارے رائیگاں چلے جانے لگے۔وہ اُسکے قریب اپنی مرضی اور رضا سے تھی۔مُحبت کی بات کر رہی تھی۔اُسکی خُوشبو چار سُو تھی۔اُسے اور زندگی سے اَب کیا دَرکار تھا۔وہ تب اُسکی زندگی میں آئی تھی جب عجیب خرابے میں مُبتلا، ہر شے سے تنگ آیا ہوا تھا۔زندگی بنجر صحرا میں تبدیل تھی اور اُسکی آمد سے ہی بہار نو کا اعلان ہر سُو ہونے لگا تھا۔

✓ہم نے ایک تمہارے نام کی خُوشبُو سے

کتنے دَشت بہار کیے ہیں، تمہیں کیا معلوم۔۔۔

(ایوب خاور)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"مُحبت۔۔۔۔ تمہیں مُجھ سے؟" اُسکی بے یقینی لَیلیٰ کو ایک آنکھ نہیں بھائی۔

"کیا نہیں ہو سکتی؟" اُسکے کڑے سوال پر سُبکتگین نے بامُشکل سانس لے کر اُن بادامی آنکھوں کو دیکھا اور پِھر مُحبت سے مغلوب ہو کر اُن خفگی سے گھورتی آنکھوں کو نرمی سے چُھو کر گُلِ لَیلیٰ کا چہرہ گُلابی کر دیا۔

"کب ہوئی تمہیں؟ کیسے ہو گئی اور کیوں؟" اُسکا چہرہ نرمی سے دیکھتے ہوئے اُسکے سوال بڑے والہانہ تھے۔ لَیلیٰ نے بامُشکل نظر اُٹھا کر اُسکو دیکھا۔

"جب تم نے حمزہ کو تھپڑ۔۔۔۔ نہیں، نہیں اُس سے بھی پہلے۔ جب تم نے سلیم کیانی کو گاڑی سے اُتار کر۔۔۔ اُونہوں۔۔۔۔ جب تم میرے سٹور۔۔۔۔" اُسکے اندازے طویل ہوتے جا رہے تھے۔ سُبکتگین نے بڑے ضبط سے اُسکو ہر مُلاقات رَد کرتے دیکھنے لگا۔

"گُلِ لَیلیٰ۔۔۔!" اُس نے بڑی لگاوٹ سے اُسے پُکار کر گُلِ لَیلیٰ کو ساکن کر دیا۔ آنکھیں پھیلا کر وہ سُبکتگین حیدر کو دیکھنے لگی۔

"کیا ہوا؟" اُسے مَن مرضی کا جواب چاہنے کے لیے تحمل رکھنا ہی تھا۔

"یاد آ گیا مُجھے۔" اُسکے ہونٹوں سے سرسراتا ہوا بامُشکل نکلا۔

"کب!" سُبکتگین حیدر کی آنکھوں میں مُحبت شوق بَن کر اُترنے لگی۔

"جب تم نے مُجھے اِیسے ہی میرے نام سے پُکارا تھا۔ اُس دِن مُجھے اِدراک ہو گیا تھا کہ میں اپنے سامنے کھڑے مَرد سے بُری طرح متاثر ہو گئی ہوں۔ تم میری آنکھوں میں پہلا خواب بَن کر اُتر آئے، سُبکتگین۔" اُسکا لہجہ اِتنا خوابناک تھا کہ سُبکتگین حیدر کو لگا وہ یہیں دُھول بَن کر تحلیل ہو جائے گا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم۔۔۔تم۔۔۔"اُسکو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیسے کچھ بھی مزید پوچھ کر اپنے دَھڑکتے دِل کو ڈھارس دے۔

"تمہیں کب ہوئی یہ بتاؤ پہلے۔"اُن گہری نظروں پر رنگ بدلتے چہرے کے ساتھ دھیان خود پر سے ہٹانے کو تیزی سے کہا۔

"جِس دِن سٹور سے نکلتے ہوئے تم نے مُجھ پر چھتری تانی تھی۔"اُسکے یوں بِنا سوچے سمجھے کہے دینے پر لَیلیٰ کی آنکھیں اپنے حُجم سے پھیلیں۔

"اِتنی جلدی؟"اُسکے معصوم سوال پر سُبکتگین کی ہنسی بڑی بے ساختہ تھی۔

"اِس سے زیادہ دیر نہیں لگا سکتا تھا ورنہ عُمر بَھر کا خسارہ مِلتا۔"سُبکتگین کی بات پر دَھڑکن نے ایک بار پِھر اپنا انداز بدلا۔لَیلیٰ نے بے اِختیار مُسکراتے ہوئے آگے کو ہو کر اُسکے شانے پر پیشانی رکھ دی۔یہ ادا جان لیوا تھی۔کندھے سے آ لگتی عورت پر جان نچھاور کر دینا بے حد آسان تھا۔

✓مُجھے تو یوں بھی

سفر نے تھکا دیا تھا بہت

جو اُس نے ہاتھ بڑھایا،

لپٹ گیا مَیں بھی۔۔۔

"تمہیں لگتا ہے کامران میری بات مان کر اپنے والدین کو منا لے گا؟"فلک کے کہے جانے پر نادیہ نے جس طرح کہا اُس پر فلک کو حیرت ہونے لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیا مطلب؟ اُسے تم سے مُحبت ہے تو اِتنا تو کر ہی سکتا ہے نہ۔" فلک کو نادیہ کی بے وقوفی پر اَب طیش آ رہا تھا۔ بجائے کامران کو سمجھانے کے وہ اپنے باپ سے خفا ہو رہی تھی۔

"اُسکے ماں، باپ کبھی نہیں مانیں گے۔" نادیہ کے قطعی لہجے پر فلک ٹھٹک گئی۔

"اور یہ تم اِتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟" کرسی سے اُٹھ کر وہ تیزی سے اُسکے سامنے بیڈ پر آ کر بیٹھی۔

"نادیہ! میری طرف دیکھو۔" اُسکے ہاتھ جھٹک کر اپنی جانب توجہ دِلوائی گئی۔

"کیونکہ کامران کا اِیسا کوئی اِرادہ نہیں ہے۔ وہ چاہتا ہے پہلے ہم شادی کر لیں اور بعد میں وہ اپنے والدین کو منائے۔" نظریں چُرا کر جو بات کی گئی اُس پر فلک بے یقینی سے پیچھے ہوئی۔

"تم دونوں کا دماغ تو دُرست ہے نہ۔" فلک کے تیز لہجے پر نادیہ نے بوکھلا کر کمرے کے اَدھ کُھلے دروازے کو دیکھا۔

"آہستہ بولو!" اُسکے بوکھلاتے لہجے پر دروازہ دھکیل کر اندر آنے کا اِرادہ کرتی ماہ پارہ تھم گئی۔

"تم جانتی ہو نہ ممی کامران کے ماں، باپ کی وجہ سے اِس رشتے کے لیے مانی ہیں۔" فلک کے تادیبی لہجے پر نادیہ کا چہرہ مزید اُترنے لگا۔

"وہ سچ مُچ پسند کرتا ہے نہ تمہیں؟" فلک نے کسی خدشے کے تحت آہستگی سے پوچھا۔

"ہاں، یقین مانو بہت کرتا ہے لیکن اُسکا باپ اُسے عاق کر دے گا اگر بزنس پارٹنر کی بیٹی سے شادی نہیں کی تو۔" نادیہ کے سرسراتے لہجے پر فلک نے بے بسی سے سَر ہاتھوں میں گرا لیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اور یہاں ڈیڈی کسی صورت اُسکے والدین کے بغیر شادی پر نہیں مانیں گے۔" فلک کے قطعی لہجے پر نادیہ نے دہل کر اُسے دیکھا مگر وہ سہی ہی تو کہہ رہی تھی۔

"تو اَب کیا کریں؟" اُسکی بے چینی پر فلک نے ایک پَل کو کچھ سوچا۔

"ایک طریقہ ہے لیکن اگر تم اُچھلو نہیں اور تمہاری اُونچی ناک کو ناگوار نہ گُزرے تو۔" اُسکی تمہید پر نادیہ اُسکو سے گُھور بھی نہیں سکی۔

"کیا؟" اُسکی بے چینی پر ماہ پارہ کی گرفت دروازے کے ہینڈل پر مضبوط ہوئی۔

"سُبک!" وہ نام نہیں تھا نادیہ اور ماہ پارہ بیگم کی سماعت پر دھماکہ تھا۔

"تمہارا دماغ تو دُرست ہے؟" کچھ دیر پہلے پوچھا گیا فلک کا سوال نادیہ کو دُہرانا پڑا۔

"میرا دماغ بالکل دُرست ہے مگر تمہیں شاید یاد نہیں کہ کامران جیسے لُچے اور لفنگے کو سیدھی لائن پر لانے والا سُبک ہی ہے۔" فلک کی طویل یاد دہانی نظر انداز نہیں کی جاسکتی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے وہ ہماری مدد کرے گا؟" نادیہ کے خدشات جائز تھے۔ اُسکا رویہ کبھی بھی سُبکتگین کے ساتھ اِیسا نہیں رہا تھا کہ اُس سے اِیسی فیور مانگی جاسکے۔

"پہلے جب ہمارے کہے بغیر جو مدد کرتا رہا ہے وہ کہنے پر کیوں نہیں کرے گا۔" فلک کا جی چاہا اُسکی کم عقلی پر سَر پیٹ لے۔

"وہ تو مُشکل میں تھے نہ اور مُشکل میں کون نہیں مدد کرتا۔" نادیہ کے زعم پر فلک عَش عَش کر اُٹھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تو پِھر تمہارے بتانے پر بھی حمزہ نے کیوں نہیں کی؟" فلک کے چُبھتے ہوئے سوال پر ماہ پار کے چہرے نے رنگ بدلا۔

"میں اپنا کیا کرایا بُھول بھی جاؤں تو کیا وہ امی اور ہمارا کیا کرایا بُھول جائے گا۔ ماموں کی فیملی کے ساتھ پُرانی دُشمنی ہے اور مت بُھولو کہ کامران کا تعلق بھی اُسی خاندان سے ہے، دوستانہ ہی سہی۔" نادیہ کی بات میں دَم تھا۔ جو کچھ اُسکے ساتھ اِس گھر میں ہوتا رہا تھا اُسکو تو کسی صورت نہیں بُھلایا جا سکتا۔

"میں کال کر کے دیکھتی ہوں۔" فلک نے کچھ سوچ کر سیل فون تھام کر اپنی آنکھوں کے سامنے کیا۔ نہ جانے کیوں ایک اُمید سی تھی کہ وہ اُنکی مدد ضرور کرے گا۔ ناشتہ کرنے کا وقت ہونے والا تھا اور نادیہ کے یونیورسٹی جانے سے پہلے اِس مسئلے کو حل کرنا ضروری تھا۔ نادیہ جو اُسے منع کرنے والی تھی کچھ سوچ کر خاموش ہو گئی۔ مُسلسل جاتی بیل پر دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور قبل اِسکے فلک کاٹتی، دوسری جانب سے کال اُٹھالی گئی۔

"اسلام و علیکم!" سُبکتگین کی بھاری، سنجیدہ آواز اُبھری اور اُن دونوں نے گھبرا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"وعلیکم اسلام! کیسے ہو سُبک؟" اُسکے سوال پر دوسری جانب سُبکتگین چونک ضرور گیا مگر ظاہر نہیں کیا۔

"الحمدللہ! سب خیریت؟" اُسکے مُختصر سوال پر فلک نے چہرہ اُٹھا کر نادیہ کے بے چین تاثرات کو دیکھا۔

"سب ٹھیک! بس تم سے ایک کام تھا۔" اُسکے لہجے میں پہلی والی بے زاری نہیں تھی خیر نادیہ کے مُقابلے میں اُسکا رویہ سُبکتگین سے قدرے بہتر ہوتا تھا۔

"کہو!" اُسکے مُختصر اجنبی لہجے میں بھی عجیب طرح کا حوصلہ تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم جانتے ہو نہ نادیہ کے رشتے کی بات چل رہی ہے۔" اُسکی اطلاع پر سُبکتگین نے ٹھٹک کر شیشے میں دیکھتے ہوئے بال دُرست کیے۔ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد وہ کافی دیر تک احمد حَسن کے ساتھ واک کرتا رہا تھا اور اَب آفس سے چُھٹیاں لے کر وہ جیسے ہی لَیلیٰ کی کچن میں ہیلپ کروانے جانے لگا تھا تبھی سیل فون کی بیل پر ٹھہرا اور سیل پر نظر پڑتے ہی وہ چونک ضرور گیا۔

"میں جانتا ہوں۔" بات جاری رکھنے کو اُسکو کہنا پڑا مگر دوسری جانب خاموشی رہی۔

"سب خیریت ہے، فلک؟" سنجیدگی چھوڑ کر اُسکو نرمی سے کہنا پڑا۔ کل کے دِن سُن رکھی ماہ پارہ اور اُسکے بھائیوں کی آڈیو ذہن سے لمحے بَھر کو تحلیل ہو گئی اور وہ ایک بھائی بَن گیا۔

"کامران کے پیرنٹس رشتے کے لیے نہیں مان رہے اور اگر وہ نہ مانے تو ممی اور ڈیڈی نہیں مانیں گے۔" نادیہ کو خاموش تسلی دے کر اُس نرمی پر اعتبار کرتے ہوئے اُس نے آہستگی سے کہا۔ کب لہجہ نرم اور شاہستہ ہوا اُسے خود خبر نہیں تھی۔

"اور اُسکے والدین کیوں نہیں مان رہے؟" اُسکے سوال پر فلک کی پلکیں لرزیں۔ وہ اپنائیت بَھرے سوال جو آج تک اُنکے سگے بھائی نے نہیں کیے تھے وہ ہمیشہ سوتیلا بھائی کرتا تھا۔ جسے ہمیشہ سوتیلا سمجھا، کہا اور پُکارا جاتا رہا تھا وہ اُنکے لیے ہمیشہ سگے اور سوتیلے کا فرق بُھلا کر آگے بڑھتا آیا تھا۔

"وہ اپنے بزنس پارٹنر کی بیٹی سے اُسکی شادی کروانا چاہتے ہیں۔" فلک کی تفصیل پر نادیہ چونک کر سیدھی ہوئی۔

"ٹھیک ہے! دیکھتے ہیں کب تک نہیں مانتے۔ تم دونوں پریشان نہ ہو۔ پرسوں کامران کے والدین رشتہ لے کر آئیں گے، اِنشاءاللہ۔" یہ پہلی بار تھا کہ اُس نے فلک سے طویل بات کی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تھینک یو، سُبک!" فلک نے اِتنی آہستگی سے کہا کہ اندر آتی ماہ پارہ اور نادیہ ٹھٹک گئیں جبکہ سُبکتگین نے اثبات میں سَر ہلا کر کال مُنقطع کر دی۔

"کیا کہا سُبک نے؟" ماہ پارہ کی آواز پر دونوں بہنوں نے ایک جھٹکے سے سائیڈ پر دیکھا۔

"وہ سنبھال لے گا سب۔" فلک کی تسلی پر نادیہ کے دِل سے کوئی نادیدہ سا بوجھ سرکنے لگا مگر ماہ پارہ وہیں کتنی دیر شَل، بے یقین سی کھڑی فلک اور نادیہ کے آسودہ ہوتے چہروں کو دیکھتی رہی۔

"تمہارا ہاتھ ابھی ٹھیک نہیں ہوا۔" عقب سے آتی مُتفکر آواز پر لَیلیٰ نے پلٹ کر اُسکو دیکھا اور پھر مُسکرا دی۔

"میں کونسا بنا رہی ہوں۔ تمہارا اِنتظار کر رہی تھی۔" اُسکی چلاکی پر سُبکتگین کا قہقہہ بڑا بے ساختہ تھا۔

"بہت تیز ہو تم۔" اُسکی جانب بڑھ کر اُسے کندھوں سے تھام کر کاونٹر کی کرسیوں کے پاس بٹھا کر خود ایپرن پہننے لگا۔

"بابا کہاں ہیں؟" لَیلیٰ نے باہر خالی ہال کو جھانک کر دیکھتے ہوئے اُسے دیکھا جو کوکنگ رینج سے چائے اُتار رہا تھا۔

"وہ باہر درختوں کی کلاس لے رہے ہیں۔" اُسکی اطلاع پر لَیلیٰ مُسکرا دی۔ جانتی تھی کہ سُبکتگین کے گھر میں پہلے اِتنی ہریالی اور سبزہ نہیں تھا مگر اُسکے آنے کے بعد اُس نے طرح طرح کے پُھول پودے تو لگا دیئے تھے مگر اِس پورے ہفتے اُنکا اُس طرح خیال نہیں رکھا جا سکا تھا۔

"کِس سوچ میں گُم ہو؟" اُسکو فرائینگ پین کو کب سے گُھورتے پا کر لَیلیٰ کو کرسی چھوڑ کر اُٹھنا پڑا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بس فلک نے کام کہا ہے اُسی کو کرنے کا سوچ رہا ہوں۔" چونکے بغیر مُسکرا کر کہا۔

"اگر مُشکل ہے تو اِنکار کر دو۔" لَیلیٰ کے سنجیدہ لہجے پر سُبکتگین نے آملیٹ پلیٹ میں نکالتے ہوئے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا۔

"بہنوں کو اِنکار نہیں کرتے۔" اُسکے مُدبر جواب پر لَیلیٰ کتنے ہی پَل اُسے دیکھے گئی۔

"ویسے میں ایک بات سوچ رہا تھا۔" وہ جانتا تھا کہ لَیلیٰ کو اچھا نہیں لگا تبھی دھیان ہٹانے کو کہتے ہوئے اُس نے لَیلیٰ کو ٹھٹکا دیا۔

"یعنی جب تمہاری منگنی ہوئی تھی اور جب میں نے نِکاح کی بات کی تھی حَسن انکل سے اور جب جب تم مُجھے مرنے مارنے پر تیار ہو گئی تھی تب بھی تمہیں مُجھ سے مُحبت تھی۔" قریب آچکی لَیلیٰ جو کم فہمی سے اُسے دیکھ رہی تھی، اُسکی آخری بات پر ٹھہر کر اُسکو دیکھا۔ اُس نے جان کر حمزہ کا نام نہیں لیا تھا تا کہ لَیلیٰ کو بُرا نہ لگے مگر کہیں اندر وہ جاننا چاہتا تھا۔

"اَب تمہیں معلوم ہو گیا ہے تو۔۔۔" اُسکے شانے پر بائیں ہاتھ کا تھپڑ مار کر لَیلیٰ نے اُسے رگیدنا چاہا مگر سُبکتگین نے اُسکا ہاتھ تھام لیا۔

"کرتی تھی نہ مُحبت؟" اُس اِسرار پر دِل کی دَھڑکنیں تلپٹ ہونے لگیں۔

"کیا ہے، نگین؟" اُسکی پہلو تہی بھی دِلفریب تھی۔

"مُجھے تو تب بھی مُحبت تھی اور یقین مانو بہت زیادہ تھی۔" اُسکی اگلی بات پر لَیلیٰ کا سانس تھم گیا۔ بادامی آنکھوں نے لرز کر اُٹھتے ہوئے سیاہ چمکتی آنکھوں کو دیکھا اور پھر سُبکتگین نے قمیض کی جیب سے سیاہ رنگ کی چھوٹا سی مخملی ڈبیا

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اُسکے سامنے کر کے اُسکا ہاتھ چھوڑ کر کھولتے ہوئے لَیلیٰ کی نگاہوں کو خیرہ کر دیا۔ وہ کپل رنگز تھی۔ گو کہ بہت سادہ مگر اُن پر سُبکتگین اور لَیلیٰ کا نام ہیروں سے چمکتا ہوا بڑا ماورائی سا لگ رہا تھا۔

"پہلے مُجھے پہناؤ۔" سُبکتگین کی بات پر لَیلیٰ نے چونک کر اُسکو دیکھا اور پھر مُسکرا کر انگھوٹیوں کو جِن پر اُن دونوں کے نام کنندہ تھے۔

"اُونہوں! تمہارے نام والی۔" لَیلیٰ جو اُسکے نام کی اُٹھانے والی تھی، ٹھٹکی اور پھر سمجھ آتے ہی اُن بادامی آنکھوں میں سارے جہاں کے جگنو سِمٹ آئے۔ سُبکتگین کے بائیں ہاتھ میں بڑے جُوش سے اپنے نام کی انگھوٹی پہنا کر اُس نے جِس تیزی سے اپنا بائیاں ہاتھ لہرا کر اُسکے سامنے کیا۔ اُسکی کب سے روک رکھی ہنسی بے ساختہ تھی۔ لَیلیٰ کی چمکتی آنکھوں میں خفگی لہرائی اور پھر سُبکتگین نے دونوں ہاتھ مفاہمتی انداز میں لہرا کر انگھوٹی نرمی سے اُسکے ہاتھ میں پہنا دی۔

"یا اللہ!" انگوٹھی مَلائی کی طرح اُسکی انگلی میں پوری آگئی۔ کوئی تکلیف، کسی قِسم کا جَلن کا اَحساس تک نہیں۔ اندر باہر تک مُعطر ہوتے دِل کے ساتھ اُس نے بھیگتی آنکھوں سے سُبکتگین کو دیکھا اور ہنس دی۔ اپنے ہاتھوں میں سُبکتگین کا نام کنندہ دیکھنا بڑا دِل پسند تجربہ تھا۔

"کہیں گُھومنے چلیں، بابا جان کے ساتھ؟" اُسکے ہاتھ نرمی سے ہاتھوں میں لے کر کہتے ہوئے اُس نے لَیلیٰ کو اَنجانی خوشی سے نواز دیا۔ وہ اُسکے باپ کو **'بابا جان'** کہتا ہوا بڑا محبوب لگ رہا تھا۔

"اِیسے کیا دیکھ رہی ہو؟" اُن آنکھوں کی محویت جان لیوا تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم بہت پیارے ہو مطلب مُجھے تم سے اِیسے ہی مُحبت نہیں ہوئی۔" چمکتی آنکھوں کہتے ہوئے اُس نے سُبکتگین حیدر کو دُنیا بَھر کی خوشی سے نواز دیا۔ فرطِ جذبات سے اُسکے تھام رکھے ہاتھوں سے قریب کرتے ہوئے اُسکو شانے سے لگا لیا۔

"تم کیسے مُجھے ساتوں آسمان کی بلندی پر پُہنچا کر مُعتبر کر لیتی ہو۔" اُسکے گِرد مُحبت سے بازو پھیلاتے ہوئے اُس نے لَیلیٰ کو کِھکھلانے پر مجبور کر دیا۔

"اَب تم سے مُحبت ہے تو ہے۔" آنکھیں مُوند کر نرمی سے سُبکتگین کی پُشت تھپکتے ہوئے اُس کا اَنداز بے حد والہانہ تھا۔

"اِس حسین اعتراف پر میں جان سے بھی جا سکتا ہوں۔" اُس حصار میں مُقید خُوشبو پر نثار ہو جاتے ہوئے کہا گیا جبکہ لَیلیٰ نے تیزی سے اُسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کیا۔

"فضول کی باتوں سے پرہیز کرو اور یاد رکھنا اگر یہ سارے بال سفید ہوئے بغیر تم نے مُجھے چھوڑنے کا سوچا بھی تو میں مُلک الموت سے بھی لڑ پڑوں گی۔" اُسکے گھنے سیاہ بالوں کو دیکھ کر خفگی سے گھور کر جو جتایا گیا اُس پر سُبکتگین کا دِل گُداز ہو گیا۔ رُوح مہک اُٹھی۔

"میں جانتا ہوں تم میری خاطر مُلک الموت سے بھی لڑ جاؤ گی۔" اُسکو دونوں شانوں سے تھام کر قریب کرتے ہوئے اُسکی بے داغ پیشانی چُوم کر اِیسی بے ریا مُحبت سے کہا گیا جو آج کل ڈھونڈنے پر بھی نہیں مِلتی۔ مِل جائے تو بچھڑ جاتی ہے۔ بچھڑ جائے تو پھر ہاتھ نہیں آتی۔

✓ شہر کی بھیڑ میں اَب سب سے نمایاں میں ہوں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اِک تیرے عشق نے کاندھوں پہ اُٹھا رکھا ہے۔۔۔

"ہااللہ! مُجھے یقین نہیں آرہا۔" تیار ہوتی نادیہ کو چوتھی بار ایک ہی بات دُہرا رہی تھی۔ فلک نے مُسکرا کر نفاست سے اُسکے سَر پر دوپٹہ رکھا۔

"میں نے کہا تھا نہ سُبک سب سنبھال لے گا۔" فلک کی بات پر نادیہ کی مُسکراہٹ سِمٹنے کے بجائے مزید گہری ہونے لگی۔

"تمہیں ایک بات بتاؤں، فلک؟" چوڑیاں پہنتے ہوئے اُس نے نرمی سے فلک کو دیکھا۔

"تم سے بھی زیادہ میں ہمیشہ سُبک سے لڑتی رہی کیونکہ مُجھے غصّہ آتا تھا کہ وہ ہمارا سگا بھائی کیوں نہیں ہے۔ مُجھے غصّہ آتا تھا جب وہ ہم دونوں کی موجودگی میں ممی اور ڈیڈی کو اُنکے سخت لفظوں پر کچھ نہیں کہتا تھا۔ میں جانتی ہوں ہمارے ننھیال نے اُسکے ساتھ کتنا ظُلم کیا ہے مگر وہ پِھر بھی کیوں ہر بار میرے اور تمہارے کام آتا رہا بغیر کسی غرض کے۔" نادیہ کے شکوے پر فلک نے حیرانگی سے اُسکو دیکھا اور پِھر مُضمحل سا مُسکرا دی۔

"کیونکہ ہم اُسکی بہنیں ہیں ویسی ہی جیسی سکینہ اور دریا ہیں۔" فلک کی بات پر ہالہ کے ساتھ اندر آتی ماہ پارہ کا چہرہ پھیکا پڑا۔

"اَب معلوم ہوا نہ تم لوگوں کو کہ میں نے گھاٹے کا سودا نہیں کیا۔ اِتنے مُخلص شخص کی دوستی پا کر میں کیوں قانع ہو گئی۔" ہالہ کے مُسکراتے لہجے میں جو ٹھہراؤ اور سکون تھا اُس نے ماہ پارہ کو جزبز کر دیا۔ اُنہیں ہالہ سے کچھ اور اُمید تھی مگر خیر۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"سب مہمان تمہارا باہر اِنتظار کر رہے ہیں۔" ہالہ کی اطلاع پر نادیہ نے مُسکرا کر ایک آسودہ نظر اپنی ماں کو دیکھا جو اُسے دیکھ کر بامُشکل مُسکرائی۔ آج نادیہ کی منگنی تھی۔ کامران اپنے والدین کو بہت خوشدلی سے رشتے کے لیے لے کر آیا تھا۔ سُبکتگین نے اُنکو کیسے منایا یہ اُس نے اُن میں سے کسی کو نہیں بتایا۔ سُبکتگین آنا نہیں چاہتا تھا مگر ہالہ، نادیہ اور فلک کے اصرار پر اُسے آنا پڑا تھا۔

"بہن کو لے کر جلدی سے باہر آجانا۔" ہالہ اُسکا شانہ تھپتھپا کر دوپٹہ سنبھالتے ہوئے باہر چلی گئی۔ اُسے لَیلیٰ سے مِلنا تھا۔ باہر راہداری سے نکل کر ہال میں صوفے پر وہ اُسے خوبصورتی سے تیار، صحت مند اور خوش و خرم نظر آئی۔

"اسلام و علیکم! سُبک، لَیلیٰ!" سُبکتگین اُسے دیکھ کر آہستگی سے مُسکرایا جبکہ لَیلیٰ اپنی جگہ چھوڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہو تم؟" لَیلیٰ کے بے ریا استفسار پر وہ دھیرے سے مُسکرا دی۔

"میں بالکل ٹھیک اور تم ماشاءاللہ ریکور کر رہی ہو کافی۔" اُسکا بڑھا ہوا ہاتھ جُوش سے تھامتے ہوئے اُس نے اُسی خلاص سے کہا جو مقابل نے پیش کیا تھا۔

"ریکور کیا بالکل ٹھیک ہوں بس نگین کو یقین نہیں آتا۔" اُسکی اطلاع پر ہالہ نے جھینپتے سُبکتگین کو دلچسپی سے دیکھا۔

"اِسکی تو جان پر بنی ہوئی ہو گی۔" ہالہ کے یوں سب کے سامنے ٹِکا کر کہنے پر سُبکتگین نے تلملا کر اُسکو دیکھا اور ہالہ نے بامُشکل ہنسی دبائی۔

"تم سُدھر جاؤ۔" اِتنی ساری نظروں پر سُبکتگین نے اُسکو مصنوعی خفگی سے باور کروایا اور ہالہ ہنستی چلی گئی۔ تبھی فلک بھی وہاں پر آکر سامنے کھڑی کوئی۔

"سُبک! تم نے کیسے کیا سب؟" اُسکے پُر تجسس سوال پر سُبکتگین نرمی سے مُسکرایا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بس بہنوں کے لیے کرنا پڑتا ہے۔" اُسکے نرم لہجے پر فلک نے بے حد غور سے اُسکو دیکھا جسکے رکھاؤ اور سنجیدگی میں بھی ایک محسوس کی جانے والی نرمی تھی۔ احمد حَسن سے باتوں میں مُنہمک نثار حیدر نے ایک پَل کو چہرہ اُٹھا کر اپنے بیٹے کو دیکھا اور پِھر سَر جھٹک دیا۔ وہ جانتے تھے کہ اُنہوں نے اپنے بیٹے کو ہمیشہ دُور سے ہی دیکھنا تھا۔ اُنکے درمیان موجود فاصلے پاٹے نہیں جاسکتے تھے۔ اُنکی سُبکتگین کی بامُشکل ایک ڈھب پر آتی زندگی میں کبھی جگہ نہیں بن سکتی تھی۔ جو زخم اُنہوں نے شہر بانو اور سُبکتگین کو دیئے تھے اُنکا مداوا یہی تھا کہ عُمر بَھر اولاد کو اپنے بغیر دُور سے خُوش اور مُطمئن ہوتے دیکھ کر سُلگتے رہیں۔

"نگین نے مُجھے بالکل اِیسا ہی کہا۔" حمزہ کی کسی بات پر جواب دیتے احمد حَسن نے نثار حیدر کو اپنی سوچوں سے چونکا دیا۔

"آپ اُسکے لیے باپ جو ہیں۔ آپکے آگے وہ ہمیشہ عاجزی سے جُھکا رہے گا۔" نثار حیدر کے کہے جانے پر احمد حَسن نے چونک کر اُنکو دیکھا اور پِھر اُنکے چہرے سے مُسکراہٹ معدوم ہوئی۔ کچھ تھا نثار حیدر کے انداز میں جِس نے اُنکو سنجیدہ کر دیا۔

"اُسکا اور میرا رشتہ بے ریائی اور خلوص کا ہے، نثار صاحب۔ رشتوں میں بے ریائی اور خلوص نہ ہو تو خُون کے ہو کر بھی پَرائے رہتے ہیں۔" نرمی سے کہہ کر اُنکا ہاتھ تھپکتے ہوئے وہ اُنکے پاس سے اُٹھ کر ہنستے مُسکراتے سُبکتگین اور لَیلیٰ کی جانب بڑھ گئے۔

"آپ نے اور ممی نے اپنا بڑا نقصان کیا ہے۔" صوفے کی پُشت پر ہاتھ پھیلا کر بیٹھے حمزہ نے کہتے ہوئے اُنکو چونکا دیا۔

"کیا کہنا چاہ رہے ہو تم؟" کھانے کی ٹرالی رکھتی ماہ پارہ نے دبی آواز میں اُسکو تنبیہہ کی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں الفاظ بدل بھی دوں تب بھی حقیقت نہیں بدلے گی۔ آپ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ اور آپ نے ممی کے ساتھ مِل کر صرف خسارہ کمایا ہے۔" اطمینان سے کہتا حمزہ اپنی بات مکمل کر کے سیل فون پر آتی کال اُٹھا کر اُٹھ کر راہداری کی جانب بڑھ گیا۔ نظریں چُرا کر ماہ پارا اور نثار حیدر نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ دونوں کا کیا کرایا کوئی ڈھکا چُھپا تو رہا نہیں تھا۔

"میں جانتی ہوں سُبک نے کوئی زہر گھولا کے سب کے کانوں میں تب۔۔۔" وہ جو پورے یقین سے کہے جا رہی تھیں نثار حیدر کی جلتی آنکھوں پر ساکن ہوئیں۔

"جا کر براہِ راست اُس سے کیوں نہیں پُوچھ لیتی تم۔" اُنکے طنزیہ مشورے پر ایک پَل کو وہ ہونق ہوئی اور دوسرے ہی پَل ذہن میں کوئی کوندا سا لَپکا۔

ہالہ اور فلک نادیہ کو لینے چلے گئے اور لانے کے بعد کامران اور اُسکی فیملی کے ساتھ بٹھا دیا گیا۔ منگنی کی انگوٹھی کا تبادلہ ہوا اور پھر دُعائے خیر پڑھی گئی۔ سب مہمان مُبارک سلامت کہہ کر اپنے گھروں کو جانے لگے۔ ماہ پارہ، ہالہ کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف لَیلیٰ کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اُٹھ کر ہال کمرے سے باہر نکلی اور وہیں سُبکتگین کال مُنقطع کر کے پلٹتا نظر آیا۔ ایک خاموش نظر اُن پر ڈال کر قبل اِسکے وہ برابر سے گُزرتا۔

"کون سی چال چل رہے ہو تم؟" پاس سے گُزرتا سُبکتگین اُس سوال پر ٹھٹک کر ٹھہرا۔

"اِسے کہتے ہیں چور کی داڑھی میں تِنکا۔ کیا آپ نہیں جانتیں کہ سب سے بہتر چال چلنے والی ذات اللہ کی ہے۔" اُسکے لہجے میں اِیسی طمانیت تھی کہ ماہ پارہ کا ماتھا ٹھنکا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"خود کو مت تھکائیں بے کار کی ناکام چالوں میں۔ آپکو آپکی اولاد، آپکا شوہر، یہ گھر اور کروڑوں کا کاروبار مُبارک ہو۔ مُجھے اِس سب میں کوئی دلچسپی نہیں۔ جو کچھ مُجھے مِل گیا ہے اُس کے آگے اِس دُنیا کی ہر دولت، ہر آسائش اور ہر رشتہ ہیچ ہے۔" اُسکے دوٹوک لہجے میں بلا کی سچائی اور تُندہی تھی۔

"سُبکتگین حیدر خسارے کا سودا کبھی نہیں کرتا۔ آپ اور آپکا شوہر میرے لیے نو باڈی ہیں اور میں نو باڈیز پر اپنے جذبے اور اپنا وقت خرچ نہیں کرتا۔" اُسکا دوٹوک انداز سارے حساب بے باک کرتا ہوا تھا۔

"تو یعنی تم اپنی ہار تسلیم کر رہے ہو؟ مُجھ سے پسپائی اختیار کر رہے ہو؟" خود کو بچانے کو ہاتھ پیر مارتی عورت نے کہا بھی تو کیا۔ سُبکتگین حیدر قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

"مُقابلہ برابر کے لوگوں میں ہوتا ہے۔ پسپائی جنگ میں اِختیار کی جاتی ہے جبکہ بے وقوفوں کی جنت میں رہنے والے لوگوں کو اُنکے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔" جُھک کر اُنکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اُس نے جِس طرح مُسکرا کر کہا، ماہ پارہ کا چہرہ پھیکا پڑا۔

"تم صرف آخر میں لفاضی کر کے اپنی دَھاک بٹھانا چاہتے ہو۔" ماہ پارہ نے مُٹھیاں بھینچ کر اُسکو دیکھا جبکہ سُبکتگین نے مُسکراہٹ دبائی۔

"اُونہوں! میں جانتا ہوں کہ آپ نے اپنے چھچھورے، شرابی اور زانی بھائی کو میری معصوم اور پاکیزہ ماں کے پیچھے لگایا تاکہ آپ اپنے جیسے بُزدل اور کم ظُرف مَرد سے شادی کر سکیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ نے اپنے کم ظُرف اور بے وقوف شوہر کو شہروز کریم کا مقروض کیا تھا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ سکینہ اور دریا کو اغوا کروانے

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

والے غلیظ ہاتھ آپکے ہیں۔" اُسکے ہر الفاظ کے ساتھ ماہ پارہ کو اپنے قدموں کے نیچے سے زمین سرکتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔

"تم۔۔۔تم۔۔۔" دَنگ رہ جاتی ماہ پارہ نے ششدر ہو کر اُسکو بے یقینی سے اُسکے مُسکراتے چہرے کو دیکھا۔

"میں آپ کی طرح اندھیرے میں تیر چلانے کے بجائے ثبوت اور گواہ کے ساتھ بات کرنے میں اِنٹرسٹڈ ہوں۔ آپ جانتی ہیں نہ کہ سُبکتگین حیدر کا نشانہ کبھی خطا نہیں جاتا۔" اُس زلزلے کی زَد میں آئے چہرے کو محظوظ ہو کر دیکھتے ہوئے اُس نے جیب سے چُھوٹی سی چِپ نِکال کر اُن ششدر، خُون رنگ آنکھوں کے سامنے لہرائی۔

"اولاد کے سامنے رسوائی کیا ہوتی ہے لگتا ہے آپ بڑی شدت سے جاننا چاہتی ہیں تو چلیں آپکو اور آپکے شوہر کو ایک تحفہ دینا ہی پڑے گا۔ ویسے بھی آپکے اثاثے سیل کروانے نے آپکو سیدھا نہیں کیا۔" اُنکی جانب بڑھا کر چِپ جیسے لینے کا اِشارہ کیا مگر قبل اِسکے ماہ پارہ چھینتی، سُبکتگین نے اپنا ہاتھ تیزی سے پیچھے کر لیا۔

"دُشمن کو بے وقوف نہیں سمجھتے، ماہ پارہ بیگم! دُشمن بھی اِیسا جِس کی مُٹھی میں آپکے سیاہ اعمال اور اولاد قید ہو۔" آخری تیر پوری مہارت سے اُس طرحدار عورت کی جانب اِس یقین سے چُھوڑا گیا کہ بے خطا نہیں جائے گا اور بے خطا نہیں گیا۔ ماہ پارہ نے پھٹتے دِل اور آنکھوں سے اُسکو دیکھا جِس نے خلوص اور نرمی سے اُنکی اولاد کو خرید کر اپنا غلام کر لیا تھا۔ جو سیاہ، سفید کا مَالک بَن بیٹھا تھا اور اُنھیں خبر بھی نہیں ہو سکی تھی۔ وہ تو اُسکی خاموشی کو ہار اور فرار سمجھے بیٹھی رہیں تھیں۔ وہ دَھڑلے سے اُسکا خاندان قتل کر کے بھی کیسے وقار سے جا رہا تھا اور وہ۔۔۔ لرزتے قدموں کے ساتھ بے دم ہو کر زمین پر بیٹھتے ہوئے اُس نے چہرہ اُٹھایا اور سٹڈی کے پس کھڑے نثار حیدر کو دیکھ کر اُسکی رُوح فنا ہو گئی۔ اُس سے بڑا ستم یہ تھا کہ سُبکتگین کو اُنکے سٹڈی میں جانے کی خبر بھی تھی۔ وہ جنگ لڑے بغیر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

فاتح بَن جانے والا شخص اُنکے مُنہ پر طمانچہ مَار کر جا چُکا تھا۔ اُنکے قدموں سے زمین کھینچنے والے نے اَب ایک طویل عُمر مہربان، عظیم، محبوب بن کر بھرپور مُسرت بَھری زندگی گُزارنی تھی۔ وہ اُنکو بخش کر بھی نیست و نابود کر کے چلا گیا تھا۔

✓مَرتبہ تھا، مَقام تھا میرا

روشنی پر قیام تھا میرا

میں نے سب کو معاف کر دیا تھا

اور یہ اِنتقام تھا میرا

آخری وقت آنکھ کُھل گئی تھی

ورنہ قصہ تمام تھا میرا

سچ بتاؤں تو ہواؤں میں

سانس لینا حرام تھا میرا۔۔۔

(عمار اقبال)

"نگین! تمہارا فون بَج رہا ہے۔" باہر احمد صاحب کے ساتھ شطرنج کی بساط لگائے بیٹھے سُبکتگین نے چونک کر اُسکو دیکھا جو کمرے کے دروازے سے جھانک رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"آدم ہو گا۔ کہہ دینا پرسوں سے آفس آؤں گا۔" نرمی سے کہہ کر اُس نے نئی چال چلنے کو بچھائی گئی بساط پر نظریں جما کر ایک نظر مُسکراتے احمد حَسن صاحب کو دیکھا اور پِھر فاتحانہ نظروں سے آگے ہوا۔

"اور یہ۔۔۔۔شہہ مات ہوئی، بابا جان!" اُسکے مُسکراتے لہجے پر احمد حَسن قہقہ لگا کر ہنس پڑے۔

"تم شہہ مات کا مطلب سمجھتے ہو نہ۔" احمد حَسن کا وہ سوال نہیں تھا۔ سُبکتگین کو خبر تھی۔

"سمجھتا ہوں۔" اُسکی تائید پر اُنہوں نے آگے ہو کر اُسکا کندھا تھپتھپایا۔

"بساط میں چال اِیسی ہی چلتے ہیں کہ شہ مات صرف تمہاری جانب سے ہو تا کہ کھیل بھی صرف تم ہی ختم کرو۔" نرمی سے کہہ کر اُنہوں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے مُسکراتے سُبکتگین نے ایک جھٹکے سے مضبوطی کے ساتھ تھام لیا۔

"مُقابل کو لگے کہ اُسے شہہ مات ہوئی ہے لیکن اصل میں اُس بچھائی بساط سے دبے پاؤں نکلنا ہی شہہ مات ہے۔" سُبکتگین کے مُسکراتے لہجے میں کچھ اِیسی معنی خیزی تھی کہ ایک پَل کو ٹھٹھک کر پورے دِل سے مُسکرا دیئے۔ وہ اُنکے ہاتھوں کا پلا بڑھا تھا۔ وہ قاتل ہو کر بھی معصوم تھا۔ شہہ مات دے کر بھی مات دیئے بغیر کھیل سے دبے پاؤں نکل آنے والا۔ اُسے ثبوت دیتی ہالہ سرور اپنے اندازے میں بالکل سہی تھی۔ سُبکتگین حیدر ظُلم کے چکر کو طویل کرنے کے لیے نہیں بلکہ توڑنے کے لیے اِس دُنیا میں بھیجا گیا تھا۔

"اسلام و علیکم!" کال اُٹھائے جانے پر دوسری جانب سے آتی آواز پر لَیلیٰ ساکن ہوئی۔

""وعلیکم اسلام، سُبک کہاں ہے؟" وہ یقیناً کسی عورت کی آواز تھی مگر وہ اپنائیت بھری آواز لَیلیٰ پہلی بار سُن رہی تھی۔

"وہ باہر ہیں۔ آپ کون؟" بامُشکل اعصاب یکجا کر کے اُس نے آہستگی پوچھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میں دریا ہوں، سُبک کی بہن اور تم۔۔۔ تم گُلِ لَیلیٰ ہو نہ۔" دوسری جانب سے جو کہا گیا اُس پر لَیلیٰ نے بے یقینی سے سیل فون اپنے سامنے کیا۔ وہ کسی باہر مُلک کا نمبر تھا۔

"سُبک نے تمہارے بارے میں اِتنا بتا رکھا ہے کہ تمہاری آواز سے میں نے تمہیں پہچان لیا۔" اُسکے مُحبت بَھرے لہجے کی لگاوٹ نظر انداز نہیں کی جا سکتی تھی۔

"آپ۔۔۔ آپ زندہ ہیں؟ مُجھے بہت خوشی ہو رہی ہے یہ جان کر۔" لَیلیٰ بے اِختیار پُر سکون ہوتے اعصاب کے ساتھ مُسکرا دی۔

"ہمم! میں زندہ ہوں اور انگلینڈ میں رہتی ہوں۔ سُبک نے تم دونوں کے ولیمے کی دعوت دی ہے مُجھے۔" اُسکی کہے جانے پر لَیلیٰ چونک گئی۔

"تمہیں دیکھنے کا بہت شوق ہے کیونکہ تم سُبکتگین کی مُحبت ہو نہ۔" اُسکی اگلی بات پر لَیلیٰ کا چہرہ گُلابی ہوا۔

"جانتی ہو جب وہ تمہارا ذکر کرتا تھا، تمہاری باتیں کرتا تھا تو میں حیران ہوتی تھی کہ اِتنے واضح اِشارے ہیں اُس لڑکی کے مُحبت میں مُبتلا ہونے کے اور میرا بھائی بُدھو، اِظہار چاہتا ہے۔" وہ اِیسے لَیلیٰ سے باتیں کرنے لگی تھی جیسے زمانے کی شناسا ہو۔

"لیکن پِھر میں سمجھ گئی کہ مُحبت میں اظہار نہ ہو تو معلوم نہیں ہوتا۔ معلوم ہو کر بھی بے یقینی سی رہتی ہے جِسکو دوام اِظہار ہی بخش سکتا ہے۔" اُس لڑکی کی آواز کم عُمر سہی، لہجے میں پُختگی اور سنجیدگی تھی۔

"آپ کب آ رہی ہیں یہاں؟" اُس آواز کی اُداسی پر لَیلیٰ نے نرمی سے کہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بس کچھ دِن میں۔ مزید یہاں نہیں رہا جاتا۔ سب کچھ کاٹ کھانے کو دوڑنے لگا ہے۔" اُسکی اگلی بات پر لَیلیٰ ٹھٹک گئی۔

"میں یہاں پی-ایچ-ڈی کر رہی تھی۔ ہو گئی ہے تو آ رہی ہوں۔" لَیلیٰ کو اُسی سوال کا جواب مِل گیا جو پوچھنے والی تھی۔

"ماشاءاللہ! خیریت سے آئیں۔ آپ سے اور سکینہ سے مِلنے کی بہت خواہش تھی میری۔" اُسکے جُوش سے کہے جانے پر دَریا دھیرے سے مُسکرا دی۔

"تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں؟" کچھ دیر کی خاموشی کے بعد دریا نے آہستگی سے کہا۔

"جی! کیسی بات؟" وہ راز کی نہیں کہہ سکی کیونکہ شاید جانتی تھی اور جاننا بھی چاہتی تھی۔

"سُبکتگین نے دوسرا قتل نہیں کیا۔" وہ بات ششدر کر دینے والی نہیں تھی۔

"میں جانتی ہوں۔" لَیلیٰ نے آہستگی سے کہا۔

"لیکن یہ نہیں جانتی کہ وہ قتل وجی سے ہوا تھا۔" اُسکی اگلی بات پر لَیلیٰ کی گرفت سیل فون پر مضبوط ہوئی۔

"ہم سب جب وہاں سے بھاگ رہے تھے تب پیچھے سے معید نے گولی چلائی تھی۔ اُسکا نشانہ سکینہ بنی تبھی وجی نے غصے میں آ کر معید پر فائر کیا جو سیدھا اُسکی پیشانی پر جا لگا تھا اور پِھر اُسکے ساتھیوں نے وجی پر فائر کھول دیئے۔ سکینہ اور وجی زیادہ گولیاں لگنے کی وجہ سے وہیں دَم توڑ گئے۔ مُجھے سُبک نے دیوار کی اُوٹ میں کر دیا تھا اور خود اُسکو بازو پر گولی لگی تھی۔" وہ اِیسے بولتی چلی جا رہی تھی جیسے نہ جانے، نہ جانے کب سے بولنے کا موقع نہ مِلا ہو۔ جیسے اَب یہ سب وہ مزید اپنے اندر دفن نہیں رکھ سکتی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"پہلے معید اور سُبک کی ہاتھاپائی بھی ہوئی تھی تو یہی اُسکو سوجھا کہ وجی پر قتل کا اِلزام نہ آنے دے۔ پولیس کے آتے ہی اُس نے مُجھے جیپ لے کر وہاں سے جانے کو کہا اور خود گن سے وجی کے نشانات ہٹا کر خود کو قاتل ثابت کتنے پر بضد ہو گیا۔" بات طویل مگر جان گُسل تھی۔ برسوں کا بُوجھ تھا جسے نکلنے کو راستہ مِل گیا تھا۔ وہ راز جو اپنے اصل بوجھ سے بھی زیادہ بھاری تھا۔

"جانتی ہو سُبک نے وجی کو قاتل کیوں نہیں بننے دیا اِس لیے نہیں کہ وہ سکینہ کے ساتھ قتل ہو گیا بلکہ اِس لیے کیونکہ وہ چاہتا تھا اُسکے بھائی کو مرنے کے بعد بھی اچھے لفظوں میں یاد کیا جائے۔ اُس نے جیل جانے سے قبل مُجھے یہی کہا تھا کہ قاتل، مَر جانے کے بعد بھی قاتل ہی رہتا ہے۔ لوگ وہ اَسباب نہیں پوچھتے جسکے سبب کوئی قاتل بنتا ہے اور میں تو پہلے ہی ایک قتل کر چُکا ہوں تو اُسکی ہی سزا سہی۔" دَریا کا لہجہ گلوگیر ہوا جبکہ لَیلیٰ نے آنکھوں سے پَھسلتے آنسو ہاتھ کی پُشت سے صاف کیے۔

"میرے بھائی کے ساتھ بہت مُحبت سے رہنا، لَیلیٰ۔ وہ بہت عظیم ہے اور اُسکو زندگی میں کبھی مت بتانا کہ تم اُسکا راز جانتی ہوں ورنہ سُبک ساری زندگی مُجھ سے اور مِحشر میں وجی کے سامنے سَر نہیں اُٹھائے گا۔" دَریا کی اِستدعا اُسکے دِل کی آواز تھی۔ اُس راز کو افشاء ہو کر بھی پوشیدہ رہنا تھا۔

✓تُو نے یہ کیا غضب کیا، مُجھ کو بھی فاش کر دیا

میں ہی تو ایک راز تھا، سینۂ کائنات میں۔۔۔

(علامہ مُحمد اقبال)

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

چار سال بعد!

"کیا بات ہے کیوں نگین کو آتے جاتے گھور رہی ہو؟" ابھی ہی وہ سٹور سے واپس آئی تھی اور جب سے آئی تھی سُبکتگین اُسکی نظروں کی زد میں تھا۔ لیپ ٹاپ پر تیزی سے چلتی سُبکتگین کی اُنگلیاں تھمیں۔ چونک کر اُس نے احمد حَسن کو دیکھا جِن کی گود میں بامُشکل تین سال کی بادامی رنگ بالوں اور سیاہ گہری آنکھوں والی بچی بیٹھی اِرد گرد بکھرے کھلونوں سے کھیلنے میں مگن تھی۔

"صُبح سٹور جاتے ہوئے بھی لَیلیٰ بہت غصّے میں تھی سُبک۔ اپنی خیر مناؤ۔" کاونٹر پر چائے کی ٹرے رکھ کر باہر نکلتی دَریا کی جانب سے بتائے جانے پر سُبکتگین نے چونک کر لَیلیٰ کو دیکھا جو گولڈن رنگ کے کپڑوں میں آنکھوں کو بڑا بَھلا سا تاثر دے رہی تھی۔

"کیا ہوا، گُلِ لَیلیٰ؟" نرمی سے اُٹھ کر اُسکے دونوں ہاتھ تھام کر اپنی جانب اُسکے خفا چہرے کا رُخ کیا جبکہ لَیلیٰ نے خفگی کے باوجود نگاہ بَھر کر سُنہری فریم والی گلاسز کے پیچھے سے جھانکتی سیاہ آنکھوں کو دیکھا جو آج بھی اُسی قوت سے دِل کی دَھڑکنیں مُنتشر کر دیتی تھیں۔

"تمہیں نہ میں کچھ دِن سے نظر نہیں آ رہی، ہیں نہ؟" اُسکے کڑے سوال پر احمد صاحب نے مُسکراہٹ دبا کر دَریا کو دیکھا جِسکا چہرہ ہنسی دبانے کے چکر میں سُرخ ہونے لگا تھا۔

"خُدا کا نام لو، یار! تمہیں دیکھے بغیر مُجھے سانس نہیں آتی اور تم۔۔۔" اُسکے ہاتھ نرمی سے سہلا کر بڑی مُحبت سے ہونٹوں سے لگائے گئے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"بابا۔۔۔!ماما تارہی تھیں۔۔۔" قبل اِسکے کہ وہ ذرا سی بچی اُسکا بھانڈا پھوڑتی، لَیلیٰ سُبکتگین کو پَرے دھکیل کر اُس تک گئی اور گھُور کر اُسے دیکھا۔

"بابا! مما مُجھے دھمکا رہی ہیں۔" اُس بچی کی بیان بازی پر جہاں لَیلیٰ ہک دَق ہوئی وہیں حَسن صاحب اور دَریا کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"شہری کی بچی!" جِس طرح وہ تلملائی، تین سالہ بچی کِھلکھلا کر ہنستی چلی گئی اور اُسکے ہنسنے پر سارا ماحول خوشگوار ہو گیا۔ ساری ناراضگی بُھول کر لَیلیٰ نے دانت پیس کر مُسکراتے سُبکتگین کو دیکھا اور اُس آفت کی پرکالہ ہو دیکھا جِس میں اُن سب کی زندگی تھی۔

"شُکر کرو ہماری بیٹی نے تمہیں بچا لیا۔ ورنہ تم تو گئے تھے میرے ہاتھوں۔" سُبکتگین کو اچھی طرح باور کروا کر بیگ سائیڈ پر پھینکتے ہوئے وہ کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ سُبکتگین نے بوکھلا کر اُن تینوں کو دیکھا۔

"بابا! مما کل سے ناراض ہیں آپ سے۔" شہر زاد کی اطلاع پر سُبکتگین کے ہاتھوں کے طوطے، کبوتر سب اُڑھ گئے۔

"جا کر مناؤ اُسے ورنہ تمہیں چین نہیں آئے گا۔" دَریا نے ہاتھ کے اِشارے سے اُسے جانے کا اِشارہ کیا اور جِس پُھرتی سے وہ بھاگا سب کے ساتھ شہر زاد بھی ہنسنے لگ گئی۔ قہقہوں کی آواز پر دروازہ کھول کر اندر آتے سُبکتگین کو دیکھ کر لَیلیٰ نے خفگی سے چہرہ پھیر لیا۔

"یار! بتاؤ تو سہی۔ کیوں ظُلم کر رہی ہو؟" وہ مُحبت سے اُسکے سامنے دوزانوں بیٹھ گیا۔

"تمہیں یہ بھی معلوم نہیں میں کیوں ناراض ہوں؟" لَیلیٰ نے تحیر سے اُسکو دیکھا جب کہ سُبکتگین نے نرمی سے اُسکے ہاتھ تھام لیے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اچھا، بتاؤ! کِس بات پر ناراض ہو؟" اُٹھ کر اُسکے عین سامنے بیٹھتے ہوئی اُس نے محبوبیت سے کہا۔

"بتاؤ تو!" سُبکتگین نے اپنی جانب اُسکو متوجہ کرنا چاہا۔

"گُلِ لَیلیٰ!" وہی حربہ آزمایا گیا جو سیدھا دِل پر جا لگتا تھا۔ تیز ہوتی دَھڑکنوں کے ساتھ چہرہ اُٹھا کر اُس کو دیکھا۔

"تم بد تمیز! معلوم ہے نہ تم میرا نام اِیسے لیتے ہو تو میرا دِل مُٹھی میں آجاتا ہے۔" اُسکے روہانسے لہجے پر سُبکتگین کا جاندار قہقہہ بڑا ہی بے ساختہ تھا۔

"تبھی تو لیتا ہوں کیونکہ جانتا جو ہوں اپنی بیوی کی مُحبت کو۔" نرمی سے اُسکا گلابی ہوتا گال تھپتھپا کر اُن لرزتی بادامی آنکھوں میں دیکھا۔

"مُجھے تمہاری سالگرہ یاد ہے، گُلِ لَیلیٰ!" اُن آنکھوں میں دیکھ کر بڑی نرمی سے کہتے ہوئے لَیلیٰ کو چونکا دیا۔

"میں تمہیں حیران کرنا چاہتا تھا اور تم ناراض ہو گئی ہو۔" اُسکو افسردہ ہوتے دیکھ کر لَیلیٰ ساری ناراضگی بھاڑ میں جُھونک کر اُسکے ہاتھوں پر گرفت مضبوط کی۔

"مُجھے لگا تم کام میں مصروف۔۔۔" اُس نے آہستگی سے کہتے ہوئے اپنے خدشات روک لیے۔

"تین سال ہوں یا تیس ہزار سال تم میری اولین مُحبت، میری پہلی ترجیح ہو۔ سانس لینا کوئی کیسے بُھول سکتا ہے، گُلِ لَیلیٰ؟" اُس دِلرُبا بات پر لَیلیٰ کی آنکھوں کی سطح تیزی سے بھیگنے لگی۔

"مُجھے اِیسے ہی تو تم مُحبت نہیں ہوئی۔" ایک ناز سے کہہ کر اُس نے آگے کو ہوتے ہوئے سُبکتگین کا بازو تھاما اور شانے پر سَر ٹِکاتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تمہارا تو میری زندگی میں آنا ہی بہار تھا اور پھر تم نے اولاد کا تحفہ دے کر میری زندگی مکمل کر دی ہے۔ تم سے کیسے بے نیاز ہو سکتا ہوں؟" ہر اعتراف کے آخر میں کیے جانے والا سوال دَھڑکنیں ہلا دینے والا تھا۔

"ہمارے بچوں کے بچے بھی جب شادی کے قابل ہو جائیں گے تب بھی تمہیں دیکھ کر سانس لوں گا۔" اُسکی آخری مُبلغہ آرائی پر لَیلیٰ مُسکرا کر پیچھے ہوئی۔

"مگر ہماری تو ایک ہی بیٹی ہے۔" اُسکی مُسکراتی یاد دہانی پر سُبکتگین نے چونک کر اُسکو دیکھا۔

"تو اللہ پاک اور بھی تو دیں گے۔ اَب مُجھے اپنے جیسا بیٹا مِل جائے تو۔۔۔" اُسکے کہے جانے پر لَیلیٰ نے مُسکرا کر اُسکا شانے پر ہاتھ مارا۔

"تمہاری چہیتی نے سُن لیا تو جَل کر کباب ہو جائے گی۔ بڑا اِتراتی پِھرتی ہے کہ تمہاری طرح آنکھیں اور چہرہ ہے۔" لَیلیٰ کی یاد دہانی پر سُبکتگین نے مُسکراہٹ دبائی۔

"اُسکو کچھ مت کہو۔ وہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔" سُبکتگین کے فوراً سے پیشتر اُٹھنے پر لَیلیٰ کی ہنسی بے ساختہ تھی۔

"بابا کل مُجھے کہہ رہے تھے نگین، شہری کو اگلے گھر نہیں جانے دے گا۔" مُسکراہٹ دبا کر جو کہا گیا سُبکتگین کی اُس پر آنکھیں چمک اُٹھیں۔

"یا اللہ! یہ میں نے پہلے کیوں نہیں سوچا۔ اگر ہمارا داماد یہاں ہم سب کے ساتھ رہن۔۔۔" اُسکی پلاننگ ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی تھی اور لَیلیٰ کی ضبط کر رکھ ہنسی بے ساختہ تھا۔

"ابھی اُسکے ڈائپرز چینج ہوتے ہیں، سُبکتگین صاحب۔ اُسکے اسکول جانے کی عُمر بھی نہیں ہوئی ابھی اور تم۔۔۔۔" ہنس ہنس کر نڈھال ہوتے ہوئے وہ بار بار اُسی کے شانے پر سَر رکھتی جِس کا مزاق اُڑا رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"تم میرا مزاق اُڑا رہی ہو؟" چہرہ پھیر کر اُس نے سُرخ ہوتی لَیلیٰ کو نگاہ بَھر کر دیکھا۔

"نہیں! میں آپ پر ہنس رہی ہوں۔۔۔" پھِر سے ہنس پڑتے ہوئے اُس نے سُبکتگین کو بھی مُسکرانے پر مجبور کر دیا۔

"تمہیں نہ میری مُحبت نے بگاڑ دیا ہے، نہیں؟" مُسکرا کر اُسکی ستواں ناک سے ناک ٹکرائی۔

"ہاں، تو! دو طرفہ مُحبت میں اِیسا ہی ہوتا ہے۔" کندھے اَچکا کر اُس نے پھِر سے اپنے محبوب شوہر کے کندھے سے سَر ٹِکا لیا۔

"اچھا دریا کے رشتے کے لیے کو جو لوگ آرہے ہیں اُس کے بعد کہیں سب گُھومنے چلیں۔" اُسکے ایک اور نئے پلان پر سُبکتگین نے ہنس کر اثبات میں سَر ہلاتے ہوئے اُسکا ہاتھ تھام کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ زندگی اِتنی آسان، اِتنی خوبصورت اور خوشگوار ہو گئی تھی کہ سُبکتگین حیدر کا ہر غم اپنی پہلی سی کشش کھو بیٹھے تھے۔ مُحبت نے ہم قدم ہوتے ہی ہر منفی جذبے اور رویئے کے خزاں رسیدہ پتوں کو جڑ سے اُکھڑ پھینک کر صحنِ دِل پر کبھی نہ ختم ہونے والی بہار کا موسم طاری کر دیا تھا۔

✓جِس سمت بھی دیکھوں نظر آتا ہے کہ تم ہو

اے جانِ جہاں! یہ کوئی تم سا ہے کہ تم ہو

یہ خُواب ہے، خُوشبُو ہے، جھونکا ہے کہ پَل ہے

یہ دُھند ہے، بادل ہے، سایہ ہے کہ تم ہو

اِس دید کی ساعت میں کئی رنگ ہے لرزاں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

میں ہوں کہ کوئی اور ہے، دُنیا ہے کہ تم ہو

دیکھو یہ کسی اور کی آنکھیں ہیں کہ میری

دیکھوں یہ کسی اور کا چہرہ ہے کہ تم ہو

یہ عُمرِ گریزاں کہیں ٹھہرے تو یہ جانوں

ہر سانس میں مُجھ کو یہی لگتا ہے کہ تم ہو

ہر بزم میں موضعِ سُخن دِل زدگاں کا

اَب کون ہے، شیریں ہے، لَیلیٰ ہے کہ تم ہو

اِک دَرد کا پھیلا ہوا صحرا ہے کہ میں ہوں

اِک موج میں آیا ہوا دریا ہے کہ تم ہو

آباد ہم آشفتہ سَروں سے نہیں مقتل

یہ رَسم ابھی شہر میں زندہ ہے کہ تم ہو

اے جانِ فراز! اِتنی بھی توفیق کسے تھی

ہم کو غمِ ہستی بھی گوارا ہے کہ تم ہو۔۔۔

(احمد فراز)

ختم شُد!

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

السلام علیکم احباب۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کرکے ہی پبلش کیا جاتا ہے چوُک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے "ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ /گروپ / پیج / یوٹیوب چینل دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں ۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کرکے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Nkd (ZT) (UserName: Novelskiduniya77)

Youtube Channel: Novels Ki Dunya (NKD) Official

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے Blue الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے شکریہ۔۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram